جلد دوم

مرتب

عمر فاروق قدوسی

www.KitaboSunnat.com

خطبات

شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

6074

خطبات

شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

جلد دوم

مُرتّب

عمر فاروق قدوسی

www.kitabosunnat.com

مکتبہ قدوسیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت
کی
نشر و اشاعت
کے لیے
کوشاں

اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

اشاعت ـــــ ۲۰۱۲ء

قدوسیہ اسلامک پریس
مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ◎ غزنی سٹریٹ ◎ اردو بازار ◎ لاہور پاکستان

Tel: +92-42-37351124,37230585
maktaba_quddusia@yahoo.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

○ معمولی سا شرک تمام نیک اعمال برباد کر دیتا ہے 7
○ توحید اللہ العالمین اور ردّ شرک 29
○ دل میں صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کا خوف ہو 49
○ شجاعت مصطفیٰ ﷺ 69
○ معراجِ مصطفیٰ (ﷺ) سے ہمیں کیا درس ملتا ہے؟ 93
○ نبی کریم ﷺ کو معراج سے پہلے کن مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟ 112
○ جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب عطا ہوا 132
○ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟ 136
○ حضراتِ صحابہ کا جذبۂ اطاعتِ رسول ﷺ 152
○ نبی رحمت ﷺ کے بعد افضل ترین ہستی کون؟ 172
○ حجیت حدیث 200
○ کیا ہدایت کے لیے قرآن کافی ہے؟ 216
○ انکارِ رجم یا انکارِ حدیث؟ 238
○ دین میں قبولیت کا معیار 259
○ سنت اور بدعت 262
○ ''عید میلاد النبی'' کی شرعی حیثیت 278
○ زکوٰۃ کے کچھ مسائل 304
○ اختلافِ امت اور دعوتِ اہل حدیث 325

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ○ پچاس ہزار سال کا دن اور اس کے لیے ہماری تیاری 344
- ○ حضرت علی اور حضرت حسن کے حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہم سے اختلاف کی نوعیت 369
- ○ مدینہ سے کوفہ تک 390
- ○ علمائے اُمت محافظین شریعت محمدیہ 411
- ❀ جب عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی 421
- ○ اعتکاف کے مسائل 428
- ❀ شیخ العرب والعجم حضرت حافظ محمد گوندلوی کی وفات 431
- ❀ لیلۃ القدر 432
- ❀ مرکز اہل حدیث کے لیے دعا 432
- ○ ایمان، اکل حلال اور سود 434

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کا شمار اسلام کے ان ''مجاہدین'' میں ہوتا تھا، جن کے قلم کی کاٹ تلوار کی دھار کو بھی ماند کرتی تھی۔ جنہوں نے اپنے قلم سے وہ کام لیا جو بڑے بڑے جغادری بھی نہ کر سکے۔ حضرت علامہ تحریر اور تقریر ہر دو میدانوں کے شاہ سوار تھے۔ انہوں نے ان میدانوں میں اس شان سے حکومت کی کہ کوئی ان کا حریف نہ تھا۔ اپنی تحریر کے ذریعے باطل فرقوں کے متعلق مدلل گفتگو کی۔ ان کے دلائل اس قدر زور دار تھے کہ کسی سے جواب نہ بن پڑا۔ ان کی تقریر کی کاٹ سے جابر حکمران بھی خوف کھاتے تھے اور دین کو بدعات و رسومات میں تبدیل کرنے والے اصحابِ جبہ و دستار بھی۔ کیونکہ ان کی تقریر بھی دلائل و براہین کا شاہکار ہوا کرتی تھی۔ قادر الکلامی، بے خوفی، بے باکی ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ مداہنت اور حکمت کے نام پر بزدلی سے کوسوں دُور تھے۔ جس بات کو حق سمجھتے، اس پر ڈٹ جاتے۔ کسی قسم کا خوف اور لالچ ان کے راستے میں حائل نہ ہوتا۔ وہ اللہ کے دین کے لیے خالص تھے۔ ان کی زندگی ''کلمة الله العليا'' کی تفسیر تھی۔ اسلام کے اس بطل جلیل اور مرد جری کے یہی اوصاف ان کی شہادت کا سبب ٹھہرے۔

آج ان کی شہادت کو ربع صدی بیت چکی ہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو وہ لاہور میں ''اہل حدیث کانفرنس'' میں بم دھماکے میں زخمی ہوئے اور ۳۱ مارچ ۱۹۸۷ء کو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے الریاض، سعودی عرب اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر دی۔ مدینہ طیبہ سے ان کو فطری لگاؤ تھا کہ خاک مدینہ سے ان کا خمیر اُٹھا تھا، جوارِ نبوی میں آسودۂ خاک ہوئے۔ پچیس برس کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے کل کی بات ہو۔ ان کی یادیں ہیں کہ سمیٹنا مشکل ہے۔ ان پچیس برسوں میں کون سا لمحہ ایسا ہو گا کہ ان کی یاد نہ آئی ہو۔ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے چاہنے والوں کے لیے ایک سائبان تھے کہ جس کے سائے تلے وقت کے گرم و سرد تھپیڑوں سے محفوظ رہا جا سکتا تھا۔ ان کی زندگی ایثار اور قربانی ایسے اوصاف سے عبارت تھی اور آج صورتِ حال اس کے برعکس ہے۔ لوگوں کے خطبات و وعظ بے رنگ ہو چکے ہیں۔ جلسوں کا رواج تو ابھی تک ہے لیکن ایسے خطیب نہیں رہے کہ جن کی خطابت کے دوران وقت کی نبض رُک جائے۔ سننے والے مبہوت بھی ہو جائیں اور مسحور بھی۔ لوگ جن پر دل و جان سے فدا ہوں۔ جن کے لیے فلک شگاف نعرے بلند ہوں اور لوگ جن کی تقریر سننے کے لیے اہتمام سے جائیں۔ اب تو حالات کا دھارا بالکل ہی بدل چکا ہے۔

زاغوں کے تصرف میں ہے عقابوں کا نشیمن

۱۹۹۲ء میں ان سطور کے راقم نے حضرت علامہ رحمہ اللہ کے خطبات مرتب کیے۔ بے حد پسند کیے گئے۔ تا حال مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ لمبے عرصے سے حضرت علامہ کے چاہنے والوں کی خواہش تھی کہ اس سلسلے کو آگے بڑھایا جائے۔ کاتبِ تقدیر نے اس نیک کام کے لیے جو وقت مقرر فرمایا، وہ آ ہی گیا۔ طویل وقفے کے بعد ان کے خطبات کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ سر دست تو جذبات جوان ہیں اور ہمتیں توانا۔ ارادہ بھی پختہ ہے کہ جلد بہت جلد اس سلسلے کو آگے بڑھایا جائے تاکہ حضرت علامہ رحمہ اللہ کے مداحین کی تسکین بھی ہو اور صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے افراد کی رہنمائی کا سامان بھی پیدا ہو۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

حیدر آباد سے تعلق رکھنے والے ایک بہت ہی مخلص دوست ابو عبداللہ فیصل ندیم کا میں بے حد شکر گزار ہوں کہ انھوں نے ہر ملاقات میں خطبات کی آئندہ جلد کی خواہش ظاہر کی اور دعوتی میدان میں خطباتِ علامہ احسان الٰہی ظہیر کی اثر آفرینی سے آگاہ کیا۔ راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے عزیز دوست نصیر احمد کاشف نے احادیث کی تحقیق و تخریج کی سعادت حاصل کی۔ وہ بھی شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں۔

عمر فاروق قدوسی

اگست ۲۰۱۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

معمولی سا شرک تمام نیک اعمال برباد کر دیتا ہے

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ [البقرہ: ۲۰۸] [1]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

محمد رسول اللہ ﷺ اس کائنات میں امام ھدٰی، سرور کون ومکاں اور رہبر انسانیت بنا کر بھیجے گئے اور آپ نے دنیا والوں کو اللہ کے دین کے اپنانے، رب کی شریعت پر عمل کرنے، اللہ کی توحید کے ماننے، اللہ کی الوہیت اور یکتائی پر ایمان رکھنے اور اپنی رسالت و

[1] اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے مت چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبوت کو تسلیم کرنے کا حکم دیا۔

اسلام اور ایمان اصل میں انہی دو چیزوں کا نام ہے۔ آج جب کہ مسلمان انتہائی مقدس ایام گزار رہے ہیں اور اپنے آپ کو اللہ کے احکام کے مطابق اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے بھوک اور پیاس میں مبتلا کر کے، رب کی خوشنودی، رب کی رضا اور قرب حاصل کر کے ہمیں مقدس ایام کے گزارتے ہوئے اس بات کو بھی اپنے ذہن، اپنے دل اور اپنے خیال میں رکھنا چاہیے کہ ہماری یہ عبادت جسے ہم بڑی محنت سے ادا کر رہے ہیں، یہ عبادت جس میں ہم آج کل مشغول و مصروف ہیں، اس کی ادائیگی کوئی آسان کام نہیں ہے کہ گرمیوں کے انتہائی سخت دنوں میں اپنے آپ کو پیاسا رکھنا، صبح سے لے کر شام تلک اپنے آپ کو بھوکا رکھنا، ایسے ایام میں جب کہ جانور بھی بھوک اور گرمی کی شدت، حدت اور سختی و تمازت کو برداشت نہیں کر سکتے، ایسے ایام میں اپنے آپ کو ہر قسم کے خورد و نوش سے محروم رکھنا اور ان چیزوں کے کھانے پینے سے محروم رکھنا جن کو عام دنوں میں اللہ تعالیٰ نے حلال بنایا ہے۔ حرام سے نہیں، حلال سے اپنے آپ کو محروم رکھنا، سارا دن اپنے کاروبار، اپنی ملازمت، اپنی زمینوں، اپنے کھیتوں، اپنی صنعت و حرفت کے امور اور دیگر معاملات میں اپنے آپ کو مصروف رکھنا اور پھر شام ڈھلے روزہ افطار کر کے شب کی آمد کا انتظار کرنا، اس لیے نہیں کہ رات آئے تو تھکے ہوئے اور نڈھال جسم کو بستر کے حوالے کیا جائے بلکہ اس لیے رات کی آمد کا انتظار کرنا کہ دن تو اللہ کے حکم پر بھوک اور پیاس میں گزر گیا ہے، اب رات آئے تو رب کی بارگاہ میں اس بھوک اور پیاس کی توفیق پر سجدہ شکر ادا کیا جائے۔ اللہ کا قرآن سنا جائے، رب کی بارگاہ میں قیام کیا جائے، اللہ کے حضور کھڑا ہوا جائے، رب کی بارگاہ میں جھکا جائے، اس کے سامنے سجدہ ریز ہوا جائے، پھر اس بات کا انتظار کرنا کہ رات گئے تک انسان اللہ کی عبادت میں مشغول رہے اور ابھی بستر پہ نہ پہنچنے پائے کہ پھر اپنے کانوں کو منادی کی ندا پہ لگائے رکھنا کہ کس وقت نئے سرے سے بھوک اور پیاس کا عمل شروع ہو اور ہم اس کے لیے اپنے آپ کو آمادہ و تیار کریں، پھر بھوک اور پیاس کی ابتدا کر کے بستر پہ نہ لیٹنا، اذان دینے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والے کی ندا کا انتظار کرنا تاکہ اس کام کا آغاز ہو کہ جس کا انجام رب کی بارگاہ میں سجدے سے ہوا تھا، اسی طرح آغاز بھی رب کی بارگاہ میں سجدے سے کیا جائے، پھر فجر کی نماز پڑھنا اور اس کے بعد اپنے دنیاوی کاموں میں ایک بار پھر مشغول ہو جانا۔

یہ ساری محنت وجدوجہد، یہ ساری کوشش وکاوش، یہ ساری تگ ودو، یہ ساری تگ وتاز اس لیے کی جاتی ہے کہ اللہ راضی ہو جائے اور یہ عمل ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے۔

آج کی گرمی، آج کی بھوک، آج کی سختی، آج کی تکلیف، آج کی کٹھنائی اور آج کی مصیبت اس لیے برداشت کی جاتی ہے کہ انسان قیامت کے دن کے بعد کی مصیبتوں سے بچ جائے۔ آج اس بھوک اور اس کی سختیوں کو انسان اس لیے برداشت کرتا ہے کہ اللہ رب العزت آج کی دھوپ کو قیامت کے دن کی اس دھوپ کے لیے سایہ بنا دے جو اتنی کڑی اور تیز ہوگی کہ انسان حواس باختہ ہو جائیں گے اور ماؤں کے پیٹ سے ان کے بچے گر جائیں گے۔

﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ [الحج: ٢] (1)

ماں اللہ تعالیٰ نے اتنی پیاری تخلیق کی ہے، دنیا میں کسی کو کسی سے اتنا پیار نہیں ہوتا جتنا ماں کو اپنے بیٹے سے ہوتا ہے اور پھر بیٹا بھی وہ جو چھاتی سے لگ کر دودھ پینے والا ہو، اس کے ساتھ ماں کی محبتوں کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ عرش والے نے اپنے قرآن میں فرمایا کہ وہ دن اتنا سخت ہوگا کہ مائیں اپنے بچوں کو اپنی چھاتیوں سے اس طرح نوچ کر پھینک دیں گی جس طرح کسی اجنبی چیز کو پھینکا جاتا ہے۔

﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ

(1) جس روز تم اس کو دیکھو گے تو دودھ پلانے والی مائیں اپنی اولاد کو جسے انہوں نے دودھ پلایا ہوگا، بھول جائیں گی۔ ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی اور تم سب لوگوں کو متوالے دیکھو گے حالانکہ وہ متوالے نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَمۡلٍ حَمۡلَهَا﴾

حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔

﴿وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى﴾

لوگ گر رہے ہوں گے، بہک رہے ہوں گے، دیکھنے والا دیکھے تو سمجھے کہ شائد شراب کے نشے میں مدہوش ہیں۔ قرآن نے کہا:

﴿وَ مَا هُمۡ بِسُكٰرٰى﴾

شراب کا یا کوئی اور نشہ نہیں۔

﴿وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيۡدٌ﴾

اللہ کے شدید عذاب نے ان کے ہوش وحواس گم کر رکھے ہوں گے۔

آج کی یہ ساری بھوک، آج کی یہ ساری پیاس، آج کا یہ سولہ سترہ گھنٹے کا دن بغیر پانی پینے کے گزارنا کتنا کڑا اور مشکل ہو جاتا ہے کہ آدمی گھڑیاں گنتا رہتا ہے اور ہم میں سے ہر شخص جو کام کاج کرنے والا ہے، جس کے کندھوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ ہے، وہ جانتا ہے کہ کتنی کڑی اور کتنی مشکل گھڑی اس پر آتی ہے۔ پھر جب ہلکان ہو کر گھر جاتا ہے، ہمہ وقت کبھی آسمان کے کناروں کو دیکھتا ہے کہ سورج کب ڈوبے گا، کبھی اپنی گھڑی پر نظر ڈالتا ہے کہ افطاری کا وقت کب ہوگا۔ ہم سے یہ سولہ سترہ گھنٹے نہیں گزرتے لیکن ہم ان گھنٹوں کی پیاس اس لیے برداشت کرتے ہیں کہ اس لمبے دن کی پیاس سے محفوظ رہ جائیں جو دن سترہ گھنٹے کا نہیں ہوگا!

﴿خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ﴾ (المعارج: ٤)

ایک دن اتنا لمبا ہوگا کہ پچاس ہزار سال گزر جائیں گے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو ساری کائنات کے سردار اور کونین کے امام ہیں، جب قیامت کا ذکر آتا تو اس محبوب خدا کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ اللہ اتنا لمبا دن کیسے گزرے گا؟ کھانے کو کچھ ہوگا نہ پینے کو کچھ ہوگا۔ نہ گرمی سے بچاؤ کے لیے پنکھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ایئر کنڈیشنر ہوں گے، پنکھے اور ایئر کنڈیشنر تو بڑی بات ہے، آقائے کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بھوک اور گرمی سے بچاؤ کے لیے سر پہ کوئی سائبان اور چھت بھی نہیں ہوگی کہ لوگ سائبان کے نیچے کھڑے ہوں۔ ❶ اور کچھ نہیں تو درخت کے نیچے کھڑے ہو جائیں۔

ہم نے دیکھا ہے کہ اللہ کے ایسے مومن بندے بھی ہیں جو روزہ رکھ کے زمینوں میں کاشت کرتے ہیں، گرمی کی شدت ہوتی ہے تو پانی کے کھال کے کنارے درخت کے نیچے ستا لیتے ہیں، وقت گزار لیتے ہیں۔ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن چٹیل میدان ہوگا، کوئی سایہ دار جگہ بھی نہیں ہوگی، گرمی سے بچاؤ کے لیے ہاتھوں میں چھتریاں یا پنکھے بھی نہیں ہوں گے، جسم پہ کپڑے کی کوئی دھجی بھی نہیں ہوگی۔

آج گرمی سے بچاؤ کے لیے کیا کرتے ہو؟ باہر نکلتے ہو تو اپنے سروں پہ بھیگی ہوئی ٹوپیاں یا اپنی گردن پر رومال ڈال لیتے ہو اور طبیب اخبارات میں اعلان کرواتے ہیں کہ کڑی دھوپ میں نہ نکلنا اور اگر نکلنے کی ضرورت پڑے تو سر پہ سایہ کر کے نکلنا۔ تپش لگ جائے گی، لو لگ جائے گی۔ گردن توڑ بخار اور سن سٹروک ہو جائے گا۔ پانچ گھنٹے کی گرمی کے لیے اتنی احتیاطی تدبیریں اختیار کی جاتی ہیں۔ اصل گرمی تو گیارہ بجے شروع ہوتی ہے اور چار بجے ختم ہو جاتی ہے۔ سورج ڈھلنا شروع ہو جاتا ہے۔

آقا! پانچ گھنٹے کے لیے اتنا اہتمام...... پچاس ہزار سال کے لیے کیا انتظام ہے؟ یہ پوچھنے والی مومنوں کی ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ کائنات کے امام نے فرمایا: عائشہ! دھوپ سے بچنے کے لیے انسان کے جسم پہ کپڑے کی دھجی بھی نہیں ہوگی۔ لوگ مادر زاد ننگے ہوں گے۔ ❷

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ، حدیث: ٦٦٠، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اخفاء الصدقۃ، حدیث: ١٠٣١۔ بلفظ أسبعة یظلهم اللّٰه فی ظله یوم لا ظل الا ظله.

❷ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الحشر، حدیث: ٦٥٢٧، صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فناء الدنیا، حدیث: ٢٨٥٩ عن عائشة رضي الله عنها.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آقا! سورج کتنی دور ہوگا؟ فرمایا سورج سوا نیزے پر ہوگا۔ ❶ آج سورج لاکھوں میل دور ہے لیکن اس کی تپش برداشت نہیں ہوتی اور اس دن سورج سوا ہاتھ پہ ہوگا۔

آقا! لوگوں کے پاؤں میں کیا ہوگا؟ فرمایا: عُرْيَانًا حُرًّا نہ جسم پہ کپڑا ہوگا نہ پاؤں میں جوتا ہوگا اور نہ سر پہ ٹوپی اور چھاتہ ہوگا۔

ام المومنین عرض کرتی ہیں آقا، مرد بھی وہیں ہوں گے، عورتیں بھی وہیں ہوں گی۔ یہاں ایئر کنڈیشنر لگے ہوئے، تھوڑے سے بندے اندر زیادہ آگئے، پنکھے چل رہے ہیں۔ چھت موجود، لیکن بندوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو ان کی ٹھنڈک اثر انداز نہیں ہوتی۔ اس دن آدم علیہ السلام سے لے کر قیامِ قیامت تک پیدا ہونے والے سارے انسان ایک میدان میں اکٹھے ہوں گے۔

آقا! کیا عورتیں الگ ہوں گی؟ مرد الگ ہوں گے؟ آقا علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، عورتیں بھی وہیں ہوں گی، مرد بھی وہیں ہوں گے۔ آقا کیا عورتیں بھی برہنہ، مرد بھی ننگے؟ کائنات کے امام نے فرمایا: عورتیں بھی برہنہ، مرد بھی ننگے۔ آقا عورتیں تو مارے شرم کے ڈوب مریں کہ مردوں کے ساتھ اکٹھی اور ننگی۔ مرد ان کی طرف دیکھیں گے۔ نبی پاک ﷺ نے قرآن کریم کی آیت پڑھی، ❷ فرمایا:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝﴾ [عبس: ٣٤تا٣٧] ❸

عائشہ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کی ہمت کہاں ہوگی۔ ساری کائنات کو اپنی پڑی ہوئی

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی صفة یوم القیامة، حدیث: ٢٨٦٤ عن المقداد رضی اللہ عنہ ومسند احمد (٥/٢٥٤) عن ابی امامة رضی اللہ عنہ۔

❷ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة عبس، حدیث: ٣٣٣٢۔ السنن الکبریٰ للنسائی (١١٦٤٧) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

❸ جس روز ہر آدمی اپنے بھائی سے، اپنی ماں سے، اپنے باپ سے، اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا۔ ہر ایک آدمی کو اپنا فکر ہوگا جو اس کو بے خبر کردے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگی۔ ماں بیٹے کو بھولے ہوئے۔ بیٹا باپ کو بھولے ہوئے۔ بھائی، بھائی کو بھولے ہوئے، ہر کسی کو اپنی پڑی ہوئی ہوگی۔ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کی جرأت ہی نہیں ہوگی۔ آقا پھر کیا ہوگا؟ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: جس نے رب کی رضا کے لیے، اللہ کی خوشنودی کے لئے، رب کے احکام پر عمل کرتے ہوئے، محمد ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے دنیا کی بھوک، پیاس اور گرمی کو برداشت کیا، قیامت کا دن ہوگا، اللہ کے فرشتے اللہ کے عرش کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ رب آواز دے گا کہ میرے فرشتو! آج یہ ساری کائنات مادرزاد ننگی میری بارگاہ میں کھڑی ہے۔

مسئلہ سن لو! یاد رکھنا، لوگوں نے ڈھکوسلے بنائے ہوئے ہیں کہ سید بچ جائیں گے، پیر، فقیر بچ جائیں گے۔ پوچھنے والے نے پوچھا، آقا! ساری کائنات برہنہ ہوگی؟ آپ نے فرمایا: کائنات کی کیا بات ہے، کائنات کے نبی بھی برہنہ ہوں گے۔

اللہ لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں تیرے نبی اقدس ﷺ پر۔ فرمایا سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا، وہ آمنہ کا لال یتیم مکہ ہوگا۔ جب مجھ کو لباس پہنایا جائے گا، میں دیکھوں گا کہ ادھر مجھے لباس پہنایا جارہا ہے اور ادھر میرے دادا خلیل اللہ کو لباس پہنایا جارہا ہے۔ (1) اللہ تعالیٰ آواز دیں گے اے میرے فرشتو! اللہ ہم حاضر ہیں۔ فرشتو! دیکھو اس میدان میں دھوپ میں کون کھڑے ہیں؟

اللہ ہمیں اس دن کی سختیوں سے محفوظ فرمالینا۔ امام کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: گرمی کی شدت سے لوگوں کے جسموں سے پسینے چھوٹ رہے ہوں گے۔ ایک ایک آدمی کے جسم سے اس طرح پسینہ نکلے گا کہ وہ اپنے پسینے کے اندر ہی ڈبکیاں کھا رہا ہوگا۔ (2) کبھی دھوپ میں

---

(1) مسند احمد (۱/۳۹۸)۔ سنن الدارمی (۲۸۰۰)۔ المستدرك للحاكم (۲/۳٦٤۔۳٦٥) وفیه "اول من یکس ابراهیم......ثم اوتی بکسوتی فالبسها..." وسنده ضعیف.

(2) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول الله تعالیٰ ﴿الا یظن اولئك انهم مبعوثون﴾، حدیث: ٦٥٣١، ٦٥٣٢ وصحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی صفة یوم القیامة، حدیث: ۲۸٦۲۔۲۸٦٤.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پانی رکھو اور پھر دیکھو کہ اس کا حال کیا ہوتا ہے، جب سورج لاکھوں میل دور ہے اور جب سوا ہاتھ پہ ہوگا تو اس پسینے کی کیفیت کیا ہوگی۔

حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ پسینہ اس طرح ابل رہا ہوگا کہ جس طرح کڑاہے میں کھولتا ہوا تیل ابلتا ہے۔ لوگوں کی زبانیں حلقوں سے باہر نکلی ہوئی ہوں گی، ایسے عالم میں عرش والا آواز دے گا میرے فرشتو! ان میں وہ بندے بھی ہیں جنہوں نے سخت گرمیوں کے دنوں میں میرے حکم پر تیس دن کے روزے رکھے، گرمیوں کو برداشت کیا، پیاس اور سختیوں کو برداشت کیا۔ اللہ ٹھیک ہے ان میں ایسے بندے بھی ہیں۔ فرمایا ان کو بلاؤ۔ اللہ ان کو لے کر کہاں چلیں؟ فرمایا میرے محبوب کے حوضِ کوثر پر لے کر جاؤ۔ [1]

بات آئی ہے تو سن لو! آج کی پیاس برداشت کرنے والے حوضِ کوثر پر آئیں گے، کائنات کے امام حوضِ کوثر پر بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ دائیں ہاتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں گے، بائیں ہاتھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اے صدیق و فاروق کو نہ ماننے والو، قیامت کے دن نبی ﷺ کے پاس حوضِ کوثر پر جا کر کیا کہو گے کہ نبی ﷺ جس کو بھی پیالہ تھمائیں گے، صدیق کے ہاتھ سے تھمائیں گے یا فاروق کے ہاتھ سے تھمائیں گے۔ اللہ فرمائیں گے فرشتو جاؤ تم بھی مدد کرو اور میرے محبوب کی امت کے ان لوگوں کو، جنہوں نے بھوک پیاس برداشت کی۔ نبی ﷺ کے ہاتھ سے حوضِ کوثر کا ایک پیالہ ان کو پلاؤ۔ آقائے کائنات نے فرمایا جس نے میرے ہاتھ سے پانی کا ایک پیالہ، ایک آبخورہ، ایک کٹورہ، ایک گلاس پی لیا، اسے پچاس ہزار سال تک پیاس نہیں لگے گی۔ [2] آقا کب تک نہیں لگے گی؟ فرمایا تب تک نہیں لگے گی جب تک جنت الفردوس میں داخل نہیں ہو جائے گا۔

اللہ کے رسول، پیاس کا تو اہتمام ہو گیا، گرمی کا کیا ہوگا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائیں گے،

---

[1] مسند البزار (٨١١٥) کما فی مجمع الزوائد (٣/١٨٥ـ١٨٦) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ.

[2] صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب في الحوض، حديث: ٦٥٨٣، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبينا ﷺ، حديث: ٢٢٩٠، ٢٢٩١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو لاؤ جنہوں نے گرمیوں کی چلچلاتی ہوئی دھوپ میں میری رضا کے لیے روزہ رکھا۔ اللہ کہاں لائیں؟ فرمایا: ان کو میرے عرش کے سائے کے نیچے کھڑا کردو۔ ❶

((یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ.))

اس دن اگر سایہ ہوگا تو صرف عرش والے کا سایہ ہوگا اور جو اس سائے کے نیچے کھڑا ہوگیا، فرمایا پچاس ہزار سال اس طرح گزر جائیں گے جس طرح پلک جھپکنے کا وقت گزر جاتا ہے۔

لوگو! یہ ساری کیفیات، یہ ساری نعمتیں کس کو حاصل ہوں گی؟

کون ہے جس کی یہ عبادت رب کی بارگاہ میں قبول ہوگی؟

کون ہے جس کو روزوں کا یہ صلہ ملے گا؟

کون ہے جس کی راتوں کا قیام رب کی بارگاہ میں مفید ثابت ہوگا؟

بات سمجھنے کی ہے۔ آج رمضان کا مبارک دن ہے، رمضان خود مبارک اور پھر یہ دوسرا عشرہ مغفرت کا عشرہ، پھر یہ وقت، یہ جمعہ کا دن اور یہ گھڑی قبولیت کی گھڑی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کا دن سارے دنوں کا سردار ہے۔ ❷ اس دن میں خطبے سے لے کر نماز تک ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جس پہ رب کی نظر کرم ہوجاتی ہے، اس کی کائنات بدل جاتی ہے۔ ❸ یہ دن بھی مبارک، مہینہ بھی مبارک، گھڑی بھی مبارک اور آج اس لحاظ سے بھی برکت کا دن کہ کئی ایسے چہرے بھی دیکھنے میں آئے جو مسجد میں سال کے بعد ہی دیکھے ہیں۔ پھر پتا نہیں کب دیکھے جائیں گے۔

---

❶ الاهوال لابن ابی الدنیا (۹۰) بسند ضعیف، الدر المنثور (۲۲۳/۱).

❷ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوٰة، باب فی فضل الجمعة، حدیث : ۱۰۸۴ بلفظ "ان یوم الجمعة سید الایام."۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل الجمعة، حدیث : ۸۵۴، بلفظ "خیر یوم طلعت علیه الشمس......"

❸ صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الساعة التی فی یوم الجمعة، حدیث : ۹۳۵، صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة، حدیث : ۸۵۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سن لو! روزے رکھنے والے بہت ہوتے ہیں اگرچہ مجموعی اعتبار سے کم ہیں...... اور روزے رکھنے والوں میں، قیام کرنے والے ویسے ہی کم ہوتے ہیں لیکن ان روزے رکھنے اور قیام کرنے والوں میں سے بھی

کس کی عبادت قبول ہوگی؟

کس کا روزہ اس کی نجات کا سبب بننے والا ہوگا؟

کس کا قیام اس کو عرشِ الٰہی کے سائے میں کھڑا کرنے والا ہوگا؟

کس کی پیاس اسے حوضِ کوثر سے پانی پلانے والی ہوگی؟

کیا سب روزے داروں کی؟ سب بھوک پیاس برداشت کرنے والوں کی؟ سب قیام کرنے والوں کی؟

نہیں۔ قرآن کہتا ہے صرف ان کی جن کے عقیدۂ توحید میں کوئی خلل موجود نہیں۔

سن لو! ایک کلمہ گو سارے کام کرے، حج کرے، زکوٰۃ دے، نماز پڑھے، روزہ رکھے، رات کو قیام کرے اور پھر بارگاہِ ربانی میں زیادہ نہیں تھوڑا سا، معمولی سا شرک بھی کرے۔

ہائے اللہ تیری قدرتوں پر قربان......

یہ روزے، یہ حج، یہ زکوتیں، یہ صدقات، یہ خیرات...... ان کی نبوت کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے؟ رسالت ونبوت کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ عرش والے نے نبوتوں کا نام لے کر فرمایا: تھوڑا سا شرک کرلیں تو نبوتیں بھی اکارت ہوجائیں، رسالتیں بھی ضائع ہوجائیں۔ اگر رب کی توحید میں تھوڑے سے خلل سے رسالت بھی کام نہیں آتی تو تیرا روزہ اور قیام کہاں کام آئے گا۔

سن لے! اگر چاہتا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں تیری عبادت کی قیمت پڑے تو جس کے لیے عبادت کرتا ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا گوارا نہ کرنا۔ سبب کیا ہے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ جب سچائی میں جھوٹ کی آمیزش ہوجاتی ہے تو سچائی مٹ جاتی ہے، جھوٹ نہیں مٹتا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ اور سچ مل جائے تو جھوٹ مٹ جاتا ہے۔ قرآن کریم کہتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے نہیں۔ پلیدی اور پاکیزگی مل جائے تو پلیدی نہیں مٹتی، پاکیزگی مٹ جاتی ہے۔ ایک من دودھ کا مٹکا اور دس قطرے پیشاب کے۔ اس سے کیا مٹا؟ ایک من دودھ کی پاکیزگی مٹ گئی اور دس قطرے پیشاب کی پلیدی غالب آ گئی۔ ساری زندگی کے اعمال اللہ کے لیے مٹ گئے، شرک غالب آ گیا۔

قرآن نے کہا:

﴿لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الانعام: ۸۸] (1)

قرآن کریم نے اٹھارہ نبیوں کا نام لے کے کہا۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت والیسع، حضرت ذالکفل، حضرت ادریس، حضرت زکریا، حضرت یونس، حضرت ایوب علیہم السلام اور دیگر، ان سب کا نام لے کر فرمایا:

﴿لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الانعام: ۸۸]

ان اٹھارہ جلیل القدر نبیوں سے رتی بھر شرک ہو جاتا تو نبوتیں بھی مٹ جاتیں۔

یہ تو اٹھارہ تھے۔ اب ان اٹھارہ کے امام کا نام لیا۔

کن کے امام کا نام لیا؟ فرمایا یتیم مکہ جس کو میں نے حوضِ کوثر کا والی بنایا ہے۔ تو بھی سن لے!

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

[الزمر: ٦٥] (2)

آپ سید الانبیاء ہیں، آپ سرورِ کونین ہیں، آپ رسول ثقلین ہیں، اگر آپ بھی شرک کا ارتکاب کر لیں تو آپ کی بھی قیادت و سیادت چھین لی جائے گی۔

ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے حج، ہماری زکوتیں، ان کی سید الانبیاء کے مقابلے میں قدر و قیمت کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ کوئی نسبت ہی نہیں۔ قیامت تک کے لیے

---

(1) اور اگر یہ بھی اللہ کا ساجھی بناتے تو ان کا بھی کیا کرایا سب اکارت جاتا۔

(2) اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنے والے مسلمانوں کی عبادتوں کی ان کے مقابلے میں کوئی وقعت ہی نہیں۔

روزہ اس کا ہے، بھوک پیاس اس کی ہے، راتوں کا قیام اس کا ہے جو غیر اللہ کی بارگاہ میں گردن جھکانا گوارا نہیں کرتا۔

توحید کسے کہتے ہیں؟ شرک کس کا نام ہے؟

اللہ کے فضل سے منبر پر کھڑا ہوں، تم آج بھی گواہ رہنا اور قیامت کے دن بھی گواہ رہنا۔ جس آدمی سے روزے میں خلل ہو گیا، گناہ ہو گیا، نظر کی آوارگی ہو گئی، زبان کی لغزش ہو گئی، دل کے خیالات میں فتور آ گیا، دماغ کے افکار میں خلل آ گیا، کوتاہیاں ہو گئیں لیکن شرک نہیں کیا وہ خدا کے فضل و کرم سے پل صراط پہ رکنے نہیں پائے گا، سیدھا جنت میں جا کے سانس لے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

روزے تیس نہیں رکھے، تین سو ساٹھ رکھے۔ ساری زندگی روزے رکھتا رہا، ساری زندگی صدقہ خیرات کرتا رہا۔ ہر سال حج کرتا رہا، غریبوں کے دکھ درد کا ساتھی رہا، کبھی تہجد کا ناغہ نہ ہونے دیا...... ذرا گردن غیر اللہ کی بارگاہ میں جھکا دی، قرآن کہتا ہے اس کے لیے ترازو ہی نہیں رکھا جائے گا کیونکہ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی بھی موجود نہیں ہے۔

ابھی بتلاؤں گا کہ شرک کسے کہتے ہیں اور توحید کسے کہتے ہیں۔ یہ تو ہمیں پتہ چل گیا کہ توحید کے بغیر چھٹکارا نہیں اور شرک اپنا کے گزارا نہیں لیکن توحید کیا ہے اور شرک کیا ہے؟

مسلمانو! محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان سن لو۔ لوگ عشق میں بے خود ہو کر کہتے ہیں یا رسول اللہ! تیرے دروازے پر آیا ہوں، تیری بارگاہ میں آیا ہوں۔

آپ کے سوا تو دروازہ کسی کا نہیں؟ کائنات میں اس سے بڑا دروازہ تو کسی کا نہیں؟ کیا پیر اور کیا فقیر، کیا درویش اور کیا صوفی، کیا ولی اور کیا قطب، ان سب کو اگر عزت ملی ہے تو نبی کریم ﷺ کے نام سے ملی ہے۔ لیکن کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو جا کے کہہ دیا کہ اللہ کے رسول! میں آپ کے در کا فقیر آیا ہوں، میری جھولی بھر دو، میری فریاد پوری کرو، میری مدد کرو۔ قرآن حکیم کیا کہتا ہے؟ فرمایا: اگر نبی سے بھی مانگا تو رب کی توہین کا ارتکاب کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رب تو نہیں دے سکتا، نبی دے گا۔ پھر تیرا بیڑا ڈوب گیا کیونکہ تو نے شرک کا ارتکاب کیا کہ تو جس سے مانگ رہا ہے، اس نے کیا فرمایا:

((وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهِ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ.)) ❶

اے میرے صحابی، جب سوال کرو تو رب سے کرو، جب مدد مانگو تو رب سے مانگو۔"

سوال کرنا بھی غیر اللہ سے جائز نہیں اور مدد مانگنا بھی غیر اللہ سے جائز نہیں۔

لوگوں نے شرک یہ سمجھا ہوا ہے کہ جا کر کسی قبر پر سجدہ کرو، یہ شرک ہے۔ صرف اس کا نام ہی شرک نہیں ہے۔ یہ تو شرک اکبر ہے، اس کے شرک ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں۔ غیر اللہ کو حاجت روا سمجھنا، اللہ کے سوا کسی کو مشکل کشا سمجھنا، رب کے سوا کسی کو دینے والا سمجھنا، اللہ کے سوا کسی کو لینے والا سمجھنا، اس کا نام شرک ہے۔ قرآن کریم نے کہا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾

[النساء: ١١٦] ❷

میں نے اپنی ذات پر یہ عہد کر رکھا ہے کہ ہر گناہ گار کو معاف کر دوں گا لیکن مشرک کے شرک کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔

ایک سادہ سے آدمی نے پوچھا، اللہ کے رسول باقی گناہ معاف ہو جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: سارے ہو جائیں گے۔ عرض کیا اگر کسی نے چوری کی ہو، پھر توبہ کر لی؟ فرمایا یہ بھی معاف ہو جائے گا۔ عرض کیا اگر کسی سے برائی کا ارتکاب ہو گیا؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا یہ بھی معاف ہو جائے گا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اتنے بڑے گناہ معاف؟ فرمایا اگر بندے کا عقیدہ توحید درست ہے۔ ❸ اللہ نے اپنی کبریائی کی قسم کھا کر فرمایا، میرے ساتھ

---

❶ سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب (٥٩)، حدیث: ٢٥١٦۔ مسند احمد (١/٢٩٣، ٣٠٧) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

❷ اللہ شرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور سوا اس کے جو چاہے گا بخش دے گا۔

❸ صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الثیاب البیض، حدیث: ٥٨٢٧، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی من مات لا یشرك باللّٰه، حدیث: ٩٤ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ بمعناہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرک نہیں کیا، آسمان اور زمینوں جتنے گناہ لے کر آئے، میں معاف کردوں گا، لیکن جو میرے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے اس کو کبھی معافی نہیں مل سکتی۔

ایک چھوٹی سی مثال سے سمجھ لینا۔ اللہ کریم مثالوں سے ماوراء ہے، باپ بیٹے کا ہر گناہ، خواہ بیٹا بڑے سے بڑا جرم کرلے، اسے معاف کردیتا ہے لیکن اگر یہ کہے کہ میرے باپ کے نطفے میں خلل ہے، یہ میرا باپ ہی نہیں ہے تو پھر...... یا میری ولادت میں میرے باپ کے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہے تو پھر......؟

باپ کہے گا کہ اس بیٹے کو دیکھنے سے مرجانا بہتر ہے۔ یا بیٹا اپنی ماں سے کہتا ہے کہ میں اس باپ سے نہیں ہوں، جس کا تو نام لیتی ہے، بلکہ میرے باپ کے ساتھ تو نے کسی اور کو بھی شریک کیا ہوا ہے۔ ماں جو محبت کا مرکز ہے، بیٹے کے ہر گناہ کو معاف کردے گی لیکن اپنی عصمت پر شراکت کی تہمت کو کبھی معاف نہیں کرسکتی۔

قرآن کریم نے خود یہ مثال دی ہے، کہا اگر تم اپنے باپ کے ساتھ کسی کو شریک گوارا نہیں کرتے تو خالق کائنات کے ساتھ کیسے شریک بنا لیتے ہو؟ کوئی حلال زادہ اپنے باپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرا سکتا اور کوئی حلال زادہ رب کے ساتھ بھی کسی کو شریک نہیں ٹھہرا سکتا۔ اسی لیے رب تعالیٰ نے اٹھارہویں پارے میں فرمایا ہے کہ بدکار عورت سے کوئی مومن شادی نہیں کرسکتا کیونکہ اس نے اپنی عزت میں دوسرے کو شریک کیا ہے۔ اللہ پھر اس کے ساتھ کون شادی کرے؟ فرمایا: نہ مؤحد کرے، نہ مومن کرے، اس سے اگر شادی کرے گا تو کوئی زانی اور بدکار ہی کرے گا یا وہ کرے گا جس نے رب کے ساتھ کسی کو شریک کیا ہوگا۔

﴿وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ [النور: ۳] [1]

بدکار سے شادی نہ مؤحد کرے گا، نہ غیرت مند کرے گا، اللہ کون کرے گا؟ فرمایا: جو رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا ہے وہ کرے گا یا جو عورتوں کے ساتھ شریک بننے والا ہے وہ

---

[1] زانیہ سے زانی یا مشرک ہی نکاح کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے گا۔ جس کی رگوں میں خالص خون ہے، وہ بدکار عورت سے شادی نہیں کر سکتا اور نہ ہی رب کی توحید کا ماننے والا اس سے شادی کر سکتا ہے۔ شرک اور بدکاری دونوں اس لحاظ سے برابر ہیں۔ قرآن کریم نے بتلایا ہے کہ جس طرح تم ماں باپ سے شرکت گوارا نہیں کرتے، کائنات کے خالق میں کیسے شرکت گوارا کرتے ہو؟

شرک اس کا نام ہے کہ آدمی کے دل میں لمحے بھر کے لیے خیال آئے کہ ''اللہ بھی'' یہ کر سکتا ہے کوئی اور بھی کر سکتا ہے۔ یہ ''اللہ بھی'' کا تصور ہی شرک ہے۔

کیا تصور ہونا چاہیے؟ تصور یہ ہو کہ:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ [الفاتحہ: ٤] ❶

''اللہ ہی'' مدد کر سکتا ہے اور کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

''اللہ ہی''...... ''اللہ بھی'' نہیں۔ رب کے سوا کوئی اور مدد نہیں کر سکتا۔ وہ کسی فوت شدہ کے واسطے، وسیلے کا بھی محتاج نہیں۔ وہ ان سب کمزوریوں سے پاک ہے، بے نیاز ہے۔ ہم نے رب کی توحید کو کس طرح چھوڑا؟ پہلے رب کے قرآن کو چھوڑا۔ بیسویں پارے کا آغاز ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ:

﴿أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ﴾ [النمل: ٦٠] ❷

قرآن پوچھتا ہے:

﴿ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللَّهِ﴾

کیا رب کے سوا بھی کوئی ایسا کام کر سکتا ہے کہ تم بیج اٹھاتے ہو اور اسے مٹی کے اندر چھپا دیتے ہو...... قرآن پوچھتا ہے......

---

❶ تیری ہی عبادت کرتے ہیں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

❷ قرآن پوچھتا ہے کون ہے جس نے آسمانوں کو پیدا کیا؟ جس نے زمین کو پیدا کیا؟ زمین بنائی اور پھر اس کو بنجر نہیں چھوڑا۔ کون ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کر کے زمین میں باغات بنائے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْبِتُوْا شَجَرَهَا﴾ [النمل: ٦٠] ❶

پھر کون ہے؟

جو مٹے ہوئے بیج کو درخت کی صورت میں نمودار فرما دیتا ہے؟ کائنات پیاسی، کنویں ویران، دریا خشک، نہریں خالی......

﴿اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾

کون ہے جو برکھا برسا کر ساری کائنات کو زندگی بخش دیتا ہے؟

﴿اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا﴾ [النمل: ٦١] ❷

کون ہے جس نے زمین کو ایک جگہ ٹھہرایا کہ اپنی جگہ سے کھسکتی نہیں۔ لمحے بھر کے لیے زلزلہ آتا ہے تو گھروں کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہو۔

کون ہے، جس نے پہاڑوں کی صورت زمین میں کیل گاڑ رکھے؟

وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا

کون ہے جس نے زمین کے سینے کو چیر کر اس میں دریا بہا رکھے ہیں؟

﴿وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا﴾ [النمل: ٦١] ❸

کون ہے کہ سمندروں کے ایک پانی کے درمیان دیواریں کھڑی کر رکھی ہیں، ایک طرف کا پانی کھارا اور ایک طرف کا پانی میٹھا۔ کون ہے؟

ساری باتیں سمجھا کر پھر رب کیا کہتا ہے؟ فرماتا ہے کہ یہ سارے کام تو رب کرے اور جب تمہیں مصیبت پہنچ جائے تو پھر کسی اور کے پاس چلے جاتے ہو۔

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ﴾ [النمل: ٦٢] ❹

---

❶ جن کے درخت پیدا کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔

❷ بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس کے بیچ میں دریا جاری کر دیے؟

❸ اور اس پر بڑے بڑے اٹل پہاڑ پیدا کیے اور درمیان دو سمندروں کے روک کر دی۔

❹ بھلا کون ہے جو عاجزوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ جب وہ اس کو پکارتے ہیں اور تکلیف دور کرتا ہے اور تم کو زمین پر خلیفے بناتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کون ہے جو بے قراروں کو قرار بخشتا ہے؟

وہ کون ہے جو فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچتا ہے؟

یہی دن تھے، ❶ اٹھارہواں روزہ، میدانِ بدر، گرمیوں کی چلچلاتی ہوئی دھوپ، ریگزارِ عرب تپا ہوا۔ حدیث میں آیا ہے کہ اس قدر تپا ہوا کہ نبی پاک ﷺ جب میدان بدر میں پہنچے تو بدر کی بستی کا ایک بچہ جلدی سے ماں سے آنکھ بچا کر گھر سے باہر نکلا۔ اتنی حدت تھی کہ ابھی ریت پر اس کے پاؤں نہیں پڑے کہ پاؤں میں آبلے ہو گئے، چھالے پڑ گئے۔ اتنی تیز دھوپ، اتنی سخت تپش، مومنوں نے بھی روزہ رکھا ہوا۔ مومنوں کے سردار نے بھی روزہ رکھا ہوا، سامنے دشمن کھڑا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تین سو تیرہ چھوٹے چھوٹے بچے، کمزور بوڑھے، بخار کے مارے ہوئے جوان۔ مدینہ طیبہ میں نبی پاک ﷺ کی آمد سے پہلے بخار کی وبا تھی، ہر سال وبا آتی، زرد بخار ہوتا تو سینکڑوں کی تعداد میں متاثر ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کو جب اپنا مسکن بنایا تو عرشِ الٰہی کے سامنے اپنی جھولی پھیلائی، فرمایا: اللہ تیرا آخری نبی اس بستی میں آیا ہے، اس بستی کو وباؤں سے پاک کر دے۔ ❷

محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی ہر بستی میں وبا آئے گی لیکن مدینے میں قیامت تک وبا نہیں آئے گی۔ ❸

وباؤں کے مارے ہوئے اور ہجرتوں کے ستائے ہوئے لوگ، چھوٹے چھوٹے بچے،

---

❶ غزوہ بدر کی تفصیل کے لیے دیکھیے: سیرۃ ابن ھشام (ص: ۳/۱۵۲۔۲۵۰)، طبقات ابن سعد (۲/۱۱۔۲۶)، دلائل النبوۃ للبیھقی (۲/۴۹۷، ۳/۱۵۰)، سیرۃ النبی لابن کثیر (۲/۳۸۰ وما بعدہ).

❷ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی ﷺ واصحابہ المدینۃ، حدیث: ۳۹۲۶، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینۃ، حدیث: ۱۳۷۶ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا بمعناہ.

❸ صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب لا یدخل الدجال المدینۃ، حدیث: ۱۸۸۰ وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب صیانۃ المدینۃ من دخول الطاعون والدجال الیھا، حدیث: ۱۳۷۹۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ بلفظ ...... "لا یدخلھا الطاعون......"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بے سروسامانی، غربت اور فقیری کا یہ عالم کہ آپ حیران رہ جائیں۔ تین سو تیرہ مجاہدوں کے پاس صرف تین سواریاں، سامنے دشمن کھڑا، ایک ہزار کا لشکر جرار، سرخ و سفید چہرے، لڑنے کے لیے پوری طرح آمادہ، سو گھوڑوں کا سوار دستہ، لاؤ لشکر الگ، نبی کریم ﷺ کبھی اپنے ساتھیوں کو دیکھتے، کبھی دشمن کو دیکھتے اور پھر کیا فرمایا:

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ﴾

نیچے تپتی ہوئی زمین، اوپر آگ برساتا ہوا آسمان.......... نبی کریم ﷺ اپنے خیمے سے باہر نکلے۔ نبی کریم ﷺ کا یارِ غار، نبی کریم ﷺ کے ساتھ سائے کی طرح چمٹنے والا، لمحے بھر کے لیے نبی کریم ﷺ سے جدا نہ ہونے والا صدیق بھی۔ پیچھے نکلا، آقا کہاں جاتے ہیں؟ آقا ﷺ نے نگاہیں اٹھائیں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی نگاہوں سے آنسو رواں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہوا، آگے بڑھ کر کہنے لگے، میرے آقا کیوں روتے ہو؟ فرمایا: ابوبکر، آج محمد ﷺ جتنا بے چین ہے، زندگی میں کبھی اتنا بے چین نہیں ہوا۔ آقا کیا بات ہے؟ فرمایا: ابوبکر، میری کل کائنات یہی تین سو تیرہ تھے۔ میں انھیں لے کر آ گیا ہوں۔ پوی کائنات میں محمد کے ماننے والوں میں ان کے سوا کوئی بندہ نہیں ہے۔ یہ میری کل پونجی ہے اور اس کے مقابل کفر اپنی پوری قوت لے کر آیا ہے۔ میں بے سروسامانی کے ساتھ آیا ہوں۔ کبھی ان کی قوت کو دیکھتا ہوں اور کبھی اپنے ساتھیوں کی کمزوری کو دیکھتا ہوں۔ ابوبکر عرض کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ پھر کیا ہوگا؟

توحید کا درس سیکھ لو! کن کے پاس مانگنے کے لیے جاتے ہو۔ آقائے کائنات نے فرمایا: ابوبکر پھر رب کے دروازے پہ دستک ہوگی۔ اپنے ماتھے کو ننگی زمین پہ رکھا۔ تپتی ہوئی ریت پہ رکھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی نبی کریم ﷺ کو اس طرح زار و قطار روتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح میدانِ بدر میں روتے ہوئے دیکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سسکیاں، نبی کریم ﷺ کی آہیں، نبی کریم ﷺ کی کراہیں اور نبی ﷺ کے رونے کی آواز سے میدان گونج اٹھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے زمین پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر ڈالی، ساری ریت نبی کریم ﷺ کے آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ جلدی سے آگے بڑھے۔ حضور کریم ﷺ کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔ حضور سجدے میں گرے ہوئے ہیں۔ عرض کیا: آقا، سر کو اٹھا لیجیے جس کو آپ نے پکارا ہے، وہ آپ کی پکار کبھی رد نہیں کرے گا۔ ❶

حدیث پاک کے الفاظ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے چہرہ اٹھایا۔ ریت آنسوؤں سے بھیگی ہوئی اور بھیگی ہوئی ریت کونین کے امام کے چہرے پہ ملی ہوئی۔ چہرہ انور ریت سے آلودہ، کاش ہم ریت کے وہ ذرات ہی ہوتے، جو آقا کے رخساروں کا بوسہ لے رہے تھے۔ آقا کی پیشانی چوم رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا سر اقدس اٹھایا، ناگہاں نظر آسمان کی طرف اٹھ گئی۔ صدیق اکبر کے کندھے پہ ہاتھ رکھا، فرمایا:

((هذا جبرئيل آخذٌ برأس فرسه.)) ❷

ابو بکر جاؤ اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دے دو کہ محمد ﷺ کی پکار کو رب نے سن لیا ہے اور محمد ﷺ کی مدد کے لیے اللہ نے جبرائیل کی قیادت میں فرشتوں کا لشکر بھیج دیا ہے۔

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾

کون ہے کہ جس کو مصیبت کے وقت پکارا جائے......

توحید کا معنی سمجھو! یہ نہیں کہ کبھی اس کے گھر سے، کبھی اس کے گھر سے، کبھی اس کے در سے، کبھی اُس کے در سے، مومن وہ ہے جو رب کے دوارے کو چھوڑنا کبھی گوارا نہیں کرتا۔ بڑوں بڑوں پہ مصیبتیں آئی ہیں، قدموں میں ڈگمگاہٹ آئی، لوگوں نے بہکانا چاہا کہ، یہاں سے کیا ملے گا۔ کسی اور خانقاہ پہ چلو، انہوں نے کیا کہا، رب کے دوارے پہ مرجانا گوارا، کسی غیر کے دروازے سے خیر لینی گوارا نہیں ہے۔ توحید اس کا نام ہے۔

❶ صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب الامداد بالملائكة في غزوة بدر، حديث : ۱۷۶۳ هو بمعناه ـ صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قول الله تعالىٰ ﴿اذ تستغيثون ربكم﴾ حديث : ۳۹۵۳ مختصراً عن ابن عباس رضي الله عنهما.

❷ صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب شهود الملائكة بدراً. حديث : ۳۹۹۵ـ المعجم الكبير للطبراني (۱۱۹۵۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ اور جھولی پھیلاؤ تو اس کے آگے۔

ہاتھ پھیلاؤ تو اس کے آگے

گردن جھکاؤ تو اس کے آگے

مالک سمجھو تو عرش والے کو

رازق سمجھو تو عرش والے کو

خالق سمجھو تو عرش والے کو

نفع ونقصان دینے والا سمجھو تو عرش والے کو

عزتوں پہ سرفراز کرنے والا سمجھو تو عرش والے کو

ذلتوں سے بچانے والا سمجھو تو عرش والے کو

کہ عرش والے کے سوا ساری دنیا مل کر بھی کچھ نہیں کرسکتی۔ توحید اس کا نام ہے۔

اقبال نے کہا تھا ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

اس کے لیے قربانی دینا پڑتی ہے۔ لوگوں کا مذاق سہنا پڑتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہے، یہ کسی کو نہیں مانتا۔ کہہ دو اگر اللہ منوانا ہے تو عرش والے کے سوا کسی کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ کیا منوانا چاہتے ہو؟ بندوں کے متعلق کہتے ہو کہ ہم انھیں خدا بنالیں۔ یہ کوئی مومن نہیں کرسکتا، کسی اور سے سوال کرو۔

یاد رکھو! اگر چاہو کہ تمہاری عبادتیں رنگ لائیں تو اس کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ رب کی توحید میں خلل نہیں آنے دینا، کیونکہ رب تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○﴾

[الماعون: ١ تا ٦] ❶

بعض نماز پڑھنے والوں کے لیے بھی جہنم ہے۔ اللہ کیسے؟ نماز بھی پڑھیں اور جہنم بھی......؟ فرمایا: وہ میرے سامنے بھی جھکتے ہیں اور غیر کے سامنے بھی جھکتے ہیں، اس لیے ان کی نمازوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

﴿وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا﴾

[الانعام: ١٣٦] ❷

وہ لوگ جو مویشیوں اور پیسے کی اللہ کے لیے زکوۃ نکالتے ہیں اور کہتے ہیں، تھوڑا سا کسی اور کے لیے نکالو۔ انتیس دن سب کچھ اللہ کے لیے اور گیارہویں کا دن غیر اللہ کے لئے۔

﴿فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ﴾ [الانعام: ١٣٦] ❸

سن لو! غیر اللہ کے نام کا دیا ہوا بھی رب کو نہیں پہنچتا اور اللہ کے نام کا دیا ہوا بھی رب کو نہیں پہنچتا۔ زکوۃ بھی گئی۔ پھر کیا فرمایا:

﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○﴾ [التوبہ: ١٩] ❹

---

❶ کیا تو نے اس انسان کو دیکھا ہے جو دین الٰہی کی تکذیب کرتا ہے؟ یہ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت بھی نہیں دیتا۔ پس ان نمازیوں کے لیے افسوس ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔

❷ اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپایوں میں سے اللہ کا حصہ مقرر کرتے ہیں۔

❸ پھر جو ان کے ساجھیوں کا ہو وہ تو اللہ کی طرف نہ جانے پائے اور جو اللہ کے حصہ کا ہو وہ ان کے ساجھیوں کی طرف پہنچ سکتا ہے۔

❹ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس جیسا بنا دیا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا؟ یہ اللہ کے ہاں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کعبے کا طواف بھی کرو، کعبے کی چوکھٹ کو بھی چومو، کعبے کو آباد بھی کرو، حاجیوں کی خدمت بھی کرو، خدمت حجاج کی انجمنیں بھی بنالو، سب کرو لیکن رب کے ساتھ کسی اور کو شریک بھی ٹھہراؤ۔ فرمایا مأ واہ جھنم۔ حج بھی جہنم سے نہیں بچا سکا۔ کعبے کی تعمیر بھی جہنم سے نہیں بچا سکتی۔

جب کعبے کا بنانا فائدے مند نہیں تو مسجد کے بنانے کا کیا فائدہ؟ مسجدیں تو کعبے کی بیٹیاں ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ کعبے کا بنانا بھی فائدہ مند نہیں۔ فائدہ مند کیا ہے؟ فائدے مند اس غریب کا ایمان ہے جس نے اپنے آپ کو مکے کی گلیوں کے اندر پتھروں کے اوپر گھسٹوانا گوارا کرلیا لیکن ''اللہ احد'' کا نعرہ چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔

ایک طرف کعبے کو بنانے والے، ایک طرف حاجیوں کی خدمت کرنے والے، ایک طرف حاجیوں کو ستو پلانے والے، ایک طرف بیواؤں کو کپڑے بنا کر دینے والے، ایک طرف یتیموں کی پرورش کرنے والے۔ ابوجہل کے بارے مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ ہر سال دو ہزار بیواؤں کو کپڑے بنا کر دیتا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں حاجیوں کو ستو پلانا اس کے ذمہ تھا۔ لیکن قرآن کہتا ہے دوسرے لوگ تو جہنم میں ہوں گے اور یہ جہنم کی تہہ میں ہوگا۔ اللہ کے نبی جہنم کی تہہ کتنی گہری ہے؟ فرمایا کہ اگر پتھر پھینکو تو پتھر ستر سال کا سفر طے کرتا رہے تو جہنم کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ❶

اللہ تیری قدرت پہ قربان! ایک طرف حاجیوں کو ستو پلانے والا، بیواؤں کو کپڑے پہنانے والا، بیت اللہ کی تعمیر کرنے والا، ہر سال حج کرنے اور کروانے والا ابوجہل ہے اور دوسری طرف مکے کے گھروں میں برتن صاف کرنے والی سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اس کے پاس تو پیسے ہی نہیں کہ تیری راہ میں خیرات کرے۔ یہ کروڑپتی، ہزاروں کو پہنانے اور پلانے والا۔ فرمایا ابوجہل دوزخ کی تہہ میں، اور سمیہ ابھی زندہ ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو اس کے بیٹے اور اس کے خاوند کے سامنے ننگا کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر

❶ صحيح البخاري، كتاب الجنة، باب جهنم أعاذنا الله منها، حديث : ٢٨٤٤ بمعناه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکہ کے صحرا میں پھینکا گیا ہے اور اوپر سے کوڑے برسائے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رب کو بھی مانو اور ہماروں کو بھی مانو۔ لیکن وہ کہتی ہے، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ ماننا عرش والے کو ہے۔ عرش والے کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں مانا جاسکتا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آئے۔ ایک طرف کعبے کے خدمت گذار اور ایک طرف غریب عورت۔ ابوجہل سے فرمایا: جہنم تیری منتظر اور اس کو دنیا چھوڑنے سے پہلے فرمایا:

((اِصْبِرُوْا یَا اٰلِ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّۃ.)) ❶

سمیہ گھبرانہ جانا، ناطق وحی اپنی آنکھوں سے جنت میں تیرے محلات کو دیکھ رہا ہے!

﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی o﴾ [النجم: ۳ تا ٤]

جس کی کہی ہوئی، اس کی کہی ہوئی نہیں، اللہ کی کہی ہوئی ہے۔ وہ کہہ رہا ہے سمیہ تو وہ خوش نصیب ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے جبرائیل تیرے لیے جنت کی بشارت لے کر آیا ہے۔

لوگو! نمازوں کی کوئی حیثیت نہیں، روزوں کی کوئی حیثیت نہیں، راتوں کے قیام کی کوئی اہمیت نہیں، حج کی کوئی قدر و قیمت نہیں، صدقات و خیرات کی کوئی اہمیت نہیں جب تک ''عقیدہ توحید'' درست نہ ہو اور اگر توحید کا عقیدہ درست ہے تو پھر اس کے ساتھ کسی اور کو محمد ﷺ کے سوا امام نہیں ماننا۔ یہ دوسری شرط ہے۔ پھر عبادت بھی قابل قبول ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا......؟ مومن روزہ رکھے ہوئے مرگیا، قبر میں دفن کیا گیا، حساب کتاب والے فرشتے آئے۔ عرش والے نے فرمایا: پلٹ جاؤ، جانتے نہیں ہو، میں نے اس کا نام شہیدوں کی صف میں لکھا ہوا ہے۔

اس طرح کا روزہ رکھو، پھر رات کو قرآن سنو، چھوٹے موٹے گناہ ہوگئے ہیں، ان گناہوں کی وجہ سے عذاب آنے لگا۔ قرآن آکر کھڑا ہوگیا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن اس طرح بندے کے آگے کھڑا ہوجاتا ہے جس طرح چیل کے آگے مرغی اپنے بچوں

❶ سیرۃ ابن هشام (۱/۳۱۹، ۳۲۰) المعجم الکبیر للطبرانی (۲٤/۳۰۳) المستدرك للحاکم (۳/٤۳۸) شعب الایمان للبیهقی (۱٦۳۱).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو بچانے کے لیے کھڑی ہو جاتی ہے۔ عذاب آتا ہے تو قرآن آ کر کہتا ہے، ہٹ جاؤ، میں نے اس کو اپنی پناہ میں لیا ہوا ہے اور میرے اتارنے والے یعنی اللہ رب العزت کا وعدہ ہے جس کو میرے قرآن نے پناہ دی وہ عذاب میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ ❶

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی توحید پہ غیر متزلزل ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور توحید کس بات کا نام ہے؟

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ [الفاتحه: ٤]

عبادت بھی صرف تیری اور مدد بھی صرف تجھ سے۔ نہ مدد تیرے علاوہ کسی اور سے، نہ عبادت تیرے علاوہ کسی اور کی، اس کا نام توحید ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

---

❶ مسند ابی یعلی کما فی اتحاف الخیرة (١٨٥٢) والمطالب العالیة (٤٦٨٢) اس کی سند ضعیف ہے۔ البتہ صحیح سند کے ساتھ اس مفہوم سے ملتی جلتی روایات بھی ملتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توحید الٰہ العالمین اور ردّ شرک

انبیاء کی دعوت کا خلاصہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ ، وَنَسْتَغْفِرُهُ ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ .

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى إِثْمًا عَظِيْمًا ﴾ [1]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

محمد رسول اللہ ﷺ اسی طرح کے ایک نبی، پیغمبر، رسول اور اللہ کے فرستادہ تھے، جس

---

[1] اللہ شرک ہرگز نہ بخشے گا۔ اس کے سوا جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، وہ تو بڑا ہی طوفان باندھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح کے نبی، پیغمبر اور رسول آپ سے پہلے آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اس کائنات میں جلوہ گر ہوتے رہے، تشریف فرما ہوتے رہے۔ آپ اسی طرح کی دعوت لے کر آئے جس طرح کی دعوت پہلے نبی اور رسول لے کر آئے تھے۔ آپ کا پیغام بھی بالکل وہی تھا جو پیغام پہلے نبیوں اور رسولوں کا تھا۔

جتنے انبیاء و رسل اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے، جتنے پیغمبر اس دنیا میں مبعوث کیے گئے، ان سب کی دعوت کا خلاصہ توحید تھی۔ ہم نے تفصیل کے ساتھ یہ بات بیان کی تھی کہ جتنے بھی رسول اور پیغمبر آئے، اللہ رب العزت نے ان کے بارے میں اپنے کلام مجید میں ذکر کیا ہے کہ ان سب کی دعوت صرف ایک تھی، اور وہ دعوت یہ تھی کہ لوگو! رب کے سوا کوئی خالق و مالک نہیں ہے۔

ایک اللہ جس کے سامنے انسانوں کی گردنیں جھکنی چاہئیں۔

ایک رب جس سے محتاجوں کو اپنی جھولی پھیلا کر مانگنا چاہیے۔

ایک اللہ جس کی عبادت و بندگی کرنی چاہیے۔

ایک رب جسے نفع و نقصان کا مالک سمجھنا چاہیے۔

ایک اللہ جس کے بارے میں انسان کا یہ پختہ یقین ہونا چاہیے کہ اگر وہ کسی کو نوازنے پر آ جائے تو ساری کائنات مل کر اس کی نوازشات کے سامنے بند نہیں باندھ سکتی اور اگر کسی کو اپنی رحمتوں سے محروم رکھنا چاہے تو ساری دنیا مل کر اسے رب کے انعامات کا مستحق نہیں بنا سکتی۔

جتنے بھی پیغمبر اور رسول آئے، اسی عقیدے کو لوگوں کے ذہنوں میں پختہ کرنے کے لیے تشریف لائے۔ ایک ہی دعوت تھی جو پیغمبر دنیا والوں کو دیتے رہے۔ دوسری کوئی دعوت نہ تھی جس کا اظہار یا جس کا اعلان پیغمبروں نے اپنے طویل عرصہ حیات میں کیا ہو۔ حضرت آدم صفی اللہ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ، حضرت عیسیٰ روح اللہ اور آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی پیغام لے کر دنیا میں تشریف فرما ہوئے اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے، یہی پیغام لوگوں کو سناتے رہے، اسی پر لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے عقاید پختہ کرتے رہے۔ اس لیے کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جب تلک یہ کسی انسان کے دل میں راسخ نہ ہو، تب تک انسان کی کوئی عبادت، اس کی کوئی نیکی، اس کا کوئی صدقہ خیرات، اس کے کوئی روزے، اس کا کوئی حج اور اس کی کوئی چیز بھی اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہو سکتی۔ جتنے جی چاہے روزے رکھے، جتنے جی چاہے نفل پڑھے، جتنے جی چاہے حج کرے، ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو اپنا مالک، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ لیا تو اس کی ساری عبادتیں ضائع ہو گئیں، اس لیے کہ اس نے رب کے ساتھ کفر کیا ہے۔ ❶

یہ بڑا مقدس مہینہ ہے جو اللہ رب العزت نے ہمیں عطا کیا ہے۔ اس مہینے میں ہم عبادتیں کرتے ہیں، قرآن کریم پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، گرمی، بھوک اور پیاس برداشت کرتے ہیں۔ آج یہ معمولی سے وقت کے لیے بجلی گئی ہے تو بیٹھنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس سخت موسم میں روزہ رکھنا، بھوک اور پیاس برداشت کرنا، اللہ کے لیے حلال چیز کو ترک کرنا، روٹی حلال، پانی حلال، اس کو روزہ رکھ کر چھوڑنا تا کہ اللہ راضی ہو جائے، اتنی تکلیف برداشت کر کے بھی اگر آدمی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اس کا شریک بنا دیتا ہے تو اس کی ساری عبادتوں پر خطِ تنسیخ پھر جاتا ہے، گویا اس نے زندگی میں نیکی کا کوئی کام کیا ہی نہیں ہے۔

لوگو! ذرا سوچو کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہو گی جو روزہ بھی رکھتے ہیں، حج بھی کرتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن قیامت کے دن آئیں گے تو نامہ اعمال خالی ہو گا۔

---

❶ اس موقع پر حضرت خطیب اسلام نے سامعین سے پوچھا کہ میری آواز باہر تک پہنچ رہی ہے یا نہیں؟ وجہ اس کی یہ تھی کہ بجلی کا سلسلہ منقطع تھا۔ لاؤڈ سپیکر کام نہیں کر رہے تھے۔ یہ سارا خطبہ حضرت علامہ نے بغیر سپیکر کے دیا۔ اس کی ریکارڈنگ بھی بھائی عبدالجبار شاکر نے سیلوں پر کی۔ آخری صف تک علامہ شہید کی آواز پہنچ رہی تھی اور مسجد ان کی آواز سے گونج رہی تھی۔ اہم اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ خطبہ رمضان المبارک کا تھا اور روزے بھی گرمیوں کے۔ علامہ شہید نے اس کے باوجود اپنی روایتی گھن گرج اور جوش و خروش سے خطبہ دیا۔ ایک لمحے کے لیے بھی احساس نہ ہوا کہ خطیب لاؤڈ سپیکر کے بغیر خطبہ دے رہا ہے۔ ان سطور کا راقم اس خطبے میں حاضر تھا۔ ایسے لگتا ہے جیسے کل کی ہی بات ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں؟

اس نے زندگی میں ایک دفعہ یہ کہہ دیا تھا، اللہ بھی حاجت روا ہے اور فلاں بھی مشکل کشا ہے۔ یہ اللہ کی بندگی کے لیے اللہ کے گھر میں بھی آتا رہا اور لوگوں کو خوش کرنے کے لیے قبروں پہ جا کر پھول بھی چڑھاتا رہا۔ اس نے یہ سمجھا کہ اللہ بھی دینے والا ہے اور یہ قبر والا بھی دینے والا ہے۔ اس نے رب کی توہین کی ہے، اس نے رب کی عزت میں فرق ڈالا ہے۔ وہ رب جو تمام زندوں اور مردوں کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے ان فوت شدگان کو رب کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ اس نے کہا آسمان والا تو کچھ نہیں دے سکتا، اس مردے سے لے لو۔ وہ مردے جو کروٹ بدلنا نہیں جانتے، وہ مردے جو اپنی ستر پوشی کے لیے انسانوں کے محتاج تھے، جب تلک لوگ انہیں قبر میں نہ اتارتے، وہ قبر میں بھی نہیں اتر سکتے تھے۔ ان کو اس نے مشکل کشا سمجھا ہے، یہ شرک کی انتہا ہے۔

ایمانداری کی بات یہ ہے کہ جتنا شرک اسلام کے نام پر آج مسلمان کر رہے ہیں، اتنا شرک کبھی نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے جاہلیت کے لوگوں نے بھی نہیں کیا تھا۔

میری بات سن لو! یاد رکھنا، حدیث کے سارے ذخیرے کو کھول کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جن کی اصلاح کے لیے اللہ نے محمد کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا، جن کی ہدایت کے لیے نبی ﷺ اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تھے، وہ لوگ صاف طور پر یہ کہتے تھے کہ یہ ہمارے بت، یہ ہمارے بڑے، یہ ہمارے بزرگ اس وقت تک کچھ نہیں دے سکتے، جب تک رب نہ دینا چاہے۔ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور ولید کا یہ عقیدہ تھا۔

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ [الزمر: ۳] ❶

جن کی ہم پرستش کرتے ہیں، یہ الہ نہیں، یہ تو صرف اللہ کے نیک بندے ہیں۔ یہ خود کچھ نہیں کر سکتے لیکن اللہ سے کہہ کر ہماری سفارش کر کے ہمارا کام کروا دیتے ہیں۔

آج کے نام نہاد مسلمانوں اور ان مشرکوں میں ذرا فرق تو کرو۔ جن کو عرش والے خدا

❶ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو درجے میں اللہ کے قریب کر دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ [التوبہ: ۲۸] ❶

یہ مشرک پلید ہیں، ان کو کعبہ میں آنے کا حق نہیں ہے۔ ان مشرکوں کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ لات ومنات یہ عزیٰ وہبل بذاتِ خود کچھ نہیں کر سکتے، خدا سے مانگ دیتے ہیں۔ وہ نبیوں، رسولوں، پیغمبروں حضرت ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق و یعقوب کو پوجتے تھے۔ خدا نے پیغمبروں کو پوجنے والے ان لوگوں کے متعلق فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ یہ نبیوں کو پوجنے والے مشرک ہیں اور پلید ہیں، اے محمد ﷺ آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

کبھی سوچا ہے تم نے؟ کبھی غور کیا ہے؟

نبیوں کو پوجنے والے تو مشرک اور امتیوں کو پوجنے والے مسلمان......؟

حدیث پاک میں آیا ہے، محمد رسول اللہ ﷺ جب انہیں اللہ کی واحدانیت کی طرف بلاتے، انہیں دعوت دیتے تو وہ جواب میں کہتے، ہم ان کو صرف اس لیے پکارتے ہیں!

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ [الزمر: ۲]

ہم انہیں الٰہ سمجھ کر نہیں پکارتے، اللہ کے ہاں سفارشی سمجھ کر پکارتے ہیں۔ اللہ بڑا ہے، اس تک ہماری آواز نہیں پہنچ سکتی۔ ہم نے ان کو اللہ کے ہاں اپنا سفارشی بنایا ہے تاکہ یہ ہماری آواز اللہ رب العزت تک پہنچائیں۔ ❷

یہ ان کا عقیدہ تھا اور آج مسلمانوں کا عقیدہ کیا ہے؟ آج مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ

خدا کے پلڑے میں بس ایک توحید کے سوا کیا ہے
جو لینا ہے جا کر لے لیں گے محمد سے

ہمارا عقیدہ ان کے عقیدے سے بدتر، ان کے متعلق قرآن کریم کہتا ہے...... گیارہواں پارہ، سورۃ یونس...... اپنے گھروں میں جا کر سادہ ترجمہ پڑھو۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ ان کا عقیدہ

---

❶ مشرک نرے گندے ہیں۔

❷ تفسیر الطبری (۲۱/۲۵۱، ۲۵۲) تفسیر البغوی (۷/۱۰۴).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا۔ خشکی میں بزرگوں کو بھی پکار لیتے لیکن سمندروں میں ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا!

﴿هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا﴾ [یونس: ۲۲] ❶

قرآن کہتا ہے، ان کی حالت یہ تھی کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سمندروں کے اندر گرفت اور پکڑ آتی، موجیں اٹھتیں، ان کو گرداب بلا میں گرفتار کرتیں، طوفان آتے، کشتیاں ڈولنا شروع کرتیں تو یہ گھبرا جاتے۔ پھر کوئی بزرگ ان کو یاد نہ رہتا۔ پھر پکارتے تو کس کو؟ ﴿دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ پکارتے تو اکیلے اللہ کو پکارتے، سچے دل سے پکارتے، اخلاص سے پکارتے۔ پوچھا جاتا سمندروں میں اللہ کے سوا کسی اور کو کیوں نہیں پکارتے؟ کہتے کہ سمندر میں رب کے سوا کسی کا سکہ نہیں چل سکتا۔

آج مسلمانوں کی کیفیت یہ ہے کہ یہ خشکی میں بھی غیر اللہ کو پکاریں اور سمندروں میں بھی غیر اللہ کو پکاریں۔ مشرکین مکہ کے شرک سے ان کا شرک بڑا ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے تو کچھ لوگ مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ نبی پاک ﷺ نے اعلان کر دیا لوگو!

جو شخص کعبۃ اللہ میں داخل ہو جائے، محمد (ﷺ) نے اس کو پناہ دی ہے۔

جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو جائے، نبی (ﷺ) نے اس کو بھی پناہ دی ہے۔

جو شخص اس گھر میں جس گھر سے نبی (ﷺ) کو معراج کے لیے لے جایا گیا تھا، نبی (ﷺ) کے چچا کی بیٹی ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہو جائے، اس کو بھی پناہ ہے۔ ❷

---

❶ وہی اللہ ہے جو جنگلوں اور دریاؤں میں تمہیں سیر کراتا ہے اور جب تم جہازوں میں ہوتے ہو اور وہ جہاز اپنے سواروں کے موافق ہوا کے ساتھ لے کر چلتے ہیں اور وہ اس سے خوب شاداں ہوتے ہیں۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب فتح مكة، حديث: ۱۷۸۰، سنن ابی داود (۳۰۲۳-۳۰۲۶)۔ السنن الكبرى للنسائي (۱۱۲۹۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے باوجود چند لوگوں نے اس پناہ کو قبول کرنا پسند نہ کیا۔ مکہ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ لوگوں نے پوچھا، نبی پاک نے تو پناہ دے دی ہے، تم مکہ چھوڑ کر کیوں بھاگ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اس بستی میں نہیں رہنا چاہتے جس بستی میں محمد ﷺ آیا ہے۔

دشمن کو نبی علیہ السلام کی دعوت سے عداوت، نبی علیہ السلام کے پیغام سے نفرت، نبی علیہ السلام کی آواز سے اس قدر دوری کہ اس شہر میں رہنا گوارا نہیں ہے، جس شہر میں محمد رسول اللہ ﷺ آرہے ہیں۔ ان بھاگنے والوں میں ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بھی تھا۔ ابھی اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا میرا باپ جب تک زندہ رہا، محمد (ﷺ) سے لڑتا رہا۔ میں بھی ابو جہل کا بیٹا ہوں، ہتھیار ڈالنے کے لیے تیار نہیں۔ جو میرے ساتھ آنا چاہتا ہے نکل چلے۔ میں اس بستی میں نہیں رہنا چاہتا جس بستی میں محمد ﷺ فاتحانہ طور پر آئے ہیں۔ یہ روانہ ہوا، مکے سے نکلا۔ جدہ بھی سمندر ہے، جدہ سے آگے سارا سمندر ہے۔ سمندر کے کنارے پہنچا، کشتی میں سوار ہوا اور حبشہ کی طرف چل نکلا۔ ساتھی بھی ساتھ ہیں، تھوڑی دور گیا..... عرش والے تیری قدرت پہ قربان!

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ [الانعام: ۱۲۵] ❶

اللہ جس کو ایمان کی دولت دینا چاہتا ہے، گھیر گھیر کر لے آتا ہے اور جس کو نہیں دینا چاہتا، نبی کا سگا چچا ہی کیوں نہ ہو، وہ محروم رہتا ہے۔

توحید کا درس یہ ہے۔ آج اس ملک میں صدر مملکت سے لے کر چپڑاسی تک سب لوگ توحید کو بھلا بیٹھے ہیں۔ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے خانقاہوں پر جانا، قبروں پہ پھول چڑھانا، تاکہ لوگ راضی ہو جائیں۔

لوگوں کو راضی کرتے ہوئے عرش والے کو ناراض کر رہے ہو؟

یاد رکھو!

﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ﴾

❶ تو وہ شخص جسے اللہ چاہتا ہے کہ اسے ہدایت دے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب رب کی پکڑ آئے گی تو کوئی غیر اللہ تمہیں بچا نہیں سکے گا۔ کہاں بھٹکے پھرتے ہو؟ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ضیاء الحق کبھی مندروں کی گھنٹیاں بجاتے ہو، کبھی مورتیوں پہ پھول چڑھاتے ہو۔ میں نے کہا تھا، یہ مورتیوں پہ پھول اس لیے چڑھاتے ہیں کہ ان کو پھول چڑھانے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے نہ مورتی پر، نہ پتھر پر، نہ مٹی پر، اگر کوئی پھول چڑھانے کے لیے تیار نہیں ہوتا تو وہی نہیں ہوتا جس نے اپنی گردن کو صرف اکیلے رب کے سامنے جھکانا سیکھا ہوتا ہے۔ پھر جب ان حکمرانوں پہ آزمائش کا وقت آتا ہے، جب عوام بیدار ہوتے ہیں اور ان آمروں کو ملک سے دیس نکالا ملتا ہے، تو پھر لوگوں کے سامنے بھی گردن جھکانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

میرے اللہ! تیری قدرتوں پہ قربان۔

ہم نے دیکھا ہے وہ سکندر مرزا جو ترچھی ٹوپی پہنتا تھا اور سمجھتا تھا کہ میرے علاوہ کون ہے، جب اس کی گردن پر پستول رکھ کے استعفیٰ لیا گیا اور اسے جلاوطنی کے پیغام دیئے گئے تو اس کے سامنے سجدے میں گر پڑا جو دستخط کروانے آیا تھا۔

ان حکمرانوں کو غیر اللہ کے سامنے گردن جھکانے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اور جو رب کے سوا کسی کے سامنے گردن نہیں جھکانا چاہتا، اس کے ہاتھوں پیروں میں میخیں گاڑ دی گئیں، نیزہ تان کر اس کے سینے پہ رکھ دیا گیا۔ کہا گیا، کوئی خواہش ہے تو بیان کرو؟ اس نے کہا: کیا میری خواہش کو پورا کرو گے؟ کہا تیری خواہش کو پورا کریں گے۔ بتلا کیا خواہش ہے؟ کہا میری خواہش یہ ہے کہ مرنے سے پہلے عرش والے کے سامنے دو رکعت نماز ادا کر لوں۔ جس نے اپنی گردن کو اللہ کے سوا کسی کے سامنے جھکانا نہیں سیکھا، اس کا انداز مختلف، اس کی کیفیات مختلف، اس کا اسلوب مختلف۔

عکرمہ بن ابی جہل نکلا، کشتی پہ سوار ہوا، گرداب نے آن لیا، چہار طرف سے موجیں اٹھیں، کشتی ڈگمگانے لگی۔ ساتھی دیکھ کر گھبرا اٹھے۔ کہنے لگے اے اللہ، کشتی کو ڈوبنے سے بچا لے۔ عکرمہ سن رہا ہے۔ کہنے لگا، کیا کہہ رہے ہو؟ کہنے لگے کہہ رہے ہیں کہ اللہ کشتی کو ڈوبنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بچا لے۔ پوچھا اللہ کو کیوں کہتے ہو؟ کہنے لگے اور کس کو کہیں؟ کہا ان سے کہو جن کی خاطر مکہ چھوڑ کر نکلے ہو۔ لات سے کہو، منات سے کہو، عزیٰ سے کہو، ثالث کو کہو، ابراہیم سے کہو، اسمعیل سے کہو، وہ ہماری کشتی کو بچائیں۔ ساتھیوں نے اپنی انگلیاں عکرمہ کے منہ پر رکھ دیں۔ کہنے لگے، عکرمہ سمندروں میں اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ اس لیے سمندر میں کسی اور کو مت پکارو۔ پکارنا ہے تو اکیلے اللہ کو پکارو کہ اس کے سوا سمندر میں کوئی نہیں بچا سکتا۔

عکرمہ سنتا ہے تو حیران ہو کر کہتا ہے، جن خداؤں کے لیے، جن بزرگوں کے لیے وطن چھوڑا، جن بڑوں کے لیے دیس نکالا ملا، کیا وہ یہاں کام نہیں آسکتے؟ کہنے لگے وہ سمندر میں کام نہیں آتے، وہ خشکی میں کام آتے ہیں۔ اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی، کہنے لگا آسمان کے اللہ اگر آج تو نے مجھ کو ان موجوں سے بچا لیا تو میں تجھ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، میری کشتی کا رخ حبشہ کی طرف نہیں ہوگا، مدینے کی طرف ہوگا۔ کیونکہ اگر تیرے سوا سمندروں میں کوئی نہیں بچا سکتا تو تیرے سوا خشکی میں بھی کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ سمندروں میں تو محمد ﷺ کا رب کام آئے۔ خشکی میں کوئی اور کام آئے۔ کشتی بچ گئی۔ ساتھیوں سے کہنے لگا کشتی کا رخ موڑو۔ کہا کس طرف موڑیں؟ کہنے لگا اس کے شہر کی طرف موڑو جس سے بچنے کے لیے مکہ چھوڑ کر آئے تھے۔ کہا کیا ہو گیا ہے؟ کہنے لگا آج پتہ چلا ہے کہ اس کی بات سچی اور میرے باپ دادا کی بات جھوٹی تھی۔ اس نے فرمایا تھا کہ سمندروں کا مالک بھی اللہ اور خشکی کا مالک بھی اللہ اور آج تم نے یہ کہہ کر میری آنکھیں کھول دی کہ سمندروں میں اس کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ میرا یقین ہے جو سمندروں کا مالک ہے وہی خشکی پر بھی مالک ہے۔

سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، نبی کائنات ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ننگی زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مکے کے سردار ابوجہل کا بیٹا آیا ہے۔ آپ نے نظر اٹھائی۔ فرمایا یہ تو ہم سے بھاگ کر گیا تھا۔ عرض کیا: ندامت کے آنسو لیے آیا ہوں، مجھ کو مسلمان کر لیجیے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا ہوا؟ اس نے کہا میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طرح سفر پر روانہ ہوا، سمندر میں کشتی پھنسی، ساتھیوں نے بزرگوں کو چھوڑ کر رب کو بلانا شروع کیا۔ میں نے جان لیا کہ آقا آپ کی توحید کی دعوت سچی، میرے باپ کا شرک جھوٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سینہ کھول دیا۔ ❶

آج کا مسلمان نہ سمندروں میں خدا کو مانتا ہے، نہ خشکیوں میں خدا کو مانتا ہے۔ بچہ گجرات سے، بخشش لاہور سے، جنت پاک پتن سے، مال ملتان سے، رزق دہلی سے، صحت اجمیر سے۔ جب سب کچھ تم نے یہاں سے لے لیا ہے۔ اب رب سے لینے کو باقی کیا رہ گیا ہے؟

محمد رسول اللہ ﷺ نے یہی سمجھایا۔ آج لوگ کہتے ہیں، فلاں بات ہے اور فلاں بات ہے۔ جاؤ ان سے کہو یہ قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے، اس کے تیس پاروں سے کوئی ایک آیت نکال کر دکھاؤ جس میں رب نے کہا ہو کہ میرے سوا بھی کسی سے مانگو تو تمہاری مانگ پوری ہو جائے گی۔ اس قرآن کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے ایک سورت کا کوئی ٹکڑا بتلاؤ کہ کسی نے رب کے سوا کسی اور سے مانگا ہو۔ قرآن پاک ہمیں بتلاتا ہے کہ ابوالانبیاء حضرت آدم سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک سب نے مانگا تو کس سے مانگا، پکارا تو کس کو پکارا، ہاتھ پھیلائے تو کس کے سامنے پھیلائے، سوال کیا تو کس سے کیا، جھولی پھیلائی تو کس کے سامنے پھیلائی اور تم کس کے سامنے پھیلاتے ہو۔

مسلمان! تیری گمراہی کا سبب یہ ہے کہ تجھ کو توحید کا سبق یاد نہیں رہا ہے باقی ہر چیز تمہیں یاد ہے۔ دوکان یاد، کارخانہ یاد، زمین یاد، بچے یاد، روٹی یاد، رزق یاد، بجٹ یاد ہے۔ اگر یاد نہیں ہے تو رب کی توحید کا سبق یاد نہیں ہے۔ اگر دنیا میں کامرانی چاہتے ہو اور آخرت میں کامیابی تو یہ سبق یاد کر لو!

نوح علیہ السلام وہ پیغمبر جنہوں نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ کی ہے۔

---

❶ موطا امام مالک (۲/۵۴۵) عن ابن شهاب۔ سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، باب الحکم فی المرتد، حدیث: ۴۰۷۲۔ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ المستدرك للحاكم (۳/۲۶۹۔ ۲۷۱).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام جن کو خلیل اللہ کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔
اسماعیل علیہ السلام جو کٹنے کے لیے تیار ہوئے۔
اسحاق علیہ السلام جو رب کی بشارت کی بنیاد پر وجود میں آئے۔
یعقوب علیہ السلام جن کی بشارت رب نے ان کی دادی کو عطا کی تھی۔
یوسف علیہ السلام جن کی برأت کو رب نے دنیا میں سچا ثابت کیا۔
موسیٰ علیہ السلام جو آگ لینے گئے تو رب نے نبوت دے کر بھیجا۔
داؤد وسلیمان علیہما السلام جنہیں ساری کائنات کا بادشاہ بنایا۔
عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا معجزہ اور نشانی۔
محمد صلی اللہ علیہ وسلم یتیم جن کے سر پر رب نے آخری نبوت کا تاج رکھا۔

ان میں سے کسی ایک نبی، کسی ایک پیغمبر اور کسی ایک رسول کا حوالہ دو کہ اس پر مصیبت آئی تو اس نے رب کے سوا کسی اور کو پکارا؟ اپنے سے بلند رتبے والے کو پکارا ہو؟

ایک بات مجھے بتلاؤ، کیا نبی پاک علیہ السلام سے پہلے کچھ نبی ہوئے تھے یا نہیں؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش انبیاء، آپ علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام بھی پہلے، نوح علیہ السلام بھی پہلے، داؤ وسلیمان علیہما السلام بھی پہلے، عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام بھی پہلے۔ نبی علیہ السلام پر مشکل گھڑی آئی ہے یا نہیں؟ کیا نبی علیہ السلام کسی قبر پر گئے؟ کیا نبی علیہ السلام نے کسی بزرگ کو پکارا؟ تم تو ان بزرگوں کو پکارتے ہو جن سے تمہارا رشتہ کوئی نہیں ہے، اور میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ان سے رشتہ تھا۔ اسماعیل باپ ہے، ابراہیم دادا ہے، اسحاق چچا ہے۔ نبی علیہ السلام پر مصیبت آئی تو ان کو کیوں نہیں پکارا۔ نبی نے اپنے باپ ابراہیم کو کیوں نہیں پکارا؟ کسی اور نبی کو کیوں نہیں پکارا؟ ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ تم ان کو پکارتے ہو، جن کو کہتے ہو یہ بزرگ ہیں۔ نبی پر افتاد آئی تو کسی خانقاہ پر نہیں گئے۔

اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا، نبی کی بیوی ...... سب سے پیاری بیوی۔ وہ بیوی کہ جب سرورِ گرامی سے پوچھا گیا، مَنْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول آپ کو کائنات میں سب سے زیادہ پیار کس سے ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا، صدیقہ سے۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! مردوں میں کس سے پیار ہے؟ فرمایا صدیقہ کے باپ صدیق سے۔ ❶ اس صدیقہ پر ظالموں نے تہمت لگائی اور تہمت بھی برائی کی۔ نبی علیہ السلام اتنے غمگین ہوئے، اتنے پریشان ہوئے، اتنے الم رسیدہ ہوئے، حدیث میں آیا کہ کبھی نبی علیہ السلام کو اتنا غمزدہ نہیں دیکھا گیا۔ کس کو مدد کے لیے بلایا؟ ابراہیم کو؟ میرے بابا ابراہیم تو خلیل اللہ ہے، میری مدد کر؟ میرے باپ اسماعیل تو میری مدد کر؟ کس کی قبر پر گئے؟

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ جب ام المومنین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو عرض کرنے لگیں، میرے سرتاج، کیا میں اپنے ماں باپ کے گھر نہ چلی جاؤں؟ رسول اتنے پریشان تھے، فرمایا ہاں، تم اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤ۔ گھر سے نکل کر کہاں گئیں؟ کسی خانقاہ پر؟ کسی درگاہ پر؟ کسی مزار پر؟

آج اس صدر ضیاء الحق کے بارے خبر چھپتی ہے، اپنا دورہ ملتوی کر کے رات فلاں دربار پر گزاری ہے اور بنیاد بنائی جاتی ہے کہ بڑا دین دار آدمی ہے۔ اس سے بڑا بے دین اور بددین کوئی نہیں، جس کے متعلق یہ خبر نہیں آتی کہ اس نے دورہ ملتوی کر کے رات مسجد میں گزاری ہے، بلکہ یہ خبر آتی ہے کہ اس نے ایک قبر پر عبادت کرتے ہوئے رات بسر کی۔ ❷

---

❶ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ۔ باب قول النبی ﷺ "لو کنت متخذا خلیلا" حدیث: ۳۶۶۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث: ۲۳۸۴۔ عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔

❷ جنرل ضیاء الحق نہایت اہتمام سے لاہور میں صوفی بزرگ علی ہجویری کی قبر پر رات گزارتے تھے۔ نوافل، تلاوت قرآن کریم اور ذکر و اذکار کا اہتمام کرتے تھے۔ چونکہ یہ ان کے عقائد کا حصہ تھا اس لیے وہ اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔ کچھ موحدین ضیاء الحق کی خدمات کے بے حد معترف ہیں، وہ ان کے ساتھ، رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے الفاظ لکھتے ہیں۔ بلکہ بعض مخلص احباب حضرت علامہ شہید سے تمام تر محبت کے باوجود ان سے ضیاء الحق کے مسئلے میں اختلاف کرتے تھے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ہماری محبت کی بنیاد عقیدہ توحید ہونی چاہیے۔ ایک شخص کہ جس کے عقیدے میں شرک پایا جاتا ہو، وہ ہماری محبت کا مرکز کیوں کر ہو سکتا ہے؟ ہم ایسے لوگوں سے نفاذ اسلام کی توقعات وابستہ کرتے ہیں کہ جن کا اسلام شرکیہ مراکز اور بدعات و خرافات کے گرد گھومتا ہے۔ یہی "حسن ظن" ⇦⇦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی پھوپھی سے فرماتے ہیں:

((یَـاصَفِیَّةُ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِعْمَلِیْ فَاِنِّی لَا اُغْنِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا۔)) ❶

رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ! قیامت کے دن یہ مان نہ کرنا کہ میرا بھتیجا نبی ہے۔ اللہ کے ہاں مجھ کو بچا لے گا۔

ایک دن نبی پاک علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا جس کا حساب ہوا وہ برباد ہو گیا۔ بخشا وہی جائے گا جس پر رب کے کرم اور رحمت کی نظر ہو گئی۔ ایک آدمی بات کرنے میں ذرا دلیر تھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ بھی؟ فرمایا میں بھی بخشا جاؤں گا تو رب کی رحمت کی وجہ سے بخشا جاؤں گا۔ ❷

محمد رسول اللہ ﷺ اپنے متعلق بھی کہہ رہے ہیں کہ میں بھی اگر بخشا جاؤں گا تو اپنے رب کے حکم سے، اس کی رحمت کی وجہ سے بخشا جاؤں گا اور تم کہتے ہو، جاؤ وہاں جا کر ماتھا رگڑو، بخشش ہو جائے گی۔ رسول ﷺ ساری زندگی لوگوں کو اللہ کی بارگاہ میں ماتھا رگڑنے کا حکم دیتے رہے، خود ماتھا رگڑا اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔ تم کن کی بندگی کرتے ہو، کن کے پیچھے لگتے ہو؟

ترمذی شریف کی حدیث ہے، آپ علیہ السلام نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں بٹھایا۔ ماتھا چوما، فرمایا: بیٹے تجھے ایک دعا سکھاتا ہوں، سیکھ لے۔ عرض کیا نانا جان سکھائیے۔ فرمایا اسے وتروں میں پڑھنا۔ سکھانے والا نانا محمد رسول اللہ ﷺ اور سیکھنے والا نواسہ جنت کے نوجوانوں کا سردار حسن رضی اللہ عنہ۔ چھ سال کے معصوم سے بچے نے عرض کیا، نانا

---

❶ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة الشعراء، حدیث: ٤٧٧١۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قوله تعالیٰ ﴿وانذر عشیرتك الاقربین﴾، حدیث: ٢٠٦، عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ.

❷ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة علی العمل، حدیث: ٦٤٦٣۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب لن یدخل احد الجنة بعمله، حدیث: ٢٨١٦ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ میرے نبی کی بیوی نے مجھ کو پکارا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ اٹھارہ آیتیں لے کر جاؤ، ﴿ان الذین جاء و بالافک﴾ زمین والے جھوٹے ہیں، عرش والا سچا ہے۔ عرش والا اٹھارہ آیتیں نازل کر کے کہتا ہے عائشہ پاک ہے اور تہمت لگانے والے پلید ہیں۔ ❶ عائشہ نے کس کو پکارا تھا؟ یہ تو نبی کے گھر میں رہتی تھی، اس نے نبی ﷺ کو کیوں نہ پکارا؟ اس نے یا رسول اللہ مدد کا نعرہ بلند کیوں نہ کیا؟

تم نے توحید کا عقیدہ اس طرح بگاڑا ہے کہ آج توحید کا چہرہ شرک کے اندر سے نظر ہی نہیں آتا۔ پھر جو کام تم کرتے ہو، یہ تو عرب کے مشرکوں نے بھی نہیں کیا تھا۔ وہ کبھی اپنی مورتیوں کو دودھ کے ساتھ نہیں دھوتے تھے۔ کسی حدیث اور تاریخ کی کتاب میں نہیں آتا کہ انہوں نے پتھروں کو دودھ کے ساتھ غسل دیا ہو۔ روح کیوڑہ یا عرق گلاب سے غسل دیا ہو اور پھر اس کو پیا ہو۔

اللہ تیری قدرت کا کیا کہنا.......... تو نے کس طرح انسانوں کی عقلوں پہ پردہ ڈالا ہے۔ یہ ایک عاجز بندے کے دروازے سے گزر کر کہتے ہیں، جنتی ہو گئے ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ اپنی لختِ جگر، نورِ نظر بیٹی رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں کہ فاطمہ قیامت کے دن محمد بھی تجھ کو نہیں بچا سکتا۔ ❷

دیکھ لو! ایک طرف یہ ہیں اور ایک طرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کس کی بات سچی ہے؟ رسول اللہ ﷺ تو اپنی بیٹی سے فرماتے ہیں کہ میں تجھ کو نہیں بچا سکتا اور یہ کہتے ہیں کہ ہرا ایرا غیرہ، نتھو خیرہ دروازے سے گزر جائے تو بہشتی ہو گیا ہے۔ کس کی بات سچی ہے؟ کون سچا؟ یہ سچے کہ وہ سچا، جس کے بارے عرش والے نے فرمایا:

---

❶ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافك، حدیث : ٤١٤١ ـ صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب في حدیث الافك، حدیث : ٢٧٧٠ ـ عن عائشة رضي الله عنها.

❷ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة الشعراء، حدیث : ٤٧٧١ ـ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قوله تعالیٰ ﴿وانذر عشیرتك الاقربین﴾، حدیث : ٢٠٦، عن ابی هریرة رضي الله عنه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ٥﴾ [النجم: ٣تا٤]

لوگ اپنی مرضی سے بولتے ہیں اور نبی اپنے رب کی مرضی سے بولتا ہے۔ رسول مکرم ﷺ اپنی پھوپھی سے فرماتے ہیں:

((يَا صَفِيَّةُ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِعْمَلِيْ فَإِنِّي لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.)) ❶

رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ! قیامت کے دن یہ مان نہ کرنا کہ میرا بھتیجا نبی ہے۔ اللہ کے ہاں مجھ کو بچا لے گا۔

ایک دن نبی پاک علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا جس کا حساب ہوا وہ برباد ہو گیا۔ بخشا وہی جائے گا جس پر رب کے کرم اور رحمت کی نظر ہو گئی۔ ایک آدمی بات کرنے میں ذرا دلیر تھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ بھی؟ فرمایا میں بھی بخشا جاؤں گا تو رب کی رحمت کی وجہ سے بخشا جاؤں گا۔ ❷

محمد رسول اللہ ﷺ اپنے متعلق بھی کہہ رہے ہیں کہ میں بھی اگر بخشا جاؤں گا تو اپنے عملوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے رب کے حکم سے، اس کی رحمت کی وجہ سے بخشا جاؤں گا اور تم کہتے ہو، جاؤ وہاں جا کر ماتھا رگڑو، بخشش ہو جائے گی۔ رسول ﷺ ساری زندگی لوگوں کو اللہ کی بارگاہ میں ماتھا رگڑنے کا حکم دیتے رہے، خود ماتھا رگڑا اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔ تم کن کی بندگی کرتے ہو؟ کن کے پیچھے لگتے ہو؟

ترمذی شریف کی حدیث ہے، آپ علیہ السلام نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں بٹھایا۔ ماتھا چوما، فرمایا: بیٹے تجھے ایک دعا سکھاتا ہوں، سیکھ لے۔ عرض کیا نانا جان سکھائیے۔

---

❶ صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة الشعراء، حديث : ٤٧٧١ ـ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب في قوله تعالىٰ ﴿وانذر عشيرتك الاقربين﴾، حديث : ٢٠٦، عن ابی هريرة رضی الله عنه

❷ صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل، حديث : ٦٤٦٣ ـ صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب لن يدخل احد الجنة بعمله، حديث : ٢٨١٦ عن ابی هريرة رضی الله عنه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اسے وتروں میں پڑھنا۔ سکھانے والا نانا محمد رسول اللہ ﷺ اور سیکھنے والا نواسہ جنت کے نوجوانوں کا سردار حسن رضی اللہ عنہ ۔ چھ سال کے معصوم سے بچے نے عرض کیا، نانا کیا پڑھوں؟ فرمایا بیٹے پڑھو!

((اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَ عَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ.))

اور سبق کیا سکھایا!

((لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ.)) [1]

او ظالمو! عزتوں اور ذلتوں کو مُردوں سے مانگنے والو، پتھروں اور مندروں سے مانگنے والو، آؤ نبی علیہ السلام کی بات سنو۔ آپ کیا فرماتے ہیں، لا یعز من عادیت، میرے بیٹے پڑھا کرو اللہ جس کو تو ذلیل کرے، دنیا مل کر اسے عزت نہیں دے سکتی، لا یذل من والیت اور اے اللہ جس کا تو دوست بن جائے، ساری دنیا مل کر اس کو ذلیل نہیں کر سکتی۔

محمد رسول اللہ ﷺ اپنے نواسے کو یہ دعا اس لیے سکھاتے ہیں کہ اپنے اوپر یہ سارے واقعات بیت چکے ہیں۔ سارا عرب دشمن ہے، سارا مکہ دشمن ہے، سارے قریشی دشمن ہیں، اپنا سگا چچا ابولہب دشمن ہے۔ جس نے کہا تھا تَبَّتْ یَدَاکَ یَا مُحَمَّدُ، اے محمد! تو مر جائے اور ہلاک ہو جائے۔ (نعوذ باللہ) گالیاں دینے والا اپنا چچا دشمن، اپنے قریبی رشتہ دار دشمن لیکن اللہ تو دوست ہے، ساری کائنات دشمن اور کائنات کا مالک دوست ہے۔ ساری دنیا مل کر بھی نقصان نہ پہنچا سکی۔

غار کا واقعہ مشہور ہے۔ مشرک تعاقب کرتے ہوئے غار ثور تک آئے۔ پیروں کے نشان ڈھونڈتے ہوئے غار تک آ پہنچے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سرورِ کائنات ﷺ کی نگاہ پڑی، فرمایا صدیق کیوں روتے ہو؟ عرض کیا آقا اپنے لیے نہیں

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الوتر، باب القنوت فی الوتر، حدیث: ١٤٢٥۔ سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب القنوت فی الوتر، حدیث: ٤٦٤۔ سنن نسائی (١٧٤٥)۔ سنن ابن ماجہ (١١٧٨) عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روتا، آپ کے لیے روتا ہوں۔ فرمایا صدیق کیا بات ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ، پیروں کے نشان دیکھتے ہوئے غار کے منہ پہ آ گئے ہیں:

﴿إِنَّا لَمُدْرَكُونَ﴾ [الشعراء: ٦١]

میرے آقا وہ ابھی آئیں گے اور آپ کو پکڑ کر لے جائیں گے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ ❶ (التوبة: ٤٠)

"کچھ فکر مت کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

صدیق ان کے ڈھونڈنے سے کچھ نہیں ہوتا، اگر عرش والا بچانے پہ آ جائے تو ساری دنیا مل کر نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ان کے دیکھے دیکھتے کبوتروں کا جوڑا آیا جس نے غار کے منہ پہ بیٹھ کر انڈے دے دیئے، مکڑی آئی اس نے جالا تن دیا۔ کافروں نے دیکھا کہ قدموں کے نشان یہاں تک پہنچے ہیں، آگے بڑھے، دیکھا کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے، مکڑی نے جالا تانا ہوا، ایک دوسرے سے کہتا ہے، احمق ہو اگر کوئی اس کے اندر جائے تو یہ جالا اور انڈے نہ ٹوٹتے، کیسے کوئی اندر جائے، ❷ باہر مشرک باتیں کر رہے ہیں اور اندر اللہ کی تقدیر مسکرا رہی ہے۔

((لا یذل من والیت ولا یعزمن عادیت .))

---

❶ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب المهاجرین وفضلهم، حدیث: ٣٦٥٣۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ عن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔

❷ مسند احمد (٣٤٨/١) مشکل الآثار للطحاوی (٥٨٠٦) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر (١٩٨/١) دلائل النبوة لابی نعیم (٢٢٣) عن انس والمغیرة وزید بن ارقم رضی اللہ عنہم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کا تو دشمن بن جائے دنیا کی کوئی طاقت اس کو نفع نہیں دے سکتی اور جس کا تو دوست ہو جائے دنیا کی کوئی طاقت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

مومنو! یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت اور یہی سارے پیغمبروں کی دعوت کا خلاصہ ہے۔

جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
پھیلاؤ تو جھولی اس کے آگے پھیلاؤ

ایک صحابی نے عرض کیا اللہ کے رسول چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز اللہ سے مانگنی چاہیے؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، بوٹ کا تسمہ مانگنا ہو تو وہ بھی رب سے مانگو۔ (1) جوتے کا تسمہ بھی رب کے سوا کسی سے مانگنا جائز نہیں ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(1) سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب یسأل احدکم ربه حاجته کلها، حدیث : ۸/۳۶۰۴۔ مسند ابی یعلی (۳۴۰۳)۔ صحیح ابن حبان (۸۶۶) عن انس رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دل میں صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کا خوف ہو

(مسجد اوّل اہل حدیث، سیالکوٹ)

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾

[الاعراف: ١٥٨] [1]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

[1] تو کہہ دے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کی حکومت تمام آسمانوں اور زمینوں پر ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ رکھتا اور مارتا ہے۔ پس تم اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی اُمی ہے، جو اللہ اور اس کے حکموں پر دل سے ایمان رکھتا ہے، ایمان لاؤ اور اس کی اطاعت کرو تا کہ تم راہ پاؤ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرات! میں آج ہی بیرون ممالک کے سفر سے واپس آیا ہوں، ابھی میری بہت سی مصروفیات باقی تھیں لیکن میں نے اپنے بھائی اور دوست میاں نذیر صاحب سے اِس جلسے میں شمولیت کا وعدہ کیا ہوا تھا، چنانچہ جب مجھے معلوم ہوا کہ جلسہ بروقت ہو رہا ہے تو میں نے اپنی تمام مصروفیات خیر باد کہہ کر یہ بات ضروری سمجھی کہ اپنے وعدے کو ایفاء کروں۔ آج اگرچہ مسلسل سفروں کی وجہ سے اور مکمل آرام نہ کرنے، مختلف جگہ تقریریں، خطبات اور کانفرنسوں میں شمولیت اور دیگر مصروفیات کی بناء پر طبیعت بہت زیادہ تھکی ہوئی ہے اور گلا بھی گلہ کر رہا ہے، لیکن اِس کے باوجود میں نے یہ ضروری سمجھا کہ اب جبکہ غیر ممالک سے واپس آ گیا ہوں تو لاہور میں ہوتے ہوئے سیالکوٹ حاضری نہ دینا مناسب نہ ہوگا۔ آپ حضرات اور آپ کے جوش وجذبہ کو دیکھ کر اور اپنے نوجوان بھائیوں کے جذبات کی حدت محسوس کر کے جسم کی تھکاوٹ تو بہت حد تک دور ہو گئی ہے، امید ہے اور اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ گلا بھی درست کر دے تاکہ آج آپ سے کھل کر کچھ گفتگو ہو سکے۔

میرے بھائی نے شاید جان بوجھ کر اِس بنیاد پر کہ ابھی ضیاء الحق سیالکوٹ سے ہو کر گیا ہے...... خلافِ عادت میرے موضوع کا بھی اعلان کر دیا کہ میں توحید پر گفتگو کروں۔ شاید قاری صاحب ❶ کا اِس سے یہ بھی مقصود ہوگا کہ توحید پر گفتگو کرتے ہوئے ضیاء الحق کا نام کم ہی آئے گا لیکن قاری صاحب بڑے بھولے آدمی ہیں۔ اِن کو پتہ نہیں ہے کہ توحید ایک ایسا موضوع ہے کہ جب احکم الحٰکمین کی حاکمیت کا تذکرہ ہوگا تو جھوٹے حاکموں کی مذمت بھی ضرور ہوگی۔ مسئلہ توحید اُس وقت تک بیان ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ جھوٹے خداؤں کی خدائی پر ضرب کاری نہ لگائی جائے۔ خاص طور پر ہم اہل حدیث تو عادی ہی اِس بات کے ہیں کہ مُردوں کے خلاف بات کرنا تو کوئی بہادری کی بات نہیں ہے ؏

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

---

❶ قاری اسماعیل اسد مرحوم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرے ہوئے بے چاروں کا کیا ہے۔ یہ اگر کسی کا کچھ کر سکتے تو آج ہم زندہ دفن ہو چکے ہوتے۔ ہم تو نہ مرے ہوؤں کو مانتے ہیں اور نہ زندوں کو مانتے ہیں۔ ہم نے مانا ہے تو اکیلے محمد ﷺ کے رب کو مانا ہے۔ ہم نے نہ مرے ہوؤں سے ڈرنا سیکھا، نہ زندوں سے ڈرنا سیکھا۔ یہ مرے ہوؤں اور زندوں کی تفریق اُن کے لیے ہے جو رات کے اندھیرے میں اپنا ہی پرچھاواں دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ جو بھی غیر خدا ہے، چاہے وہ زندہ ہے، چاہے مرا ہوا، ہمارے لیے کوئی فرق نہیں۔ ہمارے نزدیک زندوں سے ڈرنا بھی شرک ہے اور مرے ہوؤں سے ڈرنا بھی شرک ہے۔ جو شخص اپنے دل کے اندر حی و قیوم کا ڈر بٹھا لیتا ہے، حی و قیوم اُسے کائنات کے ڈر سے آزاد فرما دیتا ہے۔

لوگو! یہی تو درس تھا جو میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا۔ ساری کائنات مخالف ہے، اپنے بھی مخالف، بیگانے بھی مخالف، سگا چچا، باپ کا بھائی، قبیلے کا سربراہ، بنو ہاشم کا سردار، دمکتے ہوئے چہرے والا، گلنار رُخساروں والا، وہ بھی اُنھی کی صف میں کھڑا ہے جو بیگانے ہیں اور میرے آقا علیہ السلام کو گالیاں دے رہے ہیں۔ لوگ دیکھ رہے ہیں۔ کل تک ہم بات کرتے تھے، سمجھتا تھا، یہ بنو ہاشم کا کیا بگاڑیں گے۔ آج بنو ہاشم کا چوہدری بھی ہماری صف میں کھڑا ہے۔ آج دیکھیں گے، اِس کی زبان کیسے حرکت میں آتی ہے، اِس کی جرأتیں کس عروج پر پہنچتی اور اِس کی شجاعتیں کیا مظاہرہ کرتی ہیں؟ کائنات کے امام نے اپنے سگے چچا اور بنو ہاشم کے سردار کو بھی اپنے مخالفین کی صفوں میں کھڑا دیکھا اور پھر نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی۔ آسمان سے آواز آئی!

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ﴾ [اللھب: ۱ تا ۵]

جاؤ، اِس بڑے کو سنا دو کہ میں زمین میں کسی بڑے کی بڑائی نہیں مانتا۔ میں نے تو عرش والے کی بڑائی کو مانا ہے۔ یہ اپنا مال لے کر آ جائے، اپنی دولت لے کر آ جائے، اپنا قبیلہ لے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر آ جائے، میں اکیلا اپنے رب کو لے کر آ جاتا ہوں۔

لوگ حیران و ششدر رہ گئے، اُنگلیاں منہ میں دبالیں، سکتہ طاری ہو گیا، زمین سہم گئی، آسمان سناٹے میں آ گیا۔ ہم نے جرأتیں دیکھیں لیکن شجاعتوں کا یہ اظہار نہ دیکھا جو آج یتیم مکہ کر رہا ہے اور یتیم مکہ مسکراتا ہوا کہہ رہا ہے، میری شجاعت کا کیا کہتے ہو، کہ میرے سر پر تو اُس عرش والے نے تاج رکھا ہے جس نے میرے سینے کو کائنات کے ڈر سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ڈرنا سیکھا ہی نہیں، صرف ایک کا ڈر، ایک کا خوف، ایک کی بڑائی، ایک کی کبریائی۔

مولویو! تم بھی سن لو، آپ حضرات بھی سن لیں، میری ماؤں اپنے بچوں کو اپنی گود میں پالنے والیو، تم بھی سن لو۔ اپنے بچوں کو لوریاں دیتے ہوئے اُن کو یہ سبق بھی پڑھایا کرو کہ اُس محمد ﷺ کی اُمت میں سے ہو، جس محمد ﷺ نے کائنات کے بندوں کو پوری کائنات سے بے نیاز کر کے صرف ایک آقا کا نیاز مند بنا دیا تھا۔ صرف ایک رب کا خوف ان کے دلوں کے اندر سمو دیا تھا۔ اور آج .....؟

آج لرزہ کیوں طاری ہے؟ آج سہمے ہوئے کیوں ہو؟ سی آئی ڈی کے لوگو! آج انڈیا، اپنی فوجیں لے کر پاکستان کے بارڈر پر آتا ہے اور تمھارا...... تمہارا...... میرا نہیں ...... تمہارا یہ جنرل اپنی مونچھوں کو نیچا کر کے اندرا گاندھی کے بیٹے کو راضی کرنے کے لیے انڈیا جاتا ہے۔ کیوں؟ اِس لیے کہ میں نے اِس کو دیکھا ہے۔ تم نے دیکھا ہو کہ نہ دیکھا ہو ؏

مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا
تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جس دن یہ ملتان کی بستی میں مرے ہوؤں کی قبروں کی چوکھٹ چومنے کے لیے مٹی اُٹھا کے اپنے سر پر ڈال رہا تھا، اُس دن میں لاہور میں بیٹھ کر کہہ رہا تھا کہ یہ وہ بندہ نہیں ہے جو انڈیا سے جنگ کر سکتا ہے۔ غیر اللہ کی مٹی چومنے والا، مرے ہوؤں کی چوکھٹوں پر سجدہ ریز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے والا، دستک دینے والا...... ضیاء الحق!

او شریعت محاذ کے نامور لیڈرو!

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

سارا جسم چھلنی ہو چکا ہے، پھاہا رکھوں تو کہاں کہاں رکھوں؟

آج کوئی ایک بات ہو تو کہوں۔ محمد ﷺ کے نواسے کو مارنے والو، محمد ﷺ کے نواسے کو مارتے ہوئے تو مسئلہ نہیں پوچھتے۔ کعبے میں مچھر مارتے ہوئے مسئلہ پوچھتے ہو کہ مارنا جائز ہے یا نہیں؟

اس پاکستان کے اندر توحید کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور کوئی نہیں پوچھتا اور یہ شریعت بل لے کر آ گئے ہیں۔ خدا کا مذاق، اللہ، رسول کی دعوت کا مذاق، اور میں نے کہا تھا، قبروں سے ڈرنے والو، یہ انڈیا کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انڈیا کا مقابلہ کرے تو کوئی عمر رضی اللہ عنہ جیسا کرے۔ انڈیا کا مقابلہ وہ کرے جس کے سینے میں عمر کا جگر اور فاروق کا دل ہو کہ گورنر لکھے، مصر کی سرزمین تباہ ہو گئی ہے، نیل کا دریا خشک ہو گیا، پانی نہیں آ رہا۔ لوگ کہتے ہیں چڑھاوا چڑھاؤ، منت مانگو، نذر پیش کرو۔ آپ کی بارگاہ میں گزارش ہے، کیا حکم ہے؟ کیا کریں؟ فرمایا!

((من عُمر ابن الخطاب الٰی نہر نیل.))

کل تک قیصر و کسریٰ کے نام خط لکھ رہا تھا، آج دریائے نیل کے نام خط لکھ رہا ہے۔ جاؤ دریائے نیل میں میرا خط ڈالو اور نیل سے کہہ دو، ایک اللہ کا بندہ ہے، ایک اللہ سے ڈرنے والا تمھیں حکم دیتا ہے، اگر اللہ کے نام پر چلتے ہو تو چلتے رہو، غیر اللہ کی مدد اور نیاز مانگنا چاہو، نہیں دیتے چاہے ساری کائنات مرتی ہے تو مر جائے۔ قحط سالی کا شکار ہوتے ہیں تو ہو جائیں۔ فقر میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہو جائیں۔ سب مرتے ہیں تو مر جائیں، میں غیر اللہ کے نام کی نذر دینے کو تیار نہیں ہوں۔ چلنا ہے چلو، نہیں چلنا نہ چلو۔ پھر عمرو بن العاص کہتے ہیں، مصریوں کو اکٹھا کیا، نذریں، نیازیں چڑھانے والو آؤ۔ آج فاروق کا حکم دریائے نیل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام بھی دیکھو۔ دریا میں رقعہ ڈالا۔ النجوم الزہرہ میں لکھتا ہے، خط ڈالنے کی دیر تھی۔ ایسا معلوم ہوا کہ برسوں کا پانی صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کا انتظار کر رہا تھا۔ ❶

اُن کا مقابلہ کون کرے گا؟ تم کرو گے؟ غیر خدا سے ڈرنے والے کریں گے؟ اُن کا مقابلہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کرے گا، دریا اپنی طغانیوں پر اور اِدھر مومن کا دل اپنی جولانیوں پر...... کہا، تم اپنا کام کرو ہم اپنا کرتے ہیں۔ عربوں نے کبھی پانی نہیں دیکھا۔ دریاؤں کے کنارے رہنے والے لوگ نہیں تھے۔ اُن کے شہر میں کوئی ''ایک'' نہیں چلتی تھی۔ ❷ اُن کے وطن میں کوئی دریا نہیں تھا۔ اُن کے دیس میں کوئی نالہ بھی نہیں۔

آپ کو ایک دلچسپ بات سناؤں۔ میں جن دِنوں مدینہ طیبہ پڑھتا تھا، آج سے چوبیس برس پہلے 1963ء میں۔ وہاں دو تین دن بارش ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ سارا مدینہ مرد، عورتیں بچے قافلوں کی صورت میں باہر جانے لگے۔ میں نے کہا انہیں کیا ہوگیا ہے۔ کہنے لگے پانی آ گیا ہے، پانی دیکھنے جا رہے ہیں۔ ہم نے کہا ہم بھی دیکھیں، پانی کہاں سے آ گیا ہے۔ دیکھا مدینے کے باہر ''بیئر زبیر'' کے پاس ڈھائی انچ پانی کا ایک نالہ بہہ رہا ہے، اور ہزاروں کی تعداد میں مرد، عورتیں اور بچے اپنے منہ پر چھینٹیں مار رہے ہیں۔ پانی کے اندر کود رہے ہیں، ہنس رہے ہیں۔ میں نے کہا پانی کہاں ہے؟ ہمارے ہاں تو کنویں کی منڈیر سے پانی اِس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اُس نے مجھے کہا، یہ ہم نے پچاس سال کے بعد پانی دیکھا ہے۔ اِس لیے جو لوگ حج کرنے گئے ہیں، اُن کو پتہ ہے کہ مکے مدینے میں لوگ چھتوں پر ''پارچھے'' نہیں لگاتے۔ میں نے پوچھا تم ''پارچھے'' کیوں نہیں لگاتے؟ کہتے ہیں کبھی بارش نہیں ہوئی، یہاں ''پارچھے'' لگانے کی کیا ضرورت ہے؟

وہ قوم جس نے کبھی پانی نہیں دیکھا، وہ قوم طغیانی میں آئے ہوئے دریا کو دیکھ رہی

---

❶ فتوح مصر لابن عبد الحکم (ص: ١٠٤)۔ الكرامات للالكائی (ص: ١١٩)۔

❷ ''نالہ ایک'' (سیالکوٹ) کی طرف اشارہ ہے۔ جس کے پاس ہی مسجد اہل حدیث واقع ہے۔ جہاں یہ کانفرنس ہو رہی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پانی اپنی جولانی پر، دریا کناروں سے باہر اُچھلا جا رہا ہے۔ دریا کے پار دشمن کی فوج کھڑی ہے۔ امیر المؤمنین کا کمانڈر دیکھتا ہے۔ کہا بڑھو، کہا کمانڈر، آگے پانی اور دریا، نہ کشتی، نہ ٹیوبیں اور نہ پار کرنے کے لیے جگہ نہ ہم نے کبھی تیراکی سیکھی۔ کہا اُس رب کے نام کے ساتھ جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، قدم رکھو...... اور ضیاء الحق کی طرح یہ نہیں کہا کہ تم جا کے لڑو۔ میں یہاں بیٹھتا ہوں۔ کہا آگے میں چلتا ہوں، پیچھے تم چلو۔ مخاطب ہو کر فرمایا جس کا نقصان ہو جائے وہ دنیا میں بھی گریبان تھام لے، قیامت کے دن بھی تھام لے۔ پانی میں گھوڑا اتارا، ساری فوج پار اُتری۔ کمانڈر کہتا ہے رُک کر اپنا سامان دیکھ لو۔ ایک آدمی کہنے لگا امیر! میرا پیالہ گم ہو گیا ہے۔ فرمایا کس طرح؟ کہا گھوڑے کی پشت کے ساتھ باندھا ہوا تھا، موج آئی اور پیالے کو بہا کر لے گئی۔ اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آئے اور ماتھے کو زمین پر رکھا اور آسمان والے کو پکارا۔ اُس کمانڈر نے آسمان والے کو پکارا جس نے آسمان والے کو پکارنے کے سوا کبھی کسی کو پکارنا سیکھا ہی نہیں اور نہ اس کو سکھایا گیا۔

ہم نے کہا تھا، ہم نے ساری زندگی میں ایک غلطی کی کہ بھائیوں کے خلاف کتاب لکھ دی۔ ❶ پہلے تو بھائی میرے لیے بددعا مانگنے کے لیے لاہور، ملتان اور پاکپتن کے سارے مزاروں پر گئے کہ اے پیرو فقیرو اس گستاخ وہابی نے ہمارے خلاف کتاب لکھی ہے۔ اِس کا کچھ کرو!

﴿وَانْصُرُوٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ﴾ [الانبياء: ٦٨]

کوئی جواب نہ آیا تو پھر ضیاء الحق کے پاس چلے گئے۔ کہنے لگے ہمارے بزرگ کچھ نہیں کر سکتے تو ہی کچھ کر دے۔ میں نے اُس وقت بھی کہا تھا کہ غیر اللہ کو پکارنے والوں کو کبھی رب یاد آتا ہی نہیں۔ کس کو یاد آئے؟ جس نے اُس کے سوا کبھی کسی کو پکارنا سیکھا ہی نہیں، اللہ کو تو وہی پکارے گا۔ رُک گئے۔ ماتھا زمین پر رکھا، اللہ میں نے تیرے محمد ﷺ کی اُمت سے وعدہ کیا تھا کہ اِن کا کوئی سامان ضائع نہیں ہوگا۔ پیالہ گم ہو گیا ہے۔ اللہ پیالہ لوٹا

❶ حضرت علامہ شہیدؒ کی کتاب ''البریلویہ'' جو کہ عربی زبان میں لکھی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے۔ ابھی دعا کے الفاظ ختم نہیں ہوئے کہ موجیں پیالے کو اُچھالتی ہوئیں اُس کے قدموں میں لا کر ڈال دیتی ہیں۔

کون مقابلہ کرے؟

ہم نے حکمرانوں کی بڑی بزدلیاں، بے غیرتیاں اور بے حمیتیاں دیکھی ہیں لیکن اِس سے زیادہ بزدلی کا دور کبھی دیکھا ہی نہیں۔ ضیاء الحق ہماری تم سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں، شاید بھٹو کی بیٹی کی ہوگی۔ ہماری تم سے دشمنی رب کے لیے، رب کی توحید کے لیے۔ اس لیے کہ تیرے عقیدے میں شرک کی ملاوٹ ہے۔ جو میرے عرش والے کا نہیں بنتا ہم اُس کا بننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ انڈیا سے ڈرے ہوئے ہیں۔ ڈرنے سے کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ اِسی لیے توحید کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ توحید کا عقیدہ اپنانے کے بعد آدمی غیر اللہ کے ڈر سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ پھر کسی کا ڈر نہیں رہتا۔ کیوں؟ اس لیے کہ پھر یہ یقین ہو جاتا ہے، ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيْتُ﴾ موت بھی اُس کے قبضے میں، زندگی بھی اُس کے قبضے میں۔ اُس کے سوا نہ کوئی مار سکتا ہے اور نہ کوئی زندہ کر سکتا ہے۔ جن کا عقیدہ یہ ہو کہ گجرات والا بھی مار سکتا ہے، لاہور والا بھی اور قلعے والا بھی مار سکتا ہے۔ وہ اپنے سے بڑے سے نہیں ڈریں گے تو اور کس سے ڈریں گے؟ جن کا عقیدہ یہ ہو کہ ساری کائنات مل کر بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ وہ کسی سے ڈریں گے؟ وہ تو صرف ایک اللہ سے ڈریں گے۔

کسریٰ کا دربار سجا ہوا، ڈیڑھ لاکھ فوج اپنی تلواروں کو نیاموں سے نکالے ہوئے۔ آہن پوش، زرہ پوش، آج کے دور کی اصطلاح میں بکتر بند دستے۔ اِدھر آٹھ ہزار سپاہی...... جو غیر اللہ سے نہیں ڈرتے، یہ اندھیرے بھی اُن کو نہیں ڈرا سکتے۔ اوروں کا جلسہ ہوتا تو مولوی سٹیج کے نیچے گھس گیا ہوتا کہ کوئی مار ہی نہ دے۔ [1]

ایک دفعہ موچی دروازہ (لاہور) میں جلسہ ہوا تو ایک بڑا بابا دھمکیاں دینے لگا...... او وہابیو۔ میں تباہ کر دوں گا تمہیں۔ میں سیالکوٹ سے جلسہ سننے گیا۔ میرے والد صاحب کو

[1] اس وقت جلسہ گاہ میں بجلی چلی گئی اور ہر طرف گھپ اندھیرا ہو گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جلسے سننے سنوانے کا بڑا شوق تھا۔ مجھے بچپن میں کہا کرتے تھے سب کے جلسے سنا کرو۔ اللہ کا کرنا کیا ہوا کہ بجلی چلی گئی جس طرح اب چلی گئی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب لائٹ آئی تو لوگ مولوی کو ڈھونڈنے لگے۔ اب مولوی کہیں نہیں۔ خدا شاہد ہے لوگوں نے کہا وہابی اُٹھا کر لے گئے۔ جب ایک بندے نے یہ بات کی تو مولوی نیچے سے بولتا ہے نہیں میں یہاں ہی ہوں۔ اسٹیج کے نیچے گھسا ہوا، اُٹھ کر کہتا ہے وہابی بڑے خطرناک ہوتے ہیں میں جان بوجھ کر نیچے گھس گیا تھا کوئی گولی نہ مار دے۔ میں نے کہا واہ تیری بہادری کا کیا کہنا تو تو بلی دیکھ کر ڈر جاتا ہے یہ تو بجلی چلی گئی تھی۔

ایک طرف ڈیڑھ لاکھ اور دوسری طرف صرف آٹھ ہزار۔ وہ آہن پوش اور یہ بے سروسامان۔ تیر ہے تو تلوار نہیں، تلوار ہے تو نیزہ نہیں اور ضیاء الحق F16 لے کر بھی ڈر رہا ہے۔ یہ ہمارے لیے خریدے ہیں؟ سنو! اسلحہ نہیں لڑتا۔ اگر اسلحہ لڑتا تو میرے آقا کی امت کبھی کائنات کو فتح نہ کر سکتی۔ صرف آٹھ ہزار، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کسریٰ کے ایوان میں قاصد بن کر جاتے ہیں۔ ایرانی قالین بچھے ہوئے، بادشاہ سونے کے تخت پر بیٹھا ہوا۔ حواری موالی درباری اور بین بجانے والے ساتھ بیٹھے ہوئے۔ مغیرہ بن شعبہ کے کپڑے بھی پھٹے ہوئے اور مفلسی کا عالم یہ ہے کہ تلوار کے اوپر میان نہیں، کپڑے کی ٹاکیاں لپیٹی ہوئی ہیں۔ دربار کے دروازے پر پہنچے۔ درباریوں نے کہا رُک جاؤ۔ فرمایا کیا بات ہے؟ ایک طشت میں رکھا ہوا حریر و کم خواب کا لباس لایا گیا۔ کہا یہ پہن لو! فرمایا یہ کیا ہے؟ کہا یہ بادشاہ کے ساتھ ملاقات کے لیے شاہی لباس ہے۔ فرمایا میں اپنے اِسی لباس میں جاؤں گا۔

ہم فقیروں سے بے اعتنائی کیا
آن بیٹھے جو تم نے پیار کیا
سخت کافر تھا جس نے پہلے پہل
مذہب عشق اختیار کیا

بادشاہ ملتا ہے ملے، نہیں ملتا نہ ملے۔ اس نے کہا بڑا سخت مزاج اور اکھڑ آدمی ہے۔ کھڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ویں پہنی ہوئیں، کپڑے پھٹے ہوئے، تلوار پر ٹاکیاں لپیٹی ہوئیں۔ ہم نے کہا لباس پہن لو۔ کہتا ہے نہیں، میں تو اسی لباس میں جاؤں گا، ملتا ہے ملے، نہیں ملتا نہ ملے۔

چشم فلک گواہ ہے۔ دربار میں پہنچے۔ رکے۔ کہتے ہیں آداب کے ساتھ جھک کر سلام کرے، اور یہ محمد ﷺ کا غلام، سلام تو بڑی بات ہے، گردن تنائے ہوئے، آنکھیں اُٹھائے ہوئے اور اُس کے ماتھے پر گاڑے ہوئے کہتا ہے، والسلام علی من اتبع الھدی ، سلام اُس پر ہو جو میرے محمد ﷺ کا پیروکار بن گیا ہے۔ تجھ پر سلام نہیں جو جی چاہے کر لے۔ پیشانیاں شکن آلود ہو گئیں کہ گستاخ آ گیا ہے۔ ننگی تلوار تھی، تلوار کو زمین پر ٹیکتے ہوئے، آگے بڑھے اور اُچک کر بادشاہ کے تخت پر بیٹھ گئے۔

آج بھی انھی کے حواری کہتے ہیں، بابے کے ساتھ بیٹھ گئے ہو؟ کیا بابا میرے ساتھ بیٹھنے سے پلید ہو جائے گا؟ بابوں کے لیے مسندیں اور پھر دعوے اِسلام کے؟ نام لیتے ہو رب کے نبی کا اور اپنے لیے مسندیں مخصوص کیے ہوئے، کہ اِس مسند پر کوئی بیٹھ نہ سکے۔

کائنات کے امام، کونین کے تاجدار، ثقلین کے رسول ﷺ کے بارے میں حاتم طائی کا بیٹا جو ابھی کافر ہے، کہتا ہے، میں آپ کا نام سن کر آپ کو ملنے کے لیے گیا۔ دروازے پر دستک دی، آپ باہر تشریف لائے۔ میں نے کہا، میں حاتم طائی کا بیٹا عدی ہوں، آپ کا نام سنا ہے، کچھ باتیں پوچھنے کو آیا ہوں۔ میرے آقا نے فرمایا اندر آ جاؤ۔ کہا جس کے نام کا ساری کائنات میں شہرہ، میں نے سوچا نہ جانے اُس کی نشست گاہ کیسی ہوگی۔ میں آپ کے کمرے میں گیا تو ننگی زمین جس پر کنکریاں بچھی ہوئی ہیں۔ میں نے کہا یہ مجھ کو کہاں بٹھائے گا۔ کملی والے نے اُس کملی کو جس کا تذکرہ آسمان والے نے اپنے قرآن میں ایھا المزمل، ایھا المدثر کہہ کر کیا ہے، اُس کملی کو اُٹھایا اور ننگی زمین پر بچھا دیا۔ حاتم طائی کا بیٹا کہتا ہے میں نے سوچا، کہ خود تو چادر پر بیٹھے گا اور مجھے نیچے بٹھائے گا۔ ابھی میرے دل میں خیال آیا کہ آپ نے مجھے کندھے سے پکڑا۔ خود ننگی زمین پر بیٹھ گئے اور مجھے اپنی چادر پر بٹھا دیا۔ میں نے کہا، آپ کے اشارہ ابرو پر لوگ اپنی گردنیں کٹانے کے لیے تیار، اور آپ کے گھر میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چٹائی بھی نہیں اور بیٹھنے کے لیے آپ کے پاس چادر بھی نہیں۔ آپ نے اپنی چادر میرے نیچے بچھا دی اور خود ننگی زمین پر بیٹھ گئے؟ فرمایا میں نے تیرے باپ کا بہت قصہ سنا ہے۔ تیرا باپ بڑا سخی تھا اور محمد ﷺ سخیوں سے پیار کرنے والا ہے۔ میں نے تیرے باپ کی عزت کی وجہ سے تجھ کو اپنی کملی پر بٹھایا۔ میرا کیا ہے، میں ننگی زمین پر بیٹھ جاؤں گا۔ عدی کہتے ہیں پھر مجھے آپ سے کچھ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی ہے۔ دیر تک بیٹھا رہا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا، کچھ پوچھو۔ کہا سوال تو بڑے تھے، لیکن اب ایک ہی آرزو ہے۔ فرمایا کہو کیا ہے؟ کہا کیا مجھ کو بھی اپنے غلاموں میں قبول کرنے کے لیے تیار ہیں؟ میرا نام بھی اپنے غلاموں میں لکھ لیں؟ ❶

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میرے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں قافلے آیا کرتے۔ اُن کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ آقا کون ہیں، سب میں مل کر بیٹھے ہوتے۔ بعض لوگ میری داڑھی کے سفید بالوں کو دیکھ کر سمجھتے کہ شاید میں رسول ہوں۔ میری طرف بڑھتے، کیونکہ آقا علیہ السلام اپنی زندگی کے آخری لحات تک اِتنے صحت مند تھے کہ دیکھنے والے کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ آپ کی عمر ساٹھ برس سے اوپر ہو گئی ہے۔ کہا اِس طرح آپس میں مل جل کر بیٹھتے کہ قافلے والوں کو پتہ نہ چلتا۔ میں اُٹھ کر اپنی چادر آقا علیہ السلام کے سر پر تان دیتا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ میرا آقا کون سا ہے۔ ❷

تم نے اپنے لیے علیحدہ مسندیں بنائی ہوئی ہیں؟ ابھی چند دن پہلے میں بغداد میں تھا۔ میرے ساتھ اور بھی بہت سے مولوی تھے۔ کہنے لگے پیرانِ پیر کی بارگاہ کے متولی کو ملیں۔ میں نے کہا چلو ملتے ہیں۔ پیر صاحب آسمان پر بیٹھے ہوئے اور ہم سے کہا زمین پر بیٹھ جاؤ۔ باقی مولوی تو بیٹھ گئے، میں نے کہا، مجھ کو بھی آسمان پر بٹھاؤ یا اِس کو بھی زمین پر اتارو۔ میں نیچے بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اِس سے کہو یہ بھی بیٹھے۔ اگر کونین کا تاجدار اپنے ساتھیوں کی

---

❶ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن فاتحة الکتاب، حدیث: ۲۹۵۳م۔ عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ۔

❷ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ واصحابه المدینة، حدیث: ۳۹۰۶۔ عن عروة بن الزبیر۔ یہ ہجرت کے دوران قباء پہنچنے کے موقع کا قصہ ہے۔ واللہ اعلم!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صف میں بیٹھا کرتا تھا تو یہ کون ہوتا ہے کہ آسمان پر بیٹھ کر لوگوں کو نیچے بٹھائے؟ ایک مولوی میرے کان میں کہتا ہے، گستاخ، گستاخ ہی رہتا ہے چاہے بغداد میں کیوں نہ آجائے۔ میں نے کہا بات یہ نہیں، بات یہ ہے کہ موحد موحد ہی رہتا ہے چاہے مکے اور مدینے میں بھی کیوں نہ چلا جائے۔ اُس کی توحید میں کبھی خلل نہیں آتا۔

میں یہ کہہ رہا تھا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بڑھتے ہوئے جا کر بادشاہ کے تخت پر جا بیٹھے۔ پیشانیوں پر شکنیں پڑ گئیں۔ بادشاہ نے بھی گھور کر دیکھا، فرمایا کیا دیکھتے ہو؟ وزیر کہنے لگے تو نے ہمارے بادشاہ کے ساتھ تخت پر بیٹھ کر اس کی توہین کی ہے۔ فرمایا یہ بادشاہ دو ٹکے کا آدمی ...... میں تو اُس کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا، جس کے اوپر دن میں کئی مرتبہ آسمان سے رب کا فرشتہ رب کا پیغام لے کر آیا کرتا تھا۔ بادشاہ بہت ناراض ہوا۔

اب ذرا دیکھو تو سہی، آٹھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ آنے والا بے جگر کتنا ہے۔ فرمایا بادشاہ، اَسْلِمْ تَسْلَمْ، اِسلام لے آؤ محفوظ ہو جاؤ گے۔ بادشاہ کہنے لگا، پاگل ہو گیا ہے، میرے ساتھ لوہے میں غرق ڈیڑھ لاکھ سپاہی، تو آٹھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ مجھے دھمکیاں دے رہا ہے؟

اَسْلِمْ تَسْلَمْ / اسلام لے آؤ۔ بچ جاؤ گے۔

ہمارا بابا ضیاء الحق انڈیا جا کر کہتا ہے اب تو میں تمھارے گھر کرکٹ دیکھنے آ گیا ہوں، اب تو معاف کر دو۔ ایک یہ ہیں اور ایک وہ ہیں کہ ؏

لیا اپنے ہی چہرے کو بگاڑ
ایک وہ ہیں کہ جنہیں تصویر بنا آتی ہے

ہم نے اپنے سفر کا آغاز کہاں سے کیا تھا اور کن کے پلے پڑ گئے ہیں۔ ہم نے سفر کا آغاز کیا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

سفر کا آغاز کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے۔

سفر کا آغاز کیا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آ پہنچے ہیں ضیاء الحق تک۔

خدا کی قسم، کبھی اپنے ماضی کو پلٹ کر دیکھتا ہوں تو حیاء آتی ہے۔ کیا ہم اُسی قوم کے فرد ہیں؟

ذرا اپنے آقا کو دیکھو تو سہی۔ آپ مدینے کے دروازے پر کھڑے ہیں، سترہ سو ساتھی ساتھ ہیں، چوبیس ہزار کا لشکر جرار ہے۔ فرمایا ساتھیو یہودی پلٹ گئے، تم میں سے بھی جو پلٹنا چاہے پلٹ جائے۔ ساتھی ششدر، آقا ہم پلٹ گئے تو آپ کیا کریں گے؟ فرمایا تم سارے پلٹ جاؤ، چوبیس ہزار سے محمد ﷺ اکیلا لڑے گا۔

وہ آغازِ سفر تھا...... یہ انجام سفر ہے۔

کہتے ہیں رسول کی بات نہ کرو، کس کی کریں؟ گورونانک کی کریں؟ کہتے ہیں جی مطلب یہ نہیں ہے۔ اگر رسول تمھارے نزدیک مافوق الفطرت شخصیت ہے تو آؤ اِس بوڑھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھو۔ کوہستان کے قبائل مرتد ہو چکے۔ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ روم کی فوجیں مسلمانوں کی سرحدوں پر دستک دے رہیں، چوتھی طرف خبر ملی کہ ایک لشکر جرار مدینے پر چڑھائی کرنے کے لیے آرہا ہے۔ بیک وقت چار فوجیں۔

ہم سے کہتے ہیں، ایک طرف رُوس ہے، ایک طرف کابل ہے۔ اگر تم لڑ نہیں سکتے تو پھر فوج رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا یہ فوج صرف حکومت کرنے کے لیے ہے؟ تم نے یہ چالیس چالیس تمغے جو اپنے سینوں پر سجا رکھے ہیں، غیرت مندو اگر دشمن سے نہیں لڑ سکتے تو یہ تمغے کیوں لیے ہیں؟ تم نے کس بہادری پر تمغے لیے ہیں؟ ہلالِ جرأت، نشانِ حیدر فلاں فلاں تمغہ۔ کون سا ملک فتح کیا ہے؟ اپنا ملک پاکستان فتح کیا ہے۔ جی ایک طرف کابل ہے، دوسری طرف انڈیا ہے، سب کچھ ہے، ایمان نہیں ہے۔

صدیق چاروں طرف سے فوجیں اور چند لوگ مدینے کی حفاظت کے لیے!

خبر آئی، مدینے پر چڑھائی ہوگئی۔

خبر آئی، کوہستان کے قبائل نے ارتداد کا اعلان کر دیا۔

خبر آئی، روم کی فوجیں دستک دے رہی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خبر آئی، قبائل عرب جمع ہو کر نبی علیہ السلام کی وفات کی خبر سن کر مدینہ پر حملے کے لیے آ رہے ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ فرمایا جیش اُسامہ سے کہو کہ روانہ ہو جائے۔ علی جیسا صحابی ...... عباس جیسا صحابی ...... عثمان جیسا صحابی ...... سعد بن ابی وقاص جیسا صحابی ...... خالد بن ولید جیسا صحابی ...... حتی کہ فاروق جیسا صحابی (رضی اللہ عنہم)، جس نے کہا صدیق دشمن چاروں طرف سے کھڑا ہے، جیش اُسامہ کو تو رہنے دو۔ فرمایا کعبہ کے رب کی قسم ہے جس جھنڈے کو میرے آقا نے اونچا کیا ہے، ابو بکر اُس کو نیچا نہیں کرے گا۔ جاؤ اِس سے کہو روانہ ہو جائے۔ کہا ابو بکر چاروں طرف سے دشمن آ رہے ہیں، یہ چند نوجوان بھی چلے جائیں گے تو کیا ہوگا؟ فرمایا:

((ما حللت عقدة عقدها رسول الله.))

جس لشکر کو روانگی کا حکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا، ابو بکر اُس کو روکنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کہا ابو بکر خطرہ ہے۔ فرمایا خطرے کی بات کرتے ہو، جاؤ اِس کو کہو روانہ ہو جائے۔ مدینے کا دفاع اکیلا ابو بکر کرے گا۔ [1]

ہم یہاں سے چلے تھے ...... آج کہاں تک پہنچے؟ بہادری کے اس عنوان سے چلے تھے اور بزدلی کی اس داستان تک پہنچے ہیں۔ ہائے

آج خوبصورت جوان۔

ذِکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تیری جوانی تک

کیا جوان؟ کیا جرنیل؟ کیا فوج؟ کیا عوام؟ سب نے بزدلی کا سبق پڑھ رکھا ہے۔

کیا ہندو مسلمان سے لڑ سکتا ہے؟ اٹھارہ مرتبہ غزنی سے محمود اُٹھا اور ہندوؤں کی اینٹ

---

[1] تاریخ الطبری (۳/۲۲۴-۲۲۶)۔ الکامل لابن الاثیر (۲/۲۲۶)۔ البدایة والنهایة لابن کثیر (۶/۳۴۳-۳۴۶)۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے لشکر اسامہ کی روانگی از ڈاکٹر فضل الٰہی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اینٹ بجا کر گیا۔ لیکن مومن تھا، غیرت والا تھا اور یہاں ایمان اور غیرت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

کس کی سیرت بیان کرتے ہو؟ اُس کی سیرت جو تن تنہا مکے سے نکلا تھا اور اِس آن اور شان سے نکلا کہ سراقہ بن مالک سے کہتا ہے، سراقہ وہ دن آنے والا ہے، جب دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ کے ملک کو میرے غلام اپنے پیروں کے نیچے روند کر اس کے خزانے لوٹ کر، اُس کے کنگن اتار کر تیرے ہاتھوں میں پہنائیں گے۔ ❶

کس کی سیرت بیان کرتے ہو؟

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، خدا تیری تربت پر لاکھوں رحمتیں نازل کرے۔ فرمایا أَسْلِمْ تَسْلَمْ، اِسلام لے آؤ بچ جاؤ گے۔ بادشاہ ہنس کر کہنے لگا نہ لائیں تو پھر؟ فرمایا پھر جزیہ دو ہم تمھاری حفاظت کریں گے۔ کہنے لگا اے پاگل کہاں عربوں سے اُٹھ کر آ گئے ہو، آٹھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ، تو میری حفاظت کرے گا۔ ڈیڑھ لاکھ فوجی تو ابھی میرے ساتھ ہیں۔ فرمایا نہیں مانتا تو یہ تلوار میرا اور تیرا فیصلہ کر دے گی۔ بادشاہ کہنے لگا، وہ تلوار جس کو ڈھانپنے کے لیے میان بھی نہیں ہے؟ حضرت مغیرہ نے اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئی تلوار کو نکالا۔ فرمایا بہادر تلواروں کی میانوں کو نہیں دیکھا کرتے، تلواروں کی دھاروں کو دیکھا کرتے ہیں۔

سنو! اگر تیرے کسی درباری اور جرنیل میں جرأت ہے تو میرا مقابلہ کر کے دیکھے۔ نظریں جھک گئیں۔ بادشاہ نے کہا، مٹی کا ایک ٹوکرا لاؤ اور اِس کے سر پر خاک ڈالو۔ یہ دیوانہ ہے۔ مٹی کا ٹوکرا لایا گیا۔ حضرتِ مغیرہ کے سر پر رکھا تو حضرت مغیرہ نے جلدی سے پکڑ لیا۔ فرمایا بادشاہ تجھے بھی مبارک ہو اور مجھ کو بھی مبارک ہو۔ کہا کیا بات ہے؟ فرمایا تو نے اپنی زمین کا مالک خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں کو بنا دیا ہے۔ تو نے خود اپنی مٹی ہم کو دے دی ہے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ جب پلٹ کر گئے۔ بادشاہ کہنے لگا، جوان ایک لمحے کے لیے رُک جاؤ۔ جوان رُک گیا۔ کہا تم میں یہ جرأت و بے باکی کس نے پیدا کی ہے؟ فرمایا آمنہ کے یتیم

❶ السنن الکبریٰ للبیهقی (٦/٣٥٧)۔ تهذیب الآثار للطبری (مسند ابن عباس : ٥١١).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے پیدا کی ہے۔ جس نے یہ درس دیا ہے کہ لا الٰہ الا ھو یحیٖ و یمیت، اُس کے سوا موت و حیات کا مالک کوئی دوسرا موجود نہیں ہے۔ اُس نے ہمیں سبق دیا کہ مرجاؤ تو رب تمھاری ملاقات کے لیے انتظار کر رہا ہے، اور ہم رب کی ملاقات کے لیے ترسنے ہوئے دیوانے ہیں۔ مغیرہ دربار سے نکل گئے تو بادشاہ اپنے پیر کو مٹی پر مارتا ہے۔ کہتا ہے مجھے اپنے خداؤں کی قسم ہے، اگر اِس دیوانے نے اپنے آقا کی بات سچ دہرائی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اِس کو کائنات کا مالک بننے سے نہیں روک سکتی۔ تاریخ گواہ ہے، لڑائی ہوئی، دشمن ستر ہزار لاشوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔

توحید کو ماننے والو! میں کہا کرتا ہوں، اہلحدیثو تمھیں توحید کی قدر نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کا تم پر انعام کہ تم وہابیوں کے گھر پیدا ہو گئے ہو۔ خدا کی قسم ہے۔ اگر توحید کی قدر کسی سے پوچھنی ہے تو اُس سے پوچھو جس کو اللہ کریم نے بعد میں ہدایت دی۔

اِس سفر میں مجھے ایک آدمی ملا۔ میں نے زندگی میں بڑے نیک لوگ دیکھے لیکن ایسا آدمی میں نے کم دیکھا۔ میں عراق گیا۔ عراقی حکومت کا اپنا ایک طریقہ ہے کہ ہر آدمی کے لیے علیحدہ گاڑی اور گائیڈ ہوتا ہے۔ بہت مہمان نواز لوگ ہیں۔ میرا گائیڈ وزارت کا ایک بڑا افسر تھا۔ داڑھی رکھی ہوئی، جب گاڑی سے اُتروں، پھر سلام۔ میں نے پوچھا، کس کو کہتے ہو؟ کہتا ہے اِس علاقے میں بھی میرا پیر رہتا ہے اور بغداد سارا پیروں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے کہا خدا کا شکر ہے، اِتنے پیر اگر پاکستان میں ہوتے تو لوگ اس زمین کی مٹی کو کھود کر پی جاتے۔ ہر جگہ سلام، سلام۔ ایک دن مجھے موقع مل گیا، میں نے کہا عرش والے نے تیری پیشانی کو اِتنا اونچا بنایا کہ فرمایا!

﴿سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُومُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ﴾ [النحل: ۱۲] ❶

❶ اس نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے اور تمام ستارے بھی اسی کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے بندے کائنات میں چاند بھی تیرے لیے ...... سورج بھی تیرے لیے ...... ستارے بھی تیرے لیے ...... روز و شب کی گردش بھی تیرے لیے ...... زمین کی پہنایاں بھی تیرے لیے ...... آسمان کی وسعتیں بھی تیرے لیے ...... برستے ہوئے بادل بھی تیرے لیے ...... اُگتے ہوئے پھول بھی تیرے لیے ...... پھیلتے ہوئے سبزے بھی تیرے لیے ...... چمکتی ہوئی دھوپ بھی تیرے لیے ...... لپکتی ہوئی روشنی بھی تیرے لیے ...... مہکتے ہوئے گلاب بھی تیرے لیے ...... چہکتے ہوئے پرندے بھی تیرے لیے ...... اور تو میرے لیے ......

تو نے اپنے آپ کو اِتنا رُسوا کیا کہ تو نے اپنے آپ کو مٹی کے لیے بنا دیا۔ تو نے اپنے آپ کو چوکھٹوں کے لیے بنا دیا۔ تو نے اپنے آپ کو مرے ہوؤں کی ہڈیوں کے لیے بنا دیا۔ تجھ سے زیادہ پست کون ہے۔

خدا کی قدرت ہے، بات اُس کے دل میں آ گئی، آنکھوں میں آنسو رواں ہوئے، پلٹ گیا۔ رات گزاری، صبح میرے پاس آیا تو روتا ہوا آیا۔ اُس نے کہا، جو لطف آج کی رات گزارنے کا آیا ہے، زندگی میں کبھی آیا ہی نہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا، پچھلے چھیالیس برس کی جتنی راتیں گزری ہیں، اُن راتوں میں سو آدمیوں سے معافی مانگ کر سویا کرتا تھا۔

کبھی بغدادی سے معافی مانگی ...... کبھی کرخی سے معافی مانگی، کبھی رازی سے معافی مانگی ...... کبھی غزالی سے معافی مانگی، کبھی نجف والے سے معافی مانگی ...... کبھی کربلاء والے سے معافی مانگی، کبھی دائیں والے سے معافی مانگی ...... کبھی بائیں والے سے معافی مانگی۔ آج پہلی رات سویا، مانگی تو محمد ﷺ کے خدا سے مانگی۔ جتنا بے نیاز ہو کر آج کی رات سویا ہوں، ایسا لطف کبھی سونے میں آیا ہی نہیں ہے۔

لوگو! توحید کی قدر پوچھنی ہے تو اُن سے پوچھو، جو شرک کی پستیوں سے نکل کر توحید کی بلندیوں پر آ رہے ہیں۔ تم کو کیا پتہ ہے۔ خدا نے تم پر انعام کیا، اور یہ بھی اللہ کا بڑا احسان ہے۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے، اہلحدیثو، تم زندگی کے آخری لمحات تک اگر خدا کا شکریہ ادا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے رہو تو شکرادا نہیں کر سکتے، کہ اللہ نے تمھیں اپنی توحید کا علمبردار بنایا ہے۔

سن لو! آج بات کہے دیتا ہوں، گناہ گارو، خطا کارو، عاصیو، جرائم والو! ایک دن آئے گا کہ توحید والے کو اپنی توحید کی غیرت آجائے گی۔ اپنے فرشتوں سے کہے گا جاؤ، مجھ سے اُن بندوں کا جہنم میں جلتے ہوئے دیکھنا گوارا نہیں کیا جاتا، جنھوں نے کبھی میرے ساتھ شرک نہیں کیا تھا۔ فرشتے کہیں گے اللہ یہ بڑے گناہ گار تھے، یہ بڑے خطا کار تھے، یہ بڑے عاصی تھے، اِنھوں نے بڑے جرائم کیے۔ اللہ کریم فرمائیں گے، بڑے بڑے جرائم کیے لیکن میرے ساتھ شرک تو نہیں کیا تھا۔ فرشتے کہیں گے اللہ یہ جل کر خاکستر ہو چکے ہیں، اِن کی ہڈیاں کوئلہ ہو گئیں، اِن کے چمڑے جل گئے، اِن کے چہرے بدل گئے، اِن کے جسموں پر اب تو کوئی بال بھی نہیں رہا، اب اِن کو جہنم سے نکالیں گے تو کیا کریں گے؟ فرمایا مجھ کو اپنی وحدانیت کی قسم ہے، میں اِن کو جنت کی نہروں میں غوطے دے کر اُسی طرح کر دوں گا، جس طرح ماں کے پیٹ سے آج ہی پھولوں کی طرح پیدا ہوئے ہیں۔ اِنھوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور میں نے آج اِن کو رسوا نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

لوگو! آج ہمارے ملک کی، ہمارے افراد کی، ہمارے اشخاص کی، ہماری ملت اور قوم کی جتنی بیماریاں ہیں، اُن ساری بیماریوں کی اصل جڑ شرک ہے۔ کبھی سوچا ہے کہ جس کا باپ ہو، وہ اپنے باپ پر تہمت لگائے؟ یہ مثال میں نے بیان نہیں کی، عرش والے کی بیان کی ہوئی مثال ہے۔ جس کی ماں پاکباز ہو، بیٹا اپنی ماں پر تہمت لگائے کہ میری ولادت میں کوئی دوسرا بھی شریک تھا۔ اُس کا باپ اُس کی ساری غلطیاں معاف کر دے گا لیکن اِس جرم کو کبھی معاف نہیں کر سکتا۔

یہ تو کوئی بات ہی نہیں، وہ اکیلا عرش والا، تم ایک پلید قطرے کی صورت تھے۔ وہ قطرہ کہ اگر کپڑے پر گر جائے تو کپڑا پلید ہو جائے۔ اُس قطرے کو اُس نے صورت بخشی ...... رنگ بخشا ...... خوشبو بخشی ...... حسن و جمال عطا کیا ...... بینائی عطا کی ...... قوت دی ...... طاقت دی ...... شجاعت دی ...... ہمت دی ...... دولت دی ...... مال دیا ...... عزت دی ...... آبرو دی ...... چرچا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا......شہرہ دیا......اور جب سب کچھ مل گیا تو کہنے لگا اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔

﴿الزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾

[النور: ۳] [1]

میری ذات کے ساتھ شرک کرنے والا اُسی طرح ہے جس طرح اپنی ماں کی پاکیزگی پر تہمت لگانے والا ہے۔

جس نے سارے کام کیے، اپنے باپ کی عزت پر داغ، پھر کہے گا ٹوٹے ہوئے بازو اپنے اصل کی طرف ہی لوٹتے ہیں۔ پھر عرش والا بھی کہے گا، سب کچھ کیا، میرا ساتھ تو نہیں چھوڑا۔ جاؤ مجھ کو اپنی کبریائی کی قسم ہے جس نے میرے ساتھ شرک نہیں کیا، میرے فرشتو گواہ رہو، آج میں نے اُس کو معاف کر کے، جہنم سے نکال کے، سلسبیل میں ڈال کر نئے سرے سے اِس کو نیا بنا کر جنت الفردوس میں محمد ﷺ کی سنگت عطا کر دی ہے۔

لوگو! آؤ، اللہ کی اِس نعمت کا شکریہ ادا کریں۔ اِس کی اہمیت کا اندازہ کرو کہ کونین کے تاجدار اِس دُنیا سے جا رہے ہیں، آخری لمحات ہیں۔ آخری وقت جاتے ہوئے پیارا اپنے پیاروں کو کیا کہتا ہے؟ وہ اپنے پیاروں سے وہ بات کہتا ہے جسے کائنات میں سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اور کائنات کا سب سے زیادہ پیارا اپنے سب سے زیادہ پیاروں سے کیا کہہ رہا ہے:

((لعن الله اليهود والنصرى اتخذوا قبور انبياءِ هم مساجدا.)) [2]

آقا! آپ کی صداقت کے لیے یہی ایک بات کافی ہے۔

سیالکوٹ کے لوگو! سن لو، وہابیو تم بھی سن لو! غیر وہابیو تم بھی سن لو۔ تمھیں ایک موٹا

---

[1] زانیہ عورت سے زانی مرد یا مشرک ہی نکاح کرے اور مسلمانوں پر یہ نکاح حرام ہے۔

[2] صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب (۵۵)، حدیث: ۴۳۵، ۴۳۶، ۱۳۳۰۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهي عن بنا المسجد على القبور، حدیث: ۵۲۹، ۵۳۱۔ عن عائشة و ابن عباس رضي الله عنهما.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ دے کر جا رہا ہوں۔ صداقت کی علامت یہ ہے، سچا وہ ہے جو لوگوں کو اپنی طرف نہیں بلاتا، اپنے خدا کی طرف بلاتا ہے۔ جھوٹا ہونے کی علامت یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی طرف ہی بلاتا ہے۔ کہتا ہے میں مرجاؤں گا تو زردہ پلاؤ پکا کر قبر پر لے آنا۔ مرتے ہوئے بھی اپنا ہی خیال۔ حضرت جی آپ کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ کہنے لگا، میری قبر ٹھنڈی ہو جائے گی۔ یہ قاعدہ یاد رکھنا۔ سچ کی علامت یہ ہے کہ سچا لوگوں کو اپنی طرف نہیں بلاتا، کبریاء کی طرف بلاتا ہے اور جھوٹا لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ کائنات کے امام ﷺ فرماتے ہیں:

((لعن اللہ الیھود والنصری اتخذوا قبور انبیاءِ ھم مساجدا))

یہودیوں، عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا!

((لاتتخذوا قبری عیداً.)) [1]

((لاتتخذوا قبری وثنا.)) [2]

میری قبر کو بت بنا کر پوجنا شروع نہ کر دینا۔ صرف ایک اللہ کو پوجنا۔ امت کو نبی کریم ﷺ کی یہ آخری نصیحت تھی۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ توحید کی اہمیت کیا ہے۔

لوگو! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے تمھیں توحید کی نعمت سے مالا مال کیا۔ اور آخری بات کہنا چاہتا ہوں کہ شرک صرف اِسی کا نام نہیں ہے کہ آدمی مرے ہوؤں سے ڈرے۔ اِس کا نام بھی شرک ہے کہ خدا کے مقابلے میں آدمی زندوں سے ڈرے۔ آج ہم اپنے اِس اسٹیج سے اِس بات کو ببانگ دہل دُہرانا چاہتے ہیں، اللہ کی حاکمیت کے مقابلے میں نہ ہم مرے ہوؤں کی حکومت ماننے کے لیے تیار اور نہ زندوں کی خدائی ماننے کے لیے تیار۔ سکہ چلے گا تو رب کا چلے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

---

[1] مسند احمد (۲/۳۶۷) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ.

[2] موطا امام مالک (۱/۱۷۲)۔ مسند احمد (۲/۲۴۶)۔ مسند الحمیدی (۱۰۲۵)۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ بلفظ "اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا"۔ مسند ابی یعلی (۶۶۸۱) بلفظ "لا تجعلن قبری وثنا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شجاعت مصطفیٰ ﷺ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ٥﴾ [الحجر: ٩٤] ❶

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

حضرات! کافی مدت کے بعد آج پھر آپ سے مخاطبت کا موقع میسر آیا ہے۔ یہ جلسہ سرورِ کائنات حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ، آپ کی حیات مبارکہ اور آپ کی سوانح مقدسہ کے عنوان پر منعقد ہوا ہے۔ نبی پاک ﷺ کی سیرت اور آپ کی زندگی اس قدر بوقلموں ہے کہ اس کے سارے پہلوؤں کا کسی ایک نشست میں احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ رب کائنات نے رحمتِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابتدائے نبوت سے لے کر اپنے آخری ایام

❶ پس جس کام کا تجھے حکم ہوتا ہے، تو اس کی دھن میں لگا رہ اور مشرکین کو خاطر میں نہ لا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک لمحے لمحے کے لیے مومنوں اور مسلمانوں کے لیے اس کائنات میں نمونہ اور اسوہ بنا کر جلوہ گر کیا۔ اس لحاظ سے آپ کی سیرت کے ہر پہلو کو اپنی نگرانی میں استوار کیا تاکہ آنے والی نسلیں آپ کی سیرت کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو درست کر سکیں۔ معاملات دنیا کے ہوں یا آخرت کے، چاہے معاملات کاروبار سے متعلق ہوں، لین دین، تجارت، معاشرت، اقتصادیات، عمرانیات، اخلاقیات، سیاسیات، عدل و انصاف، عبادت، زہد اور ریاضت کوئی بھی پہلو ہو، رب قدوس نے ان تمام پہلوؤں میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک کامل اور مکمل دستور حیات دے کر اور اس پر گامزن فرما کر مبعوث کیا بلکہ نبوت سے پیشتر کے اوقات میں بھی اللہ رب العزت نے محمد رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا۔ اس لیے اپنے کلام پاک میں یہ بات ارشاد فرمائی:

﴿أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ﴾ [الضحیٰ: ٦]

اے میرے محبوب! دنیا والوں کی پرورش ان کے ماں باپ کیا کرتے ہیں، ہم نے آپ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے باپ کے سایہ شفقت کو آپ کے سر سے اٹھا لیا۔ آنکھ کھولی تو ماں نے بھی عدم کا سفر اختیار کر لیا۔ تھوڑا سا آگے بڑھے۔ دادا نے اپنی آغوش میں لیا تو انہیں بھی بلاوا آ گیا اور یہ سب کچھ ایک انتظام کے تحت ہوا۔ اس لیے کہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ محمد ﷺ کی پرورش ان کے باپ نے کی ہے، ان کی والدہ نے کی ہے، ان کے دادا نے کی ہے۔ فرمایا:

﴿أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ﴾ [الضحیٰ: ٦]

ہم نے ان سب رشتوں کو اٹھایا، تاکہ آپ کی پرورش اپنی نگرانی میں کی جائے۔

اللہ رب العزت نے امام کائنات، فخر موجودات، رحمۃ للعالمین ﷺ کی غور و پرداخت اور آپ کی پرورش و نگہداشت کا انتظام آپ کی پیدائش کے فوراً بعد ہی اپنے ذمہ لے لیا۔ یہ اہتمام اس لیے کیا کہ پہلے جتنے نبی، جتنے پیغمبر اور رسول اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے، ان سب کی نبوتیں ایک خاص زمان اور مخصوص مکان تک محدود تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ پاک نے نوح علیہ السلام کو منصب نبوت پر سرفراز کیا اور ساتھ ہی فرمایا:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ﴾ [الاعراف: ۵۹] ❶

ہم نے نوح کو پیغمبر بنایا، لیکن ان کی رسالت کا دائرہ کار ان کی اپنی قوم تک محدود تھا۔

﴿وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا﴾ [الاعراف: ۷۳] ❷

صالح علیہ السلام نبی بنے لیکن وہ صرف قوم ثمود کے نبی تھے۔

﴿وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا﴾ [الاعراف: ۶۵] ❸

ہود علیہ السلام پیغمبر بنائے گئے لیکن ان کی پیغمبری بھی صرف قوم عاد کے لیے تھی۔

﴿وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا﴾ [الاعراف: ۸۵] ❹

ہم نے مدین کی طرف شعیب علیہ السلام کو اپنا فرستادہ بنا کر بھیجا کہ غیر مدین کے لیے آپ کی امامت کا ماننا لازم اور ضروری نہ تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر نبی اور عظیم المرتبت رسول تھے۔ آپ کو بھی پیغمبری بخشی گئی لیکن آپ کی دعوت بھی صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی۔

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے۔ آج کی موجودہ انجیل میں ان کی یہ بات موجود ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ رب کائنات نے مجھے صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے۔

امام کائنات علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ.)) ❺

---

❶ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔

❷ ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔

❸ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔

❹ اور مدین والوں کی طرف ہم نے انہی میں سے شعیب کو رسول کر کے بھیجا۔

❺ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث: ۳۴۵۵۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب الوفاء ببیعة الخلیفة، حدیث: ۱۸۴۲۔ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جتنے بھی نبی آتے رہے، ایک خاص جماعت، ایک خاص قوم، ایک خاص قبیلے، ایک خاص گروہ، ایک خاص بستی، ایک خاص زمانے تک آتے رہے اور ان کے بعد دوسرے پیغمبر آتے تو پہلے پیغمبر کی قیادت و امامت کا سلسلہ ختم ہو جاتا لیکن جب منصب رسالت پر اس شخصیت گرامی کو سرفراز کیا گیا جس کا نام نامی محمد بن عبداللہ ہے تو رب کائنات نے پہلے دن ہی انہیں یہ سند امتیاز عطا فرما دی:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾

[الاعراف: ۱۵۸] [1]

زمانہ گوش برآواز ہے۔ دنیا تیری آواز سننے کی منتظر ہے۔ وہ سوچتے ہیں یہ نیا آوازہ، یہ نئی پکار، یہ نئی للکار جو آج فاران کی چوٹیوں سے بلند ہوئی ہے، اس کا دائرہ کتنا ہے؟ کہہ دو پہلے دن ہی یہ اعلان کر دو!

﴿إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ [الاعراف: ۱۵۸]

او کائنات کے لوگو، سن لو! اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف قریش کا نبی نہیں بنایا۔ رب نے مجھے صرف عربوں کا پیغمبر نہیں بنایا۔ عرش والے نے مجھے صرف جزیرہ عرب کی طرف مبعوث نہیں کیا۔

﴿إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾

شمال سے لے کر جنوب تک اور شرق سے لے کر غرب تک جتنی کائنات موجود ہے جب تک میری قیادت کا اعتراف نہ کرے گی، رب کی بارگاہ میں قبولیت حاصل نہیں کر سکتی ہے۔ میں پیغمبر، میں رسول، میں نبی ایک نئی تراث کا نبی ہوں، میری قیادت و امامت کسی خاص بستی تک محدود نہیں ۔ عربوں کو بھی ماننا ہے، عجم کو بھی ماننا ہے۔ اپنوں کو بھی ماننا ہے، بیگانوں کو بھی ماننا ہے۔ کسی کے ذہن میں یہ خیال آ سکتا ہے کہ یہ دائرہ کار جو اتنا وسیع ہوا، ایک وقت آئے گا کہ یہ زمانہ بیتے گا، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سیادت و قیادت ختم ہو جائے گی۔ کوئی اور آئے گا جو آپ کی جگہ لے لے گا۔ فرمایا نہیں، یہ بھی اعلان کر دو!

---

[1] تو کہہ دے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ [الاحزاب: ٤٠] ❶

جب تلک کائنات موجود ہے، امام کائنات کی امامت موجود ہے۔ کبھی یہ نہیں ہوگا کہ دنیا رہے اور سرور کائنات کی امامت نہ رہے۔ دنیا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت بھی ہے اور جس دن دنیا میں سرور گرامی ﷺ کا ماننے والا نہ رہے گا، اللہ اس کائنات کو بھی باقی نہیں رکھے گا۔ اس دن قیامت آجائے گی۔

یہ ایک نیا، منفرد، بے مثال، یگانہ اور یکتا نبی تھا جس کی نبوت زمانوں پہ پھیلی ہوئی اور جس کی امامت پوری کائنات پہ سایہ فگن تھی۔ اللہ رب العزت نے چونکہ اسے سارے زمانوں کا امام بنانا تھا، اس لیے اس کی تربیت کا بھی خصوصی اہتمام کیا۔ کوئی آنے والا آکر یہ نہ کہے کہ حضور ﷺ کی سیرت کا یہ پہلو ایسا ہے جس پہ انگلی رکھی جاسکتی ہے، انگشت نمائی کی جاسکتی ہے۔ اس لیے پیدائش کے فوراً بعد نبی ﷺ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔

﴿اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى﴾ [الضحى: ٦]

یہی سبب ہے کہ آپ کے سیرت نگار لکھتے ہیں کہ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو عرب کے دستور کے مطابق عرب کے قبیلوں کی عورتیں مکہ کی بستی میں آئیں۔ غربت کی ماری ہوئی، فقر و فاقہ میں مبتلا وہ عورتیں قافلے کی صورت میں آئیں کہ شہر مکہ کے بچوں کو اپنی آغوش میں لیں گی۔ انہیں پالیں گی، انہیں دودھ پلائیں گی، اپنے بچے کا بھی گزران ہوگا، اپنے گھر کی روٹی بھی چل نکلے گی، بہت سی خواتین مکہ میں آتی ہیں، پوچھتی ہیں کس کے گھر نیا بچہ پیدا ہوا؟ گھروں کا علم ہوتا ہے اور ان گھروں میں عبد اللہ بن عبد المطلب کا بھی گھر ہے۔ دروازے پر دستک ہوتی ہے، آمنہ دروازے کے پٹ کھولتی ہیں۔ خاتون سامنے کھڑی ہے۔ بی بی تیرے گھر بچہ ہوا؟ ہاں میرے گھر بچہ ہوا ہے۔ اسے دودھ پلوانا چاہو گی؟ میری گودی میں کھلانا چاہو گی؟ ہاں دودھ پلانا چاہتی ہوں، تیری گودی میں کھلانا چاہتی ہوں۔ بی بی بچے

❶ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرماتی ہیں بچے کا باپ کا باپ کیا کرتا ہے؟ آمنہ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ارشاد فرماتی ہیں بچے کا باپ اس کی آمد سے پہلے رخصت ہو چکا ہے۔ خاتون سوچتی ہے جس کا باپ ہی زندہ نہیں، اس گھر سے مجھ کو کیا ملنا ہے۔ دہلیز سے پلٹ جاتی ہے۔ دوسری آتی ہے، پھر یہی پوچھتی ہے، پھر پلٹ جاتی ہے۔ تیسری آتی ہے یہی پوچھتی ہے، پلٹ جاتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ پلٹ رہی تھیں اور میں کہتا ہوں پلٹ نہیں رہی تھیں، عرش والا انہیں پلٹا رہا تھا۔ نہیں نہیں! انتخاب کر رہا تھا تم میرے محبوب کے پالنے کا حوصلہ نہیں رکھتیں۔ تمہارے اندر وہ صفات ہی موجود نہیں جو میرے محبوب کو کھلانے والی کے اندر ہونے چاہئیں۔ تم اس قابل نہیں ہو، پلٹ جاؤ۔

آخر سعد قبیلے کی حلیمہ آئی۔ وہی سوال کیا جو سب نے کیا۔ وہی جواب ملا جو سب کو ملا۔ پلٹنے لگیں تو دل میں خیال آیا کہ پلٹنے سے پہلے بچے کا چہرہ تو دیکھ لوں۔ کہا بی بی اپنا بیٹا تو دکھا دو۔ کہا کیا دیکھنا ہے، جب تم نے دودھ پلانا ہی نہیں تو دیکھنے کا فائدہ کیا ہے۔ کہا بی بی دکھانے میں حرج ہی کیا ہے۔ آمنہ نے اپنے ہاتھوں میں اپنے ننھے محمد کو نہیں اٹھایا۔ آسمان کا چاند نوچ لیا۔ اس کی نگاہ پڑی۔ حلیمہ کہتی ہے کہ میں نے زندگی میں ایسا خوبصورت بچہ کبھی دیکھا نہ سنا۔ دل کھچ کے رہ گیا۔ سوچا کیا ہوا کہ گھر والا نہیں ہے، بچے کا باپ فوت ہو چکا ہے لیکن بچے کی پیشانی تو بڑی روشن ہے۔ کہنے لگی آمنہ میں تیرے بچے کو دودھ پلانے کے لیے تیار ہوں۔ آمنہ فرماتی ہیں بی بی اسے یتیم نہ سمجھنا۔ ٹھیک ہے باپ فوت ہو چکا لیکن میں تیری خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھوں گی۔ میں جی بھر کے تیری خدمت کروں گی۔ میرے بچے کا خیال رکھنا کہ اوروں کے لیے تو اپنے شوہروں کی کوئی اور نشانی بھی ہوگی، میرے لیے تو یہی سب کچھ ہے۔ اب حلیمہ لے کر چلی، دوسری عورتیں بھی بڑے بڑے چوہدریوں کے بچے لیے مکہ سے باہر اپنی ساتھیوں کے انتظار میں بیٹھی ہیں۔ سب آئیں۔ ایک دوسرے سے پوچھا!

تم کس کا بیٹا لے کر آئی ہو؟ میں فلاں چوہدری کا لے کر آئی۔

تم کس کا بیٹا لے کر آئی ہو؟ فلاں سردار کا بیٹا لے کر آئی۔

تم کس کا لے کر آئی؟ میں فلاں رئیس کا لے کر آئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حلیمہ تم کس کا لے کر آئی ہو؟ فرمایا میں کسی سردار کا بیٹا لے کر نہیں آئی بلکہ خود سردار لے کر آئی ہوں۔

لوگ سرداروں کے بیٹے لے کر آئے اور میں خود سردار لے کر آئی۔ اپنے اپنے بچوں کو ذرا میرے محمد ﷺ کے مقابل تو رکھو۔ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے سورج کے سامنے دیئے جلائے جا رہے ہوں۔ چشم فلک نے کبھی ایسا بچہ بھی دیکھا؟

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حلیمہ کی دبلی پتلی اونٹنی جس سے قدم اٹھانا دوبھر...... اور جب قافلہ چلا تو وہی اونٹنی جس کے انتظار میں دوسری عورتیں تھوڑا سا سفر طے کرنے کے بعد رک جاتی تھیں کہ حلیمہ کی اونٹنی برابر ہو جائے تو آگے چلیں، اب جو قافلہ چلا تو دیکھا کہ حلیمہ کی اونٹنی سب سے آگے ہے۔ کہا حلیمہ تیری اونٹنی کو کیا ہوا؟ تیری سواری اتنی تیز کہ کوئی اس کی گرد کو نہ پہنچے۔ حضرت حلیمہ نے فرمایا، سواری تو وہی ہے۔ سوار بدل گیا ہے۔ [1]

پہلے دن سے آپ کی پرورش کا خصوصی اہتمام، آپ کی تربیت کے لیے خصوصی انتظام کہ کائنات والو آؤ، دشمنو تم بھی آؤ، دوستو تم بھی آؤ، اپنو تم بھی آؤ، بیگانو تم بھی آؤ۔ زندگی کا ایک ایک دن محفوظ کر دیا ہے۔ ماں نے بچہ جنا ہو تو اٹھے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے ایک دن پہ ہاتھ رکھ کر دکھائے۔ چشم فلک نے ایسا بندہ نہ دیکھا جو میرے آقا کی زندگی کے کسی پہلو پہ اعتراض کی جرأت کر سکے۔

یہی سبب تھا کہ جب وحی کا پہلا دن تھا حضور ﷺ کو اعلان کا حکم ہوا، فاران کی چوٹیوں سے اترے، کوہِ صفا پہ کھڑے ہوئے، اپنوں کو بلایا، ساتھ کھیلنے والے بھی آئے، جوانی بتانے والے بھی آئے، ادھیڑ عمر کے ساتھی بھی آئے، ساتھ کاروبار کرنے والے بھی آئے، سفر کرنے والے بھی آئے، معاملات کرنے والے بھی آئے، رشتہ داریاں کرنے والے بھی آئے، بیگانوں کو پکارا۔ ایک ایک کو آواز دی۔ شریک بھی آئے۔ وہ بھی آئے جن کے سامنے

---

[1] مسند ابی یعلی (٧١٦٣)۔ صحیح ابن حبان (٦٣٣٥)۔ المعجم الکبیر للطبرانی (٢١٢/٢٤۔ ٢١٤)۔ عن حلیمة السعدية.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچپن گزرا تھا۔ وہ بھی آئے جن کے سامنے جوانی گزری تھی۔ سب آئے، نبی کائنات ﷺ نے فرمایا:

((ما ذا تقولون فيَّ؟))

''بتلاؤ میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ بیگانوں نے بھی کہا، اپنوں نے بھی کہا'

((ماجربنا عليك الاصدقا.)) [1]

ہم نے تیرے ہونٹوں سے سچ کے سوا کچھ نکلتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ کبھی تیری آنکھ کو اٹھا ہوا نہیں دیکھا ہے۔ تیری نگاہوں کو آوارہ نہیں دیکھا، تیری زبان کو جھوٹا نہیں دیکھا، تیرے جسم پہ داغ نہیں دیکھا، تیری حیاء پہ دھبہ نہیں دیکھا، تجھ کو کیا کہیں۔ تو صادق بھی ہے، امین بھی ہے، تو سچا بھی ہے، وفا کیش بھی۔ آقا ﷺ نے ان سب کو خطاب کر کے فرمایا تمہیں ایک ایسی بات نہ بتلاؤں کہ جس بات کو اختیار کرو تو مکے کے کمزور و طاقتور بن جاؤ۔

مسئلہ یاد رکھنا! لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید جس قبیلے میں، جس گروہ میں، جس جماعت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے وہ گروہ، وہ قوم اور وہ جماعت بڑی بہادر تھی۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ آج ہماری بدقسمتی ہے کہ واعظوں، قصہ خوانوں اور ذاکروں نے، حقائق کو تبدیل کر دیا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں، بدقسمتی یہ ہوئی کہ سبائی پروپیگنڈے نے، شیعوں کے افسانوں نے، سنیوں کی تقریروں کا رخ تبدیل کیا اور بدعتیوں کے خطبوں نے حق کہنے والے والوں کی زبانوں میں لکنت پیدا کر دی۔ آج لوگوں کو حقیقت کا علم نہیں رہا اور آج اچھے اچھے عالم، اچھے اچھے خطیب، اچھے اچھے واعظ حق بیان کرتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ بیگانوں کی بات نہیں، اپنوں کی بات کرتا ہوں۔...... ذاکروں نے اس قدر جھوٹے افسانے تراشے کہ آج سنی مولویوں کی زبانوں پر بھی وہی افسانے ہیں۔ کربلا کے واقعات بیان

---

[1] صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة الشعراء، حديث: ٤٧٧٠ ـ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب في قوله تعالى ﴿وانذر عشيرتك الاقربين﴾، حديث: ٢٠٨ ـ عن ابن عباس رضي الله عنهما.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ صحابہ کے دشمن بیان کر رہے ہیں یا صحابہ کے دوست بیان کر رہے ہیں۔ جھوٹے پروپیگنڈے نے اس قدر ذہنوں کو تبدیل کر دیا ہے کہ آج اچھے خاصے علماء کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ لوگ شرماتے ہیں۔ آپ نے خطبوں اور وعظوں میں کبھی نہیں سنا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے۔ اتنا جھوٹا پروپیگنڈہ کیا گیا، لوگوں کو اتنا ورغلایا گیا، لوگوں کو اتنا دھوکے میں مبتلا کیا گیا کہ آج اچھا خاصا خطیب سیدنا معاویہ کا نام لیتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ تاریخ ساز اور عظمتوں کی امین شخصیت ہیں کہ خلفائے راشدین کے بعد ایسی شخصیت آسمان کے نیچے پیدا ہی نہیں ہوئی ہے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ اتنے سخت حکمران تھے کہ ان کے دور میں کوئی گورنر کسی ایک صوبے پہ دو سال سے زیادہ حکمران نہیں رہا۔ تنہا سیدنا معاویہ وہ یگانہ گورنر ہیں کہ فاروق کے سارے دورِ خلافت میں وہ شام کے گورنر رہے اور کبھی ان کے خلاف شکوہ و شکایت کا موقع نہ آیا۔

بات یہ کہہ رہا تھا کہ ...... ذاکروں کی تقریروں نے سنیوں کے مزاج کو بدلا اور بدعتیوں کے پروپیگنڈے نے اہل حق کے مزاج کو بدلا، انہوں نے بھی قصے کہانیاں بیان کرنے شروع کر دیئے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ عرب بہت بہادر تھے، بڑے شجاع تھے، بڑے دلیر تھے، مکہ والے بہت بڑی قوم کے لوگ تھے، لیکن حقیقی بات اس کے برعکس ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہ مکے والوں کی کوئی حیثیت تھی اور نہ عربوں کی کوئی اہمیت تھی۔ ان کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ ان کی کیفیت یہ تھی کہ مکہ والوں نے، عربوں نے کبھی آزاد زندگی نہیں گزاری تھی۔ یہ کبھی یمن کے غلام تھے، کبھی ایران کے بادشاہوں کے غلام تھے۔ ان کی بزدلی کا یہ عالم تھا، اتنے کمزور لوگ تھے کہ جب ان کی بستی میں کعبۃ اللہ پر حملہ ہوا تو یہ کعبے کی حفاظت کا فریضہ ترک کر کے کعبے کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور جب کہنے والے نے کہا، کعبہ چھوڑ کر کہاں بھاگ رہے ہو؟ کہنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگے ہم سے کعبہ کی حفاظت نہیں ہوتی۔ کعبے کا مالک خود کعبے کی حفاظت کر لے گا، [1] یہ اتنے بزدل تھے۔

حضرت محمد ﷺ آئے، انہیں اسلام عطا کیا تو دنیا کی وہ سب سے بزدل قوم دنیا کی سب سے بہادر قوم بن گئی۔ یہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شجاعت کا اثر تھا، آپ کی بہادری کی تاثیر تھی کہ اس قوم کو آپ نے فولادی اور سنگلاخ پہاڑوں سے زیادہ ہمت، استقلال اور پامردی عطا فرمائی۔

بات آئی ہے تو سن لو! کوئی قوم بہادر کہلانے کا حق نہیں رکھتی، جس کے لیڈر بزدل ہوں۔ وہی قوم بہادر ہوتی ہے جس کے لیڈر ''بہادر'' ہوں اور جس قوم کے لیڈر بزدل ہوں وہ قوم بہادر نہیں ہوسکتی۔ ہمارے لیڈر بھی بڑے بہادر ہیں، ہمارے خلاف مونچھوں کو تاؤ دیتے ہیں اور اندرا گاندھی بات کرتی ہے تو اندر گھس جاتے ہیں۔ ہم بات کرتے ہیں تو مارنے کے لیے پتھر اٹھا لیتے ہیں۔ اپنوں کے لیے گرم اور بیگانوں کے لیے نرم، یہ ہمارے لیڈر ہیں۔ اسی لیے آج دنیا میں ہماری کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ سارے عالم اسلام کا یہ عالم ہے۔ ان میں عرب بھی ہیں، عجم بھی ہیں۔ ان میں اپنے بھی ہیں، ہمسائے بھی ہیں۔ اور جن قوموں کے لیڈر بزدل ہوں وہ قومیں کبھی کسی جنگ میں سرخرو نہیں ہوسکتیں۔ قومیں وہی سرخرو ہوتی ہیں جن کا لیڈر بہادر ہو اور حضرت نبی کریم ﷺ سے زیادہ بہادر لیڈر چشم فلک نے دیکھا ہی نہیں ہے۔

آج کی گفتگو کے لیے میں نے قصداً یہی عنوان منتخب کیا ہے کہ ہمارا قائد کیسا قائد تھا۔ ہمارا لیڈر کیسا لیڈر تھا۔ وحی کا پہلا دن ہے، لوگ کھڑے ہیں، بزدل، کمزور، غلام، بکنے والے، لٹنے والے، کٹنے والے، ہر آنے والے کو سلام کرنے والے، یمن کے بادشاہوں کو سلامی، روم کے بادشاہوں کو سلامی، کسریٰ کو سلامی اور آج ایک یتیم انہیں دعوت دے رہا ہے کہ آؤ

[1] سیرۃ لابن ھشام (۱/۱٦۷)۔ السیرۃ لابن اسحاق (ص: ۱۵)۔ دلائل النبوۃ للبیھقی (۱/۴۳)۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم (۸۵).

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تمہیں ایک نسخہ بتلاؤں، اے عرب کے غلامو! اس نسخے کو اختیار کرو گے تو عجم بھی تمہارے پیروں کے نیچے اور عرب بھی تمہارے قدموں تلے۔ عرب کے بھی بادشاہ اور عجم کے بھی مالک۔ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور ولید...... سب حیران ہیں، کبھی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہم غلام بادشاہ بن جائیں؟ کیا یہ ممکن ہے کہ غلام آقا بن جائیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں یہ ممکن ہے، نسخہ مجھ سے سیکھ لو۔ کہا کیا نسخہ ہے؟ فرمایا:

((قولوا لا اله الا الله.)) [1]

کائنات میں جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ۔ ساری کائنات کا ڈر اپنے دل سے نکالو اور ایک اللہ کا ڈر اپنے دل میں بساؤ۔

آج ہر سبق یاد ہے لیکن یہی سبق یاد نہیں رہا۔ مولوی بھی بڑے سبق یاد کرواتے ہیں۔ اگر کوئی یاد نہیں کرواتا تو یہ سبق یاد نہیں کرواتا۔ ہمارے ہاں سبق کیا ہے؟

تھانیدار ناراض ہوجائے گا۔

ڈی سی ناراض ہوجائے گا۔

ہمسایہ ناراض ہوجائے گا۔ چودھری ناراض ہوجائے گا۔ خان زادہ ناراض ہوجائے گا۔ نواب زادہ ناراض ہوجائے گا۔ کرنل ناراض ہوجائے گا۔ جنرل ناراض ہوجائے گا۔ صدر ناراض ہوجائے گا۔ عرش والے کے آخری نبی ﷺ نے فرمایا: اس دل میں کسی کا خیال نہ رہے، خیال رہے تو یہ رہے کہ عرش والا ناراض نہ ہوجائے، سب کے خوف کو نکالو۔ صرف ایک اللہ کا خوف باقی رہے۔ یہی توحید ہے۔

((قولوا لا اله الا الله.))

اہل حدیثو! آج اتنی بڑی کثرت کے باوجود تمہیں وہ مقام کیوں نہیں مل رہا جس کے تم مستحق ہو؟ میری بات تلخ ہے لیکن سن لو۔ اس پہ سوچنا، غور وفکر کرنا۔

---

[1] مسند احمد (٣/٤٩٢) (٤/٦٣) (٥/٣٧٦)۔ مصنف ابن ابی شیبة (١٤/٣٠٠)۔ صحیح ابن خزیمة (١٥٩).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا سبب یہ ہے کہ ہم باوجود توحید کے دعووں کے شرک میں گرفتار ہیں اور شرک دو قسم کا ہے۔ ایک شرک ہے مُردوں سے ڈرنے کا اور ایک شرک ہے زندوں سے ڈرنے کا۔ مُردوں کا ڈر تمہارے اندر نہیں لیکن زندوں کا ڈر تمہارے اندر بہت ہے۔ یہ بھی شرک ہے۔ اگر مُردوں سے خوف نہیں کھاتے تو زندوں کا خوف کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ حاکم ایک اللہ ہے، دوسرا کوئی حاکم نہیں ہے۔ حاکمیت اکیلے اللہ جبار و قہار کی ہے اور کسی کی حاکمیت نہیں۔

آج حکمران کہتے ہیں کہ اسلام میں جماعت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور مولویوں کی زبانوں پہ تالے لگے ہوئے ہیں۔ آج ہماری بدقسمتی کی انتہا ہے، ہر حکمران جو چار دن کرسی پہ بیٹھتا ہے اس کو اقتدار کا نشہ اسی طرح مست بنا دیتا ہے جس طرح چرس کا نشہ چرسی کو مست بنا دیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے ارسطو بھی میں ہوں، افلاطون بھی میں ہوں، حکیم بھی میں ہوں، طبیب بھی میں ہوں اور یہی نہیں سمجھتا، کہتا ہے مفتی بھی میں ہوں۔ شیخ الحدیث بھی میں ہوں۔ فتویٰ بھی وہی دیتا ہے، مونچھوں کو تاؤ دیتے جاتے ہیں اور مسئلے داغتے جاتے ہیں، لوگ چپ ہیں۔

کہتے ہیں اسلام میں جماعت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں پوچھتا ہوں جس اسلام میں جماعت کی گنجائش نہیں، اس اسلام میں مارشل لاء کی گنجائش کہاں سے مل گئی ہے؟ وہ کون سا اسلام ہے؟ سرورِ کائنات ﷺ کا اسلام تو سچ کہنے کا اسلام ہے۔ فرمایا:

﴿اتَّقُوا اللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ [الاحزاب : ۷۰] [1]

اور یہاں سچ بات کہو گے تو مارشل لاء کے تحت مقدمہ بن جائے گا۔ کیا یہ اسلام ہے؟ جاؤ ہم اسلام آباد کے اسلام کو نہیں مانتے۔ ہم نے مانا ہے تو مدینے والے کے اسلام کو مانا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے دن فرمایا:

((قولوا لا اله الا الله تفلحوا.))

سارے ڈر نکالو، عرب بھی تمہارے غلام۔ عجم بھی تمہارے غلام۔ پہلے اس سینے کو ڈر سے خالی کردو۔ یہ بھی شرک ہے کہ اس سینے میں اللہ بھی ہے اور غیر اللہ بھی ہے۔ بت نہیں

[1] اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ درست بات کہا کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوجتے لیکن اپنے دلوں میں مندر بنا رکھے ہیں۔

اٹھو! کعبہ کے رب کی قسم ہے، تم سے سچا مسلک کسی کا نہیں، تم سے سچی آواز کسی کی نہیں، اگر تم بھی سچے بن جاؤ تو پاکستان میں کوئی تمہارے مقابلے کی جرأت نہیں کر سکتا ہے۔ آج ضرورت صرف اس بات کی ہے۔ مسلک سچا ہے، مؤقف سچا ہے، آواز سچی ہے لیکن ہم سچے نہیں رہے، باقی سب کچھ سچا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے دن یہی منوایا:

((قولوا لا اله الا الله.))

اس دل میں صرف اللہ بسے، اس دل میں اور کوئی نہ بسے۔ اگر اللہ بھی بستا ہے کوئی اور بھی بستا ہے تو ایمان نہیں ہے۔ پھر غلامی ہے۔ آزاد صرف وہ ہے جس کے دل میں عرش والا بستا ہے۔ سوچتا ہے دنیا والوں کا کیا ہے عرش والا ناراض نہ ہو جائے۔ یہ دنیا گزر جائے گی لیکن آخرت کبھی ختم نہیں ہوگی۔

﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ﴾

اس دن کیا جواب ہوگا جب رب چلتے ہوؤں کو حکم دے گا، رک جاؤ، جب تک جواب نہیں دیتے، آگے قدم اٹھانے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ کتنی دیر کھڑے رہو گے؟ ان عدالتوں کا ڈر جن کی معیاد ایک دن، دس دن۔ ان عدالتوں میں کھڑے ہونے کا خوف کہ ہم صبح آٹھ بجے جائیں گے، چار بجے چھوٹیں گے۔ چار بجے تو چھوٹ جاؤ گے، عدالت بھی اٹھ جائے گی، عدالت والا بھی اٹھ جائے گا، اس دن کا سوچو جب حکم ہوگا:

﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ﴾ [الصّٰفّٰت: ٢٤] (1)

"ان سے کہو کہ رک جاؤ، جب تک جواب نہیں دیتے، آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ کب تک کھڑے رہیں؟ فرمایا پہلے دن کی پیشی پچاس ہزار سال لمبی ہے۔ اس کا ڈر بساؤ جس کی بارگاہ میں کھڑے ہونا ہے تو پچاس ہزار سال کھڑے رہنا ہے۔

پہلا درس بھی یہی، آخری درس بھی یہی۔

(1) اور ٹھہرا لیجیو، ان کو پوچھا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((قولوا لا اله الا الله.))

ایک اللہ کو حاکم، فرمانروا، طاقت والا، قوت والا، اقتدار والا، عطا والا، سلب کرنے والا، دینے والا، لینے والا، مان لو، پھر کیا ہوگا؟ فرمایا:

((تفلحوا تملك العرب و العجم.))

دنیا میں قیصر و کسریٰ کے مالک بن جاؤ گے۔

آخرت میں جنت کے مالک بن جاؤ گے، اپنا چچا اٹھا!

((تبت يداك يا محمد الهذا جمعتنا.)) [1]

تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں...... یہ عربوں کا محاورہ ہے...... تو مر جائے، تو نے ہمیں اس لیے اکٹھا کیا تھا؟ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اللہ! میرا چچا یہ کہہ رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا: تو نے جواب نہیں دینا، جواب میں دوں گا۔

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ o مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ o سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ o وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ o فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ o﴾

چودھری اپنی چوہدراہٹ پہ نازاں، تجھ کو گالی دیتا ہے، تیرا جواب عرش والا خود عطا فرماتا ہے، سن لو، بات وہی سچی ہے جو میں نے کہی۔

اب ذرا بہادری کا عالم دیکھو، قوت کا عالم دیکھو، طاقت کا عالم دیکھو، شجاعت کی کیفیت دیکھو، ہمارے آقا کتنے بہادر ہیں، کائنات کے رب کی قسم ہے، دنیا کے سارے بہادروں کو اکٹھا کیا جائے میرے آقا ان سب سے بڑے بہادر ہیں۔

حالات نازک ہو گئے۔ مکے والے اکٹھے ہوئے۔ مل بیٹھے۔ کہا اس آواز کو بلند نہیں ہونے دینا۔ بات نہیں کرنے دینا، گفتگو نہیں کرنے دینا اور اگر یہ بولے تو کسی کو سننے نہیں

---

[1] صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة الشعراء، حدیث: ۴۷۷۰۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قوله تعالی ﴿ وانذر عشیرتك الاقربین ﴾، حدیث: ۲۰۸۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینا۔ عرش والے نے جس کو بھیجا، وہ ان ساری چیزوں سے بے نیاز ہے۔

آج ہم اپنے آپ کو توحید وسنت والا کہتے ہیں۔ کیا ہم غیر اللہ سے بے نیاز ہیں؟ کہیں برادری کے بندھن ہیں، کہیں قرابت داری کے بندھن ہیں، کہیں رشتہ داری کے بندھن ہیں۔ آج میری تلخ نوائی کو معاف کردو۔ اہلحدیث مرتا ہے تو وہاں بھی اسی طرح آواز لگائی جاتی ہے جس طرح دوسروں کے ہاں لگائی جاتی ہے۔ پرسوں قل ہوں گے۔ آج اہل حدیث کی بیٹی کی شادی ہوتی ہے تو سب کچھ وہی ہوتا ہے جو دوسروں کی بیٹیوں پہ ہوتا ہے۔ حاجی بھی ہے، نمازی بھی ہے، موحد بھی ہے، توحید وسنت کا فدائی بھی ہے اور بس چلے تو اللہ کے فضل سے ہر روز مسجد میں آکر سب سے پہلے مولوی پہ اعتراض بھی کرتا ہے۔ گھر سے مار کھا کر آتا ہے اور غصہ مولوی پہ نکالتا ہے۔ آج ٹوٹیاں خراب ہیں، پنکھا نہیں چل رہا، پانی ختم ہوگیا ہے اور حاجی صاحب کی گھر میں حالت......

جی مولوی صاحب مسئلہ تو میں بھی جانتا ہوں، برادری کا کیا کروں۔ مسئلہ تو مجھے بھی معلوم ہے، میں نے قل نہیں کیے، میں نے تو ویسے ہی تیسرے دن لوگوں کو اکٹھا کیا ہے۔ میں نے ویسے ہی ہفتے بعد چھٹی کے روز تعزیت کرنے والوں کو آنے کا کہا ہے۔ صف بچھا کر بیٹھے ہوئے ہیں، ہاتھ اٹھاؤ، دعا مانگو جی۔ یہ کیا کر رہے ہو؟ اب زمانے کی رسم ہوگئی ہے، لوگ کیا کہیں گے؟ لوگوں کی تمہیں پروا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا کوئی خیال نہیں کہ جب حوضِ کوثر پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوں گے اور حاجی صاحب نمازی صاحب آئیں گے جام کوثر پینے اور نبی ﷺ فرمائیں گے کہ تم مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ تم نے میرے بعد وہ کام کیے کہ جن کا میں نے حکم نہ دیا اور نہ میں نے خود وہ کام کیے۔ تم نے تو میرے بعد میرا دین ہی بدل ڈالا۔ اس وقت یہ برادری، یہ رشتہ دار، یہ دوست احباب، یہ مولوی، یہ پیر، یہ مرشد یہ کسی کام نہ آئیں گے۔ آج جن کو راضی کرنے کے لیے وہ سب کچھ کر رہے ہو جو نبی ﷺ نے نہیں کیا۔ حقیقت میں تم اپنی بربادیوں کا سامان مہیا کر رہے ہو۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تنہا مکے میں ڈٹے ہوئے۔ لوگ نہیں اپنا سگا چچا ابولہب گالی دے رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ابو جہل پتھر برسا رہا ہے۔ عتبہ راستے میں کانٹے پھینکوا رہا ہے، شیبہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر ڈلوا رہا ہے اور یہ اکیلا یتیم مکہ کھڑا ہے۔ کہتا ہے قولوا لا الہ الا اللہ ، یہ تمہارے خدا کچھ بھی نہیں۔ ان کی کوئی حیثیت نہیں، مالک اگر ہے تو اکیلا عرش والا ہے۔ ایک طرف بہادروں کے بہادر اور دوسری طرف مکہ کے مشرک یہ بزدل راستے میں کھڑے ہیں۔ کوئی آواز نہ سننے پائے، ایک نے سنا، آوازے کو قبول کیا، ظالموں نے اسے اتنا مارا کہ چوبیس گھنٹے تک اس کو ہوش نہ آیا، لیکن ماننے والے خود بہادر تھے۔ جس نے مانا، اپنے سینے کو غیر اللہ کے خوف سے نکال کر مانا۔ چوبیس گھنٹے کے بعد ہوش آیا، پھر کعبے کی چوکھٹ کے پاس پہنچا، پھر چاہِ زم زم پہ کھڑا ہوا، پھر آواز بلند کی لا الہ الا اللہ یہ سارے خدا جھوٹے، اکیلا اللہ سچا، جو محمد ﷺ کا رب ہے۔ پھر مارا، پھر چوبیس گھنٹے بے ہوش رہا۔ ہوش آیا، پھر صحن کعبہ میں پہنچا۔ پھر وہی کلمہ توحید بلند کیا۔ پھر مارا، پھر ہوش آیا، پھر چلنے لگا تو دیکھا کہ امام کائنات سامنے کھڑے ہیں۔ ادب سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ فرمایا ابو ذر تجھے کیا ہو گیا ہے؟ آقا کچھ نہیں ہوا۔ کیوں مار کھاتے ہو؟ کہا آقا پہلے بھی بڑی مار کھائی ہے، کئی قسم کی مار، زخم لگے، لیکن رب کے لیے جو مار کھائی ہے، اتنا مزہ کبھی نہیں آیا ہے۔

وہ بہادر نبی کا ماننے والا تھا۔ فرمایا جاؤ تمہیں حکم ہے مکے سے نکل جاؤ اور تب تک نہیں آنا جب تک سارا قبیلہ مسلمان نہ ہو جائے۔ سال نہیں گزرا، پورا قبیلہ حضور کے دروازے کے سامنے بٹھایا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم پھر آ گئے ہو؟ کہا آقا آپ نے فرمایا تھا، تب آنا جب سارا قبیلہ مسلمان ہو جائے۔ باہر نکل کر دیکھ لیجیے، سارا قبیلہ مسلمان ہو چکا ہے۔ [1]

یہ تو مرد تھا۔ ایک بوڑھی عورت، کمر جھکی ہوئی، گردن پہ رعشہ، بازو دبلے پتلے، سر کے بال سفید، اس بہادر کو مانا اور غیر اللہ کے خوف کو جی سے نکالا۔ ویسے بھی بوڑھی اور غربت کا یہ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصة اسلام ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، حدیث : ٣٥٢٢۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ، حدیث : ٢٤٧٤۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما و صحیح مسلم، (٢٤٧٣) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ بطوله.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالم ہے کہ مکہ کے گھروں میں برتن صاف کر کے گزارہ کرتی ہے۔ ابو جہل کو علم ہوا کہ آج زنیرہ بھی مسلمان ہوگئی ہے۔ کہا جاؤ پکڑ کر لاؤ۔ پکڑ کر لایا گیا۔ زنیرہ تو بھی مسلمان ہوگئی ہے؟ اس بڑھیا کو کوئی مصلحت درپیش نہیں تھی، نہ اپنے بڑھاپے کا خیال کہ یہ ہمارے بزرگ کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بات توحید وسنت کی اچھی ہے لیکن ہمسایوں سے لڑا نہیں جاتا۔ کیونکہ ہمارا ایمان پختہ نہیں ہے۔ اگر ہمارا ایمان پختہ ہو تو ہم یہ بات نہ کریں۔ ابو جہل نے کہا زنیرہ کیا تو نے بھی اسلام کا دعویٰ کیا ہے؟ فرمایا جب پوچھ ہی لیا ہے تو سن لو، میں نے بھی دعویٰ کیا ہے۔ ع

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

کہا تو سمجھتی ہے کہ کہہ دے گی تو بچ جائے گی۔ ابو جہل نے کہا لٹاؤ، اسے مار دو۔ بڑھیا کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے، لاٹھیاں برسائی گئیں۔ لوگوں نے کہا، بس کرو مرگئی ہوگی۔ جب اٹھایا گیا تو جسم سے خون رس رہا ہے اور لبوں پر کلمہ ہے لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ ان چوہدریوں کا ڈر نہیں، ڈر ہے تو تیرا ہے۔ یہ جو جی چاہے کرلیں۔ ابو جہل غصے سے تمتما اٹھا، کہنے لگا کیا لات وعزیٰ کچھ بھی نہیں؟ کہنے لگی کعبہ کے رب کی قسم، کچھ بھی نہیں ہیں۔ کہا جاؤ دہکتے ہوئے انگارے لاؤ۔ دہکتے ہوئے کوئلے لائے گئے۔ کہا لوہے کی سلاخیں لاؤ۔ لوہے کی سلاخیں بھی لائی گئیں۔

www.kitabosunnat.com

امام ابن سعد نے طبقات میں روایت بیان کی ہے کہ لوہا انگاروں پہ تپ کر انگارہ بن گیا۔ سرخ ہوگیا۔ ابو جہل نے اٹھایا، زنیرہ کو دکھایا، کہا زنیرہ دیکھ رہی ہو، یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ وہی آگ ہے جو اللہ نے تیرے لیے رکھی ہوئی ہے۔

یہ وہی آگ ہے جس میں تو اور تیرے ساتھی جلائے جائیں گے۔ یہ بڑھیا بہادروں کے بہادر (ﷺ) کی ماننے والی ہے۔ اور اب!

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج ہم اپنے آپ کو دیکھتے ہیں، اپنے اسلام کو دیکھتے ہیں تو خیال آتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں بھی کہ نہیں۔ کبھی روس ہمیں ڈراتا ہے، کبھی اندرا گاندھی ہمیں دھمکاتی ہے۔

حمیدہ کھوڑو، تمہاری نوکر، حکومت کی ملازمہ۔ سارے ملک میں اسلام کے خلاف، قرآن کے خلاف، رسول کے خلاف اور پاکستان کے خلاف بکواس کرتی پھر رہی ہے اور حکومت کی ملازم بھی ہے۔ اس نے بیان میں کہا ہے جو اخبار میں چھپا ہے، اس نے کہا میں جو کچھ بھی کہہ رہی ہوں، صدر صاحب کی مرضی سے کہہ رہی ہوں۔

معشوق ما ہرکس جدا نماں
باماں شراب خورد و بذاہد نماز کرد

مولویوں کو وعظ پہ لگایا ہوا ہے، عورتوں کو قرآن کے خلاف لگایا ہوا ہے کہ ؂

راضی رہے شیطان بھی
اور ناراض نہ ہو رحمٰن بھی

حمیدہ کھوڑو ہر روز کہتی ہے، عورت باہر نکلے گی۔ کہتی ہے میرے باپ کی سب سے بڑی غلطی تھی کہ پاکستان کا حامی تھا۔

یہ حالت ہے ان کے اسلام کی۔ کیا اسلام، ایک بات کرو، اسلام لاؤ یا مارشل لاء اٹھاؤ۔ دو چیزیں نہیں چل سکتیں۔ اپنی بات آتی ہے تو کہتا ہے مارشل لاء ہے، ہماری بات آتی ہے تو کہتا ہے اسلام ہے، ہمارے لیے اور ہاتھ، اپنے لیے اور ہاتھ۔

حضرت زنیرہ کی آنکھوں کے سامنے دہکتا ہوا انگارہ رکھا گیا۔ کہا دیکھو، جانتی ہو یہ کیا ہے؟ فرمایا ابوجہل یہ وہی آگ ہے جو اللہ نے تیرے لیے بنا رکھی ہے۔ بھڑک اٹھا۔ کہا ان سلاخوں کو اٹھاؤ اور زنیرہ کی آنکھوں میں رکھو۔ دہکتی ہوئی سلائیاں زنیرہ کی آنکھوں میں پھیری گئیں تو آنکھیں پگھل کر باہر آن گریں۔

بڑھیا تیرے ایمان کا کیا کہنا۔ تیری قبر پہ رب کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔ چیخ نکلی، لبوں سے سسکی نکلی، سننے والوں نے کہا کہ جب سسکی نکلی تو یہی کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ.))

اللہ امتحان بڑا مشکل ہے، ثابت قدم رکھنا، تیری بارگاہ میں پھسل نہ جاؤں۔ تب بھی رب کا ڈر ہے۔ آنکھیں پگھل کر باہر آ گئیں۔ ابو جہل کہنے لگا زنیرہ تم کہتی تھی کہ صرف تمہارے محمد ﷺ کا ہی خدا ہے، لات وعزیٰ کچھ نہیں کر سکتے۔ دیکھ ہمارے لات وعزیٰ نے تیری آنکھوں کی بینائی کو کیسے ختم کیا ہے۔ آنکھیں نکل چکی ہیں لیکن توحید کے منافی کلمہ گوارا نہ کیا، تڑپ کر اٹھ بیٹھیں، کہنے لگیں، وَرَبُّ الْكَعْبَةَ لا تضر الآت والعزیٰ کعبہ کے رب کی قسم ہے، نہ لات میں طاقت، نہ عزیٰ میں قوت، تم نے کہا میری آنکھوں کو لات وعزیٰ نے ختم کیا۔ ما اذهب بصری الا الله، میری آنکھوں کی بینائی گئی ہے تو میرے عرش والے اللہ کے حکم پہ گئی ہے۔

عقیدہ اتنا پختہ اور غیر اللہ کے ڈر سے اتنی بے نیاز۔ ابن سعد نے روایت بیان کی ہے، فرمایا: تڑپ اٹھیں، بے نور نگاہوں کو آسمانوں کی طرف اٹھایا، اللہ میری بینائی بھی گئی ہے تو تیری مرضی سے گئی ہے۔ تیری مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

((ما تقویت بهذه الكلمة الا رد الله بصرها.))

ادھر اس کے منہ سے بات نکلی ادھر عرش والے کی غیرت کو بھی جلال آ گیا۔ اگر تیرا عقیدہ یہ ہے تو دیکھنے والو دیکھو، اُدھر اس کے منہ سے بات نکلی اِدھر اللہ نے اس کی بینائی کو واپس لوٹا دیا۔ [1]

جاؤ، پھر اپنی طاقت کو بھی دیکھو اور اپنے رب کی قدرت کو بھی دیکھو۔ عورتوں مردوں، بچوں اور بوڑھوں کے اندر بجلیاں بھر دیں اور وہ قوم جو دنیا کی سب سے بزدل قوم تھی، دنیا کی سب سے دلیر قوم بن گئی اور وہ قوم جو دنیا کی سب سے کمزور قوم تھی، دنیا کی سب سے طاقتور قوم بن گئی۔ کیونکہ لیڈر اچھا تھا، قائد بہادر تھا۔

غزوہ احد کے موقع پر ایک بوڑھا اندھا...... بڑھاپے میں آنکھوں کی بینائی ختم ہو گئی۔

---

[1] معرفة الصحابة لابی نعیم (٧٠٢٤)۔ طبقات ابن سعد (٨/٢٥٥)۔ الاصابة لابن حجر: (٧/٦٦٤).

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بوڑھے آدمی کی ساری قوتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ آنکھوں کی بینائی بھی نہ رہی، کمر جھکی ہوئی، نبی کائنات ﷺ نے فرمایا: لوگو! نکلو، اللہ تمہیں احد میں بلا رہا ہے۔ لوگ نکلے۔ یہ اندھا صحابی نضر بن انس رضی اللہ عنہ...... راستہ ٹٹولتے ہوئے نکلا۔ راستے میں منافق ملے۔ نضر کہاں جاتے ہو؟ فرمایا میدان احد میں جاتا ہوں۔ کہا تم تو اندھے ہو، بینائی نہیں ہے، لڑو گے کیسے؟ فرمایا اگر لڑ نہیں سکتا تو نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر تیر تو کھا سکتا ہوں۔ دوسرا بولا، تیر تو تب کھاؤ گے جب راستے کا پتہ چلے گا۔ تمہیں تو دکھائی نہیں دیتا، احد کے میدان تک پہنچو گے کیسے؟ اپنی تلوار اٹھائی، فرمایا تو منافق ہے، مومن ہوتا تو یہ بات کہنے کی ضرورت محسوس نہ کرتا۔ اس نے کہا کیوں کیا بات ہے؟ فرمایا میدان احد تک پہنچنے کے لیے آنکھوں کی نہیں، دل کی ضرورت ہے۔ اس نے پوچھا دل راستہ کیسے بتلائے گا؟ فرمایا راستہ دل نہیں بتلائے گا، جنت کی خوشبو بتلائے گی۔؛ جدھر سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے، پتہ چل جائے گا کہ آقا وہاں لڑ رہے ہیں۔

میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں میں شجاعت، بہادری، ہمت اور دلیری پیدا کی۔ ایک عورت اپنے ایک سال کے بچے کو لے آئی۔ آقا اس کو بھی جنگ میں لے جایئے۔ سرور کائنات ﷺ مسکرا پڑے۔ آپ نے فرمایا بی بی اس کو کیا کروں گا؟ ایک سال کا تو بچہ ہے۔ عرض کرنے لگی آقا تیروں سے بچنے کے لیے ڈھال تو آگے رکھتے ہیں۔ اس دفعہ لوہے کی ڈھال نہ رکھیے گا، میرا جگر گوشہ ایک سال کا بچہ سامنے رکھ لیجئے گا۔

آپ ﷺ نے شجاعت، بہادری اور دلیری ایسی پیدا کی۔ چشم فلک نے اس سے زیادہ منفرد اعزاز کی حامل ماں نہیں دیکھی، جس کے نو بیٹے اس جنگ میں شامل ہوئے اور ان سب کو اللہ کریم نے جنت کی بشارت عطا فرما دی۔ ساری کائنات میں ایک عورت ہے جس کے نو بیٹے تھے، نو کے نو بیٹے جنگ بدر میں شامل ہوئے۔ اس جنگ میں جس جنگ کے غازیوں کے بارے میں رب کے نبی، ناطقِ وحی ﷺ نے فرمایا:

((لعل الله اطلع اهل البدر.))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو جھانک کر دیکھا اور فرمایا، غازیو جو جی چاہے کرو، میں نے جنت تمہیں لکھ کر عطا فرمادی ہے۔ [1]

دو بچے عرض کرتے ہیں آقا ہمیں بھی لے چلیئے۔ فرمایا تم چھوٹے ہو۔ کہنے لگا آقا، اگر آپ واپس لوٹادیں گے تو ماں ہمیں گھر نہیں جانے دے گی ......اور آپ ﷺ خود کتنے دلیر تھے......مؤرخین نے آپ کی سیرت کے بارے لکھا ہے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر چوبیس ہزار کا لشکر جرار مدینے پہ حملہ آور ہوتا ہے، اتنی بڑی تعداد میں آج تک کبھی اتنی چھوٹی بستی پہ کوئی لشکر حملہ آور نہیں ہوا۔

آج جبکہ فوج کی کثرت کا زمانہ ہے، آج کے دور تک کبھی ایسا وقت نہیں آیا کہ اتنی بڑی فوج نے اتنی چھوٹی بستی پہ حملہ کیا ہو۔ اس زمانے میں مدینہ طیبہ کی بستی کی آبادی کل چھ ہزار تھی اور جس لشکر نے ان پہ حملہ کیا، ان کی تعداد چوبیس ہزار تھی۔ نبی کائنات ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا، نکلو۔ آپ کے سترہ سو ساتھی نکلے۔ آپ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا، تم نے ہمارے ساتھ معاہدہ کیا ہے، تم بھی نکلو۔ تیرہ سو یہودی نکلے۔ حضور ﷺ تین ہزار کی فوج لے کر نکلے۔ راستے میں پتہ چلا کہ دشمن کی تعداد چوبیس ہزار ہے۔ یہودی راستے سے کھسک گئے کہ ہم اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے، باقی سترہ سورہ گئے۔

قائد کی شجاعت کا عالم دیکھو۔ کیسا نبی اور رب نے اس کو کیسے پالا ہے۔ نبی کائنات نے دیکھا کہ معاہدہ کرنے والے تیرہ سو یہودی بھاگ گئے۔ آپ نے مدینے کے دروازے پہ پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا، بیٹھ جاؤ۔ ساتھی بیٹھ گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے بھی جو واپس پلٹنا چاہے، پلٹ جائے۔ لوگ حیران ہوئے، ایک آدمی جرأت کر کے کہنے لگا، آقا ہم پلٹ گئے تو آپ کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا، تم سارے پلٹ جاؤ محمد اکیلا لڑے گا۔ محمد پلٹنے والا نہیں ہے۔ غزوۂ حنین کے معرکے میں جب تیروں کی بارش ہو رہی تھی

---

[1] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شهد بدرا، حدیث : ۳۹۸۳۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعة واهل بدر، حدیث : ۲۴۹۴۔ عن علی رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت بہادروں کے بہادر نے کہا تھا۔

((انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب.))

میں سچا نبی ہوں، جھوٹا نہیں ہوں، کائنات محمد کے چہرے کو دیکھے گی، محمد کی پشت نہیں دیکھے گی۔ سارے پلٹ جاؤ، میں اکیلا لڑوں گا۔ (ﷺ)

بخاری شریف کی حدیث ہے، غزوہ حنین کے موقع پر دشمن تاک لگا کر بیٹھا ہے۔ مسلمان آگے بڑھے۔ دشمن مورچوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ تیر برسائے، دشمن کے تیر اس طرح برسے جس طرح آسمان سے بادل برستا ہے۔ بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے، بڑے بڑے دلیروں کے پاؤں پلٹ گئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سگے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے دیکھا، اس قدر کثرت سے تیر برسائے گئے کہ مسلمان پلٹ گئے۔ میں پریشان ہوا کہ میرے آقا کہاں ہیں۔ میں نے کیا دیکھا، سارے مسلمان الٹ بھاگ رہے ہیں اور محمد (ﷺ) اکیلے دشمن کے مورچوں کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے فضل رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر بھاگے اور اس سے کہا آگے بڑھو۔ ہمارے آقا اکیلے دشمن کے مورچوں کے طرف جا رہے ہیں۔ چچا لپک کر آگے بڑھا، چچا بھی ہے، غلام بھی ہے، ادھر بھتیجا بھی ہے، آقا بھی ہے، ثقلین کا تاجدار بھی ہے۔ بھاگ کر آگے بڑھے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی۔ آقا! آگے مت بڑھیے۔ دشمن گھات لگائے ہوئے ہے۔ عباس کہتے ہیں میں نے اونٹنی کو روکا۔ حضور نے ایڑ لگائی، آگے بڑھے۔ ادھر سے میں نے تھاما، ادھر سے فضل نے تھاما۔ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا اونٹنی کی لگام پکڑ لی گئی ہے، حضور اس قدر دلیر، اونٹنی سے چھلانگ لگائی اور دوڑتے ہوئے دشمن کی صفوں کو تہس نہس کر دیا۔ فرمایا:

((انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب.)) [1]

ساری کائنات پلٹ سکتی ہے لیکن محمد (ﷺ) نہیں پلٹ سکتا۔ لوگ محمد (ﷺ) کو

---

[1] صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قوله الله تعالىٰ ﴿ويوم حنين اذا اعجبتكم......﴾، حديث : ٤٣١٥_٤٣١٧ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب غزوة حنين، حديث : ١٧٧٦ عن البراء رضي الله عنه وصحيح مسلم، (١٧٧٥) عن عباس رضي الله عنهما مطولًا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پلٹتا ہوا نہیں دیکھیں گے۔

دنیا نے دیکھا، یہ وہ قائد ہے، ایک رات شور مچا کہ مدینے پہ حملہ ہوا۔ لوگ اپنے گھوڑوں کی زینوں کو کسنے لگے، تلواروں کو بے نیام کیا، نیزوں کو سان پہ چڑھایا، سرحد کی طرف لپکے۔ آگے بڑھے تو کیا دیکھا، مصطفیٰ ﷺ اکیلے مدینے کے بیرونی راستوں کی طرف سے آ رہے ہیں۔ ننگی تلوار ہاتھ میں پکڑی ہے، فرمایا ساتھیو کہاں جاتے ہو؟ عرض کیا آقا مدینے پہ حملہ ہوا، دفاع کے لیے جاتے ہیں۔ فرمایا تم آرام سے سو جاؤ، محمد ﷺ اکیلا دشمنوں کو مار کر بھگا آیا ہے۔ ❶

چشم فلک نے ایسا بہادر کبھی نہیں دیکھا۔ غزوہ احد کے موقع پر سر میں خود کی کڑیاں لگی ہوئی ہیں، خون ٹپک رہا ہے، سگے چچا حمزہ کی لاش ٹکڑے ٹکڑے سامنے پڑی ہے اور آقا کیا کرتے ہیں...... فرمایا لاشوں کو چھوڑو، دشمنوں کے تعاقب میں نکلو۔ اللہ کے رسول ﷺ زخمی ہیں، چچا شہید ہے...... فرمایا کیا ہوا، ساری کائنات مٹتی ہے تو مٹ جائے، محمد دشمن کا پیچھا کرنے سے باز نہیں آئے گا۔ بہتر میل تک کفار مکہ کا تعاقب کیا، جب مدینے کی سرحدوں سے نکال آئے، تب آ کر شہیدوں کو دفن کیا۔ ❷

یہ بہادری کا عالم ہے۔ اس شجاعت نے وہ مرد آہن پیدا کیے، جن انسانوں نے قیصر و کسریٰ کے تاجوں کو اپنے پیروں کے نیچے روندا، اس شجاعت سے پہلے وہ کمزور قوم جو کعبے کا دفاع نہ کر سکی تھی، اس کمزور قوم نے دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کے پرچم کو سرنگوں کر دیا اور اسی قوم کا ایک فرزند تھا جو اپنا گھوڑا دنیا کے آخری کنارے تک بھگا تا لے گیا، آگے دیکھا تو پانی ہی پانی ہے، ٹیلے پہ چڑھا، رب کی بارگاہ میں سجدہ کیا، سر اٹھایا اور کہنے لگا، اللہ اگر عقبہ بن عامر کو معلوم ہو کہ اس پانی کے پیچھے بھی زمین کا کوئی ٹکڑا موجود ہے تو میں اپنے گھوڑے کو

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب الحمائل وتعلیق السیف بالعنق، حدیث : ۲۹۰۸۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شجاعته ﷺ، حدیث : ۲۳۰۷۔ عن انس رضی اللہ عنہ.

❷ السنن الکبری للنسائی (۱۱۰۸۳)۔ مصنف عبد الرزاق (۹۷۳۵) سیرة ابن هشام (۵۲/۴).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمندر میں ڈال دوں اور اس سرزمین پہ بھی تیرے محمد ﷺ کے پرچم کو بلند کر کے آؤں۔

اس شجاعت نے مومنوں کو ماہ و پروین کا امیر بنایا۔ آج یہی شجاعت ہم میں نہیں رہی، آج ہم دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے۔ سبب کیا ہے؟ غیر اللہ کا خوف ہے، اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہے۔ اندرا گاندھی کا خوف ہے، یا مارشل لاء کو روس کا خوف ہے، امریکہ کا خوف، برطانیہ کا خوف، مشرق کا خوف، مغرب کا خوف، اگر خوف نہیں تو رب مشرق و مغرب کا نہیں ہے۔

مسلمانو! اپنے اندر وہی جذبہ شہادت اور وہی جذبہ شجاعت پیدا کرو جو محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو عطا کیا تھا اور وہ شجاعت صرف میدان جنگ ہی کے لیے نہیں بلکہ کلمۃ الحق کی پشت بانی کے لئے، مسلک حق کے پھیلانے کے لئے، لوگوں کو توحید کا آوازہ سنانے کے لئے، ایک آدمی ہو، سارا محلہ مخالف ہو، محلے کی مخالفت مول لے لے، اللہ اور رسول ﷺ کی بات کو چھوڑنا گوارا نہ کرے۔

ان شاء اللہ وہ دن آئے گا اور یقیناً آئے گا، بالضرور آئے گا، جب پاکستان میں علم لہرائے گا تو کتاب اللہ کا لہرائے گا یا سنت رسول اللہ ﷺ کا لہرائے گا۔ ان شاء اللہ وہ دن آنے والا ہے اور آ کے رہے گا، جب اس ملک کی فضاؤں میں صرف کتاب و سنت کا پرچم لہرائے گا اور یہ پرچم ان غریبوں کے ہاتھ میں ہوگا جن کے دل غیر اللہ کے ڈر اور خوف سے بے نیاز ہیں، ان فقیروں کے ہاتھ سے آئے گا جن کے دلوں میں صرف ایک اللہ کا ڈر ہے اور مدینے والے کی محبت ہے۔ ان شاء اللہ یہ دن آ کے رہے گا، دنیا کی کوئی طاقت اس دن کو آنے سے نہیں روک سکتی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معراجِ مصطفیٰ (ﷺ) سے ہمیں کیا درس ملتا ہے؟

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ [الاسراء: ١]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور آپ کی شخصیتِ والا صفات کے بارے میں ہم نے پچھلے خطبہ جمعہ میں گفتگو کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ رحمت کائنات، فخر موجودات،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید ولد آدم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر، رب کے دین کی تبلیغ کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور اللہ کا پیغام لوگوں کو سنانے کے سبب جب مکہ میں انتہائی ستائے گئے، اور اس بستی پاک میں آپ کا رہنا دوبھر اور مشکل بنا دیا گیا، آپ پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے، طرح طرح کی مصیبتیں آپ کی راہ میں کھڑی کی گئیں، مشکلات سے آپ کو دو چار کیا گیا، تب جبکہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں اور ابوطالب بھی جو کہ کفر کے باوجود، اپنی قبائلی عصبیت اور خاندانی حمیت کی بناء پر نبی محترم علیہ السلام کا ساتھ دے رہے تھے، وہ بھی اِس دنیا سے کوچ کر گئے، تو دُنیا میں بسنا، اس میں رہنا، مکہ میں چلنا پھرنا، مکہ مکرمہ میں زندگی گزارنا اور اہل کائنات کو رب کا پیغام سنانا آپ کے لیے انتہائی دوبھر ہو گیا، کفارِ مکہ نے یہ سمجھ لیا کہ اب یہ چراغ بجھنے کو ہے، کچھ لمحات کی دیر ہے کہ اِس کی روشنی ماند پڑ جائے گی اور اِس وجود اطہر کا نام ونشان کائنات سے مٹ جائے گا، ایسے عالم میں رب ذوالجلال نے آپ کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور اُمت مسلمہ کو، نبی علیہ السلام کے پیروکاروں اور فرماں برداروں کو اِس بات کا سبق اور درس دیا کہ اے امت محمد ﷺ جب بھی تم کسی مشکل سے دو چار ہو جب بھی تم کسی مشکل کا شکار ہو، تب اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ان مشکل ایام کو یاد کر لینا، جب زمین اپنی وسعتوں کے باوصف اور اپنی فراخیوں کے باوجود آپ پر تنگ کر دی گئی، [1] تو اللہ نے آسمان کی وسعتوں سے آپ کو ہمکنار فرما دیا اور جب لوگوں نے فرشِ زمین پر آپ کے نام کے مٹانے کا عزم اور ارادہ کیا تو کائنات کے رب نے عرشِ معلیٰ کی بلندیوں پر آپ کا نام لکھ دیا اور فرمایا:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ [الانشراح: ۳] [2]

اے میرے محبوب! یہ زمین پر آپ کا نام مٹانا چاہتے ہیں، ہم نے آپ کا نام آسمان کی

---

[1] مسند احمد (۶/۳۱۳) عن سابط۔ موطا امام مالك (۱/۲۳۶)۔ طبقات ابن سعد (۲/۲۱۱) عن عبد الرحمن بن القاسم۔

[2] اور ہم نے تیرا ذکر بہت بلند کر دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلندیوں پہ لکھ دیا ہے اور ساتھ ہی مومنوں اور مسلمانوں کو درس دیا کہ!

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝﴾ [الانشراح: ٥ تا ٦] ❶

جب بھی کوئی تلخی، تنگی، ترشی، مشکل اور مصیبت آئے تو دلبرداشتہ نہ ہو جاؤ۔ جان لو کہ اگر تم نے اپنے تعلق کو رب سے اُستوار رکھا، رب سے اپنی عبودیت کا رشتہ قائم رکھا، رب سے بندگی کے رابطے کو ٹوٹنے نہ دیا تو وہ دن آئے گا جب تمہاری تنگیاں فراخی میں، تمہاری عسرتیں یسر میں، تمہاری فاقہ مستیاں خوشحالی میں تبدیل ہو جائیں گی۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے معراج کا اصل درس یہی ہے کہ جب دنیا والے مل کر یہ سمجھ لیں کہ ہم نے کسی پر کسی کی زندگی کو دوبھر بنا دیا ہے تو آسمان والا، کائنات کا خالق و رب، عرشِ معلیٰ کا مالک اپنی رحمت سے اُس پر کشادگیوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ انہی ایام میں جبکہ مکہ میں آپ کا چلنا پھرنا مشکل بنا دیا گیا تھا، آپ کی دعوت اور پیغام کے آگے بڑی بڑی رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی تھیں، آپ کے آوازے کے سننے کو لوگ بے تاب تھے، لیکن اُن کے سامنے موت اور مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دیئے گئے کہ دیکھو اگر دین حق کو اختیار کرنا ہے تو اِن ...... گھاٹیوں سے گزر کر جانا پڑے گا۔

انہی ایام کی ایک رات میں جبرائیل امین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، دروازے پر دستک دی، جیسا کہ میں نے پچھلے خطبے میں بتایا تھا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اُس وقت نبی محترم اپنے چچا کی بیٹی امِ ہانی کے گھر آرام فرما تھے۔ رات گئے جبرائیل آئے، نبی محترم نے پوچھا کون ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے حبیب، میں جبرائیل ہوں۔ ارشاد ہوا کیسے آئے ہو؟ کہا آج رب نے آپ کو اپنے پاس بلایا ہے۔ آپ گھر سے باہر تشریف لائے۔ باہر براق کھڑی تھی۔ آپ نے اُس کے رکاب میں پاؤں رکھا۔ جبرائیل نے باگ تھامی، براق مچلنے لگی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، براق تھم جاؤ کہ آج تمہیں ایسا سوار میسر آیا ہے، کہ نہ اِس سے پیشتر اور نہ اِس کے بعد تمہیں ایسا سوار کبھی میسر

❶ اس لیے کہ تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہوتی ہے۔ بالضرور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئے گا۔ نبی محترم اُس پر سوار ہوئے۔ مسجد اقصیٰ پہنچے، انبیاء کرام کی امامت کے مصلے پر آپ کو کھڑا کیا گیا، [1] اور اِس طرح اِس بات کا اظہار ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ صرف آخرین کے امام نہیں بلکہ اولین کے بھی امام ہیں، رب نے آپ کو صرف آنے والی نسلوں کا امام نہیں بنایا بلکہ اِس موقع پر آپ کے سر پر انبیاء کی امامت کا تاج رکھ کر خداوند عالم نے اِس بات کا اظہار کر دیا کہ میرا محبوب میرا رسول، میرا پیغمبر صرف آنے والوں کا امام نہیں بلکہ جانے والوں کا بھی امام ہے، اور میں نے اِس کو صرف اِس کی اُمت کا مقتدا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ تمام نبیوں، تمام پیغمبروں اور تمام رسولوں کا امام و پیشوا بنا کر بھیجا ہے۔

یہاں اِس راز کو آشکار کرنا مقصود تھا کہ اے میرے محبوب کے امتیو! یاد رکھنا، کہیں تمہیں کوئی بہکانے والا بہکا نہ لے، کوئی ورغلانے والا تمہیں ورغلا نہ لے کہ تم اِس عظیم شخصیت کی پیروی چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا امام و پیشواء بنالو۔ اُمت کو جس بات کی نشاندہی ربِ قدوس نے معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کو نبی محترم ﷺ کی امامت کروا کر کی تھی، اُمت آج اُسی درس کو بھول چکی ہے۔

تعجب اور حیرانگی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو نبی محترم ﷺ کو نبیوں کا بھی امام بنایا ہے، پیغمبروں کا بھی مقتدا بنایا ہے، رسولوں کا بھی پیشوا بنایا ہے لیکن آپ کی اُمت میں شامل ہونے کا دعوی کرنے والے نبی علیہ السلام کو اپنا مقتدا اور پیشوا ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اِس بات کو دھیان سے سنیے اور اِس بات کو پلے باندھ لیجئے۔ آج ہماری بدقسمتی کے اسباب دو ہی ہیں۔ ایک یہ کہ ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی وہ قدر نہیں کی، آپ کی شان کو اُس طرح نہیں سمجھا، آپ کے مقام کو اُس انداز سے نہیں پہچانا، جس انداز سے رب نے ہمیں

---

[1] قصہ معراج کے لیے دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ما جاء فی قول عزوجل ﴿و کلم اللہ موسی﴾ حدیث : ٧٥١٧۔ وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ، حدیث : ١٦٢ عن انس رضی اللہ عنہ۔ صحیح البخاری، (٣٤٩) وصحیح مسلم (١٦٣) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ صحیح البخاری (٣٢٠٧) وصحیح مسلم (١٦٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کا مقام، مرتبہ اور منصب سمجھایا ہے۔ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو اِس قدر محدود کردیا کہ ہم نے ان کو، ان کی امامت کو، ان کی قیادت کو، ان کی سیادت کو، ان کی پیشوائی کو، ان کی رہبری کو، ان کی رہنمائی کو مسجد کے دائرے کے اندر محدود کر دیا۔ہم نے کہا مسجد میں نبی ہمارا امام ہے، بازار میں کوئی اور ہمارا امام ہے...... منڈی میں کوئی اور امام ہے...... تجارت میں کوئی اور امام ہے...... زراعت میں کوئی اور امام ہے...... حرفت میں کوئی اور امام ہے...... اقتصادیات میں کوئی اور امام ہے...... معاشیات میں کوئی اور رہبر ہے...... عمرانیات میں کوئی اور ہادی ہے...... سیاسیات میں کوئی اور مقتداء ہے...... عدل وانصاف میں کوئی دوسرا ہمارا امام ہے...... محمد رسول اللہ ﷺ صرف مسجد کی چار دیواری میں ہمارے امام ہیں۔

یہ ہماری تباہی کا بنیادی سبب ہے، آج جتنے بھی مسلمان ہیں، چاہے وہ پاکستان میں ہوں...... چاہے انڈونیشیا ہو...... چاہے ملائیشیا ہو...... چاہے افریقہ کا ملک لیبیا اور سوڈان ہو...... چاہے مغرب کا ملک مراکش ہو...... چاہے مشرقِ وسطیٰ کا ملک شام اور عراق ہو...... اِن تمام ممالک میں مسلمانوں نے نبی محترم کی شان کی تنقیص کی ہے۔آپ کے مقام کو فروتر کرنے کی کوشش کی ہے، آپ کی قیادت کو محدود کرنے کی سازش کی ہے۔اُنہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی امامت وسیادت کو صرف مسجد کی چار دیواری کے اندر محدود کر دیا ہے کہ مسجد میں تو نبی امام، باہر لینن امام ہیں، باہر ہیگل امام ہیں، باہر کارل مارکس امام ہیں، باہر سرمایہ داری کا کوئی رہنماء فسطائیت کا کوئی نمائندہ، نازی اِزم کا کوئی ایجاد کنندہ ہمارا امام ہے۔ ہمیں مسجد سے باہر کے مسائل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں امامت نظر نہیں آتی۔اس لیے آج تلک مسلمان ملکوں کے اندر یہ بات طے نہیں ہوسکی ہے کہ ہمارا سیاسی نظام کیا ہونا چاہیے۔

بدقسمتی کی انتہاء ہے کہ اِس ملک کو بنے ہوئے پینتیس برس ہوگئے ہیں،[1] یہ ملک اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا، اسلام کے نام پر اَسّی لاکھ مسلمانوں نے اپنی گردنوں کو کٹوایا

[1] آج 2012ء نصف سے زائد ہو چکا ہے اور حالات جوں کے توں ہیں بلکہ پہلے سے زیادہ بُرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا، بے شمار عورتیں اسلام کی وجہ سے اپنی عصمت و آبرو سے محروم ہوئی تھیں۔ بے شمار بوڑھے، بے شمار معصوم بچے سکھوں اور ہندوؤں کی تلواروں اور کرپانوں کا نشانہ بنے تھے۔ لاتعداد مسجدیں کھنڈروں، اصطبلوں اور بدکاری کے اڈوں میں تبدیل کی گئی تھیں۔

آج مسلمانوں کو شاید یہ بات معلوم نہ ہو کہ واہگہ کے اُس پار کتنی ہی مسجدیں ہیں جن کو بدکاری کے اڈوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے، کتنی ہی عبادت گاہیں ہیں جن کو سکھوں اور ہندوؤں نے اپنی نجاستوں سے آلودہ کیا ہے۔ مسلمانوں کے مدارس تباہ ہوئے، اُن کو اصطبلوں میں تبدیل کیا گیا۔ مسلمانوں کی لاشوں کی بے حرمتی کی گئی۔ ان قربانیوں کا سبب کیا تھا؟

سبب یہ تھا کہ ایک ایسا ملک حاصل کیا جائے جس میں اِسلام کو نافذ کیا جائے، جس میں محمد ﷺ کی حکمرانی ہو، جس میں نبی علیہ السلام کا لایا ہوا قانون رائج ہو، جس میں طاقت کا سرچشمہ خدا کی ذات ہو اور قانون کا منبع محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات ہو، لیکن کیا ہوا؟ پینتیس برس گزر گئے، اس بدنصیب ملک میں آج تک فیصلہ نہیں ہو سکا کہ اسلام ہے کیا۔ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ اِس میں کون سا نظام چلنا ہے۔ جاہل بے وقوف لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں جو کبھی کسی کی مدح کرتے ہیں، کبھی کسی کی ثناء کرتے ہیں، کبھی کسی کی تنقیص کرتے ہیں، کبھی توہین کرتے ہیں اور پھر نام نہاد ادارے بنائے جاتے ہیں، جن میں یہ فتویٰ لیا جاتا ہے، بتاؤ سود حرام ہے یا حلال ہے؟

او جاہلو! خدا کا خوف کرو، سود کی حلت و حرمت کے لیے کسی ضمیر فروش ملا کے فتووں کی ضرورت نہیں ہے۔ آج سے چودہ سو برس پیشتر محمد رسول اللہ ﷺ اور محمدؐ کے رب نے سود حرام کر دیا ہے۔ یہ دھوکہ، یہ فریب، یہ لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لیے ہر روز اخباروں میں اعلان کروائے جاتے ہیں کہ آج فلاں کونسل نے یہ فتویٰ دے دیا ہے کہ سود حرام ہے۔ اگر یہ کونسل فتویٰ نہ دیتی تو کیا سود حلال ہو جانا تھا؟ اِس کے فتویٰ دِینے سے پہلے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ سود حرام ہے۔

مطلب کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی عقلوں پہ پردہ ڈالا جائے، لوگوں کو بے وقوف بنایا جائے کہ دیکھو حکومت اسلام کے لیے بہت کام کر رہی ہے۔ ہر چھ مہینے بعد کوئی فتویٰ آ جاتا ہے۔ وہ فتویٰ جس کے بارے میں اُمت کے درمیان کبھی اختلاف نہیں رہا کہ یہ چیز حلال ہے، یہ چیز حرام ہے، اور قوم......؟ کھلونوں سے بہلنے والی قوم......تمناؤں میں اُلجھنے والی قوم اِتنی بات پہ ہی خوش ہو جاتی ہے۔ چلو جی کچھ نہ کچھ تو ہو رہا ہے۔ کیا ہو رہا ہے؟

اس خرابی اور زبوں حالی کا سبب کیا ہے؟

سبب یہ ہے کہ ہم نے کسی اور کی امامت مانی ہے اور اُس کی امامت کو برقرار رکھنے کے لئے، اُس امام کے مطابق ڈھونڈتے ہیں کہ نبی کی ذاتِ والا صفات سے ہمیں کوئی فتویٰ مل سکتا ہے یا نہیں؟ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی امامت ماننی ہے تو ایک ایک چھوٹی چھوٹی بات کے لیے چھ چھ مہینے مجلسیں بپا کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ حق شفعہ کا قانون آ رہا ہے، جا رہا ہے، سُنتے ہوئے سال ہو گیا ہے؟ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں شفعہ کے بارے میں واضح قانون موجود نہیں ہے؟ لیکن اُن کے لیے ہے جنہوں نے محمد ﷺ کو رہنماء سمجھا ہے۔ جنہوں نے محمد ﷺ کو مسجد کا امام سمجھا ہے اُن کی نظر میں، محمد ﷺ کی ذاتِ بابرکات اور آپ کی تعلیمات میں اِن مسائل کا حل موجود نہیں ہے۔

ہماری بدقسمتی کا سبب کیا ہے؟ ہم نے دین کو ٹکڑوں، حصوں اور الگ الگ خانوں میں تبدیل کیا کہ یہ خانہ سیاست کا ہے، یہ خانہ عبادت کا ہے، یہ خانہ اقتصاد کا ہے، یہ خانہ معاشرت کا ہے۔

ایک دفعہ ایک مجلس میں اقتصادیات کے موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی۔ میں بھی گفتگو کرنے لگا۔ ایک بندہ بڑے خلوص سے کہنے لگا جناب، آپ تو خوش نہیں ہو رہے ہوں گے کیونکہ یہ کوئی دین کی بات تو نہیں ہو رہی۔ اِس طرح لوگوں کی عقلوں پر پردہ ڈالا گیا۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ دین اِن مسائل کے بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں ہے۔ اِس لیے جب بھی اِن امور پہ گفتگو ہوتی ہے تو کہتے ہیں مولوی کو کیا پتہ ہے، یہ کوئی دین کی بات تھوڑی ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے۔

سن لو! زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں دین کے اندر واضح ہدایات موجود نہ ہوں۔ جو شخص یہ ایمان رکھے، یہ اعتقاد رکھے کہ زندگی کے معاملات میں قرآن کے فرامین یا نبی علیہ السلام کی تعلیمات میں رہنمائی نہیں ہے تو وہ کافر ہے، مسلمان نہیں ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کا عقیدہ یہ ہو کہ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس میں محمد ﷺ کی رہنمائی موجود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے محمد کریم علیہ السلام کو صرف ہمارا امام نہیں بنایا بلکہ ہم سے پہلے آنے والے انبیاء و رسل اللہ کا بھی امام بنایا۔ کیا اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ اس کی تعلیمات تو محدود ہیں۔ اِس کے سر پہ امامت و رسالت، قیادت و سیادت کا تاج رکھنے کی ضرورت کیا ہے۔ اِس کی تعلیمات تو صرف مسجد تک محدود ہیں۔

ہم تباہ ہوئے، ہم برباد ہوئے اس لیے کہ ہم نے نماز محمد ﷺ سے سیکھی اور روٹی کمانے کا طریقہ یورپ سے سیکھنے کی کوشش کی۔ اِسی لیے ہم پریشان، بے کس، بے بس، بے چین، مضطرب...... اور ہماری یہ بے کسی، بے بسی، بے چینی اور اضطراب اُس وقت تک ختم نہیں ہوسکتا جب تک ہم نبی علیہ السلام کی امامت کو صحیح طور پر نہیں مانتے۔

بات بڑی تلخ ہے، ذرا سن لو! تباہی کے اسباب تو کئی ایک ہیں، لیکن ان میں سے بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم نے نبی علیہ السلام کی امامت کو نماز روزے کے مسئلے تک محدود کر دیا ہے۔ لوگو، کبھی تم نے غور کیا ہے کہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی اکثریت وہ ہے جس نے نبی علیہ السلام کو نماز روزے کے مسئلے سے بھی باہر نکال دیا ہے۔ شاید عام لوگ یہ بات سن کر تعجب کا اظہار کریں کہ جناب ٹھیک ہے بعض بے عمل، بدکردار، دین نا آشنا، مذہب سے ناواقف اور شریعت سے بے خبر لوگ ایسے ہو سکتے ہیں جنہوں نے مذہب کو صرف عبادات تک محدود سمجھ لیا ہو اور نبی علیہ السلام کی قیادت و سیادت و امامت کو صرف عبادات تک محدود کر لیا ہو، لیکن کوئی ایسا بدنصیب مسلمان بھی ہوسکتا ہے جو عبادات میں بھی محمد ﷺ کو امام نہ مانتا ہو......؟ آدمی سن کر حیران ہو جائے، لیکن سنو یہ بات حق ہے کہ بے شمار لوگ وہ ہیں کہ نادانستہ طور پہ...... میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ نہیں کہتا کہ جان بوجھ کر...... بغیر جانے بوجھے، ملاؤں کے ورغلانے سے، پیٹ کا ایندھن فراہم کرنے والوں کے بہکانے سے اُنہوں نے نبی علیہ السلام کو عبادات سے بھی خارج کر دیا ہے۔ جیسے نماز کا مسئلہ ہوتا ہے...... روزے کا مسئلہ ہوتا ہے...... حج کے مسائل ہوتے ہیں...... زکوٰۃ کا مسئلہ آتا ہے...... اُن کی ڈیمانڈ، اُن کی طلب اور اُن کی خواہش یہ نہیں ہوتی کہ یہ معلوم کرے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا، بلکہ وہ یہ پوچھتے ہیں کہ!

ہمارے امام کا اِس مسئلے میں کیا قول ہے؟

ہمارے فلاں امام کی اِس مسئلے کے بارے کیا رائے ہے؟

نماز کا طریقہ ہمارے امام کے نزدیک کیسا ہے؟

حج کے مسائل میں ہمارے امام کی رائے کیا ہے؟

زکوٰۃ کے مسائل میں ہمارا امام کیا کہتا ہے؟

روزہ رکھنے کا طریقہ ہمارا امام کیا بتلاتا ہے؟

او بدنصیبو! تم نے عبادات میں بھی اپنے امام بنالیے، تم نے محمد ﷺ کی امامت کو یہاں سے بھی خارج کر دیا۔

اب حقائق سمجھنے کی کوشش کرو۔ آج تعجب کی بات ہے کہ ہم معراج کے واقعات بیان کرتے ہیں، یہ معراج کا واقعہ کوئی ایک قصہ ہے؟ یہ صرف کہانی ہے؟ یہ صرف افسانہ ہے؟ یہ صرف ایک واقعہ ہے کہ جس کو لذت کے طور پر سُنا جائے ......؟ جس کو سن کر سر دُھنا جائے اور زبان سے آہ آہ اور واہ واہ کہہ لیا جائے......؟

یہ ہے معراج کا واقعہ؟

معراج کے واقعے میں محمد ﷺ کی اُمت کے لیے سبق ہے کہ سن لو!

اگر نبی اور رسول بھی نبی مکرم ﷺ کی امامت کو چھوڑ نہیں سکتے تو مسلمانو! مسلمان ہوتے ہوئے کون نبی علیہ السلام کی امامت کو چھوڑنے کی جرات کر سکتا ہے؟

اگر سارے انبیاء محمد ﷺ کی اقتداء میں کھڑے ہیں تو اُمتی محمد ﷺ کی اقتداء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کھڑا کیسے نہیں ہوگا؟

اگر نبیوں کو یہ روا نہیں ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کی اقتداء اور اطاعت چھوڑیں تو اُمتیوں کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ کسی اُمتی کو اپنا مقتدا بنا کر نبی علیہ السلام کی امامت کو چھوڑ دیں۔

آج ہم نے یہ ظلم کیا ہے۔ ہماری تباہی و بربادی دو وجہ سے ہوئی ہے۔ ایک بے دینوں نے ہمیں برباد کیا اور ایک نام نہاد دین داروں نے ہمیں برباد کیا۔

مسئلہ اچھی طرح سمجھ لینا۔ خدا کی قسم ہے، اگر یہی مسئلہ تم اچھی طرح سمجھ لو گے تو اللہ تعالیٰ یقیناً تمہاری نجات فرما دیں گے ان شاء اللہ۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نبی علیہ السلام کی شان میں تنقیص نہ کرو۔ پھر اگر کچھ گناہ ہو بھی جائیں گے تو وہ ارحم الراحمین بخش دیں گے لیکن اگر رب کی ذات ہی کو نہ مانا، نبی علیہ السلام کی قیادت کا ہی انکار کر دیا تو بخشش کیسے ہوگی۔ مسلمانوں نے اقتداء چھوڑ دی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ دین دار بھی بے گانے...... اور بے دین بھی نا آشنا۔ بے دینوں نے نبی کا دائرہ کار محدود کیا اور دین داروں نے محدود دائرے سے بھی محمد ﷺ کو نکال دیا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي.)) (1)

نماز اُس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

لیکن!

ہم نے تو نماز اُس طرح پڑھنی ہے جس طرح ہمارا مولوی پڑھتا ہے۔

ہم نے تو نماز اُس طرح پڑھنی ہے جس طرح ہمارے امام نے حکم دیا ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح نبی کو پڑھتے ہوئے دیکھا تم بھی اسی طرح نماز ادا کرو۔ نبی علیہ السلام کے صحابہ نے پڑھ کر دکھائی کہ نماز کا طریقہ کیا ہے۔ یہ کہتا ہے، ہاں ہاں! یہ ضرور نماز

(1) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافرین اذا کانوا جماعۃ، حدیث: ۶۳۱۔ عن مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا طریقہ ہوگا لیکن ہمارے امام نے تو یہ نہیں بتلایا۔ اس لیے ہم تو ایسے نماز نہیں پڑھیں گے۔

کیا تیرا امام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی بڑا ہے؟ سوچو، کچھ غور کرو۔ ہم نے نبی علیہ السلام کی گستاخی کیسے کی ہے

خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد

کہ

جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

لوگوں نے مفہوم کو اُلٹ کر دیا، گستاخ محبّ بن گئے اور محبّ گستاخ بن گئے۔ جن لوگوں نے نبی علیہ السلام کے نقش پا کو اپنے لیے رہنما سمجھا اور ایک انچ بھی نبی علیہ السلام کے نقشِ پا سے ہٹنے کے لیے تیار نہ ہوئے، اُن کو کہا گیا، کہ وہ گستاخ ہیں اور جنہوں نے نبی پاک علیہ السلام کو اپنی زندگی سے مکمل خارج کر دیا، کہنے لگے یہ محبّ ہیں۔

سن لو! نبی علیہ السلام کی شان کا جاننے والا، نبی علیہ السلام کے مقام کا پہچاننے والا صرف وہ ہے جو زندگی کا کوئی کام نبی علیہ السلام کے حکم کے بغیر نہیں کرتا۔ جس نے اپنی پیشوائی کے لئے، اپنی مقتدائی کے لئے، اپنی رہبری کے لیے، اپنی رہنمائی کے لئے، صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کر لیا ہے، لیکن ہمارے ہاں کیا ہوا...... ظلم کی بات ہے...... بے اختیار آ گئی ہے تو کہے دیتا ہوں وگرنہ کسی کے متعلق مجھے بات کہنے کی عادت نہیں ہے نہ میں اس قسم کی گفتگو کا عادی ہوں۔ لیکن حق کی بات بھی سنا کرو۔ ہمارے ہاں یہ قاعدہ بنا دیا گیا ہے!

((کل حدیث یخالف مذھبنا اما مرجوح أو منسوخ مؤل.))

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر وہ فرمان جو ہمارے مذہب کے خلاف ہو، وہ منسوخ ہوگا یا وہ مردُود ہوگا یا اُس کی تاویل کی جائے گی۔

انہوں نے اپنی کتابوں میں یہ قاعدہ بنا دیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہر وہ قول جو نبی علیہ السلام کے فرمان کے مخالف ہوگا، وہ مردود ہوگا، وہ منسوخ ہوگا، وہ قابلِ رد ہوگا، کیونکہ نبی علیہ السلام کی گواہی اللہ نے دی ہے۔ رب نے نبی کے نطق کی شہادت دی ہے، ہمارے امام اور ہمارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب کی گواہی عطا نہیں کی۔ ایک آدمی ہم سے مسئلہ سنتا ہے۔ ہم اُس کو کہتے ہیں، نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے۔ کہتا ہے میں اپنے مولوی سے پوچھوں گا۔ بھائی کیا پوچھو گے؟

اگر تو یہ پوچھو گے کہ کیا یہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہیں فرمایا تو سچ پوچھا۔ خدا تمہارے ذوق، شوق، جستجو، تلاش، تحقیق اور تطبیق میں برکت فرمائے۔ لیکن اگر یہ پوچھو کہ قرآن کی یہ آیت اور نبی علیہ السلام کا یہ فرمان ہمارے مذہب کے مطابق ہے کہ نہیں ہے، بتلاؤ رب کو کیا جواب دو گے؟ تم نے قرآن کی آیت اور نبی علیہ السلام کی سنت کو اپنے مذہب کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کوشش نہیں کی کہ اپنا مذہب نبی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق کرو۔

بندۂ مومن کون سا ہے؟

بندۂ مومن وہ ہے جو بڑے سے بڑے کی بات لاتا ہے اور کہتا ہے، اِس کو رب کی بارگاہ میں پیش کرو، رسول کے فرمان پر پیش کرو۔ اگر رسول کی بات کے مطابق ہے تو امنا و صدقنا، اگر رسول کی بات کے مطابق نہیں ہے تو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ لیکن ہم کیا کرتے ہیں؟ ہم اپنے مذہب کی بات کو رسول کے مطابق نہیں کرتے، ہم رسول کی بات کو اپنے مذہب کے مطابق کرتے ہیں۔

میں منبرِ نبی پر قدم رکھ کر کہتا ہوں، اللہ کی قسم ہے، اگر آج مسلمان اپنے سینے سے تعصب، ہٹ دھرمی، حمیت و جاہلیت اور گروہ بندی کا مرض نکال دیں، اور یہ سوچ کر چلیں کہ میں نے ہر وہ بات ماننی ہے جو میرے آقا و مولیٰ مدینے والے صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہے، رب کی قسم ہے ایک ہفتے کے اندر اندر کوئی گروہ باقی نہیں رہے گا۔ سب مسئلے حل ہو جائیں گے۔ ہم کو ملحدین، جدت پسندوں، تہذیبِ نو کے فرزندوں اور تعلیماتِ جدیدہ کے عاشقوں نے یہ طعنہ دیا ہے کہ تو ہمارے ساتھ اقتصادیات، عمرانیات اور فلسفے پہ بات کرتا ہے کہ ہم نے یہاں تمہارے نبی کی امامت نہیں مانی، تمہارے مولویوں نے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کو مسجد میں بھی نہیں مانا۔ کیا جواب دو گے؟ وہ کہہ رہا ہے جا، پہلے اپنے گھر جا کر اپنے مولوی سے کہو۔ اپنے دین دار طبقے کو سمجھاؤ کہ وہ مسجد میں بھی نبی علیہ السلام کی امامت کو مانیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یارو! ستم کی بات ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ تو یہ ارشاد فرمائیں:

((لَوْ كَانَ مُوْسىٰ حَيّاً لما وسعه الا اتباعي.)) [1]

اگر آج موسیٰ بھی زندہ ہو جائے تو اُس کو بھی محمد ﷺ کی اِتباع کرنا پڑے گی، اور ہم نے اُمتیوں کو نبی سے آگے بڑھا دیا ہے۔

نبی علیہ السلام تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر نبی بھی آئے گا تو محمد ﷺ کی حدیث پہ عمل کرے گا۔ اُس کو میری امامت ماننا پڑے گی۔ آمنہ کے لال کے پیچھے چلنا پڑے گا، مدینے والے کی اِقتداء کرنا پڑے گی۔ گنبدِ خضریٰ کے مکین کی پیروی کیے بغیر اُس کی نجات نہیں ہو گی۔ اگر نبی آ جائے، وہ بھی ﷺ نبی کی پیروی کیے بغیر نجات نہیں پا سکتا تو اُمتیوں کو کس نے اختیار دیا ہے کہ وہ غیرِ نبی کی اِقتداء کر کے اپنے آپ کو سمجھیں کہ ہم نجات پا جائیں گے؟ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کسی اور نبی کی اقتداء جائز نہیں ہے تو کسی اُمتی کی اقتداء محمد رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ بات تو سیدھی سادی ہے۔ کیا بات میں کوئی پیچیدگی ہے؟

بعض مسئلے ایسے ہوتے ہیں جن میں بڑی پیچیدگی ہوتی ہے۔ آدمی کو سمجھنے میں بڑی دِقت اور دشواری ہوتی ہے۔ آدمی کہتا ہے جناب مجھے سمجھ نہیں آئی، مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے۔ الٰہیات کے بعض ایسے مسائل ہیں جن کے بارے میں اچھے اچھے عقل مند آدمی سوچ کر پریشان ہو جاتے ہیں، لیکن جو مسئلہ بالکل سیدھا سادہ ہے، ایک معمولی سی عقل رکھنے والا انسان اگر غور کرے تو اُس کو سمجھ سکتا ہے۔ نجانے کتنے کتنے ذہین آدمیوں کو یہ مسئلہ کیوں سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ اِس میں دُشواری اور دِقت کیا ہے؟ اِس کے سمجھنے میں رکاوٹ کیا ہے؟ کیا بات ہے جو سمجھ میں نہیں آتی؟

اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج کو اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سر پر انبیاء و

---

[1] مسند احمد (۳۳۸/۳)۔ مسند ابی یعلی (۲۱۳۵)۔ شعب الایمان للبیهقی (۱۷۹) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رُسل کی قیادت و امامت کا تاج رکھا!

کس کی امامت کا تاج رکھا؟

حضرت آدم علیہ السلام کا، جو صفی اللہ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو خلیل اللہ ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا جو ذبیح اللہ ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو کلیم اللہ ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو رُوح اللہ ہیں۔

ان سب کی امامت کا تاج تو اللہ تعالیٰ مدینے والے کے سر پہ رکھے اور تیرے بے سمجھ اور پیٹ کے غلام ملا کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت اور سیادت کے ماننے میں کون سی ہچکچاہٹ پیش آ گئی؟ اُس کو کیا تکلیف ہوئی؟ جس کو اپنا امام مانتے ہوئے انبیاء کرام نے ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی، مولوی اُس کو مانتے ہوئے کیوں ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے؟ قول سے نہیں عمل سے۔

جاؤ! میرا ایک نسخہ یاد رکھنا۔ میری بات اگر غلط ہو تو مجھے پکڑ لینا۔ مولوی سے جا کر مسئلہ پوچھو۔ کہو مولوی جی، فلاں مسئلے کے بارے کیا رائے ہے؟ وہ کہے گا ہمارے امام نے یوں کہا ہے۔ آزما کر دیکھ لو۔ اگر غلط ہو تو خدا کی قسم ہے آئندہ ہمیشہ کے لیے منبر پہ کھڑا ہونا چھوڑ دوں گا۔ وہ کہے گا ہمارے امام کا یہ قول ہے، ہمارے امام کا یہ فرمان ہے، اور کوئی سادہ شخص یہ پوچھ لے، مولوی جی، آپ کا امام کون سا ہے، وہ لاٹھی لے کر چڑھ دوڑے گا کہ جاہل، تو ہمارے امام کو بھی نہیں جانتا۔ اُس سے کہو مولوی جی ہم نے تو اُس امام کو جانا ہے کہ جس کی امامت کو انبیاء نے بھی مانا ہے۔ مولوی کہے گا گستاخ ہے۔ رسول ﷺ کی امامت کا نام لینا ان کے نزدیک گستاخی ہے اور جس کو تم نے امام بنا لیا، اُس کا نام لینا توہین نہیں ہے؟ وہ عزت ہے......؟

ذرا سوچو کہ تم نے کیا کیا؟

آج لوگوں نے جس طرح شرک میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کار محض سمجھ لیا ہے کہ اللہ کے پلڑے میں توحید کے سوا کیا ہے، ہے ہی کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بے کار بنا دیا ہے کہ اِس کے پاس ہے کیا، بچہ دینے والا تو کوئی اور ہے۔ روٹی دینے والا کوئی اور ہے...... شفاء دینے والا کوئی اور ہے...... زندگی بخشنے والا کوئی اور ہے...... پیسے دینے والا کوئی اور ہے...... چوری کر کے آئیں تو پکڑے جانے سے بچانے والا کوئی اور ہے۔

ہم نے دیکھا ہے۔ پہلے ہم نے یہ سرحد میں دیکھا تھا، اب پنجاب میں بھی چور جب چوری کرنے کے لیے جاتا ہے تو پہلے کسی مزار پر جاتا ہے۔ حضور آپ کے پاس حاضر ہوں۔ اگر چوری کی، کامیاب رہا۔ بچ گیا تو چوتھا حصہ تیرا ہے۔ یہ مَنت مانتا ہے۔ یہاں کیا ہوتا ہے؟ جتنے ہیں وہ جاتے اور جا کر کہتے ہیں، جناب ہم کو اِس بے ایمانی سے بچائے رکھنا، ہم تمہاری نذر و نیاز باقاعدہ دیتے رہیں گے۔ یہ ایمان ہے، یہ اِن کا مسلک ہے۔ اللہ کا کوئی ولی، کوئی پاکباز بندہ، اللہ کا کوئی نیکوکار صالح انسان ایسی بات کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ اللہ کو بے کار کر دے کہ اللہ کے پاس ہے ہی کچھ نہیں۔ اُس سے کیا لینا ہے۔ اِسی وجہ سے خدا کے گھر بے آباد اور بندوں کی بارگاہیں آباد...... کیا یہ جھوٹ ہے؟

جاؤ! جمعرات کے دن علی ہجویری کی قبر پر جا کر دیکھو اور جمعہ کے دن جا کر کسی مسجد میں دیکھو۔ فیصلہ تم کر لینا کہ سچ کیا ہے، جھوٹ کیا ہے۔ مولوی چیختے چلاتے ہیں کہ مسجدیں بے آباد ہو گئیں۔

ملا! مسجدیں کسی اور نے نہیں، خود تم نے بے آباد کی ہیں، کیونکہ خدا کے پاس جب ہے ہی کچھ نہیں تو مسجد میں آدمی کیا لینے کے لیے آئے۔ کعبہ کے رب کی قسم اٹھا کر اور مسجد میں کھڑے ہو کر کہتا ہوں۔ میں نے اپنی ان گناہ گار آنکھوں سے بغداد کے اندر دیکھا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی قبر شہر کے بالکل وسط کے اندر چوک میں ہے۔ سب سے بارونق بازار وہ ہے جہاں حضرتِ شیخ کی قبر ہے۔ میں نے اُس مسجد میں جو پاس ہے، وہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز دیکھی، زیادہ سے زیادہ نمازی بیس یا پچیس۔ اُس دن نمازی پچاس ساٹھ تھے، اور جب قبر کے پاس گیا تو وہاں اِتنا ہجوم اور اِتنی بھیڑ تھی کہ عورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مرد کی کوئی تمیز نہیں ہو رہی تھی۔

سبب کیا ہے؟ کون بے وقوف ہے جو اُس جگہ جائے جہاں سے ملتا ہی کچھ نہیں۔ ان مولویوں نے یہ بات لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کر دی ہے کہ اللہ سے کچھ نہیں ملتا تو اللہ کے پاس کوئی کیا لینے کے لیے جائے گا۔ اور یہ کسی مسلک کا فتویٰ نہیں ہے، کسی مذہب نے یہ تعلیم نہیں دی ہے۔ ساری دُنیا کے مذاہب کی تعلیم یہ ہے کہ کائنات میں رب کے سوا کوئی لینے والا، کوئی دینے والا موجود نہیں ہے۔ نبیوں کو بھی رب نے دیا..... ولیوں کو بھی رب نے دیا..... فقیروں کو بھی رب نے دیا..... امیروں کو بھی رب نے دیا۔

اگر!

زکریا علیہ السلام کو بیٹا دیا تو رب نے۔

ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیل دیا تو رب نے۔

ایوب علیہ السلام کو شفاء دی تو رب نے۔

یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی تو رب نے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے میدان میں فتح عطا فرمائی تو رب نے۔

آپ جس شہر سے نکالے گئے تھے، اُس شہر میں فاتحانہ داخل کیا تو رب نے۔

کہ رات کو چھپ کر نکلے تھے۔ اکیلے ابو بکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے، اور آج دس ہزار تلواریں ساتھ تھیں۔ لوگوں نے سمجھا کہ ہم نے مکہ فتح کیا لیکن آسمان کے رب کے نمائندے نے فرمایا!

((لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ أنجز وعدہ، نصر عبدہ، ھزم الاحزاب وحدہٗ.)) [1]

او میرے صحابہ سن لو، مکہ تم نے فتح نہیں کیا، مکہ عرش والے نے فتح کیا ہے۔

ہم نے عقیدے کو بدل دیا ہے۔ ہم نے اِسلام کی صورت کو مسخ کر دیا ہے۔ محمد رسول

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الدیات، باب دیۃ الخطأ شبہ العمد، حدیث: ٤٥٤٩۔ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما۔ السنن النسائی (٤٧٩٩)۔ سنن ابن ماجہ (٢٦٢٨)۔ مسند احمد (١١/٢) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مکہ خود فتح کرتے ہیں، اور فرماتے کیا ہیں: لا الہ اللہ...... یہ حج کی دعاء میں شامل ہے، جب صفاء سے مروہ کی طرف دوڑتے ہیں تو یہ دعا پڑھتے ہیں!

اللہ تو نے وعدے کو پورا کیا، تو نے اپنے غلام کی مدد کی ہے......

یہ رب کا فرمان ہے۔ہم نے نعوذ باللہ رب کو تو بے کار کہہ دیا۔ اب رہ گئی نبی علیہ السلام کی ذات، ہم نے جب رب کو نہیں چھوڑا تو نبی علیہ السلام کو کیسے چھوڑیں گے۔ رب کو اختیارات سے علیحدہ کیا اور نبی علیہ السلام کو تعلیمات سے جدا کر دیا۔ ہم نے کہا، تیری تعلیمات اور تیری سنت کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں، تیری حدیث کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں، ہم نے جو لینا ہے اپنے امام سے جا کر لے لیں گے۔

نبی کو رب نے کیوں بھیجا؟

یارو! سمجھنا چاہو تو بہت آسان بات ہے۔ مجھے اُن لوگوں کی سوچ پہ افسوس ہوتا ہے، جو اپنے تئیں مؤحد ہیں۔ خدا کے بارے میں کہنے کی حد تک تو تم وہی کہتے ہو جو ہم کہتے ہیں لیکن اِس سوچ کو آگے کیوں نہیں بڑھاتے؟

وہی بات جو تم رب کے بارے میں کہتے ہو، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے کیوں نہیں کہتے؟

رب کے بارے میں ہمارے ساتھ کندھا ملا کر کہتے ہو کہ رب کو بے کار کرنے والو، یہ رب کے ساتھ شرک ہے۔ ہمارے ساتھ کندھا ملا کر یہ کیوں نہیں کہتے کہ نبی علیہ السلام کو ایک طرف کرنے والو، یہ نبی کی ذات کی توہین ہے۔ یہ بھی کہو، تا کہ بات پوری ہو جائے۔ بات اُس وقت تک پوری نہیں ہوتی، جب تک رب اور رسول دونوں کی ذواتِ مقدسہ، دونوں کی شخصیات مبارکہ اور دونوں کی ہستی ہائے پاک کو اپنے اپنے مقام پہ نہ رکھا جائے۔

رب کی توہین ہے کہ رب کو بے کار کر دیا جائے اور نبی علیہ السلام کی توہین ہے کہ نبی پاک ﷺ کی امامت کو چھوڑ کر اپنے امام بنا لیے جائیں۔ یہ آقائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی ہے۔

نبی ﷺ تو وہ ہیں جن کو رب نے صرف تمہارا امام نہیں بنایا، بلکہ پہلے انبیاء ورسل اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا بھی امام بنایا ہے۔ اسی لیے محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں مسجدِ اقصیٰ میں پہنچا، دیکھا کہ لوگ صفیں باندھے کھڑے ہیں، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا، یہ کون ہیں؟ عرض کیا اللہ کے حبیب یہ انبیاء اور رسل اللہ ہیں!

آدم ہیں...... نوح ہیں...... لوط ہیں...... اسماعیل ہیں......

والیسع ہیں...... ذوالکفل ہیں...... اسحاق ہیں...... یوسف ہیں......

یعقوب ہیں...... داؤد ہیں...... سلیمان ہیں...... موسیٰ ہیں......

عیسیٰ ہیں...... سب ہیں علیہم الصلوۃ والسلام۔

فرمایا جبرائیل یہ کیوں کھڑے ہیں؟ عرض کیا یہ نماز کے لیے کھڑے ہیں۔ فرمایا کہ وہ صفوں کو چیرتا ہوا لے کر چلا۔ میں نے پوچھا جبرائیل، اِن کو کس کا انتظار ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، اے یتیم مکہ اِن کو اپنے امام کا انتظار ہے۔ فرمایا تب تلک میں پہلی صف کو چیر چکا تھا۔ میں نے کہا جبرائیل اِن کا امام کون ہے؟ جبرائیل امین نے میرے کندھے سے مجھے پکڑا اور مصلیٰ امامت پہ کھڑا کیا اور کہا اے محمد ﷺ میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ اِن کے امام آپ ہیں۔ سارے نبیوں کی امامت کا تاج آپ کے سر پہ رکھا گیا ہے۔

لوگو!

ابراہیم علیہ السلام تو آپ کی امامت مانیں۔

اسماعیل علیہ السلام تو آپ کی امامت مانیں۔

نوح علیہ السلام تو آپ کی امامت مانیں۔

آدم علیہ السلام تو آپ کی امامت مانیں۔

اور تم مسلمان ہو کر آپ ﷺ کی امامت نہ مانو، بتلاؤ قیامت کے روز رب کو کیا جواب دو گے؟

آؤ درسِ معراج کو سمجھو، سبقِ معراج کو حاصل کرو۔ معراج کا درس اور سبق یہ ہے کہ نبی محترم ﷺ کی امامت کے مقابلے میں کسی نبی اور کسی اُمتی کی امامت نہیں چل سکتی!

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امامت چلے گی......سیادت چلے گی...... قیادت چلے گی......

رہنمائی چلے گی...... رہبری چلے گی...... فرمانروائی چلے گی......

تو صرف اور صرف تنہا محمد رسول اللہ ﷺ کی چلے گی۔ عبادات میں بھی اور معاملات میں بھی۔ وہ بھی تباہ ہیں جنہوں نے معاملات میں محمد ﷺ کی امامت نہ مانی اور وہ بھی تباہ ہیں جنہوں نے عبادات میں محمد ﷺ کے سوا کسی دوسرے کو امام ٹھہرایا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج سے پہلے کن مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ [الاسراء: ۱] ❶

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

---

❶ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو راتوں رات کعبہ شریف سے بیت المقدس تک جس کے اردگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں، سیر کرائی تاکہ ہم اس کو بعض نشان دکھلا دیں بے شک وہ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محمد رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور آپ کی زندگی مبارک میں کچھ مراحل ایسے آئے کہ جن سے گزرنا عام آدمی کے بس کی بات تو کہاں، جن کا تصور بھی انسان کو انتہائی حیرت و استعجاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے اُن تمام مراحل کو بخیر وخوبی طے کیا اور اُن تمام مشکلات اور مصائب سے انتہائی پامردی، جرات، ہمت، عزیمت اور استقلال کے ساتھ گذرے کہ انسان صرف اُن مصائب و مشکلات اور اُن میں ثابت قدمی اور عزیمت کو دیکھ کر ہی اِس بات کا یقین کر لیتا ہے کہ نبی محترم، سرورِ عالم ﷺ کی ہستی اقدس اور آپ کا وجودِ مقدس، آپ کی ذاتِ مبارکہ کس طرح سچائی اور صداقت پر عمل پیرا تھی، اور آپ نے اللہ کے پیغام کو اور اللہ کی طرف سے تفویض کردہ کام کو کس طرح پوری قوت اور توانائی سے سرانجام دیا۔

نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اللہ کے دین کی تبلیغ کا آغاز کیا اور غارِ حراء سے تشریف لا کر کوہِ صفاء پر چڑھ کر لوگوں کو پہلے دن جو پیغام دیا، اُس پیغام کو مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ زندگی میں مسلسل دہراتے رہے۔ بجائے اِس کے کہ کفارِ عرب، قریشِ مکہ اور مُشرکین، اعداء اور مخالفین آپ کی بات پر غور کرتے، آپ کی گفتگو توجہ سے سنتے اور پھر آپ سے دلائل اور براہین کا تقاضا کرتے، آپ سے سچائی اور صداقت کے نشانات مانگتے، اُنہوں نے ابتداء میں ہی اِس بات کا تہیہ کر لیا کہ ہم نے محمد ﷺ کی بات نہیں ماننی، نہیں سننی، اِس پہ کان نہیں دھرنا۔

ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب یہ وہ چیزیں تھیں جن کو اُنہوں نے نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کے مقابلے میں ہمیشہ اہمیت اور فوقیت دی، اور اِن کے نتیجے میں پھر ظاہری بات تھی کہ نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام میں رکارٹ ڈالنے کے لیے، آپ کے پیغام کو ناکام بنانے کے لیے، آپ کی دعوت کے آگے بند باندھنے کے لیے وہ تمام حربے استعمال کیے جو کوئی بھی بُرے سے بُرا دشمن اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کر سکتا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز دبانے کے لیے تمام ناجائز وسائل اور ہتھکنڈے استعمال کیے، آپ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کیں...... آپ کو دعوت و تبلیغ کے فریضے کی ادائیگی سے زبردستی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روکا...... چوراہوں، بازاروں اور شاہراہوں پہ کھڑے ہو کر آپ پر آواز گسے...... آپ پر طرح طرح کے الزامات دھرے...... آپ کو گالیاں دیں...... آپ کے بُرے بُرے نام رکھے۔ آپ کو معاذ اللہ ساحر و کاہن اور مجنون و کذاب تک کہا گیا۔ کوئی ایسی بات نہ تھی جو اُنہوں نے نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف روا نہ رکھی ہو۔

امامِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اِن سب چیزوں کے باوصف اپنی دعوت کے اُس کام میں لگے رہے جس کا حکم ربّ العلمین نے انھیں پہلے دن دیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت قدمی اور حوصلہ مندی قائم رکھنے کے لیے آسمان سے آیات بھی اُترتی رہیں۔

اے میرے محبوب! اگر کفار مکہ آپ کو گزند پہنچاتے ہیں...... آپ کو تکالیف میں مبتلا کرتے ہیں...... آپ پر مصائب کے پہاڑ توڑتے ہیں...... آپ کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے ہیں تو آپ اُسی طرح اِن کے مقابلے ڈٹے رہیے، جس طرح پہلے اُولو العزم رسول اِن کے خلاف ڈٹے رہے ہیں کہ اُنہیں بھی اِسی قسم کے کفار سے پالا پڑا، لیکن اُن کفار کی تمام تر توانائیاں اُنہیں کلمہ حق کہنے سے باز نہ رکھ سکیں۔ آپ بھی اُسی ثابت قدمی، اُسی عزیمت، اُسی پامردی اور اُسی اِستقلال کا مظاہرہ فرمائیے۔ کبھی ربّ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ﴾ [الحجر: ۹۴] ❶

اَے میرے نبی، آپ کو اِن کے مظالم اور اِن کی طرف سے کھڑی کی گئی مشاکل پر توجہ نہ دینی چاہیے، آپ کو اپنی دعوت اور تبلیغ کا کام جاری رکھنا چاہیے۔ کبھی فرمایا گیا:

﴿بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ﴾

[المائدہ: ٦٧] ❷

اَے میرے حبیب! آپ کا کام اللہ کے پیغام کو پہنچانا ہے۔ حالات کیسے بھی کیوں نہ

---

❶ پس جس کام کا تجھے حکم ہوتا ہے تو اس کی دھن میں لگا رہ اور مشرکوں سے منہ پھیر۔

❷ جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کی طرف سے اُترا ہے، پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کا پیغام نہیں پہنچایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں، آپ نے پیغام کے پہنچانے میں کوئی سستی، کوتاہی اور پہلوتہی نہیں برتی۔

متعدد مواقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعدد پیغامات اور متعدد آیات نازل ہوتی رہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اِن تمام مشکلات اور اِن تمام مصائب میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوہِ ہمالیہ کی طرح عزیمت اور ہمت کا پہاڑ بن کر کھڑے رہے لیکن پھر ایک ایسا وقت آیا کہ ظاہری طور پر نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفقاء آپ کے اصحاب، آپ کے ساتھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے کس و بے بس سمجھنے لگے۔ اُس وقت مٹھی بھر مسلمان تھے جن کی تعداد کو دونوں ہاتھوں کی اُنگلیوں کے پوروں پر گنا جا سکتا تھا، مسلمانوں کی اِتنی قلیل تعداد اور اُن کا بھی مکہ میں رہنا دوبھر کر دیا گیا۔ اُنہیں اس قدر تنگ اور مجبور کیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے مجبور ہو گئے۔ ان ہجرت کرنے والوں میں سب سے پہلے جن لوگوں نے اللہ کے دین کی خاطر اللہ کے نازل کیے ہوئے مذہب کی خاطر، اللہ کی دی ہوئی شریعت کی خاطر، اپنے وطن کو، اپنے گھر والوں کو، اپنے عزیزوں اور قریبیوں کو خیر باد کہا، اُن میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے داماد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور نبی محترم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، یہ پہلے لوگ تھے جنہوں نے اپنے دین کو بچانے کے لیے ہجرت کی۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا! لوگو! دیکھو ظالموں نے مجھے کس قدر ستایا کہ میری اپنی بیٹی اور میرے اپنے داماد کو بھی اُن کے ملک میں نہیں رہنے دیا۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر ہجرت کے لیے حبشہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے فرمایا، عثمان غم نہ کرو، تمہیں اللہ نے یہ اعزاز دیا ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ کے بعد اگر سب سے پہلے دین کے لیے کسی نے ہجرت کی ہے تو تم نے کی ہے۔ [1]

یہ اعزاز ربِ کائنات نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو عطا کیا کہ ابراہیم خلیل اللہ کے بعد سب سے پہلے دین کے بچانے کے لئے، مذہب کی حفاظت کے لئے، ایمان اور

[1] المستدرك للحاكم (٤/ ٥٠) عن سعد۔ المعجم الكبير للطبراني (١٤٣) عن انس رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی خاطر اُنہوں نے رب کی بارگاہ میں ہجرت کا نذرانہ پیش کیا۔

بہر حال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مٹھی بھر ساتھیوں کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا۔ باقی جو لوگ تھے، اُن پر اِس قدر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے کہ کوئی آدمی کھلے بندوں اِسلام کا نام بھی نہیں لے سکتا تھا۔ حتیٰ کہ جب جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اِسلام کا نام سن کر، پیغمبر کریم علیہ السلام کا آوازہ سن کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چاہا کہ آپ سے مل کر اِسلام کو سمجھیں اور اُس کی تعلیمات حاصل کریں، اُس چھوٹی سی بستی میں کوئی شخص جنابِ ابوذر کو نبی علیہ السلام کا پتا دینے پر تیار نہ تھا۔

تاریخ، حدیث اور سیرت کی کتابوں میں آیا ہے کہ جنابِ ابوذر، جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور کہا مجھے اپنے پیغمبر کے پاس لے چلو۔ اِس قدر دشوار حالات، اِس قدر ناموافق سلوک اور اِس قدر کٹھن مرحلہ تھا کہ جنابِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں ساتھ تو لے چلتا ہوں لیکن تم مجھ سے کچھ فاصلہ رکھنا۔ تم مجھ سے ذرا ہٹ کر چلنا، تاکہ کسی کو پتہ نہ چل جائے کہ تم میرے ساتھ جا رہے ہو۔ اگر راستے میں کوئی قریشی مل گیا۔ مکے کا کوئی کافر مل گیا تو میں جوتے کے درست کرنے کے بہانے کھڑا ہو جاؤں گا اور تم چلتے رہنا، تاکہ اُس کو شبہ نہ ہو جائے کہ تم میرے ساتھ نبی علیہ السلام کی خدمت میں جا رہے ہو۔ [1]

اِس سے زیادہ دُشوار اور کٹھن حالات کیا ہو سکتے ہیں؟ پھر نبی علیہ السلام کو گھر کے اندر سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ایک بہت بڑا سہارا حاصل تھا۔ جب بھی نبی محترم علیہ السلام کو بے حساب ستایا جاتا، آپ کو پتھر مارے جاتے، آپ پر طعن و تشنیع کے تیر برسائے جاتے، آپ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتیں، تبلیغ حق سے آپ کو روکا جاتا، مصائب اور مظالم کا آپ کو نشانہ بنایا جاتا تو آپ کی زوجہ محترمہ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا گھر میں آپ کی تشریف آوری کے بعد آپ کو سہارا دیتیں۔ آپ کی ہمت بڑھاتیں، آپ کے زخموں پر پھاہا رکھتیں،

---

[1] صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصة اسلام ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، حدیث : ۳۵۲۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ، حدیث : ۲۴۷۴۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کو تسلی دیتیں کہ میرے آقا غم نہ کیجیے، مصائب کے یہ بادل جلد چھٹ جائیں گے۔

اگر کسی کے گھر میں ایسی بیوی موجود ہو جو اُس کے غموں کی ساجھی، اُس کی مشکلات کی شریک اور اُس کے مصائب میں ہاتھ بٹانے والی ہو تو اُس سے بڑا خوش نصیب انسان اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ عورتوں کی فطرت میں عموماً داخل ہے کہ مرد ذرا دل گرفتہ اور پریشان ہو تو وہ آہ و فغاں سے آسمان سر پہ اٹھا لیتی ہیں اور مرد کے رہے سہے حوصلوں کو پست کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ مبارکہ عام عورتوں سے بالکل مختلف اور عام بیویوں سے الگ تھلگ قسم کی بیوی تھیں، کیونکہ اُنہوں نے نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو شادی کی تھی، وہ ایک خصوصی بنیاد پہ کی تھی، اور وہ بنیاد یہ تھی کہ اُنہیں معلوم تھا کہ چشم فلک نے محمد ﷺ ایسے وجودوں کو کم دیکھا ہے، ایسی ہستیاں کائنات میں بار بار نہیں آتیں، آپ کے اندر رب تعالیٰ نے کچھ ایسی صفات رکھ دی ہیں کہ کائنات کے دیگر انسانوں میں وہ صفات موجود نہیں ہیں۔

یہی سبب تھا کہ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جبرائیل امین علیہ السلام سے پہلی ملاقات کے بعد اپنے گھر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا!

خدیجہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں مَیں مَر نہ جاؤں تو اُس وقت جبکہ رب کے فرمان کہ مطابق!

﴿مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَٰبُ وَلَا الْإِيمَٰنُ﴾ [الشوریٰ: ۵۲]

کہ جب نبی علیہ السلام کو اِس بات کا علم نہ تھا کہ رب نے اُن کو منصب رسالت پہ سرفراز کیا اور اُن کے سر پہ تاجِ نبوت رکھ دیا ہے، اُس موقع پر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا تھا!

((كلا والله لا يخزيك الله ابدا.)) [1]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، حدیث: ۳۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، حدیث: ۱۶۰۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے میرے آقا! اے میرے شوہر! اے میرے سرتاج! آپ نے فرمایا ہے کہ آپ کو مرجانے کا ڈر ہے۔ مجھے آسمان کے رب کی قسم ہے، آپ جیسا آدمی دنیا میں کوئی کام کیے بغیر نہیں مرسکتا۔

اُس عورت کی ذہانت وفطانت اور فراست کا کیا عالم تھا...... نبی علیہ السلام کی خصوصی صفات اور آپ کی شخصیت کے امتیازی حالات کا کس قدر علم اور کس قدر یقین تھا کہ اس عورت نے بڑے اعتماد کے ساتھ بڑے یقین کے ساتھ ارشاد فرمایا تھا!

((کلا واللہ لا یخزیك اللہ ابدا.))

وہ عورت کہ جب ساری کائنات نبی علیہ السلام کی دشمنی پر تلی ہوئی تھی، وہ تنہا آپ کی حمایت میں کمربستہ تھی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مبارکہ اور کائنات کے مومنوں کی اِس ماں کا ذکر آ گیا ہے تو اِس کا کچھ تذکرہ ہو جائے کہ ام المومنین، صدیقہ کائنات علیہا السلام ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی بیوی پہ اگر رشک کیا ہے تو فوت شدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پہ کیا ہے۔

کیوں؟

اِس لیے کہ کوئی موقع، کوئی تہوار اور خوشی کا کوئی دن ایسا نہ آتا تھا، جب میرے آقا و مولیٰ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو یاد نہ فرماتے تھے۔ جب بھی کوئی بات ہوتی تو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرماتے۔ عید آتی تو سب سے پہلے قربانی کا گوشت اگر بھیجتے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے۔

ایک دن میں نے پوچھا آقا! خدیجہ سے آپ کو اِس قدر تعلق...... اُس سے اتنا پیار اور اس کی یاد آپ کے دل میں اِس طرح زندہ کہ وہ کائنات میں موجود نہیں، تب بھی آپ اپنی زبان مبارک کو اس کے ذِکر سے معطر رکھتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا، عائشہ تم نہیں جانتی، جب ساری کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر رہی تھی، اکیلی خدیجہ میری تصدیق کر رہی تھی۔ [1]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ خدیجة وفضلها، حدیث: ٣٨١٦-٣٨١٨، ٣٨٢١- صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل خدیجة اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا، حدیث: ٢٤٣٠، ٤٣٥- عن عائشة رضی اللہ عنہا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جنھوں نے مردانہ وار نبی علیہ السلام کا ساتھ دیا، اپنی ساری دولت نبی علیہ السلام کے قدموں میں نچھاور کر دی کہ وادی بطحاء میں خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے زیادہ مالدار اور تونگر کوئی عورت نہ تھی۔ جنھوں نے سارا مال تبلیغ دین کے لیے اللہ کے راستے میں وقف کر دیا۔ ہمت بڑھائی، چارہ سازی فرمائی، چارہ گیری کی، خبر گیری کی، آپ کے حوصلے کو بلند رکھا، آپ کے زخموں پہ پھاہے رکھے۔ آج وہ دن آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدیجہ کو اپنے پاس بُلا لیا۔ نبی محترم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لاتے تو چار بچیوں کے سوا اور کوئی موجود نہ ہوتا، تین بچیاں شادی شدہ، اکیلی ننھی فاطمہ گھر میں تنہا ہے۔ دو چار سال کی چھوٹی سی عمر اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آٹھ نو سال کی اور کوئی گھر میں سہارا دینے کے لیے موجود نہیں۔

دوسری طرف وہ چچا جو اسلام نہ لانے کے باوجود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت، آپ کی مدد و معاونت پر اِس طرح کمربستہ اور تیار رہے کہ فرمایا، جو میرے بھتیجے محمد ﷺ کی طرف بُری نگاہ کر کے دیکھے گا، میں اُس کی آنکھ نکال دُوں گا، اور جب لوگ اکٹھے ہوئے، کہا ابو طالب اپنے بھتیجے سے دَست کش ہو جاؤ۔ اگر بنو ہاشم کو نبی محترم کے بدلے میں کوئی نوجوان چاہیے تو ہم جوان دینے کے لیے تیار ہیں، لیکن اِس نے ہمارے دِلوں کو اتنا زخمی، ہمارے جذبات کو اِتنا مجروح اور ہمارے عقائد کا اتنا تمسخر اُڑایا ہے کہ اب ہم سے یہ برداشت نہیں۔ ابو طالب نے کہا سن لو، میں اپنا بڑھاپا اور اپنے بچوں کی جوانی محمد ﷺ پہ قربان کر دُوں گا لیکن محمد ﷺ پہ آنچ نہیں آنے دُوں گا۔ [1]

وقت آیا کہ وہ ابو طالب بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ گھر کے اندر دو وجود تھے جو سہارا دینے، آپ کی حمایت، مدد اور معاونت کرنے والے تھے۔ ایک بیوی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ایک چچا ابو طالب۔ دونوں رُخصت ہو گئے۔ باہر مُٹھی بھر ساتھیوں کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا

---

[1] سیرة ابن هشام (١/٢٦٥ـ ٢٦٧)ـ التاريخ الكبير للبخاری (٥١/٧)ـ دلائل النبوة للبيهقی (١٨٦/٢)ـ مجمع الزوائد للهيثمی (١٥/٦) من طرق.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ داماد اور بیٹی مکہ سے نکال دیئے گئے۔ بے یارو مددگار، بے سہارا اور پریشان۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام ظاہری سہارے ٹوٹ گئے، تمام ظاہری آسرے منقطع ہو چکے، ایسے عالم میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے مومنو! نبی کریم کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو نبی کی زندگی کے ساتھ خاص ہو۔ ربِ کریم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے!

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الاحزاب: ۲۱] ❶

دیکھو کہ نمونہ کیا ہے اور رب تمہیں اِس واقعہ سے کیا خبر دیتا ہے، کس چیز سے آگاہ فرماتا ہے، کہ مصائب کی انتہاء ہو جائے، مشکلات اپنے عروج پر پہنچ جائیں، مظالم ہر طرف سے ٹوٹ پڑیں، زندگی اجیرن ہو جائے۔ تلخیاں، کٹھنائیاں اور دُشواریاں انتہا کو پہنچ جائیں، پھر بھی تم ہمت نہ ہارنا، کیونکہ!

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝﴾ [الانشراح: ۵-۶] ❷

ہم میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جس کو کٹھنائیوں سے واسطہ نہ پڑے۔ ساری کائنات میں ایک بندہ بھی ایسا نہیں، جس پہ مشکلات نہ آتی ہوں۔ ہر آدمی جو اِس کائنات میں پیدا ہوا ہے، مصائب اور مشکلات اُس کے ساتھ پیدا ہوئی ہیں۔ تکلیفیں، تلخیاں، دشواریاں، آلام اور غم، کون آدمی ہے جو کہے کہ میں اِس سے مستثنیٰ ہوں؟ بادشاہ ہو یا ڈکٹیٹر، فوجی ہو یا پولیس والا ہو، جنرل ہو، کرنل ہو، نواب ہو، خان زادہ ہو، کاروباری ہو، ملازم ہو، دیندار ہو، امیر ہو، فقیر ہو، تونگر ہو، فاقہ کش ہو، مال دار ہو، مفلس و قلاش ہو، کوئی آدمی ایسا نہیں جس کو مشکلات سے پالا نہ پڑا ہو۔

مومنو! اپنے رب کی رحیمی اور کریمی کو دیکھو کہ رب نے تمہیں قرآن مجید میں بھی اور اپنے نبی کی زندگی میں بھی درس دیا۔ اپنے نبی کو خطاب کر کے فرمایا:

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝﴾ [الانشراح: ۵-۶]

---

❶ رسول اللہ میں تمہارے لیے عمدہ نمونہ ہے۔

❷ اس لیے کہ تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہوتی ہے بالضرور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب سمجھنے کی کوشش کرنا۔ رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں عموماً کوئی جملہ دو مرتبہ نہیں دُہرایا، لیکن اِس جملے کو تاکید کے لیے، بات کے اندر وزن اور پختگی پیدا کرنے کے لیے دو مرتبہ دُہرایا ہے کہ مومنو سن لو! مصیبت کبھی ہمیشہ باقی نہیں رہتی۔ مصیبت کے دن کٹ ہی جاتے ہیں، تلخیاں دُور ہو جاتی ہیں، پریشانیاں رفع ہو جاتی ہیں، مشکلات آتی ہیں، مَرد کا امتحان لیتی ہیں، جس کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی، اُس سے ٹکرا کر گزر جاتی ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ پر، مشکلات انتہا پہ...... مصائب انتہا پہ...... دشواریاں انتہا پہ...... تلخیاں انتہا پہ...... دُشمنوں کی دُشمنیاں انتہا پہ...... لوگوں نے کہا میدان صاف ہو گیا، چچا ابو طالب رہا نہ گھر میں تسلی اور مال دینے والی خدیجہ رہی، نہ باہر مسلمان ہی ساتھ رہے، اب نام مٹا دو۔ اب اِس کا مکہ میں پھرنا دوبھر کر دو۔ مکہ کی گلیوں اور بازاروں کو اِس کے قدموں کی چاپ سے الگ کر دو۔ لیکن اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا﴾ [الاسراء: ۱]

فرمایا!

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۝ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ۝ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۝﴾ [الانشراح: ۱-۴] [1]

اے میرے نبی! انہوں نے آپ کا نام مکہ کے کوچہ و بازار سے مٹانا چاہا، مَیں نے آپ کا نام عرش کی بلندیوں پہ لکھ دیا ہے۔ اِنہوں نے کہا، مکہ میں اس کا رہنا دوبھر کر دو، مکہ میں اِس کا چلنا پھرنا مشکل بنا دو۔ یہ مکہ میں آپ کا چلنا پھرنا کیا مشکل بنائیں گے، ہم نے تو آپ کے لیے ساتوں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اُس رات اپنے چچا کی بیٹی ام ہانی کے

[1] کیا ہم نے تیرا سینہ فراخ نہیں کیا اور ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ ہلکا کر دیا ہے، جس نے تیری پیٹھ توڑی ہوئی تھی۔ اور ہم نے تیرا ذکر بہت بلند کر دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھر آرام فرما رہے تھے۔ ❶ رات کا پچھلا پہر تھا، حضور علیہ السلام سوئے ہوئے تھے، جبرائیل امین آئے، دروازے پہ دستک دی، حضور اٹھ کر بیٹھ گئے، کون ہے جو اتنی رات گئے آیا ہے؟ جواب ملا جبرائیل۔ نبی علیہ السلام کے گھر فرشتہ بھی بغیر اجازت کے داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

نبی محترم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام بھی جب میرے گھر آتا ہے تو اجازت لے کر آتا ہے، بغیر اجازت جبرائیل بھی محمد ﷺ کے گھر میں قدم رکھنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ یہ اسلامی طریقہ ہے۔ آج کسی کی کسی سے معمولی سلام دعا ہو جائے اور اس کو اجازت لینے کے لیے کہا جائے تو اس کے ماتھے پہ تیوریاں پڑ جاتی ہیں، پیشانی پہ بل پڑ جاتے ہیں کہ دیکھو یہ کیا رشتہ دار ہے، دوست ہے، میں بغیر اجازت اس کے گھر نہیں جا سکتا۔

مومنو! محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بالغ مرد...... اور مرد کی بات کیا ہے عورت کو بھی کسی کے گھر بغیر گھنٹی بجائے، بغیر اطلاع دیئے، دروازے پہ دستک دیئے بغیر اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ ❷ اس کو دوستی اور رشتہ داری کی معراج سمجھا جاتا ہے کہ آدمی بغیر اجازت کے جانوروں کی طرح اندر گھستا چلا جائے۔ سمجھتے ہیں یہ محبت کی انتہا ہے۔ یہ محبت کی انتہا نہیں، یہ بے غیرتی اور بے حمیتی کی انتہا ہے۔ محبت کے اظہار کا صحیح طریقہ وہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے۔

رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا، لوگو! کسی کے گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ تمہیں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا﴾ [النور: ٢٧] ❸

---

❶ دلائل النبوة للبيهقي (٢/٤٠٤).

❷ صحيح البخاري، كتاب الاستئذان، باب التسليم والاستئذان ثلاثا، حديث: ٦٢٤٥۔ صحيح مسلم، كتاب السلام باب الاستئذان، حديث: ٢١٥٣۔ عن ابی سعيد الخدری رضی اللہ عنہ بمعناه.

❸ ایمان دارو! تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں بغیر معلوم کرائے اور اس میں رہنے والوں کو سلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اجازت لو، سلام کہو اور پھر گھر کے اندر جاؤ، اجازت نہ ملے تو گھر کے اندر جانا جائز نہیں ہے۔ اجازت نہ ملے تو پھر کیا کرے؟ کوئی کسی کے گھر جائے اور وہ کہے کہ میں اس وقت نہیں مل سکتا۔ کہتے ہیں بڑا بے ایمان ہے، متکبر ہے، چار پیسے آ گئے ہیں تو پاگل ہو گیا ہے، اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے، اور قرآن کہتا ہے:

﴿وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ﴾ [النور: ۲۸] (1)

اگر تم سے کہا جائے پلٹ جاؤ تو پلٹ جاؤ، اس پلٹنے پر اللہ تعالیٰ تمہیں اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔

اگر آدمی اندر ہو اور نہ ملنا چاہے یا اس کے پاس وقت نہ ہو تو پھر اس کو جھوٹ بولنا پڑتا ہے کہ وہ کہیں گیا ہوا ہے، لیکن وہ بے چارہ اندر بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ کیونکہ پتہ ہے کہ اگر میں کہوں گا، اندر ہوں اور نہیں ملتا، تو کہیں گے بڑا متکبر ہے۔

یہ بات قرآن کے منافی ہے۔ کیونکہ ہر آدمی کے کچھ حالات ہوتے ہیں، کچھ اوقات ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ آدمی اس کیفیت اور اس حالت میں ہوتا ہے کہ وہ دوسرے سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ اس میں غصے کی کیا بات ہے۔ ایک امام فرماتے تھے کہ میں لوگوں کے دروازوں پہ اس لیے جاتا ہوں کہ لوگ کہیں، ہم اس وقت نہیں مل سکتے، تاکہ قرآن کے حکم پر عمل ہو جائے۔

اب لوگوں کے اندر شعور ہی نہیں رہا کہ جانے کے اوقات کیا ہیں۔ لوگوں کو علم ہی نہیں کہ کس وقت کسی کے گھر جانا چاہیے اور کس وقت نہیں جانا چاہیے۔ کسی کے گھر عشاء کے بعد، فجر کے وقت اور دوپہر کے وقت جانا حرام ہے۔ لیکن اب لوگوں کے پاس ملنے کے وقت ہی تین ہیں۔ کوئی تھکا ہوا آیا ہے، دوپہر کے وقت سو رہا ہے اور یہ دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ اب وہ باہر نکلے یا دروازہ تڑوائے۔ آدمی دروازے پہ تین بار دستک دے، جواب نہیں ملا تو چلا جائے۔ اب کہتے ہیں جواب نہیں ملا تو آج دروازہ توڑ کر ہی جائیں گے۔ پتہ تو چلے کہ کوئی جن ہو کر گیا

(1) اور اگر تمہیں کہا جائے کہ آپ لوٹ جائیں تو واپس لوٹ جاؤ۔ یہ تمہارے لیے زیادہ صفائی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ شرعاً اس طرح مسلسل دروازہ کھٹکھٹاتے رہنا جائز نہیں۔ تین بار دستک دینی چاہیے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا دین مکمل دین ہے اور بدقسمتی یہ ہے، آج کل بڑے بڑے لاف زن ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں، زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں، لیکن جو دین کے بنیادی مسائل ہیں، ان سے کوئی آگاہ نہیں کرتا۔ کوئی انقلاب کی بات کرتا ہے، کوئی کسی کی بات کرتا ہے، کسی جاہل کو کوئی پتہ نہیں کہ دین ہے کیا۔ دین کے مبادیات، دین کے بنیادی مسائل، انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک دین کے مسائل کا کسی کو کوئی علم نہیں۔ اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کی زندگی کا ایک ایک واقعہ جو حدیث میں محفوظ کیا ہے، وہ بلا وجہ محفوظ ہے؟ کیوں محفوظ ہے؟ اس لیے محفوظ ہے کہ مومنو! ان کے مطابق تم اپنی زندگیوں کو ڈھال لو۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رات کے وقت دروازے پہ دستک دی۔ پوچھا کون ہے؟ عرض کیا آقا جبرائیل ہوں۔ اس وقت رات گئے کیسے آئے ہو؟ کہا اللہ نے بھیجا ہے کہ کل تک تو میں پیغام لے کر آتا تھا، آج رب نے آپ کو اپنے پاس بلایا ہے۔

قرآن میں تجھ پہ قربان۔ قرآن کریم نے کیا سمجھایا، مکہ کی سرزمین تنگ ہو گئی، دشمنوں نے چلنا پھرنا مشکل بنا دیا۔ کہنے لگے فرش پر نام مٹا دیں گے، اس کے پیغام کا ذکر تک نہیں ہونے دیں گے۔ نام ختم ہو کر رہ جائے گا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا، تم زمین کی فکر کر رہے ہو، میں آسمان کی بلندیوں سے اس کو ہمکنار کر رہا ہوں۔ تم فرش پہ لڑ رہے ہو، میں نے اس کو عرش پہ لے جانے کا بندوبست کیا ہے۔ آؤ تم بھی اپنی کوشش کرو، میں بھی اپنی تدابیر لاتا ہوں اور جس کے ساتھ رب ہو، دنیا کی کوئی طاقت اس کو شکست نہیں دے سکتی۔

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان اور اسلام کی ان صداقتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ لوگوں نے کتابوں میں پڑھا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔ حکومتیں مخالف، اقتدار والے دشمن، پولیس ٹیڑھی نگاہ کر کے دیکھتی ہے، فوج برہم، لیکن آسمان والے کی نظر رحمت میں فرق نہیں آیا تو ان سب کی نظروں سے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ اللہ ساتھ ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کوئی ساتھ ہو یا نہ ہو، اس سے کوئی خلل نہیں پڑتا!

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ﴾

[الصف : ۸] ❶

اللہ جس کے ساتھ ہو، دنیا کی کوئی طاقت اسے گزند نہیں پہنچا سکتی۔

نبی محترم، رسول معظم، سرور عالم، رحمت مجسم ﷺ ❷ نے فرمایا، جبرائیل ایسے وقت میں آئے ہو؟ عرض کیا، رب نے بلایا ہے۔ آپ اُٹھ کر باہر نکلے، براق کھڑی تھی۔

مسلمان! تیری جنس زدگی پہ لعنت ہو۔ تو اتنا ہوس کا مارا ہوا، اتنا جنس کا ستایا ہوا ہے کہ تجھ کو نبی علیہ السلام کی براق کی صورت بنانے کا موقع ملا تو تو نے اس پہ بھی عورت کا چہرہ لگا دیا۔

یہ تیری جنس زدگی اور پستی کی انتہا ہے کہ نبی علیہ السلام کی براق بنائی تو اس پہ بھی چہرہ عورت کا لگایا اور عورت بھی کوئی طوائف اور ایکٹریس قسم کی۔ شرم نہیں آتی۔

---

❶ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ اللہ اپنا نور پورا کرے گا۔

❷ اس موقع پر خطیب ملت نے سامعین کو درود شریف پڑھنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

سب اونچی آواز سے کہو ﷺ۔

تمہیں پتا نہیں ہے کہ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمعے کے دن ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ جس گھڑی میں بندے کے منہ سے جو دعا نکلتی ہے، رب اسے پورا کر دیتا ہے۔ (صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة، حديث : ۹۳۵، ۶۴۰۰۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، حديث : ۸۵۲۔ عن ابي هريرة رضی اللہ عنہ وصحيح مسلم (۸۵۳) عن ابي موسى الاشعري رضی اللہ عنہ۔ اور ﷺ کا معنی کیا ہے۔

اس کا معنی ہے کہ اللہ تو اپنے نبی پر رحمت بھیج سلام بھیج اور بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر سلام بھیجتا ہے، اللہ کے فرشتے اس پر دس دفعہ سلام بھیجتے ہیں۔ (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، حديث : ۴۰۸ عن ابي هريرة۔ سنن النسائي (۱۲۹۵)۔ عن ابي طلحة رضی اللہ عنہ۔

تمہیں کیا خبر کہ کسی ایسی گھڑی میں تمہارے منہ سے دعا نکل جائے جو قبولیت کی ہو اور فرشتے دس مرتبہ تم پر سلام کہیں اور اللہ کا سلام تم پہ اتر آئے۔ فرشتوں کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو رب تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔ اس لیے جب بھی نبی محترم ﷺ کا نام آئے، خصوصاً خطبہ جمعہ میں، تو کہا کرو ﷺ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

خدا کی قسم ہے اس مسلمانی سے کفر ہزار درجے بہتر ہے۔ براق نبی کی اور شکل طوائف کی...... تمہیں شرم نہ آئی، اس نبی کی براق کی تصویر بنائی جو ساری امت کا باپ ہے۔ جس نبی کی پاکیزگی اور طہارت کا یہ عالم ہے کہ آپ ﷺ کے پاس عورتیں مسئلہ پوچھنے کے لیے آتیں تو پردے کے پیچھے سے پوچھتیں۔

ایک عورت نے مسئلہ پوچھا۔ مسئلہ پوچھنے کے بعد اپنا ہاتھ کپڑا اٹھا کر آگے بڑھایا۔ چہرہ نہیں، جسم نہیں، صرف ہاتھ آگے بڑھایا، ام المومنین صدیقہ فرماتی ہیں، نبی علیہ السلام نے اس عورت کے بڑھتے ہوئے ہاتھ کو دیکھا تو اپنی آنکھوں کو بند فرمالیا۔ فرمایا بی بی اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لو، محمد ﷺ کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کی انگلیاں دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔

اس نبی کے براق کی تصویر بنائی تو عورت کا چہرہ لگایا۔ شرم نہ آئی، مسلماں کہاں گئے، غیرت کہاں مر گئی؟ کہاں ہیں نبی علیہ السلام کی تعلیمات؟ خدا کی قسم ہے آج وہ زمانہ آگیا ہے، جس کے بارے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا!

((یأتی علی الناس زمان لا یبق من الاسلام الا اسمه ولا یبق من القرآن الا اسمه.)) [1]

''ایک زمانہ آئے گا، اسلام کا نام باقی رہ جائے گا۔ مسلمان کوئی باقی نہیں رہے گا۔ قرآن کے حروف باقی رہ جائیں گے، قرآن پر عمل کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔''

کوئی بے وقوف امام مہدی کی تلاش میں نکلا ہوا ہے، کسی یہودی نے نیو یارک میں اعلان کیا کہ امام مہدی آگیا ہے۔ مجھے کئی ٹیلی فون آئے، لوگ مجھے ٹیلی فون کر کے پوچھتے رہے۔ جی امام مہدی آگیا ہے؟ میں نے کہا پتہ نہیں۔ میں تو شادمان میں بیٹھا ہوا ہوں۔ لوگوں کا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ لوگ تصورات اور خیالات میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک

[1] شعب الایمان للبیهقی (۱۹۰۸)۔ الکامل لابن عدی (۲۲۷/٤) عن علی رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادھر سے اٹھتا ہے، کہتا ہے آنے والا کون ہے، میں خود مہدی ہوں، میری بیعت کرو۔

اے مسلمان! کہاں گیا ہے اسلام؟ کہتے ہیں کہ خمینی امام ہے۔ تمہارا ہوگا، ہمارا نہیں ہے۔ ہمارے امام محمد رسول ﷺ ہیں۔ ہر آدمی اپنی خواہشات کا اسیر، اپنے پیٹ کے ایندھن کو بھرنے اور اپنے پیٹ کے جہنم کو پر کرنے کے لیے لگا ہوا ہے۔ کہا تم کعبہ کو سجدہ کرو، ہم بجنور کو سجدہ کریں گے۔

ہر قوم راست کر دین و قبلہ گاہے
ما قبلہ راست کردیم بر شب کج کلاہے

سن لو! جس نے محمد ﷺ کو اپنا امام مانا، وہ کائنات میں کسی دوسرے کو اپنا امام نہیں مان سکتا۔ ہم خیرہ چشم لوگ کہ کھلونوں سے بہل جاتے ہیں، تمناؤں میں الجھ جاتے ہیں کہ ع

کھلونے دے کر بہلایا گیا
تمناؤں میں الجھایا گیا

یہ ملا مجھے ان کی سمجھ نہیں آتی۔ ایک دن ایک ملا کہتا ہے کہ محرم میں شادی کرو، یہ سنت ہے۔ دوسری طرف کہتا ہے، خمینی انقلاب کا امام ہمارا امام ہے۔ تضاد دیکھو۔ تضاد کتنا ہے۔ ان پڑھ جاہل۔

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں ہے عقابوں کا نشیمن

محمد ﷺ کا مصلیٰ جاہلوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ ہر چمکتی ہوئی چیز کو سونا سمجھنے والے یہ لوگ ہوس کے پجاری، اقتدار کے بیوپاری، خواشات کے اسیر، پروپیگنڈے کے نخچیر، ان کی ساری تگ و دو کا مقصد صرف اتنا کہ بس ہمارا نام چھپے۔ نام تو پھر ناچنے والوں اور ناچنے والیوں کا بہت ہوتا ہے۔ پھر جتنا کنجروں کا نام ہے اتنا کسی کا نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ نام ہو نہ ہو، رب کا کلام ہونا چاہیے۔ نام کی کوئی بات نہیں۔

پچھلے دنوں ایک رقاصہ بیمار ہوگئی تھی۔ ہر روز اس کی بیماری کی خبر اس طرح چھپتی تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس طرح سربراہ مملکت کی صحت کا بلیٹن چھپتا ہے۔ میں نے اخبار والوں سے کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ یہ اسلامی مملکت ہے۔ یہاں کتنے لوگ ہیں جو شب زندہ دار ہیں، جن کی عبادت کی فرشتے قسم اٹھاتے ہیں، وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں، کسی کو ان کی خبر تک نہیں ہوتی۔ ایک طوائف رقاصہ اور ناچنے والی، مری بھی نہیں ہے، صرف بیمار ہوئی ہے، ہر روز صفحے کالے کر رہے ہو، تمہیں شرم نہیں آتی۔ اس ملک میں اتنی بے غیرتی اور بے حیائی ہو گئی ہے۔ اتنی فحاشی اور عریانی کا سیلاب اُمڈ آیا ہے، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

جاؤ! یہ بات لکھ لو جتنی بدمعاشی، فحاشی اور عریانی کو اس مولوی ضیاء الحق کے دور میں فروغ حاصل ہوا ہے، اتنا پچھلے کسی دور میں نہیں ہوا۔ ہر روز اخبار میں عورتوں کی نمایاں تصویریں۔ خدا کی قسم جب سے میری بچیوں نے ہوش سنبھالا ہے، مجھے اپنے گھر میں اخبار منگواتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کہاں جائیں ہم لوگ؟ ایک پرانی غزل جس کو رسوا کر دیا گیا ہے، اس کا ایک مصرع تھا کہ......

ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

آدمی کیا کرے۔ ڈیانا ان کی ماں یا پھوپھی لگتی ہے، جس کی ہر روز خبریں چھاپتے ہیں؟

بیٹیوں والو! اپنے گریبان میں منہ جھانک کر سوچو۔ میں سمجھتا ہوں جو ہر روز اس طرح کی خبریں چھاپتے ہیں، ان کو عورتوں نے نہیں جنا، کسی اور نے جنا ہے۔ اپنے معاشرے کو نہیں دیکھتے۔ ہماری بچیاں جوان جب وہ پڑھتی ہیں تو ان کے دلوں میں کیا خیالات آتے ہوں گے کہ یہاں معاشرے کی اس وقت یہ کیفیت ہے۔ پھر اس کے بعد بچیوں کے ذہن کہاں پہنچتے ہیں...... خدا کی قسم، میں منبر پر کھڑے ہو کر کہتا ہوں کہ ہم کو نوجوان، بالغ بلکہ شادی ہونے تک ان چیزوں کا علم نہیں تھا جس کا آج ہمارے بچوں کو علم ہے۔ یہ بدمعاش لوگوں کے بیڈ روموں میں گھس گئے ہیں۔ اخبارات، ٹیلی ویژن، ریڈیو بدمعاشی اور فحاشی کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ یہ کہتے ہیں جی ہم نے اس کا رخ قبلے کی طرف کر دیا ہے۔ سب بدفطرت قسم کے لوگ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے دفتروں میں گھسے ہوئے ہیں۔ وہاں جس قسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے گانے اور بول نشر ہوتے ہیں کوئی غیرت مند اور شریف انسان ان کو سننا گوارا نہیں کر سکتا۔ ہم کیا کریں؟ ساری زندگی تضادات کا مجموعہ ہے۔ مولوی کیا کرے۔

درد دل رکھنے والے مسلمانو! ذرا دل پہ پتھر رکھ کر بات سنو۔ لوگ کہتے ہیں، مولوی کا بیڑا غرق ہوگیا ہے کہ اس کی آواز میں تاثیر نہیں رہی۔

مولوی کی آواز میں تاثیر کہاں رہے؟ مولوی تو مسجد میں ہے۔ کنجر تمہارے بیڈ روموں میں گھسے ہوئے ہیں۔ مولوی کی آواز میں تاثیر کس طرح ہو؟ تمہارے سونے کے کمروں میں طوائفیں رہتی ہیں۔ تمہارے خلوت کدوں کو ناچنے گانے والیوں نے آباد کیا ہوا ہے۔

کس طرح؟

ریڈیو، ٹیلی ویژن ہر گھر کے اندر پہنچا ہوا ہے۔ رات کو ٹیلی ویژن اور دن کو اخبار۔ اللہ کی قسم ہے اب ہماری یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ بڑے بڑے غیرت مندوں کی غیرت مر گئی ہے۔

کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

جب مومن ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ داغ پڑ جاتا ہے۔

دوسرا گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر دوسرا داغ پڑ جاتا ہے۔

تیسرا گناہ کرتا ہے تو تیسرا داغ پڑ جاتا ہے۔

فرمایا پھر وہ گناہ کرتا رہتا ہے تو سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ [1]

پھر گناہ اور ثواب کی کوئی تمیز ہی باقی نہیں رہتی۔ اب ہم سب کا یہ حال ہو گیا ہے۔ گناہ کے خلاف نفرت ہمارے اندر موجود نہیں رہی ہے۔ ہماری غیرت کہاں گئی؟ کبھی ہماری غیرت کا یہ عالم ہوتا تھا کہ ہماری بہو بیٹی برقعہ میں چل رہی ہوتی تھی، کوئی غیر مرد سامنے آ جاتا تھا تو اس کا خاوند، اس کا بھائی اس کو نصیحت کرتا کہ نگاہ نیچی رکھو۔ قرآن کریم نے کہا:

---

[1] سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ ویل للمطففین، حدیث: ۳۳۳۴۔ السنن الکبری للنسائی (۱۰۱۷۹)۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الذنوب، حدیث: ۴۲۴۴۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ [النور: ۳۱] ❶

مومن عورتوں سے کہو، غیر مردوں کو دیکھ کر نگاہیں نیچی کرلیں۔ لیکن اب کیا ہے، عورتیں اپنے گھر کے ڈرائینگ روم کے اندر، اپنے لاؤنج کے اندر، اپنے باورچی خانے کے اندر، اپنے بیڈروم کے اندر بال کھول کر ٹی وی کے سامنے ناچتے ہوئے، گاتے ہوئے اور بے حیائی پر مبنی گفتگو کرتے ہوئے مردوں کو دیکھتی ہیں۔ کہاں گیا ہے قرآن کا حکم؟ کہاں گیا ہے نبی ﷺ کا فرمان؟

پچھلے دنوں اخبارات میں بحث چلی تھی کہ عورتوں کو ٹی وی پہ آنا چاہیے یا نہیں۔ میں نے کہا ان بے غیرت مردوں سے پوچھو کیا صرف عورتوں کا پردہ ہے کہ تم کو بھی پردہ ہے؟ ہم سب بے غیرت ہوگئے، کوئی غیرت نہیں رہی۔ غیرت کہاں ہے؟

غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

اسلام دوطرفہ ہے۔ یہ نہیں کہ عورتوں کے لیے اسلام کچھ اور مردوں کے لیے کچھ اور۔ مرد نے داڑھی رکھ لی ہے، اب حاجی بن گیا ہے۔ تیرے لیے اور اسلام نہیں۔ اسلام دونوں کے لیے ہے اور برابر کا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر ایک اندھا صحابی آیا۔ نبی علیہ السلام کی بیوی اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ پردہ نہ کیا تو آپؐ کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہوئے۔ پیشانی پر بل پڑ گئے۔ فرمایا: تو نے پردہ کیوں نہ کیا؟ عرض کیا: اللہ کے حبیب! وہ اندھا تھا۔ فرمایا: تو تو اندھی نہیں تھی، تو نے پردہ کرنا تھا۔

کہاں گیا ہے اسلام؟

ہائے اسلام! آج تو غریب الوطن ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے!

اسلام کا آغاز بھی غریب الوطنی میں ہوا، اس کا انجام بھی غریب الوطنی میں ہوگا۔ اپنوں میں غریب، مسافر، اجنبی اور بے یارومددگار رہوگا۔ آج اسلام کہاں ہے؟

---

❶ اور ایمان دار عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقین غزالی نہ رہی

ہمارا حال کیا ہے؟ مومنو! ہوش کرو۔خدا کی قسم ہے، ہوش نہ کرو گے تو مشرقی پاکستان اور افغانستان کے حالات کو یاد رکھنا۔افغانستان کے وہ لوگ جو کبھی کروڑوں میں کھیلتے تھے، آج خیموں کے اندر ہلاکت زدگی، بھیک، زکوٰۃ مانگ کر گزر بسر کرتے ہیں۔قوموں پہ اللہ کے عذاب آسکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔

اخبارات والوں کو شرم ہی نہیں آتی کہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں۔قوم کو کہاں لے کر جارہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ نے ہم پر نظر کرم نہ کی تو نجانے ہمارا حشر کیا ہوگا۔ہم نے اسلام کو مذاق بنا دیا ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ کے براق کی تصویر بھی بنائی تو اس پہ بھی عورت کا چہرہ لگایا۔مسلمان عورت کا اتنا رسیا ہے۔وہ مسلمان کہ جس کے نبی نے غیر محرم عورت کے ہاتھ کی انگلیاں دیکھنا گوارا نہ کیا۔

نبی رحمت ﷺ تشریف لائے۔جبرئیل نے براق کی لگام تھامی۔نبی سوار ہونے لگے۔براق مچلنے لگی۔جبرائیل نے کہا براق تھم جا کہ ایسا سوار نہ پہلے کبھی تجھ پہ سوار ہوا نہ قیامت تک سوار ہوگا۔❶ نبی رحمت ﷺ سوار ہوئے اور سفر کا آغاز ہوا۔جبرائیل آیت لے کر نازل ہوئے۔

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا﴾ [بنی اسرائیل: ١]

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

❶ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة بنی اسرائیل حدیث : ٣١٣١۔ مسند احمد (٣/١٦٤) عن انس رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ ثانیہ:

جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب عطا ہوا

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ

آج کے خطبہ جمعہ کا جواب تلک بیان ہوا، خلاصہ یہ ہے کہ جب مشکلات اور مصائب کی انتہا ہوجاتی ہے اور آدمی دامان رحمت رب سے اپنے تعلق کو منقطع نہیں کرتا ہے تو پھر رب مشکل اور مصیبت کو اس پہ باقی نہیں رہنے دیتا۔ پھر آسمان سے رحمت کے دروازے بھی اس پر کھل جاتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ جس طرح مصیبتیں بڑھتی جاتی ہیں، اس طرح رب کی رحمتوں میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آدمی مصیبتوں کے دوران اپنے رب کے قریب ہوجائے، اس کی طرف رجوع کرے۔ اس لیے ستائے ہوئے مظلوم انسان کے جتنا رب قریب ہوتا ہے، اتنا اور کسی کے قریب نہیں ہوتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوگو!

یاد رکھو!

ستے ہوئے انسان کی بددعا سے بچو۔

کیوں؟

اس کے اور عرش معلّٰی کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ اللہ اس کی دعا کو فوراً قبول کرتے ہیں۔ اس لیے کہ دنیا اور دنیا والوں سے اس کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ پھر اس کا سارا محور و مرکز و مدار رب بن جاتا ہے اور جس کا محور و مرکز مدار رب بن جائے، وہ انسان کبھی دنیا میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناکام ونامراد نہیں رہ سکتا۔اس وجہ سے آدمی کو اپنے رب سے تعلق قائم رکھ کے سمجھنا چاہیے کہ کوئی دشواری، کوئی مشکل، کوئی مصیبت ان شاء اللہ باقی نہیں رہے گی۔ اللہ کی طرف سے رحمت کا نزول بھی یقیناً ہوگا۔ بشرطیکہ آدمی رب سے قریب ہو جائے۔معراج مصطفیٰ سے ہمیں یہی درس ملا ہے۔ یہ معراج کا اولین درس ہے کہ مصیبتیں زیادہ ہوں تو پھر رب کی رحمت بھی قریب ہو جاتی ہے۔

اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے پاس بلایا ،عجائب وغرائب دکھائے ،آپ واپس تشریف لائے ،صبح دم اٹھے تو سب سے پہلے اپنی چچازاد بہن کو خبر دی۔فرمایا بہن رات ساتوں آسمان کی سیر کر کے آیا ہوں۔آقا نے خبر دی تو ام ہانی کہنے لگیں بھیا ایک بات کہوں ؟آپ نے فرمایا، بہن ضرور کہو۔کہنے لگی بھیا ،کسی کو یہ بات نہ بتلانا۔آپ مسکرائے ،فرمایا بہن کیوں کیا بات ہے؟ کہنے لگی مدتوں سے یہ لوگ تیرے ساتھ دشمنی کیے ہوئے ہیں ،لیکن ان کو تجھ پہ اعتراض کے لیے کوئی موقع نہیں ملتا۔آج اگر ان کو یہ بات معلوم ہو گئی تو موقع مل جائے گا۔

رحمت کائنات ﷺ نے تبسم فرمایا۔سیدھے کعبۃ اللہ پہنچے۔کفار مکہ عبادت میں مشغول،قریش طواف میں مصروف تھے۔فرمایا رک جاؤ۔زمین پر محمد ﷺ کی مخالفت کرنے والو، رات محمد ﷺ کو آسمان والے نے اپنے پاس بلایا تھا۔مشرک بڑے خوش ہوئے کہ آج بات کہنے کا موقع ملا ہے۔ابو جہل تو رکا ہی نہیں ،ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈتا ہوا بھاگا ہوا آیا۔ ابو بکر!فرمایا کیا بات ہے؟ کہنے لگا اگر کوئی کہے کہ میں بیت المقدس گیا اور پھر پلٹ کر آیا۔ اس کے لیے کتنا وقت چاہیے؟ فرمایا اگر تیز رفتار سواری پر جائے ،تو پھر ایک مہینہ۔کہا جو اس سے کم کہے؟ فرمایا جھوٹ کہتا ہے۔کہا سوچ کے بتلاؤ۔فرمایا یہی ہمارا تجربہ ہے۔ اگر عام رفتار سے جائیں تو تین مہینے۔اگر تیز رفتار سواری پہ بیٹھ کے جائیں تو ایک مہینہ۔کہا پھر ہاتھ ملاؤ۔ فرمایا کیا بات ہے؟ کہا تیرا محمد ﷺ کہتا ہے،میں بیت المقدس ہی نہیں گیا ،آسمانوں سے بھی ہو کر راتوں رات واپس آ گیا ہوں۔حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ،ابو جہل کیا واقعی یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات ٹھیک ہے؟ اس نے کہا تمہارے کعبے کے رب کی قسم۔ فرمایا قسم اٹھا کے کہتے ہو، میرے آقا نے ایسے ہی فرمایا؟

ابوبکر! تیرے ایمان پہ سلام...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نگاہ اٹھاتے ہیں۔ پوچھتے ہیں ابوجہل صحیح کہتے ہو؟ کہا سچ کہتا ہوں، میرے ساتھ جا کر پوچھ لو۔ فرمانے لگے پوچھنے کی ضرورت نہیں، اگر تم قسم کھا کر کہتے ہو تو محمد ﷺ نے سچ ہی کہا ہے۔ وہ ضرور ایک رات میں یہ سارا سفر طے کر کے آئے ہیں۔ کہنے لگا عجب انسان ہو۔ ابھی مجھے انکار اور تذبذب کی وجہ سے قسمیں دلوا رہے تھے اور اب تصدیق کر رہے ہو۔ فرمایا تذبذب تیرے کلام کے ماننے کا تھا۔ محمد ﷺ کی بات ماننے پر کوئی تردد نہیں تھا۔ خیال تھا کہ تو جھوٹ نہ بولتا ہو۔ کہا کیسی عجیب بات کرتے ہو؟ تم نے تو کہا تھا کہ ایک ماہ کا سفر ہے۔ جو کوئی ایک رات کا کہتا ہے، جھوٹ بولتا ہے۔ ایسا ہونا ممکن نہیں۔ فرمایا اوروں کے بارے میں کہتا تھا، آقا کے بارے میں تو نہیں کہا تھا۔ کہا کیوں فرق کیا ہے؟ فرمایا: تم نہیں جانتے، آپ ﷺ ہر روز مجھے فرماتے ہیں آسمان سے جبرائیل آیا اور چلا گیا آپ ہر روز دس دس مرتبہ فرماتے ہیں اور میں مانتا ہوں، اگر ایک رات جبرائیل کی بجائے خود چلے گئے تو اس میں تعجب کی بات کیا ہے؟

دوستو! غصہ نہ کرنا، میرے رسول کا مقام نہ اس نے سمجھا نہ تم نے۔ اس نے کہا کوئی بندہ آسمانوں پہ جا نہیں سکتا۔ اس کو سمجھ نہیں آئی، اور تجھ کو بھی نہیں آئی!

ان کا بھی عقیدہ تھا کہ بندہ نہیں جا سکتا۔

تمہارا بھی عقیدہ ہے کہ بندہ نہیں جا سکتا۔

انہوں نے محمد ﷺ کے رسول ہونے کا انکار کیا کہ بندہ ہے، کیسے جائے۔ اور تم نے رسول مان کر عبد ہونے کا انکار کیا کہ بندہ ہو کر کیسے چلا گیا۔ قدر مشترک یہی ہے کہ بندہ نہیں جا سکتا۔ خدا نے دونوں کی تردید کی، فرمایا!

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ﴾

عرش والے تجھ پہ قربان!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو چاہتا تو کہتا کہ میں مصطفیٰ کو لے کر گیا۔

تو چاہتا تو کہتا کہ میں مجتبیٰ کو لے کر گیا۔

تو چاہتا تو کہتا کہ میں ہادی کو لے کر گیا۔

تو چاہتا تو کہتا کہ میں مقتداء کو لے کر گیا۔

تو چاہتا تو کہتا کہ میں رہبر کو لے کر گیا۔

تو چاہتا تو کہتا کہ میں رہنما کو لے کر گیا۔

تو نے دونوں کی تردید کرنی تھی، اس لیے فرمایا

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾

تو نے ماننا ہے مان، نہیں ماننا نہ مان، میں تو اپنے بندے کو لے کر گیا ہوں۔

سرور کائنات علیہ السلام کو علم ہوا، آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے تشریف لائے۔ فرمایا، این ابوبکر، ابوبکر کہاں ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نگاہوں کو جھکائے ہوئے آئے، آقا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا تجھ کو پتہ چلا ہے کہ رات میں آسمانوں سے ہو کر آیا ہوں؟ عرض کیا یا رسول اللہ سمعت وامنا، اللہ کے رسول سنتے ہی مان لیا۔ فرمایا ابوبکر چہرے کو اٹھاؤ۔ آج سے تو ابوبکر نہیں رہا، صدیق اکبر بن گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اس نکتے کو سمجھنے اور خدا کی ذات پر اپنے یقین کو پختہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾

[الفتح: ٢٩] [1]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

---

[1] محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو ایمان والے ان کے ساتھ ہیں، وہ کفار کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں۔ تم ان کو رکوع سجود کرتے دیکھتے ہو۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سورت کے اندر رب ذوالجلال نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے واقعہ حدیبیہ کا ذکر کیا ہے۔ آپ نے مشرکین مکہ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر جو صلح فرمائی تھی، اللہ رب العزت نے اس واقعہ کو فتح سے تعبیر کیا ہے۔ اسی مقام پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق خبر پہنچی جنہیں آپ نے سفیر بنا کر مکہ والوں کی طرف بھیجا تھا، کہ مشرکین مکہ نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ چنانچہ اسی مقام پر ایک درخت کے نیچے نبی محترم، رسول معظم، سرورِ عالم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اپنے چودہ سو ساتھیوں سے بیعت لی۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ان چودہ سو کے چودہ سو صحابہ کرام کو جنت کی بشارت عطا فرما دی۔

آج سورت فتح کی ایک آیت کے ضمن میں، میں چاہتا ہوں، آپ کو یہ بتلایا جائے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کے بارے میں ایک مومن اور مسلمان کا عقیدہ کیسا ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ رب ذوالجلال نے اپنے کلامِ مجید میں نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی بے شمار جگہ تعریف وتوثیق کی اور انہیں جنت کی خوشخبری سنائی ہے۔ اسی سورت یعنی سورہ فتح کے اندر نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے عرش والے نے یہ فرمایا ہے!

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا﴾ [الفتح: ٢٩]

کہ نبی علیہ السلام کے ساتھی وہ ہیں جو کافروں کے لیے بڑے سخت اور مومنوں کے لیے بڑے مہربان ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اس کی زندہ تصویر کہ اپنوں کے لیے بے انتہا مہربان اور بے گانوں کے لیے بے انتہا سخت۔ قرآن کریم نے ان کی تعریف کی، فرمایا: تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا، اے دیکھنے والے، تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب بھی میرے نبی کے صحابہ کو دیکھے، کبھی دیکھے گا، سجدہ کرنے والے، کبھی دیکھے گا رکوع میں جھکنے والے!

﴿يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا﴾ [الفتح: ۲۹]

ان کی زندگیوں کا ایک ہی مقصد ہے، اور وہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کی جائے۔ یہ ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ۔

اللہ رب العزت نے ایک جگہ نہیں، قرآن پاک میں ایک سے زیادہ جگہ حضرت محمد کریم ﷺ کے صحابہ کی تعریف کی ہے اور سارے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ پر اترے ہوئے کلامِ مجید کی ایک آیت کا انکار کرنے والا بھی مسلمان نہیں ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ سیاہ رو بدبخت جو یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد معاذ اللہ سارے صحابہ مرتد ہو گئے۔ صرف تین باقی بچے۔ ان سے پوچھو تمہاری بات سچی ہے یا محمد ﷺ کے رب کی بات سچی ہے؟ جس کو اللہ کریم جنتی قرار دے، دنیا کی کوئی طاقت اس کو جہنمی نہیں بنا سکتی۔ اللہ سچا اور اللہ تعالیٰ کے خلاف بات کرنے والے جھوٹے۔ آج اپنا عقیدہ درست کرلو۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک مومن اور مسلمان کا عقیدہ کیا ہونا چاہیے۔ عقائد کی بحث بڑی اہم، سنجیدہ اور حساس ہے۔ جب تک انسان کا عقیدہ درست نہ ہو، تب تک کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔ اس لیے سب سے پہلی چیز عقیدہ ہے، دوسری چیز عمل ہے اور تیسری چیز ان کا بدلہ ہے۔ عقیدہ درست نہ ہو تو عمل کی کیا قدر و قیمت ہے؟ کچھ نہیں۔ ہندو، بڑے بڑے نیک...... نیک سے مراد وہ اسلامی نیک نہیں بلکہ...... بھلے مانس، شریف، مخیرّ، خیرات کرنے والے، سلیم الفطرت، انسانیت کے لیے بڑی بڑی رقم دینے والے، بڑا بڑا صدقہ کرنے والے، لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ آج لاہور کے اندر بھی دیکھ لو۔ ابھی تک ہندوؤں کی یادگاریں زندہ ہیں، یہ دیال سنگھ کالج، گنگارام ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال ...... پاکستان کے مسلمانوں میں کوئی داؤد، کوئی سہگل ان کو کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

توفیق نہیں ہوئی کہ کوئی ہسپتال بنائیں یا کوئی قابل ذکر خیراتی رفاہی ادارہ قائم کریں حالانکہ بڑے بڑے مخیر لوگ ہیں۔

ان کی ساری خیرات اور ان کا سارا صدقہ...... اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، اس لیے کہ عقیدہ درست نہیں ہے۔ جب تلک انسان کا عقیدہ درست نہ ہو، تب تک انسان کی کوئی عبادت اور کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر و قیمت نہیں رکھتی۔ اس لیے اپنے عقائد کو درست کرو اور درست عقیدہ کیا ہے؟ صحیح عقیدہ وہ ہے جو رب کے قرآن میں ہو، محمد ﷺ کے فرمان میں ہو۔ جو بات قرآن و سنت سے ثابت نہیں ہے، وہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں ہے۔ جو بات قرآن و سنت میں موجود ہے، اگر کوئی شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو اس کا عقیدہ بھی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہے۔

عقیدہ کیا ہے کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور آپ کی اطاعت کے اندر کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ نبی ﷺ کے صحابہ کرام جنتی ہیں اور ان کے جنتی ہونے میں شبہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔ یہ درست عقیدہ ہے۔ قرآن کریم کی ایک ایک آیت سچی ہے، قرآن کا کوئی لفظ غلط نہیں ہوسکتا۔ قرآن حکیم کہتا ہے:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ [التوبة: ١٠٠] (1)

سن لو، میرے نبی کے مہاجر ساتھی، میرے نبی کے انصاری ساتھی، اللہ کریم ان پر راضی ہو گیا اور ان کو جنت دے کر اپنے اوپر راضی کرے گا اور جنت کن کو ملے گی۔ ﴿وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ﴾ جو میرے محمد ﷺ کے ساتھیوں سے محبت کرنے والے ہیں۔

معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کے ساتھیوں سے دشمنی رکھنے والے کو جنت نہیں مل سکتی۔ قرآن کہتا ہے:

(1) اسے اوّل سبقت کرنے والے یعنی مہاجرین اور انصار اور جو ان کی نیک روش کے تابع ہوئے ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

[الفتح : ۱۸] ❶

اللہ ان چودہ سو کے چودہ سو سے راضی ہو گیا، جنہوں نے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اللہ رب العزت نے ان کو جنت لکھ کر عطا فرما دی ہے۔

دوسری جگہ قرآن کریم کہتا ہے:

﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ﴾

[الحدید : ۱۰] ❷

سن لو، نبی علیہ السلام کے وہ ساتھی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے ایمان لا کر نبی پاک کی مدد و معاونت کی ہے، دنیا کا کوئی شخص ان کے ایمان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرا صحابی اگر ایک مٹھی جو اللہ کی راہ میں خیرات کرے اور میری امت کا دوسرا آدمی احد پہاڑ جتنا سونا اللہ کی راہ میں خیرات کرے، اللہ میرے چہرہ پرانوار دیکھنے والے صحابی کو مٹھی بھر جو کا وہ ثواب عطا کرے گا جو ایک عام آدمی کو احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرنے سے بھی نہیں مل سکتا۔ ❸

یہ ایک صحابی کی شان ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((لَا يَمَسُّ النَّارَ مَنْ رَآنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَآنِيْ.)) ❹

جس نے میرے رخ مبارک کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، اللہ تعالیٰ نے میرے چہرے کو

---

❶ اللہ ایمان داروں سے راضی ہوا۔ جب وہ ایک درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کرتے تھے۔

❷ جس نے فتح سے پہلے خرچ کیا ہے اور جہاد کیا ہے، برابر نہیں ہو سکتے۔

❸ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ "لو کنت متخذا خلیلا" حدیث : ۳۶۷۳۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب تحریم سب الصحابة، حدیث : ۲۵۴۱، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

❹ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل من رأی النبی ﷺ وصحبه، حدیث : ۳۸۵۸ عن جابر واللفظه "لا تمس النار مسلما رأنی......"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھنے والی آنکھ پر جہنم کی آگ حرام کر دی۔ کیا یہی فرمایا؟ نہیں، اس نے آگے بھی فرمایا۔

صحابہ کی کیا شان ہے، اللہ کریم ہمیں اپنے نبی کے صحابہ کی محبت عطا فرما۔

صحابی کس کو کہتے ہیں؟ جس نے حالت ایمان میں نبی علیہ السلام کا چہرہ دیکھا۔ فرمایا جس نے مجھ کو دیکھا اللہ کریم نے اس پر جہنم کی آگ حرام کی اور جس نے میرے صحابی کو دیکھا، اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔ یہ صحابہ کی شان ہے۔ فرمایا:

((اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم [1]

وخیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم)) [2]

لوگو! سن لو، میرے صحابہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے اپنی زبانوں کو لگام دے کر رکھو۔ اس لیے کہ جنھوں نے میرے ساتھیوں سے محبت کی، انہوں نے محمد ﷺ سے محبت کی اور جنھوں نے نبی کے ساتھیوں سے دشمنی رکھی، انہوں نے نبی سے دشمنی رکھی۔ (ﷺ)

کہتے ہیں اس کی عزت کرو، یہ دوست کے شہر سے آیا ہے۔ یارو دنیا دار لوگ تو دوست کے شہر سے آنے والے سے محبت کریں اور تم سرورِ کائنات علیہ السلام کے دوستوں سے بھی محبت نہیں کرتے، اس سے بڑے ظلم کی بات کیا ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کی دوستی نبی علیہ السلام کی دوستی ہے۔ نبی علیہ السلام کے ساتھیوں سے محبت رسول سے محبت ہے اور نبی علیہ السلام کے ساتھیوں سے دشمنی رسول ﷺ سے دشمنی ہے۔ ناطق وحی ﷺ نے فرمایا جس نے میرے صحابہ سے دشمنی رکھی، اس نے محمد ﷺ سے دشمنی رکھی ہے۔

یارو! حیرانی کی بات ہے، دعویٰ محبت کا اور نبی علیہ السلام کے یاروں سے دشمنی؟............ اور

[1] سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی ﷺ، حدیث: ۳۸۶۲۔ مسند احمد (۵/۵٤) عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ۔

[2] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ، حدیث: ۳٦۵۰ وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذین یلونھم حدیث: ۲۵۳۳ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بلفظ "خیر الناس قرنی......".

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یار کیسے.......... نبی پاک ﷺ کے اوپر جان نچھاور کرنے والے، نبی علیہ السلام کے اوپر مال نچھاور کرنے والے، نبی علیہ السلام کے اوپر اپنی ساری کائنات نچھاور کرنے والے اور نبی علیہ السلام سے اتنی محبت کرنے والے۔ کہتے ہیں آقا جی چاہتا ہے ہمارے سینے چھلنی ہو جائیں اور آپ کے پاؤں میں کانٹا بھی نہ چبھے۔

ایک صحابی کو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا گیا، ہاتھ پاؤں میں میخیں گاڑی گئیں، کافر نیزہ تان کر سینے پہ کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے جان بچانا چاہو تو بچالو۔ پوچھا کیسے بچ سکتی ہے؟ کہنے لگے زبان سے صرف یہ کہہ دو، کاش آج جہاں میں کھڑا ہوں یہاں میری جگہ محمد ﷺ کھڑا ہوتا۔ نبی کے یار نے کیا کہا؟ یہ ایک جان ہے، کعبہ کے رب کی قسم، ہزار جان ہو، محمد ﷺ پر قربان کر دوں، محمد ﷺ کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھنے نہ دوں۔ تم کہتے ہو کہ نبی علیہ السلام یہاں کھڑے ہوں۔ [1]

یہ نبی علیہ السلام کے صحابہ کی کیفیت تھی، اور پھر آپ سے محبت اور پیار، نبی پاک ﷺ سے تعلق اور آپ کی فرماں برداری کا جذبہ.......... حضور علیہ السلام غزوہ احد کے دن اپنی مسجد پاک میں کھڑے ہیں، فجر کی نماز ادا ہوئی ہے۔ آپ نے نماز پڑھ کر نمازیوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ سارا مدینہ حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھنے والا۔ کوئی مومن ایسا نہیں ہے جس کو یہ سعادت ملے اور وہ اپنے آپ کو محروم رکھے۔ مدینے کے باسی نبی علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا رک جاؤ۔ صحابہ رک گئے، کائنات کے امام اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ فرمایا لوگو دشمن مدینے پہ حملہ آور ہوا ہے، عرش والے نے تمہیں دشمن کے مقابلے کا حکم دیا ہے۔ نکلو اللہ تمہیں بلا رہا ہے۔

آج بڑے سے بڑے آدمی سے کوئی چار روپے مانگے تو وہ چار روپے دینے کے لیے تیار نہیں لیکن نبی علیہ السلام سے آپ کے یاروں کی محبت کیسی ہے۔ صحابہ کرام نے بات سنی تو اپنے

---

[1] صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة رجيع ورعل، حديث: ٤٠٨٦، ٣٠٤٥ عن ابي هريرة رضي الله عنه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھروں کی طرف پلٹنا بھی گوارا نہیں کیا، وہیں سے میدان کی طرف نکل آئے۔

ایک صحابی کی رات شادی ہوئی ہے، بیوی کے ساتھ ابھی ایک رات ہی گزری۔ مسجد میں باجماعت نماز میں شامل نہیں ہوسکا۔ اس کے کانوں سے نبی علیہ السلام کی بات ٹکرائی تو وہ اسی عالم میں اپنی بیوی سے جدا ہوا، نیزہ ہاتھ میں تھاما اور میدانِ احد میں پہنچ گیا۔ ❶

ایک اور صحابی ہے، اس کے تین جوان بیٹے ہیں، تینوں بھاگتے ہوئے گھر گئے، بابا! نبی علیہ السلام نے جان لینے کے لیے بلایا ہے۔ باپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا جب نبی علیہ السلام نے بلایا ہے تو مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ کہنے لگے بابا، آپ کی خدمت میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ کی ٹانگ کٹی ہوئی ہے، دو کو اللہ کی راہ میں بھیج دیجئے اور ایک کو اپنے لیے رکھ لیجئے جو آپ کی خدمت کرے۔ آنکھوں میں تیرتے ہوئے آنسو چہرے پہ گر پڑے۔ فرمایا جلدی سے نکل جاؤ۔ قیامت کے دن میں اپنے رب سے یہ نہیں سننا چاہتا کہ جب تیرے آقا نے تیرے بچوں کو مانگا تھا۔ ایک کو اپنے لیے رکھا اور دو کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھیجا۔ اللہ میری کل کائنات یہی تینوں بیٹے ہیں۔ تینوں کے تینوں تیری راہ میں قربان ہیں۔ تینوں چلے جاؤ۔ تینوں چلے گئے۔ پھر دل میں خیال آیا، عبداللہ جوان بیٹے تجھ سے پہلے جنت میں چلے جائیں اور تو بوڑھا پیچھے رہ جائے گا۔ اپنی کٹی ہوئی ٹانگ کو گھسیٹتے ہوئے خود بھی میدانِ احد کی طرف روانہ ہو گئے۔ ❷

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سگے چچا حضرت نضر رضی اللہ عنہ اندھے اور بوڑھے صحابی تھے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو وہ بھی تلوار لے کر احد کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں لوگ ملے۔ کہنے لگے نضر بن انس رضی اللہ عنہ کہاں جاتے ہو؟ فرمایا میرے آقا نے احد میں بلایا ہے، احد کی طرف جاتا ہوں۔ کہنے لگے:

---

❶ سیرة ابن هشام (٢/٧٤)۔ سیرة ابن اسحاق (ص : ١١٨)۔ سیرة النبی ﷺ لابن کثیر (٣/٤١)۔ صحیح ابن حبان (٧٠٢٥)۔ المستدرك للحاكم (٣/٢٢٥) عن عبد الله بن الزبیر رضی اللہ عنہما۔

❷ سیرة ابن هشام (٢/٩٠)، دلائل النبوة للبیهقی (٣/٢٦٥)، سیرة النبی ﷺ لابن کثیر (٣/٧٣)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ﴾ تجھ پہ تو جہاد فرض ہی نہیں۔ تو کہاں جاتا ہے، تو تو اندھا ہے، تو نے جنگ کیا کرنی ہے۔ فرمایا یہ تو ٹھیک ہے کہ اندھے کو رب نے رخصت دی ہے، لیکن جی چاہتا ہے کہ اور کچھ نہ ہوگا، نبی علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہو جاؤں گا، جو تیر آئے گا نبی علیہ السلام کو نہ لگے گا مجھ کو لگ جائے گا۔ ❶

امام ابن ہشام نے اپنی سیرت میں لکھا، لوگ کہنے لگے تمہیں احد کا راستہ کیسے معلوم ہوگا، تمام صحابہ چلے گئے، تم کیسے پہنچو گے۔ سڑکیں تو بنی ہوئی نہیں تھیں، کچے پکے راستے اور پگڈنڈیاں تھیں۔ تم تو اندھے ہو۔ فرمایا راستے سے ہٹ جاؤ، جہاں محمد ﷺ کھڑا ہے وہاں سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ مجھے خوشبو لے کر جائے گی۔ صحابہ کو نبی علیہ السلام سے اتنا پیار تھا کہ ابھی آپ کے منہ سے بات نکلی تو گردنیں کٹانے کے لیے تیار ہو گئے۔

امام ابن ہشام ❷ نے لکھا ہے کہ انہی میں ایک صحابی حضرت یزید بن سکن رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ احد کے میدان میں خیمے گاڑ دیئے گئے۔ کافروں کا سارا زور اس بات پہ تھا کہ کسی طرح نبی کریم ﷺ کے خیمے پہ حملہ آور ہو کر آپ کو نقصان پہنچایا جائے۔ نبی پاک ﷺ نے کفار کا زور دیکھا۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام سے خطاب کیا، فرمایا کون ہے جو آج محمد ﷺ کے خیمے کے دروازے پر پہرہ دے؟ محمد ﷺ اسے جنت کی بشارت دیتا ہے۔ یہ دبلا پتلا صحابی اٹھ کر کھڑا ہو گیا، اللہ کے رسول میں تیار ہوں۔ آپ نے دیکھا کمزور دبلا پتلا آدمی ہے۔ فرمایا تم کمزور ہو، بیٹھ جاؤ۔ عرض کیا آقا آپ نے میرے جسم کو دیکھا ہے، میرے دل میں اپنی محبت کو نہیں دیکھا۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے، میں تب تک آپ کے دروازے پہ کھڑا

---

❶ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لیے دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب الجهاد باب قول الله عزوجل ﴿من المؤمنين رجال صدقوا....﴾، حديث: ٢٨٠٥ و صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، حديث: ١٩٠٣. لیکن اس میں مذکور قصہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

❷ سيرة ابن هشام (٢/ ٨٠، ٨١)۔ سيرة ابن اسحاق (ص: ٣٠١)، التاريخ الكبير للبخاری (٨/ ٣١٥)، دلائل النبوة للبيهقی (٣/ ٢٤٩).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہوں گا جب تک میرے جسم میں سانس کی آمد و رفت باقی ہے۔

امام فرماتے ہیں، دروازے پہ پہرہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ دشمنوں نے حملے کیے، تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جسم پہ بہتر (۷۲) زخم لگے۔ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ یزید بن سکن رضی اللہ عنہ بے ہوش پڑا ہے، سارا جسم زخموں سے اٹا ہوا، کوئی جگہ ایسی نہیں بچی جہاں زخم نہیں لگا۔ خون رس رہا ہے۔ جلدی سے آگے بڑھے، حضرت یزید بن سکن کو اٹھا کر زخمیوں کے کیمپ کی طرف لے جانے لگے۔ اتنی دیر میں حضرت ابن سکن رضی اللہ عنہ کو ہوش آ گیا۔ آنکھیں کھولیں، دیکھا کہ حضرت طلحہ اٹھائے ہوئے زخمیوں کے کیمپ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ فرمایا کہاں لے جا رہے ہو؟ کہا تم زخموں سے چور ہو، زخمیوں کے کیمپ میں لے جا رہے ہیں۔ فرمایا ابھی میرے جسم میں جان باقی ہے۔ ابھی مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے جدا نہ کرو۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ جیتے جی آپ کے دروازے سے نہیں ہٹوں گا۔ مجھ پہ مہربانی کرو، مجھے خیمے کی لاٹھی سے سہارا دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کے دروازے پہ کھڑا کر دو۔ اصرار کیا، انہوں نے انکار کیا۔ آخر اصرار ان کے انکار پہ غالب آیا۔ پھر کھڑا کر دیا، بہتر زخم لگے ہوئے۔ پھر تیروں کی بوچھاڑ ہوئی پھر زخم لگے۔ امام ابن ہشام نے لکھا کہ جب ترانویں زخم لگے تو بے ہوش ہو کر گرے۔ کھڑے نہ ہو سکے، منہ سے چیخ نکلی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دوڑتے ہوئے باہر آئے۔ دیکھا حضرت یزید بن سکن رضی اللہ عنہ کا سارا جسم چھلنی ہو چکا ہے، بے ہوش پڑے ہیں۔ آقائے کائنات نے جلدی سے آگے بڑھ کر ابن سکن رضی اللہ عنہ کے سر کو اپنی گود میں رکھا اور آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔

ابن سکن رضی اللہ عنہ تیرے نصیبے کا کیا کہنا، اس کائنات سے جا رہا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسو تیرے چہرے پر پڑ رہے ہیں۔ گرم گرم آنسو یزید کے چہرے پہ لگے تو انہوں نے اپنی آنکھیں کھول لیں۔ دیکھا کہ سرورِ کائنات علیہ السلام کا چہرہ سامنے ہے۔ حیران ہوئے۔ کہنے لگے اللہ کے رسول میں زندہ ہوں یا جنت میں پہنچ گیا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ آپ کی گود اور مجھ گناہ گار کا سر...... نبی علیہ السلام نے پیار سے اپنا دست مبارک اٹھایا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت یزید بن سکن رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پہ رکھا کہ زخمی کو آنکھیں کھولتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے۔ فرمایا: ابن سکن آنکھیں بند کرلو۔ یزید ابن سکن رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں؟ آقا جاتے ہوئے اپنے چہرے کی زیارت سے تو محروم نہ کیجیے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اٹھایا۔ حضرت ابن سکن عرض کرتے ہیں، آقا آپ قیامت کے دن گواہی دیں گے یا نہیں کہ میں نے آپ سے جو وعدہ کیا تھا، سچا کر دکھایا ہے۔ آقا دیکھ لیجیے، جیتے جی میں نے آپ کے دروازے کو نہیں چھوڑا ہے۔ جب تک جسم میں جان باقی ہے، آپ کے دروازے پر ڈٹا رہا۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ﴾ [الاحزاب: ۲۳]

اے یزید ابن سکن رضی اللہ عنہ خوش ہو جاؤ کہ تو نے رب کے نبی سے جو وعدہ کیا سچا کیا اور سن لو محمد ﷺ نے بھی تم سے جو وعدہ کیا، وہ سچا کہ جنت کے سارے دروازے تیرے استقبال کے لیے کھول دیئے گئے ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کے پیار کا یہ عالم تھا۔ پھر حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین ہیں، معمولی آدمی نہیں، نبی علیہ السلام کے یارِ غار، سرورِ کائنات علیہ السلام کے مصلے کے امام، حضور علیہ السلام کے نائب، خلیفہ اور مومنوں کے سلطان ایک یتیم بچی کو اپنے کندھے پہ اٹھا کر مدینے کے بازاروں میں گھوم رہے ہیں۔ ایک آدمی پوچھتا ہے اے اللہ کے رسول کے نائب، سرورِ کائنات علیہ السلام کے یارِ غار، کیا بات ہے، آج ایک بچی کندھے پہ بٹھا کر بازار میں گھوم رہے ہیں؟ فرمایا یہ بچی اداس تھی، رو رہی تھی۔ میں اس کو بہلانے کے لیے اپنے کندھے پہ اٹھا لایا ہوں۔ اس نے پوچھا، یہ کس کی بچی ہے؟ فرمایا یہ یزید بن سکن رضی اللہ عنہ اس صحابی کی بیٹی ہے جس نے ترانویں زخم کھانے کے باوجود نبی ﷺ کے دروازے کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا تھا۔

یہ ہیں محمد ﷺ کے صحابہ......... ان سے پیار ایمان کی علامت اور ان سے دشمنی نفاق، کفر، نبی علیہ السلام سے بغاوت، سرورِ کائنات علیہ السلام کی نافرمانی اور اللہ کے کلام پاک کے نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماننے کی علامت ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے زیادہ مقدس گروہ آسمان نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگو سن لو!

جس طرح اللہ نے سرورِ کائنات محمد کریم ﷺ کو سارے انبیاء پر فضیلت بخشی ہے، اس طرح ان کے صحابہ کو بھی تمام امتوں پر فضیلت حاصل ہے۔

نبی کے صحابہ سے پیار نبی سے محبت کی علامت ہے اور اس کو اپنے عقیدے میں داخل کر لو کہ مومن وہ ہے جو سرورِ کائنات علیہ السلام کے صحابہ سے محبت کرتا اور ان کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اللہ اور رسول کی اس طرح اطاعت کرتا ہے جس طرح نبی علیہ السلام کے صحابہ نے اطاعت کی ہے۔ اس لیے یاد رکھنا، نبی علیہ السلام کے صحابہ سارے کے سارے جنتی ہیں اور ان میں سب سے افضل وہ صحابہ جن کو بیعتِ رضوان کے نتیجے میں اللہ نے جنت کی بشارت عطا فرمائی اور ان سے بھی افضل وہ صحابہ جو معرکہ بدر میں شریک ہوئے۔ وہ معرکہ کہ نبی محترم ﷺ جب اس جنگ سے واپس آئے تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا، رک جاؤ۔ صحابہ رک گئے، آپ نے ارشاد فرمایا "لعل اللّٰہ اطلع الی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لكم الجنة." [1] اے میرے ساتھیو، اللہ خود تم کو جھانک کر دیکھ رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے سن لو! بدر کے جتنے مجاہد ہیں چاہے آج کے بعد کوئی نیکی کریں چاہے نیکی نہ کریں، اللہ نے ان کو جنت لکھ کر عطا فرما دی ہے۔ ان خوش نصیب بدری صحابہ سے بھی افضل عشرہ مبشرہ، وہ دس صحابہ جن کا نام لے کر نبی پاک ﷺ نے جنت کی بشارت سنائی!

۱۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۲۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	۴۔ حضرت علی حیدر رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	۶۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ	۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

---

[1] صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب فضل من شهد بدرا، حديث: ٣٩٨٣، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعة واهل بدر، حديث: ٢٤٩٤ بغير هذا السياق.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ　　　　۱۰۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

ایک ایک کا نام لے کر فرمایا:

((سعید فی الجنة، عبدالرحمن فی الجنة، طلحه فی الجنة، زبیر فی الجنة، سعد فی الجنة، ابو عبیده فی الجنة.)) ❶

اور باقی چار...... خلفائے راشدین...... ان دس میں سے بھی افضل۔ دس کو نام لے کر جنتی کہا اور ان چاروں صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو کئی کئی مرتبہ جنتی فرمایا۔

عثمان تیرے نصیبے کا کیا کہنا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک مقام پہ کھڑے ہو کر آٹھ مرتبہ جنت کی بشارت دی۔ نبی علیہ السلام تو ایک دفعہ ہی کہہ دیں تو وہ جنتی ہے۔ اور پھر آخر میں فرمایا

((ماضر عثمان ماعمل بعد اليوم قط.)) ❷

اے میرے صحابہ سن لو، اگر عثمان آج کے بعد کوئی نیکی نہ کرے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تب بھی گواہ ہے کہ رب اس کو جنت عطا فرما کر رہے گا۔

اور سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ.......... ایک مرتبہ میں نے شمار کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے متفرق اوقات میں سترہ مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی، اور پھر ایک شخصیت ان سب سے بھی افضل ہے اور وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔ جس کو نبی کائنات علیہ السلام نے فرمایا، ابوبکر جنت کے آٹھ دروازے، اور میری امت میں سے تو وہ ہے جس کے لیے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے ❸ اور آٹھوں دروازوں کے دربان فرشتے استقبال کے لیے کھڑے ہوں گے کہ کاش ابوبکر ہمارے دروازے سے ہو کر جائے۔

---

❶ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حدیث: ۳۷۴۷ عن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ.

❷ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حدیث: ۳۰۷۱۔ مسند احمد (۶۳/۵) عن عبد الرحمن بن سمرة رضی اللہ عنہ.

❸ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، حدیث: ۱۸۹۷، صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل ضم الی الصدقة غیرها، حدیث: ۱۰۲۷، عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کیا پیاری شخصیتیں تھیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، سارے نبیوں میں سب سے پہلے میں جنت کے دروزے پر دستک دوں گا۔ ❶ آدم سے پہلے، نوح سے پہلے، خلیل اللہ سے پہلے، ذبیح اللہ سے پہلے، کلیم اللہ سے پہلے، روح اللہ سے پہلے سب سے پہلے جنت کے دروازے پر کون دستک دے گا؟ ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور مزید فرمایا کہ سارے نبیوں کی امتوں میں سے پہلے میرا ابوبکر جنت کے دروازے پہ دستک دے گا۔ ❷

ساری امتوں میں سے پہلے ابوبکر اور سارے نبیوں سے پہلے ابوبکر کا یارِ غار محمد رسول اللہ ﷺ۔ نبیوں کے بعد ساری کائنات میں سب سے افضل صدیق اکبر، ان کے بعد فاروق اعظم، ان کے بعد عثمان غنی، ان کے بعد علی المرتضیٰ، ان کے بعد عشرہ مبشرہ میں سے باقی چھ، ان کے بعد تین سو تیرہ اہلِ بدر، ان کے بعد چودہ سو بیعت رضوان، اور ان کے بعد دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس لیے صحابہ سے محبت کرنا سیکھو۔ اللہ تو قیامت کے دن ہم کو اپنے نبی کے صحابہ کے ساتھ اٹھانا اور ہمارا حشر اپنے نبی کے ساتھیوں کے ساتھ فرمانا۔

جس طرح کے ساتھی نبی علیہ السلام کو میسر آئے، کائنات میں کسی نبی کو ایسے ساتھی میسر نہیں آئے۔ نبی پاک سے اتنا پیار، نبی علیہ السلام کے صحابہ کیسے کیسے عجیب لوگ تھے۔ ان کی ساری سوچ کا مرکز و محور نبی علیہ السلام کی ذات تھی...... عبادت کے لیے رب کی ذات اور محبت کے لیے نبی علیہ السلام کی ذات۔ تین صحابہ کا غیر معمولی واقعہ سن لو۔

ایک صحابی حضور علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ نبی پاک ﷺ اس پر بڑے راضی ہوئے۔ فرمایا ساتھی، مانگو کیا مانگتے ہو، رب سے لے کر دے دوں؟

اس نے کیا مانگا؟ پیار کا کیسا خوبصورت اظہار ہے۔ کوئی ہم سا ہوتا تو کہتا، یا رسول اللہ ﷺ رزق کے لیے دعا کیجئے۔ اولاد کے لیے دعا کیجئے دنیا کی کسی ضرورت کے لیے دعا

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قول النبی ﷺ "انا اول الناس یشفع......" حدیث : ۳۳۱/ ۱۹۶، عن انس رضی اللہ عنہ۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی الخلفاء، حدیث : ٤٦٥٤۔ عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ وسندہ ضعیف۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا کہتا۔ اس نے کیا کہا؟ حدیث میں آیا ہے، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ نہیں مانگتا۔

((أسئلك ملاقتك فی الجنة.)) ❶

اللہ کے رسول جس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کا ساتھی بنایا ہے، اللہ رب العزت سے دعا کیجئے، جنت میں بھی آپ کا ساتھی بنا دے۔ اس لیے کہ لمحے بھر کے لیے آپ کے چہرہ مبارک سے نگاہیں ہٹانا گوارا نہیں ہے۔

ایک اور صحابی آیا۔ آپ نے فرمایا ابو ہریرہ، تو نے بڑی خدمت کی ہے۔ مانگو کیا مانگتے ہو، رب سے مانگ دیتا ہوں۔ نبی پاک علیہ السلام نے اللہ کریم سے مانگنے کے لیے اپنی چادر مبارک درمیان میں بچھا دی۔

عقیدہ توحید بھی درست کر لو کہ کوئی نبی بھی اپنی طرف سے کسی کو کچھ عطا نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ فرمایا کیا مانگتے ہو؟ یہ کیا مانگ رہے ہیں، عرض کیا اللہ کے حبیب اور کچھ نہیں مانگتا۔ اللہ سے کہیئے کہ آپ کی جو بات بھی سنوں، میرے سینے میں نقش فرما دے۔ کتنا پیار ہے۔ کیا مانگ رہے ہیں؟ آپ نے دعا مانگی چادر اٹھائی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھی۔ فرمایا اللہ! تیرا یہ بندہ تیرے نبی کی محبت میں نبی کے کلام کی حفاظت مانگتا ہے۔ اللہ اس کے سینے میں نقش فرما دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب سے نبی علیہ السلام نے دعا مانگی، تب سے آپ کا کوئی حرف بھی مجھ کو نہیں بھولا۔ ❷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کتنا ہے؟ ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر نکلے۔ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ صحابہ گزرے۔ کہنے لگے، اس کو مرگی پڑ گئی ہے۔ کسی نے کہا جن چمٹ گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں سب کی بات سن رہا تھا لیکن جواب دینے کی طاقت نہیں تھی۔ مجھے نہ جن چمٹا، نہ مرگی پڑی۔ بھوک کی شدت نے بے ہوش

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل السجود، حدیث: ۴۸۹۔ سنن ابی داؤد (۱۳۲۰) عن ربیعة بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ۔

❷ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، حدیث: ۱۱۹، ۳۶۴۸، عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیا۔ ❶ ابو ہریرہ بھوک کی شدت کیسے ہوگئی؟ کہنے لگے پانچ دن ہو گئے۔ روٹی نہیں کھائی۔ کیوں نہیں کھائی؟ مسجد کے جتنے طالب علم تھے وہ تو کھاتے ہیں تم کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا میں جب بھی کھانے کے لیے باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو میرے دل میں خیال آتا کہیں ایسا نہ ہو کہ نبی پاک ﷺ حجرے سے مسجد میں تشریف لائیں۔ کوئی بات ارشاد فرما دیں اور میں سننے سے محروم رہ جاؤں۔ میں نبی علیہ السلام کی باتوں کو سننے کے شوق میں مسجد سے باہر نکلتا ہی نہیں تھا۔ ❷

ایک اور نابینا صحابی نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی پاک علیہ السلام بہت راضی ہوئے۔ کئی دن گزرے، ایک دن نبی پاک علیہ السلام فرمانے لگے، ساتھی، کچھ کہو تو تمہارے لیے رب سے مانگ دوں۔ مانگو کیا مانگنا چاہتے ہو؟

نابینا صحابی کہتا ہے، یا رسول اللہ ﷺ کسی چیز کی حسرت نہیں۔ صرف ایک حسرت ہے کہ لمحے بھر کے لیے آنکھوں میں روشنی آ جائے۔ آپ کا چہرہ پر انوار دیکھ لوں اور کسی چیز کے دیکھنے کی خواہش نہیں ہے۔

یہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی نبی ﷺ سے محبت کا عالم تھا۔ نبی علیہ السلام سے اتنا پیار...... اگر آپ ﷺ سے اتنا پیار کرنے والے مومن نہیں تو کعبہ کے رب کی قسم! پھر کائنات میں کوئی مومن ہو سکتا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے نبی کے صحابہ کی محبت عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي ﷺ واصحابه، حديث : ٦٤٥٢، عن ابي هريرة رضي الله عنه.

❷ صحيح البخاري، كتاب العلم، باب حفظ العلم، حديث : ١١٨ـ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابي هريرة رضي الله عنه، حديث : ٢٤٩٢ عن ابي هريرة رضي الله عنه بمعناه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضراتِ صحابہ کا جذبۂ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

[النساء: ٥٩] [1]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ،مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

کوئی شخص اُس وقت تک صحیح معنوں میں مومن اور مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ رب

---

[1] ایمان والو! اللہ اور رسول اور اپنے میں سے فرماں رواؤں کی تابعداری کرو۔ پھر اگر کسی معاملے میں تم کو باہمی جھگڑا پڑے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کار اچھا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کائنات کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امامت و رسالت پر مکمل اور کامل یقین نہ ہو، اور ہم نے اِس سلسلے میں یہ بیان کرنے کی کوشش کی تھی کہ توحید کا معنی کیا ہے۔ حضرت امامِ کائنات، فخر موجودات، رحمۃ للعالمین ﷺ کو رسول ماننے اور امام سمجھنے کے تقاضے کیا ہیں۔ ہم نے آپ کے سامنے یہ گزارشات رکھی تھیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک توحید کا معنٰی صرف یہ ہے کہ نماز اللہ کے سوا کسی اور کے لیے نہ پڑھی جائے اور اللہ کو باقی ہر قسم کے اُمور سے بے دخل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کو تمام معاملات سے معطل سمجھا جائے کہ اب اللہ کے پاس سوائے سجدوں کے لیے اور کوئی چیز باقی نہیں رہی، جو کچھ لینا ہے وہ رب کے سوا کسی اور سے لے لیا جائے۔

ہم نے کہا تھا کہ خلاصے کے طور پر توحید اِس بات کا نام ہے کہ آدمی اپنے جوتے کے تسمے سے لے کر کائنات کی بڑی سے بڑی شے تک کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اُسے کوئی عطا کرنے والا نہیں ہے۔ ساتھ ہی اُس کا یہ پختہ اعتقاد بھی ہو کہ کائنات میں ہر قسم کے عطا کرنے اور چھیننے کے اختیارات صرف اُس کے پاس ہیں، اِس لیے انسان نہ صرف یہ کہ اپنی گردن کو اُس کے سوا کسی اور کے سامنے نہ جھکائے، بلکہ اپنی تمام حاجات، اپنی تمام فریادیں، اپنی تمام مشکلات، مصیبتیں، بیماریاں اور اپنے تمام مطالبے رب کے سوا کسی اور کے سامنے نہ رکھے اور نہ کسی کے بارے یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اِن معاملات میں بندے کی کسی قسم کی مدد کر سکتا ہے۔

امامِ کائنات، فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہستی بابرکات کے بارے میں ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ نبی پاک ﷺ کی امامت کو، آپ کی رسالت کو، آپ کی پیغمبری کو، اور آپ کی نبوت کو ماننے کا معنٰی یہ ہے کہ انسان کا یہ پختہ عقیدہ ہو کہ سرورِ گرامی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کائنات میں کوئی واجب الاطاعت نہیں اور کوئی ہستی ایسی نہیں ہے کہ جس کی بات کو اختیار کیا جائے اور رحمت کائنات علیہ السلام کی بات کو ترک کیا جائے۔ بلکہ اِسلام نام ہی نبی پاک ﷺ کے احکامات پر اپنی گردن کو جھکا دینے کا ہے۔ ہم نے یہ کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ جس طرح اللہ رب العزت کی ذات اور اُس کی صفات میں کسی قسم کی شراکت انسان کے اعمال ضائع کر دیتی ہے، بعینہٖ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات میں ......آپ کی امامت میں ......آپ کی نبوت ورسالت میں ......آپ کی پیغمبری میں ......آپؐ کی اتباع اور اقتداء میں بھی ہر قسم کی شراکت انسان کے اعمال ضائع کر دیتی ہے۔ اِس لیے کہ ہم نے کلمہ پڑھ کر اعتراف اور اقرار یہ کیا ہے کہ عرش والے کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں اور مدینے والے کے سوا اطاعت کے لائق کوئی نہیں ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی کائنات کی وہ یگانہ، منفرد، بے نظیر اور بے مثال ہستی ہیں کہ اُدھر ان کی طرف سے حکم سرزد ہو، اِدھر گردن جھکا دی جائے اور اُس سلسلے میں چون و چرا کی گنجائش بھی اپنے دل میں نہ پائی جائے۔ یہ بھی نہ سوچا جائے کہ نبی پاک ﷺ نے یہ حکم کیوں عطا کیا؟ آپ نے یہ ارشاد کیوں فرمایا؟ آپ نے یہ بات کیوں کہی؟ آپ نے یہ کلام کیوں فرمایا؟

مومن کا کام کیوں اور کیسے پوچھنا نہیں ہے۔ مومن کا کام اپنے نبی کی بات پر گردن جھکا دینا ہے۔

بعض دفعہ انسان یہ سوچتا ہے کہ یہ فیصلہ، یہ بات، یہ حکم، یہ فرمان، یہ تعلیم اور یہ ارشاد میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اُس کو ساتھ ہی اِس بات کا بھی خیال کر لینا چاہیے کہ جہان انسانی عقل کی سرحدیں ختم ہوتی ہیں، وہاں سے نبوت کی سرحد کا آغاز ہوتا ہے۔ اِس لیے کسی انسان کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ یہ جو حکم نبی پاک ﷺ نے صادر کیا ہے، یہ کیوں کیا ہے، کس لیے کیا ہے، مومن کا کام کیوں اور کیسے پوچھنا نہیں۔ مومن کا کام اپنی گردن جھکا دینا ہے۔

اِدھر حکم محمد ﷺ ہو اور اُدھر گردن جھکائی ہو

مومن کا کام بالکل یہ نہیں کہ وہ یہ سمجھنے کی کوشش کرے کہ آپ نے یہ بات کب کہی، کیسے کہی، کس وقت کہی، کس کے بارے میں کہی، کیونکر کہی۔ اطمینان قلب کی خاطر بھی یہ درست نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی بات کی قبولیت کا یہ معیار اور یہ طریقہ صحیح نہیں۔ یہ ایمان کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں، نفاق کی علامت ہے۔

مومن اپنے لیے اِتنا کافی سمجھتا ہے کہ اِس پر سرکارِ مدینہ کی مہر لگی ہوئی ہے، اور سکے پر سرکاری مہر لگنے کے بعد کسی ایماندار کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اِس سکے کو رَد کرے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا میں یہ مقام بلند اگر ملا کہ آسمان سے جبرائیل امین علیہ السلام اُن کے لیے جنت کی بشارتیں لے کر نازل ہوتا رہا، اور عرش والے نے اُن کے لیے اپنے کلام پاک میں جنت کی شہادتیں عطا فرمائیں، تو وہ یہ مقام صرف اِس بناء پر حاصل کر سکے کہ اُنھوں نے نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات مل جانے کے بعد لمحے بھر کے لیے کبھی یہ سوچا بھی نہ تھا کہ ہم اِس حکم پر عمل کریں گے یا نہیں کریں گے۔ اُن کے لیے نبی علیہ السلام کی زبان اقدس سے کوئی حکم صادر ہونا ہی عمل کے لیے کافی تھا۔ وہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس منظر میں حکمتیں تلاش کرنے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ وہ آمنا وصدقنا کہہ کر اس فرمان پر عمل پیرا ہوجاتے تھے۔ چونکہ چنانچہ، اگرچہ مگرچہ یہ سب قیل وقال سے وہ کوسوں دور تھے۔ ان کا ایمان خالص اور پاک تھا۔

چنانچہ حدیث پاک ❶ میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ مسجد نبوی نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہمہ تن گوش نبی پاک علیہ السلام کا خطبہ سن رہے تھے۔ اِتنے میں ایک آدمی دوران خطبہ اُٹھ کے کھڑا ہوا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اُٹھتا ہوا دیکھا۔ آپ نے اُس پر نگاہ ڈالی اور فرمایا بیٹھ جاؤ۔ صحابی نے آپ کی بات سنی، وہ تو بیٹھ ہی گیا لیکن جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ بات نکل رہی تھی، ایسے ہی لمحات میں ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، مسجد کے اندر داخل ہو رہے تھے۔ جب نبی پاک علیہ السلام کی زبانِ اقدس سے یہ بات نکلی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ابھی اپنے جوتے نہیں اتارے تھے۔ جوتوں کی جگہ پر کھڑے تھے۔ نبی

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الامام یکلم الرجل فی خطبته، حدیث : ١٠٦٣۔ المستدرک للحاکم (٤٢٣/١) عن جابر رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاک ﷺ کی بات سنی، بیٹھ جاؤ، آپ جوتوں کی جگہ بیٹھ گئے۔ نبی پاک علیہ السلام نے اُن پر نظر ڈالی، دیکھا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی جوتوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا عبداللہ، تم مسجد میں داخل کیوں نہیں ہوئے؟ جوتوں کی جگہ کیوں بیٹھ گئے؟ اُٹھ کر ادب سے کہنے لگے، اللہ کے رسول میں نے آپ کی زبانِ اقدس سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں نے سوچا کہ عبداللہ اب اِس کے بعد ایک قدم جو آگے بڑھے گا، وہ مسجد کی طرف نہیں بڑھے گا، جہنم کی طرف بڑھے گا۔ کیوں؟ اِس لیے کہ محمد ﷺ کا حکم آچکا ہے اور آقا کا حکم آجانے کے بعد کسی مسلمان کا دوسرا قدم آگے نہیں اُٹھ سکتا۔ میں نے تو یہ نہ جانا تھا کہ آپ نے کس کو کہا۔ میں نے تو صرف آپ کی بات سنی اور بیٹھ گیا۔ نبی پاک ﷺ نے تعریف فرمائی اور فرمایا کہ ایمان اِسی کا نام ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو مقام بلند حاصل کیا، وہ ایسے ہی حاصل نہیں کیا تھا۔ اِسی لیے جناب رسالت مآب ﷺ نے جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ فرمان برداری، اطاعت گزاری اور وفا شعاری دیکھی تو آپ نے ایک دن اپنے اصحاب کو جبکہ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ فقر و فاقہ کی وجہ سے اُن کے پاس اِتنے پیسے نہیں تھے کہ شلوار خرید سکیں، ٹانگیں ننگی تھیں، لمبا کرتا پہنے ہوئے اور بڑے دُبلے پتلے بدن کے آدمی تھے، دُبلی پتلی ٹانگیں...... چلتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ٹانگوں کے کمزور ہونے کی وجہ سے گر نہ جائیں۔

ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پتلی ٹانگیں دیکھیں تو ایک صحابی کے منہ پر ہنسی آگئی۔ نبی پاک ﷺ نے نگاہ اُٹھائی۔ فرمایا تم کیا جانتے ہو کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ کمزور ٹانگیں اللہ کے نزدیک اُحد پہاڑ سے بھی زیادہ طاقت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ [1]

یہ مقام بلند جو اُن کو ملا، نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری

---

[1] مسند احمد (١/١١٤)۔ الادب المفرد للبخاری (٢٣٧)۔ مصنف ابن ابی شیبة (١٢/١١٤) عن علی رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ملائکہ اُنھوں نے نبی پاک ﷺ کی زبانِ اقدس سے بات سنی تو فوراً عمل پیرا ہو گئے۔
مستدرک حاکم کی حدیث ہے، ایک دفعہ نبی پاک ﷺ جنگل یا صحراء میں نماز پڑھا رہے تھے۔آپ نے جوتا مبارک پہن رکھا تھا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جوتے پہنے، آپ کے پیچھے نماز میں مشغول تھے۔

مسئلہ یاد رکھو کہ جوتا پہن کر نماز ادا ہو جاتی ہے، بشرطیکہ جوتے میں کسی قسم کی گندگی اور نجاست نہ لگی ہوئی ہو۔اگر جوتا پاک ہو تو پھر نماز کے لیے اتارنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

نبی پاک علیہ السلام نے یک لخت جوتا اُتار دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو جوتا اتارتے ہوئے دیکھا تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے جوتے اتار دیے۔نبی پاک ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، اپنے صحابہ پر نگاہ ڈالی، دیکھا کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے جوتے اُتار رکھے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، میرے ساتھیو تم نے جوتے کیوں اتار دیے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، آقا، ہم نے آپ کو جوتے اتارتے ہوئے دیکھا، اِس لیے اتار دیے۔آپ نے فرمایا کہ مجھے تو نماز کی حالت میں جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا تھا، کہ آپ کے جوتے کے نیچے معمولی سی گندگی لگ گئی ہے، میں نے تو اِس لیے اتارے تھے۔ ❶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اطاعت کا عالم کیا ہے؟ اُنھوں نے کیا جواب دیا؟ آقا ہم کو تو یہ معلوم نہ تھا، آپ نے جوتے کیوں اُتارے۔ہم نے آپ کو جوتے اتارتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے سوچا اب ایک لمحہ بھی اگر جوتے بغیر اتارے گزر گیا، کہیں محمد ﷺ کا رب ناراض نہ ہو جائے۔ چلتے چلتے یہ مسئلہ بھی سمجھ لو! نبی پاک ﷺ کے جوتے میں گندگی لگی ہے لیکن نبی ﷺ کو خبر نہیں۔ جبرائیل امین نے آ کر خبر دی تو نبی ﷺ کو پتہ چلا۔ ورنہ انھیں کوئی خبر نہ تھی۔ اگر نبی ﷺ کو غیب کا علم ہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ناپاک جوتے سمیت نماز شروع کر دیتے؟ ایسے طاہر و مطہر نبی ﷺ کے بارے میں یہ بات سوچی

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی النعل، حدیث: ۶۵۰۔ مسند احمد (۲۰/۳) سنن الدارمی (۱۳۷۸)۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں جاسکتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عقیدت، اطاعت، نبی علیہ السلام سے اُن کی وفاداری، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی نیاز کیشی کا عالم یہ تھا کہ اِدھر نبی پاک علیہ السلام کی زبانِ اقدس سے بات نکلتی، اُدھر لمحے بھر کی تاخیر حرام سمجھتے۔

ایک صحابی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔ مدینے کے پڑوس کی ایک بستی کا رہنے والا تھا۔ ظہر کی نماز کا وقت آیا۔ مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے۔ دیکھا کل تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جارہی تھی، آج رُخ تبدیل کر کے بیت اللہ کی طرف پڑھی جارہی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ کچھ پوچھا بھی نہیں، کوئی سوال بھی نہیں کیا، کوئی استعجاب کی کیفیت بھی ظاہر نہیں کی کہ کل تک تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے، آج بیت اللہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہیں، سبب کیا ہے؟ کوئی بات تک نہیں کی۔ پھر مدینہ طیبہ سے سودا سلف خریدا، اپنے گھر کو روانہ ہوا۔ عصر کی نماز کے قریب اپنی بستی میں جا پہنچا۔ گھر میں سامان رکھا، اذان کی آواز سنی، بھاگا ہوا مسجد کی طرف گیا۔ جب تلک مسجد میں پہنچا تب تلک نماز کھڑی ہو چکی تھی۔ امام جماعت کروا رہا تھا، امام بھی اور مقتدی بھی رکوع میں چلے گئے تھے، ایسے ہی عالم میں یہ صحابی مسجد کے اندر قدم رکھتا ہے اور دیکھتا ہے، نبی علیہ السلام کے ماننے والوں کی جماعت اپنے امام کی اقتداء میں بیت المقدس کی طرف رُخ کیے نماز پڑھ رہی ہے کہ مسلمانوں کا مدینہ طیبہ میں پہلا قبلہ یہی تھا۔ اُس نے مومنوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہیں باہر سے آواز دی:

((ان القبلة قد تحولت، إني صليت خلف رسول الله ﷺ ورأيت يصلي تجاهل القبلة.))

اے مومنو! سن لو، میں نبی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھ کر آیا ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا ہے، آج نبی علیہ السلام بیت المقدس کی طرف نہیں، بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک میں آیا ہے کہ صحابی کی زبان سے بات نکلی۔ امام نے سنا تو رکوع سے سر اُٹھانا بھی گوارا نہیں کیا بلکہ رکوع کی حالت میں ہی پہلی صف سے ہٹ کر پیچھے کو آ گیا اور اپنا رُخ قبلے کی طرف کر لیا۔ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے منہ قبلے کی طرف پھیر لیے۔ [1]

یوں سمجھئے کہ مدینہ طیبہ میں قبلہ شمال کی طرف اور بیت المقدس جنوب کی طرف تھا۔ جنوب کی طرف سے ہٹے اور شمال کی طرف منہ کر لیا۔ سلام پھیرا، ایک آدمی دیکھ رہا تھا۔ اُس نے کہا یارو! تم نے نماز کی حالت میں، رکوع کے عالم میں ہی قبلہ بدل لیا، سر تو اُٹھا لیتے...... سلام تو پھیر لیتے۔ امام نے کیا جواب دیا؟ اُس نے کہا، امام کائنات علیہ السلام کا حکم آ جانے کے بعد اگر سر اُٹھ جاتا تو خطرہ تھا کہ عرش والا ناراض نہ ہو جاتا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آ جانے کے بعد لمحے بھر کی تاخیر بھی میرے رب کو گوارا نہیں ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری، آپ سے عقیدت و محبت اور آپ کے احکامات پر عمل کرنے کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ انداز تھا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چند لوگ مدینہ طیبہ میں شراب کے حرام ہونے سے پہلے ایک بیٹھک میں بیٹھے شراب پی رہے تھے۔ ابھی شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یک لخت اپنے حجرے سے باہر نکلے۔ مسجد میں جھانک کر دیکھا۔ فرمایا کیا مسجد میں کوئی ہے؟ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، جنھوں نے لمحے بھر کے لیے نبی علیہ السلام کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی کسی بات کو چھوڑنا گوارا نہ کیا اور کبھی ایک وقت کے لیے بھی مسجد نبوی سے مفارقت گوارا نہ کی۔ نبی علیہ السلام سے اِتنا پیار اور محبت کہ، ساتھی جا کر روٹی کھا آتے، لیکن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر نکلنا بھی گوارا نہ کرتے۔ لوگ پوچھتے ابوہریرہ، روٹی کھانے کے لیے باہر کیوں نہیں جاتے؟ ارشاد فرماتے

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الصلاۃ، حسن الایمان، حدیث: ۴۰۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب تحویل القبلۃ من القدس الی الکعبۃ، حدیث: ۵۲۵۔ عن البراء رضی اللہ عنہ۔ و صحیح البخاری (۴۰۳) وصحیح مسلم (۵۲۶) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ صحیح مسلم (۵۲۷) عن انس رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ڈرتا ہوں کہ میں کھانا کھانے کے لیے مسجد سے باہر جاؤں، نبی علیہ السلام کوئی بات ارشاد فرمادیں اور ابو ہریرہ محروم رہ جائے۔ ❶

محبت اور پیار کا یہ عالم تھا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہا آقا کیا ارشاد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ابو ہریرہ جاؤ، میری مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ آج سے اللہ اور اس کے رسول نے شراب کو حرام قرار دے دیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے، مسجد نبوی کے دروازے پر پہنچے اور بلند آواز سے صدا دی!

((إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُحَرِّمَنْ عَلَيْكُمُ الْخَمْرَ))

لوگو! سن لو، آج سے نبی کائنات علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم پر شراب کو حرام قرار دے دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں، میری زبان سے یہ بات نکلنے کی دیر تھی، میں نے دیکھا کہ مدینے کی گلیوں میں شراب کا سیلاب اُمڈ آیا۔ اِس لیے کہ عربوں کی ساری قوم شراب کی رسیا، سالوں پرانی شراب اُن کے گھروں میں پڑی ہوئی، لوگوں نے مٹکے توڑ دیے کہ نبی علیہ السلام کا حکم آیا ہے۔ اب لمحے بھر کے لیے بھی شراب گھر میں رکھنا درست اور جائز نہیں ہے، لمحہ بھر بھی شراب رکھی تو خدا ناراض ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک گھر میں چند لوگ شراب پی رہے تھے، اُن کے کانوں سے بھی نبی علیہ السلام کی آواز ٹکرائی۔ گھر والا اُٹھا، اُس نے شراب کے مٹکوں کو توڑا۔ شراب کو نالیوں میں انڈیلا۔ سب کے ہاتھ رُک گئے۔ ❷ پھر اُس نے شراب کے انڈیلنے کے بعد شراب کے جاموں کو اُٹھایا اور دیوار پر مارنے لگا۔ ایک ساتھی کہنے لگا، دوست کیا کرتا ہے،

---

❶ صحيح البخاري، كتاب العلم، باب حفظ العلم، حديث : ١١٨- صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابي هريرة رضي الله عنه، حديث : ٢٤٩٢ بمعناه.

❷ صحيح البخاري، كتاب الاشربة، باب نزل تحريم الخمر، حديث : ٥٥٨٢، ٢٤٦٤- صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب تحريم الخمر، حديث : ١٩٨٠- عن انس رضي الله عنه بمعناه باختصار.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِن شیشے کے جاموں کو کیوں توڑتا ہے؟ کہا سنتے نہیں کہ میرے آقا نے شراب کو حرام قرار دے دیا ہے۔ کہا سن لیا، آقا علیہ السلام نے شراب حرام قرار دی ہے، گلاس تو حرام قرار نہیں دیے۔ اِن میں پانی، دودھ اور مشروبات پیے جا سکتے ہیں۔

نبی ﷺ سے پیار کرنے والوں کا عالم کیا تھا؟ اُس نے کیا جواب دیا؟ اُس نے کہا سن لو، کعبہ کے رب کی قسم ہے جس بات کو نبی علیہ السلام نے منع کیا، میں اُس کی یادگار بھی گھر میں رکھنا گوارا نہیں کرتا۔ یہ بلوری جام کیا چیز ہیں۔ اور آج مسلمانوں کے گھروں میں ڈیکوریشن پیس کے طور پر شراب کے جام رکھے جاتے ہیں۔

ایک صحابی سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے نبی کائنات علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ نبی پاک ﷺ کی نظر پڑی، آپ نے غصے سے آگے بڑھ کر سونے کی انگوٹھی اُس کی انگلی سے نکالی، اور یہ کہتے ہوئے اسے پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے مردوں پر سونا اور ریشم حرام قرار دیا ہے۔ یہ اُمت کی عورتوں کے لیے ہے، کسی مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ سونے کی انگوٹھی یا ریشم کا لباس پہنے۔ نبی پاک علیہ السلام تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ وہ صحابی جس کی انگلی سے نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی نکالی تھی، وہ بھی اُٹھ کر جانے لگا۔ ایک ساتھی نے انگوٹھی اُٹھائی اور اسے دیتے ہوئے کہا، جا رہے ہو یہ سونے کی انگشتری تو لیتے جاؤ۔ صحابی نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا، کہا جس چیز کو محمد ﷺ نے پھینک دیا ہے میں اُس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ اُس نے کہا نبی پاک علیہ السلام نے اسے مردوں کے لیے حرام قرار دیا، عورتوں کے لیے نہیں۔ اُس نے جواب دیا یہ تو ٹھیک ہے لیکن جب محمد ﷺ نے پھینک دیا تو میں اِس کو اپنی عورت کے لیے لے جانا بھی پسند نہیں کرتا۔ [1]

دوستو! ایمان کا تقاضا یہ ہے۔ آج ہم اپنے کردار، اپنی عادات، اپنی روایات، اپنی سیرت اور رسومات پر نظر ڈالیں کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ نبی علیہ السلام سے ہمارے تعلق کا عالم کیا

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم خاتم الذهب علی الرجال، حدیث: ۲۰۹۰۔ السنن الکبریٰ للبیهقی (۴۲۴/۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنهما.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ ایک طرف نبی علیہ السلام کا واضح حکم موجود ہے، دوسری طرف مَن کی خواہشات ہیں، برادری کے تقاضے ہیں، بیوی کے مطالبے ہیں، عزیزوں کی خواہشات ہیں، بچوں کی باتیں ہیں۔ ایک طرف یہ سب کچھ ہے اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کھڑے ہیں۔ کبھی ہم نے نہیں سوچا، کبھی ہم نے غور نہیں کیا، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے۔

یارو! کبھی اِس انداز سے سوچو، کہ ایک طرف بیوی کھڑی ہے، ایک طرف آمنہ کے لال علیہ السلام کھڑے ہیں۔ کس کی بات کو ماننا ہے؟ ایک طرف برادری کھڑی ہے، دوسری طرف نبی کائنات ﷺ کھڑے ہیں، کس کی بات پر لبیک کہیں گے؟

ایک بیش قیمت اور منقش لباس پہننے والا صحابی (مصعب رضی اللہ عنہ) ٹاٹ کا لباس پہن کر کہتا ہے، آج ٹاٹ کا لباس پہن کر محمد ﷺ کی فرمانبرداری کر کے جتنی راحت ہوئی ہے، ریشم کا لباس پہننے سے کبھی اِتنی راحت نہیں ہوئی۔

تجھ کو کیا معلوم ہے اور پھر یہی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نبی کائنات علیہ السلام کی بارگاہ میں مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ ہاتھوں میں زنجیروں کے نشان پڑے ہوئے اور حدیث میں آیا ہے کہ گلے میں کرتہ بھی نہیں، صرف ٹاٹ کا ایک تہ بند باندھے ہوئے نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ نبی علیہ السلام نے دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا مصعب تم دنیا میں رہتے ہوئے اپنے آپ کو کس قدر جوکھم میں ڈال گئے۔ ریشمی کپڑے اور کم خواب وحریر پہننے والے، آج گلے میں کرتہ بھی نہیں؟ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ کہنے لگے آقا گلے میں کرتہ نہیں لیکن آپ کی محبت کی زنجیر تو پڑی ہوئی ہے۔

صاحب مزمل و مدثر کو میدانِ اُحد میں دیکھنا پڑا کہ مصعب رضی اللہ عنہ کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے اور اُس کو ڈھانپنے کے لیے کوئی کپڑا بھی موجود نہیں ہے۔ نبی کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب کو دیکھا کہ آج اِس کو ڈھانپنے کے لیے کپڑا بھی نہیں ہے۔ (1) فرمایا مصعب تو نے میری محبت میں کیا کچھ نہیں کیا، سن لو، آج اگرچہ تیرے جسم پر

(1) طبقات ابن سعد (۳/۱۸۵)۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد، حدیث: ۴۰۴۵۔ عن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ باختصار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی کپڑا نہیں، لیکن عرش کے فرشتے تیرے استقبال کے لیے جنت کے دروازے پر جنت کے لباس لیے کھڑے ہیں۔

لوگو! جنھوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا نبی اور رسول مانا، پھر اُن کی نظروں میں دنیا والے کوئی قدر و قیمت نہ رکھ سکے۔ اُنھوں نے سمجھ لیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کائنات کی سب سے گراں تر ہستی ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ گھر سے چھپ چھپا کر نکلے اور سرورِ کائنات ﷺ کی محبت میں مدینے کا رُخ کیا۔ بیوی پیچھے اور بچہ آگے بٹھایا۔ اونٹ کو ایڑھ لگائی اور چل نکلے۔ سسرال والوں کو علم ہوا، بھاگے ہوئے آئے۔ راستہ روک لیا، کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا مدینے والے کے پاس جا رہا ہوں۔ کہا جانا ہے تو ہماری بیٹی چھوڑ کر جاؤ۔ ہم تمھارے ساتھ بیٹی نہیں جانے دیں گے۔ آسمان کی طرف دیکھا، پلٹ کر کہنے لگے لے جاؤ۔ میری بیوی محمد ﷺ کی محبت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی ہے۔ ابھی وقت نہ گزرا تھا کہ اپنے والدین بھی بھاگے ہوئے آئے۔ اونٹ کی مہار تھام لی، کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا مدینے والے کے پاس جا رہا ہوں۔ کہنے لگے یہ بیٹا اور اونٹ ہمارا ہے۔ لمحے بھر کے لیے رُک گئے۔ کائنات میں بیٹے سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں ہوتی۔ دیکھا بیٹا بلبلا پڑا۔ پیار سے بیٹے کے کندھے پر ہاتھ رکھا، فرمایا بیٹے نہ رو، تمھیں اپنے باپ کی جدائی کا غم اور تیرے باپ کو تیری جدائی کا زیادہ غم ہے، لیکن کعبے کے رب! سن لے، ایک بیٹا نہیں ہزار بیٹے ہوں، محمد ﷺ پر قربان کر دوں گا۔ محمد ﷺ کی محبت پر آنچ نہ آنے پائے گی۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ جب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچے تو پاس کچھ بھی نہیں۔ صرف دو کپڑے ہیں جو جسم پر پہنے ہوئے ہیں۔ نبی پاک علیہ السلام نے سلام پھیرا، سامنے عبدالرحمٰن کھڑا دیکھا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا عبدالرحمٰن ہماری محبت تمھیں کھینچ لائی؟ کہا اللہ کے رسول یہی بات ہے۔ فرمایا کیسے آئے؟ کہا اللہ کے رسول سب کچھ لٹا کے آیا ہوں۔ بیوی، بچہ، گھر، مال، دولت، ظالموں نے ہر چیز چھین لی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا، ہماری محبت لے کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئے ہو تو سودا مہنگا نہیں ہے۔

لوگو! آج ہمارا ایمان کیا ہے؟ ہمارے ایمان کی کیفیات کیا ہیں؟ سن لو آج رمضان کے اِس مقدس مہینے میں جمعۃ الوداع کے لیے آئے ہو۔ اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کرو کہ اگر ایک طرف امام کائنات علیہ السلام ہوں گے، دوسری طرف ساری کائنات ہوگی، ساری کائنات کو ٹھکرا دیا جائے گا، امام کائنات علیہ السلام کی بات پر آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔ برادری، رشتہ دار، قبیلے، بیوی، بچے، مال، دولت...... قرآن حکیم کہتا ہے!

﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾

[التغابن: ۱۵] ❶

فتنہ لے لو یا رب کا اجر عظیم لے لو۔

ایک طرف یہ بات ہے، دوسری طرف کچھ لوگ جو برادریوں، گھریلو چکروں اور مال و دولت کے تقاضوں سے باہر نہیں نکلتے، اُن کی بربادی کے لیے خود ساختہ پیر...... خود ساختہ بزرگ...... خود ساختہ امام اور خود ساختہ حکمران اُن کا ایمان تباہ کرنے کے لیے کھڑے ہیں۔

ایک طرف حکم محمد ﷺ ہے، دوسری طرف اپنے بزرگ کی بات ہے۔ کہتے ہیں یہ بزرگ بھی تو شریعت کے اسرار و رموز سے بے خبر نہیں۔ یہ بزرگ بھی تو شریعت کو سمجھتا ہے۔

سن لو! شیطان نے گمراہ کرنے کے لیے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھائی ہے کہ یہ بزرگ ہے...... یہ پیر ہے...... یہ فقیر ہے...... یہ بڑا ہے۔ مومن یہ سمجھتا ہے کہ نبی علیہ السلام کے مقابلے میں ہر آدمی حقیر ہے، اُس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ محمد ﷺ کے مقابلے میں کسی کی بات نہیں چل سکتی، چاہے کوئی کتنا بڑا کیوں نہ ہو۔ جو شرک سے بچتا ہے وہ یہاں آ کر مرتا ہے، اور کیا کہتا ہے؟ کہتا ہے، آخر اِس بزرگ کو بھی تو دین کی سمجھ ہے۔

بالکل سمجھ نہیں ہے۔ دین کی سمجھ صرف اُس شخص کو ہے جو نام محمد ﷺ کو اونچا رکھتا

❶ سوائے اس کے نہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے وبال جان ہیں اور اللہ کے نزدیک بڑا اچھا بدلہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جو سرورِ کائنات علیہ السلام کی بات کو سر بلند کرتا ہے۔ جو نبی علیہ السلام کے مقابلے میں اپنی بات کو رکھتا ہے وہ بزرگ نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بڑا بزرگ کون تھا؟ اُن کے درمیان بات ہوئی، ایک صحابی نے ایک بات کہی، دوسرے صحابی نے دوسری بات کہی۔ نبی علیہ السلام کا نام آیا تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی گردنوں کو جھکا لیا۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ بھی تو صحابی ہے۔ اُنھوں نے کہا کلمہ صحابی کا نہیں پڑھا، کلمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھا ہے۔

ایک مسئلے میں اختلاف ہوا کہ نبی پاک علیہ السلام کو کہاں دفن کیا جائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ نے کہا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں جنت المعلیٰ کے اندر دفن کرنا چاہیے، جہاں آپ کے آباؤ اجداد دفن ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ایک گروہ کہنے لگا، جنت البقیع میں دفن کرنا چاہیے کہ نبی علیہ السلام نے خود فرمایا ہے، جو جنت البقیع میں دفن ہوا، قیامت کے دن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی سفارش کروں گا۔ کسی نے کہا نہیں، یہاں دفن کرو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اُٹھے، فرمانے لگے، میں نے نبی کائنات علیہ السلام سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے:

((ان الانبیاء یدفنون حینما یموتون.)) [1]

سن لو، نبی اُسی مقام پر دفن ہوتے ہیں جہاں اُن کی موت واقع ہوتی ہے۔ جہاں وفات ہو، نبی کو وہاں دفن کیا جائے گا۔ چونکہ وفات حجرہ مبارکہ میں ہوئی ہے، اِس لیے دفن بھی حجرہ مبارکہ میں کیا جائے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی علیہ السلام کے فرمان کو سنا تو اپنی نظروں کو جھکا لیا کہ نبی علیہ السلام کے حکم کے آجانے کے بعد اب چون وچراں کی گنجائش باقی نہیں ہے۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں بھی تو صحابی ہوں۔

انصار اور مہاجروں کے درمیان تلواریں نکل آئیں۔ مہاجر کہنے لگے امیر ہم میں سے،

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه ﷺ، حديث: ١٦٢٨۔ مصنف ابن ابی شيبة (١٤/٥٥٣)۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انصار کہنے لگے خلیفہ ہم میں سے۔ انصار میں سے ایک جذباتی جوان نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا۔ کہنے لگا آج انصار سے کوئی خلافت چھینے گا تو تلوار کی دھار پر چھینے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((الائمة القریش.)) ❶

میرے بعد میرا نائب، مسلمانوں کا خلیفہ اگر کوئی ہوگا تو قریش میں سے ہوگا۔

اُس شخص نے جس نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا اور کہا تھا، آج تلوار کی دھار پہ کوئی ہم سے خلافت چھین کر جائے، اُس نے تلوار کو نیام میں ڈالا۔ سب سے پہلے دوڑتا ہوا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، کہنے لگا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آجانے کے بعد اب ضد کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ جس کو آپ کہیں ہم اُس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور جو آپ کی بیعت توڑے گا ہم اُس کی گردن کو اُڑا دیں گے۔

یہ تھا حضرات صحابہ کا اطاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ......

ایک اور طبقہ ہے، بزرگوں کی بات نہیں، حکمرانوں کی بات لے کر آجاتا ہے۔ کہتا ہے، حکمران یہ کہتے ہیں۔ سن لو، ساری کائنات کے حکمران مل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کوئی حکمران نبی علیہ السلام کے مقابلے میں اگر بات کہے تو اُس کی بات ماننے والا بھی کافر اور وہ حکم صادر کرنے والا بھی کافر ہے۔ قرآنِ حکیم کہتا ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾

[المائدہ: ٤٥] ❷

سکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چلے گا، اِس لیے کہ کلمے کے اندر کسی حکمران کا نام داخل نہیں ہے:

((اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمداً عبده ورسوله))

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب رجم الحبلی فی الزنی اذا احصنت، حدیث: ٦٨٣٠۔ مطولًا. عن ابن عباس رضی اللہ عنہما.

❷ اور جو کوئی اللہ کے اُتارے ہوئے حکم سے فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مروان بادشاہ کے زمانے میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے۔ بادشاہ نے اعلان کر رکھا تھا کہ جب میں خطبہ شروع کر دوں تو کوئی آدمی نہ بات کر سکتا ہے، نہ قرآن پڑھ سکتا ہے اور نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ سعید بن جبیر مسجد میں آئے۔ سپاہی چاروں طرف کھڑے ہیں۔ بادشاہ خطبے کے لیے کھڑا ہو چکا ہے۔ کہا اللہ اکبر، سپاہی آگے بڑھے۔ ابھی تکبیر نہیں کہی کہ ہاتھ پکڑ لیے۔ فرمایا کیا بات ہے؟ کہا جانتے نہیں، بادشاہ کا حکم ہے کہ جب میں خطبہ شروع کر دوں تو کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ سعید بن جبیر نے ہاتھ جھٹک دیے، فرمایا جاؤ، بادشاہ کو جا کر کہہ دو، میں نے کلمہ تیرا نہیں پڑھا، مدینے والے محمد ﷺ کا پڑھا ہے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں آئے تو اُس وقت تک مسجد میں نہ بیٹھے جب تک دو نفل ادا نہ کر لے، اگرچہ امام خطبہ دے رہا ہو۔ اُنھوں نے کہا بادشاہ یہ کہتا ہے۔ فرمایا میں تمھارے بادشاہ کے مقابلے میں نبی علیہ السلام کی بات چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ کہا جان......؟ جان سے ہاتھ دھونا گوارا ہے محمد ﷺ کا فرمان چھوڑنا گوارا نہیں ہے۔

امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ اور امام بن نصر رحمہ اللہ کے واقعات مشہور ہیں۔ امام احمد بن نصر کی صرف آخری بات سن لو۔ بادشاہ نے حکم جاری کیا، بنو عباس کا سات فٹ اونچا لمبا جوان، معتصم نام کا بادشاہ۔ مورخین نے لکھا ہے کہ اِس سے زیادہ طاقتور اور اِس سے زیادہ باجبروت بادشاہ بنو عباس کی سات سو سالہ تاریخ میں نہیں گزرا۔ سات فٹ لمبا جوان اور اتنا طاقتور تھا کہ اگر کسی کے سر پر تلوار مارے تو تلوار جب تک پیروں سے نہ نکل جائے، رُکتی نہیں تھی۔ اُس کے دماغ میں خلل ہوا، اور بادشاہوں کے دماغ اکثر خراب رہتے ہیں، سمجھتے ہیں ہم نے حج کر لیا ہے، ہم کو کون پوچھے گا۔ ہم عمرہ کر آئے ہیں، ہم جو جی چاہیں کریں، ہمارے لیے کھلی چھٹی ہے۔

کہتے ہیں بڑا نیک تھا۔ نیک اِتنا تھا کہ خود خطبہ جمعہ دیتا تھا، نماز خود پڑھاتا تھا۔ خلل واقع ہوا، کہنے لگا، آج کے بعد منبر پر کوئی مسئلہ بیان نہ کرے کہ رب کی زیارت ہوگی۔ اللہ نور ہے اور نور کی کوئی زیارت نہیں کر سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب رب سے کہا، اللہ مجھ کو زیارت کروا۔ اللہ کریم نے فرمایا، تو زیارت نہیں کر سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

﴿رَبِّ اَرِنِیْ﴾

اللہ اپنا جلوہ دکھا۔

﴿فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا﴾

موسیٰ علیہ السلام کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ نے جب اپنا جلوہ پہاڑ پر ڈالا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

﴿وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا﴾

اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔

بادشاہ کہنے لگا جب نبی رب کو نہیں دیکھ سکتا تو عام مومن کیسے دیکھ سکتا ہے۔ کوئی اعلان نہ کرے، ورنہ اس کی سزا موت ہے۔ بغداد کی مسجدوں میں اعلان ہو گیا کہ بادشاہ کا حکم ہے، کوئی اِس کے خلاف مسئلہ بیان نہ کرے۔ مملکت میں ہزاروں مسجدیں تھیں اوران کے خطیب دم بخود...... سب کی زبانوں پر تالے پڑ گئے۔ جمعے کا دن آیا، ایک مردِ قلندر اُٹھا، منبر پر چڑھا، خطبہ دیا۔ کہنے لگا، لوگو سن لو، میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب جنتی جنت میں جائیں گے، اللہ راضی ہو گا، پوچھے گا جنتیو، خوش ہو کہ نہیں؟ جنتی کہیں گے اللہ تیری جنت مل گئی، ہمیشگی کی نعمتیں مل گئی ہیں، اِس سے بڑی خوشی کی بات کیا ہے۔ اللہ کریم فرمائیں گے میں نے تمھارے لیے اِس سے بھی بڑی ایک بات رکھی ہوئی ہے۔ کہیں گے اللہ جنت سے بھی بڑی......؟ نبی پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، رب کہے گا ہاں جنت سے بھی بڑی ہے۔ جنتی پوچھیں گے اللہ وہ کیا ہے؟ فرمایا، ورضوان من اللہ اکبر، جاؤ آج میں اعلان کرتا ہوں، جنتیو میں تم پر راضی ہو گیا، کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا، جنتی خوشی سے بھر جائیں گے۔ کہیں گے اللہ یہ نعمت جو تُو نے عطا کی ہے یہ تو جنت سے بھی بڑی ہے۔ تیری خوشنودی مل گئی۔

امامِ کائنات علیہ السلام نے فرمایا، جنتی سجدے میں گر جائیں گے، لمبا سجدہ کریں گے، پھر سر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اب تو راضی ہو؟ کہیں گے اللہ اب اِس سے بڑی رضا کیا ہے، جنت بھی ملی اور تیری رضا کی سند بھی ملی کہ اب تو کبھی ہم پر ناراض نہیں ہوگا، کہ کیا پتہ ہے کبھی ناراض ہو جاتا اور آدم علیہ السلام کی طرح جنت سے نکال دیتا۔ اللہ فرمائیں گے، ایک نعمت میں نے اِس سے بھی بڑی رکھی ہوئی ہے۔ جنتی حیرانی سے کہیں گے اللہ جنت اور تیری رضا سے بڑی......؟ اللہ فرمائیں گے ہاں، اِس سے بھی بڑی۔

ناطق وحی علیہ السلام نے فرمایا: جنتی کہیں گے اللہ، وہ نعمت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنے انوار کے پردے اُٹھا دے گا اور جنتی اپنے رب کو اِس طرح دیکھیں گے، جس طرح چودھویں کے چاند کو اپنی آنکھوں سے چمکتا ہوا دیکھتے ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اے میرے محمد ﷺ کی اُمت کے لوگو! آج میں نے تم کو وہ نعمت عطا کی ہے جو زندگی میں کبھی نبیوں کو بھی عطا نہیں کی، تم کو اپنا جلوہ عطا کیا۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں، رب کے دیدار سے مومنوں کے جسم کے اندر اِس قدر خوشی سرایت کر جائے گی کہ جنت کی خوشی اُس کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی۔ اللہ تو ہم کو اپنے جلووں اور اپنی زیارت سے بہرہ ور فرما۔ اللہ تو ہم کو بھی اُن میں سے کر لے جن کو تیرا دیدار ہوگا۔

امام احمد بن نصر نے منبر پر قدم رکھا۔ کہا لوگو سنو، بادشاہ جھوٹا اور مدینے والا سچا۔ بادشاہ کہتا ہے، رب کی زیارت نہیں ہوگی، مدینے والا کہتا ہے، رب کی زیارت ہوگی۔ خطبہ دیا، گھر گئے۔ ابھی گھر نہیں پہنچے کہ بادشاہ کے سپاہی پہلے پہنچ گئے۔ سی آئی ڈی نے خبر پہنچائی، مارشل لاء کے ہرکارے گھر میں پہلے ہی پہنچے ہوئے۔ دروازے پر دستک دی، بیوی نے جھانک کر دیکھا کہ مسلح دستے کھڑے ہیں۔ کہنے لگی: احمد بادشاہ کے فوجی آ گئے۔ احمد ابن نصر نے بات سنی تو جلدی سے غسل خانے میں گھس گئے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے، بیوی بھی مومنہ تھی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مومنوں کو اللہ مومن عورتیں دیتا ہے۔ کہنے لگی اِتنے ڈرپوک تھے تو محمد ﷺ سے یارانہ کیوں لگایا تھا۔ اِتنے بزدل تھے تو نبی علیہ السلام کا نام نہیں لینا تھا۔ بیوی نے دستک دی تو امام باہر نکلے، بیوی نے دیکھا کہ غسل کر کے کفن پہنا ہوا ہے۔ فرمانے لگے ڈر کر نہیں گیا تھا، اللہ کے رسول ﷺ کی ملاقات کی تیاری کرنے کے لیے گیا تھا کہ نہ جانے ظالم غسل بھی دیں گے یا نہیں دیں گے۔

امام صاحب اِس شان سے باہر نکلے کہ کفن پہنا ہوا، بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔ وزیر ...... مجلس شوریٰ کے ارکان ...... لالچی ...... ڈھوپچی ...... ضمیر فروش ...... بے دین ...... بددیانت ...... خائن ...... محمد ﷺ کے منبر کو بیچنے والے ...... رسول کے محراب کا سودا کرنے والے ...... حکمرانوں کی ہاں میں ہاں ملانے والے ...... کفر کو اِسلام کہنے والے ...... زندقہ کو ایمان کہنے والے کھڑے تھے۔ امام جاتا ہے، گردن اُٹھی ہوئی، سینہ تنا ہوا، بادشاہ نے غضب ناک نظر ڈالی، کہنے لگا اے احمد، تم نے یہ کہا کہ رب کی زیارت ہوگی؟ احمد مسکرائے، مومن پر اللہ کے مقابلے میں کسی کا دبدبہ اور ہیئت اثر نہیں کرتی۔ جس کے دل میں رب کا ڈر بسا ہوا ہو، وہ کائنات کے ڈر سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

کہا تم کہتے ہو، رب کی زیارت ہوگی؟ احمد کے لبوں کی جنبش کی طرف زمانہ دیکھ رہا ہے، کائنات کی نبضیں رُک گئیں، بادشاہ نے غصے سے تلوار کو میان سے باہر نکال لیا۔ کہنے لگا کیا کہتے ہو؟ فرمایا میں کہتا ہوں کہ زیارت نہیں ہوگی۔ ضمیر فروش مسکرا پڑے کہ مولوی تلوار کی دھار اور موت سامنے دیکھ کر ڈر گیا ہے۔ چہروں پر مسکراہٹ آئی، مذاق اُڑانے لگے، فرمایا بادشاہ سنو، رب کی زیارت نہیں ہوگی تجھ کو لیکن محمد ﷺ کے غلاموں کو ضرور ہوگی۔ بادشاہ سکڑ گیا، ضمیر فروشوں کے دَم گھٹ گئے۔ بادشاہ اُٹھا اور امام احمد بن نصر کے چہرے پر تلوار کا وار کیا۔ تلوار چہرہ کاٹتی ہوئی جسم کو دو حصوں میں تقسیم کر گئی۔ جسم کٹ گیا، لیکن کٹنے سے پہلے بتلایا گیا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ [حم السجدہ: ۳۰] ❶

محمد ﷺ سے پیار کرنے والے، محمد ﷺ کی راہ سے ہٹا نہیں کرتے۔ کہا جاؤ اِس کی لاش کو بغداد کے دروازے پر لٹکادو، نہ غسل ہوگا، نہ کفن دیا جائے گا، اور نہ کوئی اِس کا جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ رات آدھے بغداد نے خواب میں دیکھا کہ امامِ کائنات علیہ السلام اپنے چاروں یاروں اور چچا عباس کے ساتھ سفید لباس پہنے تشریف لا رہے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا آقا کہاں آئے ہیں؟ فرمایا اپنے احمد کا جنازہ پڑھانے آیا ہوں۔

لوگو! جنہوں نے صحیح معنوں میں آمنہ کے لال علیہ السلام سے محبت کی اور پھر اطاعت کا پیرہن اپنے گلے میں ڈال لیا، وہ یہاں بھی کامیاب، آخرت میں بھی سرخرو۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت، اطاعت اور پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

---

❶ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے، پھر وہ اس پر جم گئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل ترین ہستی کون؟

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰاةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [الفتح: ٢٩] [1]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور

[1] محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو ایمان والے ان کے ساتھ ہیں، وہ کفار کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔آپس میں ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں۔تم ان کو رکوع سجود کرتے دیکھتے ہو۔وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ان کی نشانی ان کی نمازوں کے اثر سے ان کے چہروں میں ہے۔یہی اوصاف ان کے تورات میں مرقوم ہیں اور انجیل میں ان کے اوصاف ایک کھیتی کی طرح مرقوم ہیں۔جس سے ایک سوئی نکلی پھر وہ مضبوط ہوئی، پھر موٹی ہوئی، پھر وہ اپنی پنڈلی پر سیدھی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔کفار ان کی وجہ سے جلتے ہوں گے۔خدا نے ایمان داروں سے اور جو ان میں سے نیک اعمال کرتے ہیں، ان سے بخشش اور بڑے بدلے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں اس ہستی اقدس و مقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

حضرات! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج اس مقام پر آپ سارے دوست اتنی بڑی تعداد میں اس لیے تشریف فرما ہوئے ہیں کہ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اُن عظیم ساتھیوں کو خراجِ عقیدت پیش کر سکیں کہ جیسے عظیم ساتھی سرورِ گرامی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کسی نبی اور پیغمبر کو میسر نہیں آئے۔

مشہور شیعہ کتاب ''تفسیر حسن عسکری'' میں لکھا ہے کہ ربِ کائنات نے ساری کائنات میں سب سے افضل اور بلند تر مقام اگر کسی کو عطا کیا ہے تو انبیاء اور رسل کو عطا کیا ہے اور سارے انبیاء میں سب سے افضل اور اعلیٰ ربِ قدوس نے کسی کو بنایا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کو بنایا ہے۔ حسن عسکری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جس طرح ربِ کائنات نے سارے انبیاء اور سارے رسولوں سے افضل ہمارے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو بنایا ہے، اسی طرح ربِ کائنات نے آپ کے صحابہ کو سارے نبیوں اور رسُولوں کے صحابہ سے افضل بنایا ہے۔

ہمارے نبی سارے نبیوں سے افضل اور ہمارے نبی کے ساتھی سارے نبیوں کے ساتھیوں سے افضل، سب کی فضیلت مسلمہ، سب اپنے اپنے مقام پر، اور یہ مقدس ہستیاں اس مقام بلند کی مالک اور وارث کیسے نہ ہوں کہ ربِ کائنات نے انہیں یہ شرف عطا کیا کہ انہوں نے اپنی زندگی میں حالتِ ایمان میں اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے چہرۂ پُر انوار کو دیکھا ہے۔ ربِ کائنات نے اپنے نبی ﷺ کی زبان اقدس سے انہیں اور ایسے سارے لوگوں کو یہ خوشخبری سنائی ہے کہ ((لَا تَمَسَّ النَّارُ مَنْ رَّأَنِی أَو رای من رأنی)) [1] جس نے

[1] سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل من رای النبی ﷺ وصحبه، حدیث: ۳۸۵۸، معرفة الصحابة لابی نعیم (۳٤) عن جابر رضی اللہ عنہ بلفظ "لا تمس النار مسلما رآنی......".

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے چہرۂ پُرانوار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، اللہ تعالیٰ نے ان آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام کردی ہے اور صرف یہی نہیں، اگر یہی بات ہوتی تو فضیلت کے لیے بہت بڑی بات تھی، لیکن سرورِ گرامی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رفقاء کے مقام اور فضیلت کو یہ کہہ کر اور زیادہ آشکار اور اجاگر کیا، ((اَوْ رَاٰی مَنْ رَّاٰنِیْ.)) میرے دیکھنے والوں پر تو جہنم کی آگ حرام ہے ہی، لیکن یاد رکھو، جس نے میرے کسی عام صحابی کے چہرے کو بھی دیکھ لیا، اللہ نے اس پر بھی جہنم کی آگ حرام کردی ہے۔

یہ اسلام کا اور ساری کائنات کے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی تھا، صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی، جنابِ حسن رضی اللہ عنہ کے ایام میں بھی، حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی۔ قرونِ اولیٰ اور ساری کی ساری فضیلت والی صدیاں اسی عقیدے کو مسلمانوں کے عقیدے کے طور پر دیکھتی رہیں اور مشاہدہ کرتی رہیں۔ کبھی اس عقیدے میں اختلاف رُونما نہیں ہوا۔

مسلمانوں کا یہی عقیدہ، مومنوں کا یہی عقیدہ، اہلِ بیت کا یہی عقیدہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا یہی عقیدہ، حضرتِ علی کا یہی عقیدہ، حضرت علی کے خانوادے کا یہی عقیدہ کہ کائنات میں جس نے سرورِ گرامی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ پُر انوار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، اللہ نے اُس پر جہنم کی آگ کو حرام کردیا ہے۔ یہ عقیدہ متفقہ عقیدہ تھا۔

اللہ رب العزت نے اگر توفیق عطا فرمائی اور گلا جو مسلسل ایک مہینے کی مار کھا کھا کر بڑا تھک گیا ہے، اس نے ساتھ دیا اور آپ حضرات ذوق وشوق کا مظاہرہ کرتے رہے تو آج ان شاء اللہ حوالوں کے ساتھ، دلائل کے ساتھ، شواہد کے ساتھ، براہین کے ساتھ اور صرف اپنے گھر کی گواہیوں سے نہیں، بیگانوں کے گھر کی گواہیوں سے بھی یہ ثابت کروں گا کہ مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ تھا۔ اس عقیدے کے اندر سب سے پہلی دراڑ مسلمان کے کسی فرزند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے پیدا نہیں کی، بلکہ غیر مسلم سازش کے نتیجے میں سب سے پہلے سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے خلاف زبانِ طعن دراز کی گئی۔ جس نے ابتداء میں نبی علیہ السلام کے صحابہ پر طعن کیا، وہ سرورِ کائنات علیہ السلام کی اُمت کا شخص نہیں، بلکہ یہودی ملت کا فرد تھا۔

اللہ نے توفیق دی تو آج آپ کی خدمت میں یہ ساری باتیں ان شاء اللہ پیش کر کے جاؤں گا، لیکن بنیادی طور پر یہ بات سمجھ لیجیے کہ مسلمانوں کے اندر، قرنِ اول میں، قرنِ دوم میں، قرنِ سوم میں کوئی اختلاف نہ تھا کہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رُخِ زیبا کو جس نے بھی اپنی آنکھوں سے ایمان کی حالت میں دیکھ لیا، اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا ہے، اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ جب تلک کائنات باقی ہے، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت باقی ہے، اور جب تلک کائنات باقی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ماننے والے باقی ہیں، جب تک دنیا موجود ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے موجود رہیں گے، لیکن ان سارے موجودین میں سے جو صدیوں پر پھیلے ہوئے ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہستیاں اگر کسی کی ہیں تو وہ نبی علیہ السلام کے پاک صحابہ کی ہیں۔

اس کے بعد پھر صحابہ کرام میں اگر سب سے افضل کوئی گروہ ہے تو وہ گروہ ہے جس نے خونِ عثمان کا بدلہ لینے کی قسم کھائی تھی اور نبی علیہ السلام کے دست مبارک پر، حدیبیہ کے مقام پر بیعت کی تھی۔ وہ چودہ سو کے چودہ سو اللہ کی رضا اور جنت کے وارث بنے تھے، اور پھر ان سے بھی اگر کوئی افضل ہے تو وہ تین سو تیرہ ہیں جو اس جنگ میں شریک ہوئے جس جنگ کے سارے شرکاء کو ناطقِ وحی نے فرمایا تھا، اے بدر کے مجاہدو اور غازیو، سن لو، اللہ تمہارے دیدار کے لیے عرشِ معلیٰ سے آسمان دنیا پہ اتر آیا ہے، اور اس نے تمہیں دیکھ کر کہا ہے، اے بدر کے غازیو، آج کے بعد تم جو جی چاہے کرو، میں نے جنت تمہیں لکھ کر عطا فرما دی ہے، [1] اور پھر ان میں سے بھی وہ دس صحابی سب سے افضل ہیں جن میں سے ایک ایک کا نام لے کر

[1] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شهد بدرا، حدیث : ۳۹۸۳، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعة واهل بدر رضی اللہ عنہم، حدیث : ۲۴۹۴ عن علی رضی اللہ عنہ۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ [1]

دس کے دس صحابی جنہیں عشرہ مبشرہ کا لقب حاصل ہے، اور پھر ان دس میں سے بھی وہ چار سب سے افضل ہیں جو سرورِ کائنات علیہ السلام کے بعد آپ کی امامت گاہ پر اُمت کے تاجدار بنا کر کھڑے کیے گئے، اور ان چار میں سے بھی پھر وہ سب سے افضل ہے جس کے بارے میں رحمتِ کائنات، ناطقِ وحی ﷺ نے آسمان والے کا اشارہ پا کر یہ فرمایا تھا، جبکہ آپ نے یہ بیان کیا تھا!

((اِنَّ لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةَ اَبْوَابٌ.)) [2]

جنت کے آٹھ دروازے ہیں، کسی کا نام باب الجہاد، کسی کا نام بابُ الصلوٰۃ، کسی کا نام باب الرّیان، کہ وہ جس نے گردن کو کٹایا، اپنی رگوں کا لہو بہایا، اس کو باب الجہاد سے پکارا جائے گا، آؤ جنت میں جانے کے لیے باب الجہاد سے گزر کر جاؤ۔ جب کائنات سوتی رہی وہ جاگ کر رب کی بارگاہ میں سجدے کر کے رب کو مناتا رہا، اس کو پکارا جائے گا، آؤ باب الصلوٰۃ سے گذر کر جنت میں جاؤ۔ جس نے کثرت سے نفلی روزے رکھے، اس کو پکارا جائے گا، آؤ آج سیرابی کے دروازے سے گزر کر جاؤ۔ سرورِ کائنات ﷺ کا بوڑھا یارِ غار بیٹھا ہے۔ دل میں خیال آیا، خیال نے الفاظ کا جامہ پہنا، لبوں سے الفاظ جُدا ہوئے۔ آقا جائے گا تو ایک ہی دروازے سے، کہ داخل ہونے والا جب بھی کہیں داخل ہو، ایک ہی دروازے سے گذر سکتا ہے، لیکن کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہوگا، جس کو یہ اعزاز ملے کہ جنت کے آٹھوں دروازوں کے دربان فرشتے آواز لگائیں کہ آؤ ہمارے دروازے سے ہو کر جنت میں جاؤ، آؤ ہمارے دروازے سے گذر کر جنت میں جاؤ۔ آقا کوئی ایسا بھی ہوگا؟ رحمتِ کائنات ﷺ نے سرِ اقدس کو جھکایا، آسمان سے جرائیل امین آ گیا، آقا سرِ اقدس کو اُٹھایئے۔ جواب

[1] سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حدیث: ٣٧٤٧، عن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ.

[2] مسند احمد (٣٨٦/٤) مسند عبد بن حمید (٢٩٨) عن عمرو بن عبسة رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب نے دیا۔ فرمایا کیا جواب دیا؟ کہا پوچھنے والے کو جواب دیجئے، "يَا صِدِّيق اَنْتَ مِنْهُم۔" جس کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکارا جائے گا اے صدیق اکبر وہ تو ہو گا۔ رضی اللہ عنہ ❶

وہ پھر ان سب سے افضل، وہ سب سے اعلیٰ، وہ سب سے بہتر، وہ سب سے بلند تر، وہ سب سے فروتر وہ سب سے بالاتر، کہ جس کے بارے میں ام المومنین، صدیقہ کائنات سلام اللہ علیہا روایت کرتی ہیں کہ ایک دن اپنے گھر کے آنگن میں بیٹھی ہوئی، آسمان کا چہرہ دُھلا ہوا، بادل برسے، گرد و غبار چھٹ گیا، ہر طرف ستارے جگمگ کرنے لگے۔ جدھر نگاہ اٹھاتی ہوں ستارے ہی ستارے...... میں ستاروں کے نظارے میں محو تھی کہ آمنہ کا چاند میرے گھر کے آنگن میں آ گیا۔ رحمتِ کائنات ﷺ کے چہرۂ پُرانوار کو دیکھا تو ایک سوال صدیقہ کے لبوں پہ آ گیا،

((یا رسول اللہ! هَلْ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنٰتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّماء؟))

آقا! آپ کی اُمت میں کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہے، جس کی نیکیاں اتنی لاتعداد اور بے شمار کہ جیسے آسمان کے ستارے؟ رحمتِ کائنات ﷺ نے تبسم کیا، آپ نے فرمایا، نَعَم، عائشہ ایک ایسا بھی ہے، جس کی اتنی نیکیاں، جتنے آسمان کے ستارے، کہ جس طرح آسمان کے ستاروں کو گنا نہ جا سکے، اس طرح اس کی نیکیوں کا شمار نہ ہو سکے۔ جلدی سے پوچھا، مَنْ یَا رَسُوْلَ اللہ؟ اللہ کے حبیب وہ کون؟ فرمایا عمر بن خطاب۔ صدیقہ، وہ میرا فاروق ہے، جس کی اتنی نیکیاں جتنے آسمان کے ستارے۔ صدیقہ کائنات کے دل میں خیال کچھ اور تھا، وہ خیال چھپا کر نہ رکھا۔ اُس کو بھی الفاظ کے سانچے میں ڈھالا اور سرورِ کائنات کی بارگاہ میں پیش کیا!

((وَاَیْنَ حَسَنٰتُ اَبِی بَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللہِ؟))

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، حدیث: ۱۸۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل من ضم الی الصدقة غیرها، حدیث: ۱۰۲۷ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ بمعناه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے حبیب تو پھر ابو بکر کی نیکیاں کہاں گئیں؟

تبسم رسول مسکراہٹ میں تبدیل ہو گیا۔ فرمایا عائشہ پوچھتی ہو ابو بکر کی نیکیوں کو اور پیمانہ بناتی ہو آسمان کے ستاروں کو...... آسمان کے لا تعداد اور بے شمار ستارے ابو بکر کی نیکیوں کا پیمانہ نہیں بن سکتے۔ ابو بکر کی نیکیوں کے متعلق پوچھنا ہے تو سمجھ لے!

((اِنما جمیعُ حَسنٰتِ عُمر کلَیْلةٍ وَاحِدَةِ اَبِیْ بَکْرٍ.)) [1]

عمر کی زندگی بھر کی نیکیاں ابو بکر کی اس رات کی نیکیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں جو اس نے غارِ ثور میں میرے ساتھ گزاری تھی۔

وہ رات کہ جس رات رب نے مجھ کو اور صدیق اکبر کو ایک صیغے میں مخاطب کیا تھا۔ مجھ میں اور صدیق میں جدائی گوارا نہ کی۔ یہ نہیں فرمایا کہ ((لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ معی و معلث)) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا﴾ صدیق آج غارِ ثور میں تجھ کو یہ مقام ملا کہ محمد ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ، تمہاری روح اللہ نے ایک کر دی ہے۔

کائنات میں سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، سب سے بلند تر صدیق اکبر کہ محمد رسول اللہ ﷺ جن کی نیکیوں کے لیے آسمان کے ستاروں کو بھی پیمانہ بنانے کے لیے تیار نہیں ہیں، یہی عقیدہ ساری امت کا تھا۔

سن لو! آج ان شاء اللہ یہ بات سمجھا کر جاؤں گا کہ امت میں کسی ایک شخص کا بھی اس کے مخالف عقیدہ نہ تھا اور اُمت کا عقیدہ کیسے نہ ہو، خود رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ جاؤ کتاب اٹھاؤ اور دیکھو، ایک بڑھیا نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتی ہے۔ سوال کرتی ہے، یا رسول اللہ ﷺ، میں کمزور، فقیر، ناتواں، بے کس و بے بس، غریب، مفلس و قلاش...... آقا میرے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں...... آپ کی بارگاہ میں آئی ہوں، مجھے کچھ عطا کر دیں۔

آج دو ٹکے کا ذاکر آتا ہے صدیق پہ کیچڑ اُچھالتا ہے اور چلا جاتا ہے، کسی کے کان پر

[1] تاریخ بغداد للخطیب (۷/۱۳۵)، العلل المتناهیة لابن الجوزی (۲۰۲)، اللآلی المصنوعة للسیوطی (۱/۳۰۴)، وقال الخطیب: موضوع. برید بن محمد بن برید له احادیث باطلة موضوعة.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوں تک نہیں رینگتی۔ مارشل لاء کا کوئی ضابطہ حرکت میں نہیں آتا، فوج ٹس سے مس نہیں ہوتی، کوئی ڈپٹی کمشنر قدغن عائد نہیں کرتا۔ میں پاکستان بھر میں بارہا یہ بات کہہ چکا ہوں، یہ ایام جو محرم کے گذرے ہیں، اتنا کچھ سنا ہے کہ دل پک گیا ہے۔ آج واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں ؎

کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

وہ لوگ جن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ایمان کہتے کسے ہیں، اسلام نام کس کا ہے، اہل بیت کا اطلاق کس پہ ہوا، وہ اٹھتے ہیں اور صدیق کے ایمان اور اسلام پہ گفتگو کرتے ہیں۔ ضیاء الحق کے لیے مارشل لاء کے ضابطے موجود ہیں اور کائنات کے امام کے یارِ غار کے لیے کوئی ضابطہ نہیں......؟

آج ہمارے لیے جلسوں پر پابندی، اجتماعات پہ پابندی۔ ہم تو اِس حجاب کے قائل ہی نہیں جو حجاب آج یہاں دیکھا ہے۔ تھوڑے لوگ اندر باقی باہر۔ باہر جلسہ کی اجازت دینے میں تکلیف کیا ہے؟ اگر لوگوں کے جلسے جلوس جن میں ہمارے اسلاف کے خلاف، سرورِ کائنات ﷺ کے اصحاب کے خلاف اور روئے زمین کی بہترین شخصیات کے خلاف ہرزہ سرائی کے لیے روٹ دیئے جا سکتے ہیں، اجازت نامے دیئے جا سکتے ہیں تو سرورِ کائنات ﷺ کے صحابہ کے تقدس کے لیے، ان کی مدح سرائی کے لیے، ان کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے جلسے کی اجازت باہر کیوں نہیں دی جاتی؟

کعبہ کے رب کی قسم اٹھا کر یہ کہنا چاہتا ہوں، میں کسی دوست کو ابتلاء میں نہیں ڈالنا چاہتا، وگرنہ اگر میرے بس میں ہو اور جلسے کے ان بے کس و بے بس منتظمین کی گرفت کا خطرہ نہ ہو تو اللہ کی قسم ہے کسی ضابطے کو پروا میں نہ لاتے ہوئے سب سے پہلے مَیں اس چوک میں باہر کھڑے ہو کر تقریر کروں۔

آج رسول کے غلاموں کے بارے میں ایک وہابی کا عقیدہ بھی سن لو!

میرا یہ عقیدہ ہے کہ ضیاء الحق اور ساری کائنات کے حکمران اکٹھے ہو جائیں، اکیلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدیق کی ادنیٰ سی نیکی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

تمہارے لیے مارشل لاء کے ضابطے اور کائنات کے امام کے یارِ غار کے لیے کوئی ضابطہ نہیں .... یہ عجیب بات ہے۔

سن لو! میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور یہ بات نوٹ کروانا چاہتا ہوں کہ جس ملک میں صدیق و فاروق، عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے خلاف ہرزہ سرائی ہو، اس ملک پہ کبھی رب کے کرم کی برکھا نہیں برس سکتی۔

میری بات یاد رکھنا، آج کہتے ہو، ہمارے ملک پہ یہ اُفتاد ہے، یہ اُفتاد ہے۔ اس ملک پہ اُفتاد کیوں نہیں آئے گی جس ملک میں ان لوگوں کے خلاف ہرزہ سرائی کی جائے کہ ہمارا اسلام جن کا رہین منت ہے۔ اگر آج وہ نہ ہوتے تو ہم نے جھنجوپہن کے بتوں کی پرستش کرنا تھی۔ آج صدیق کے خلاف، فاروق کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے کے لیے اجازت نامے دیئے جاتے ہیں۔

ہم کسی کو گالی دیتے ہیں نہ گالی دینا ہمارے مذہب میں جائز ہے۔ تبرّا اور لوگوں کا شعار ہے، تولّی ہمارا شعار ہے۔ ان کا مذہب گالی دینا، ہمارا مذہب محبت کرنا۔ ہم گالی دینے والے نہیں ہیں، لیکن سن لو، گالی دینا اور بات ہے، اپنے حقوق کے لیے کٹ مرنا اور بات ہے۔ اور وہ لوگ کیسے نہ صدیق کی عظمت کے لیے مریں جن کی نجات کے لیے رب نے شرط یہ قرار دی ہے کہ وہ صدیق کی پیروی کریں!

﴿وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾

[التوبة: ١٠٠] [1]

آج کے حکمرانو سن لو! تم نے صدیق و فارق رضی اللہ عنہما کو گالی دینے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ جس جس حکمران نے یہ اجازت دی ہے وہ اس ملک سے گالی بن کر رخصت ہوا ہے۔

---

[1] سب سے اوّل سبقت کرنے والے یعنی مہاجرین اور انصار اور جو ان کی نیک روش کے تابع ہوئے، اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب نے دنیا میں یہ بدلہ عطا کیا ہے۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا، پوری کائنات کے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہ تھا کہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد!

سب سے افضل ترین گروہ اگر کوئی ہے تو صحابہ کرام کا۔

صحابہ کرام میں سب سے افضل ترین جماعت ہے تو بیعت رضوان والوں کی۔

بیعت رضوان والوں سے بھی کوئی افضل ہے تو بدر کے غازی اور مجاہد۔

بدر کے غازیوں سے بھی کوئی افضل ہے تو عشرہ مبشرہ۔

عشرہ مبشرہ سے بھی کوئی افضل ہے تو خلفائے راشدین۔

خلفائے راشدین کا بھی اگر کوئی امام ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

یہ عقیدہ صرف مسلمانوں کا نہ تھا، بلکہ خود محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

لوگو! تمہارے رسول کا بھی یہی عقیدہ تھا، اس کی دلیل بھی سن لو!

ایک عورت آئی، آقا میں مفلس و قلاش ہوں، گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے، کچھ عطا فرما دیجیے۔ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر پہ نظر ڈالی، رؤف و رحیم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ رؤف، وہ رحیم کہ رب نے جس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا!

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾

[التوبة: ١٢٨] (1)

کانٹا مومنوں کے پاؤں میں چبھتا ہے۔ کسک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سینے میں محسوس کرتے ہیں۔

رؤف و رحیم نے اُس عورت کی غربت و افلاس کو دیکھا، پھر اپنے گھر پہ نگاہ ڈالی، کہ اپنے گھر میں تو دو ماہ سے آگ نہیں جلی ہے۔ فرمایا بی بی ابھی تو میرے پاس کچھ بھی نہیں، اگلے برس آنا میں ضرور تیری مدد کروں گا۔

---

(1) اس پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور ایمان داروں کے حال پر نہایت درجہ شفیق اور مہربان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا کہ پھر بی بی نہیں بولی، اللہ نے اسے قوتِ نطق عطا کی۔ کہا تو بول تا کہ کائنات کو پتہ چل جائے کہ نبی محترم ﷺ کے بعد افضل کون ہے۔ محمد ﷺ کا عقیدہ کیا ہے، دنیا والوں کو علم ہو جائے۔ کہا!

((ان لا تجدك يا رسول الله؟))

اے کائنات کے تاجدار، آپ نے فرمایا ہے اگلے برس آنا۔ میرے آقا اگر اگلے برس آپ نہ ہوئے تو پھر کیا کروں گی؟ عورت تو نہیں بول رہی، رب بلوا رہا ہے۔ اس عورت نے نبی ﷺ کے بارے میں بھی اپنے عقیدے کا اظہار کر دیا اور صدیق کے بارے میں بھی۔ صاف ستھرا سیدھا سادہ عقیدہ۔ ایک جملے میں حیات النبی کے مسئلے کو واضح کر دیا۔

کائنات کے امام نے اپنا عقیدہ بیان کیا کہ اگر وہ موجود نہ ہوں گے تو کون ہے جو ان کے بعد امت کا تاجدار ہوگا۔ فرمایا، فأتي أبابكر۔ [1]

اے بی بی، اگر رسول نہ ہوگا تو رسول کا نائب صدیق اکبر تو ہوگا۔ اس سے کہنا، رسول نے وعدہ کیا، میرا ابوبکر میرے وعدے کو پورا کر دے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ ساری کائنات میں ان کے بعد اگر فضیلت کا مقام کسی کو حاصل ہے تو صدیقِ اکبر ہے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں بھی اسی عقیدے کا اظہار کیا کہ جب آقا مرض الموت میں مبتلا تھے۔ موت کی بے ہوشیاں طاری تھیں، سکرات الموت کا زمانہ تھا، کائنات کے امام کے بابِ عالی پر صحابہ کا جمگھٹا، مسجد نبوی میں آنکھوں سے اشک رواں..... یارسول اللہ.....؟ بلال آواز دیتا ہے، آقا آپ کے ساتھی آپ کی آمد کے منتظر، ان کے چہرے مرجھائے ہوئے، اُن کی نگاہیں آپ کے دیدار کی پیاسی، نماز کے لیے اذان ہو چکی، مصلےٰ پہ کھڑے ہونے کا وقت آ گیا۔ آقا آپ کا مصلیٰ خالی پڑا ہے۔ آیئے

[1] صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ "لو کنت متخذا خليلا، حدیث: ۳۶۵۹، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث: ۲۳۸۶ عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے صحابہ کے دِلوں کو ٹھنڈک پہنچایئے۔ صحابہ آپ کی دِید کے منتظر ہیں۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی نگاہِ اقدس کو اٹھایا، ازواجِ مطہرات پاس بیٹھی ہیں۔ فرمایا:

((مرُوا ابابکر فلیصل بالناس.)) ❶

آج نبی ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ اپنی زندگی میں ہی اپنے اصحاب میں سب سے اعلیٰ اور افضل کو آشکار کر دیں کہ میرے بعد سب سے بالاتر ہستی کون ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں اپنے مصلیٰ پہ ابوبکر کو کھڑا کر کے جاؤں۔ جاؤ ابوبکر سے کہو کہ میرے مصلیٰ امامت پہ کھڑے ہو کر میرے اصحاب کی امامت کروائے۔ ازواجِ مطہرات عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کسی اور سے کہیے، فرمایا: مروا اَبابکرٍ۔ نہیں، ابوبکر کے ہوتے ہوئے دنیا کا کوئی شخص محمد ﷺ کے مصلیٰ پر کھڑا نہیں ہو سکتا، اور پھر تاریخی الفاظ فرمائے!

((لا ینبغی لقومٍ ان یکون فیھم ابو بکر ان یومھم غیرہ.)) ❷

جس جماعت میں، جس گروہ میں، جس قبیلے میں، جس شہر میں، جس بستی میں، جس مسجد میں ابوبکر ہو، اس کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا مصلیٰ پہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔

((مرُوا ابابکر فلیصل بالناس.))

ذرا سن لو اور کوئی ماں کا لال ہو تو بتلائے، انکار کر کے دکھلائے کہ جس دن صدیق کو مصلیٰ امامت پر کھڑا ہونے کا حکم کیا، اس دن حضرت علی مدینے میں موجود تھے یا نہیں تھے؟

اپنے سگے چچا عباس موجود تھے یا نہیں تھے؟

وہ چچا جن کے بارے میں فرمایا، اِنَّ عبّاس عَمِّیُ صِنوابی، ❸ عباس میرا چچا ہی نہیں، محمد ﷺ کے لیے باپ کی طرح ہے۔

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اھل العلم والفضل احق بالامانۃ، حدیث: ٦٧٨، ٦٧٩۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الامام، حدیث: ٤١٨، ٤٢٠۔

❷ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر......، حدیث: ٣٦٧٣۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی تقدیم الزکاۃ ومنعھا، حدیث: ٩٨٣، سنن ابی داؤد (١٦٢٥) وسنن الترمذی (٣٧٦١) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باپ کی مانند چچا..........موجود

داماد..........موجود

اپنے چچا کا بیٹا..........عقیل موجود

عبداللہ بن عباس..........موجود

سیدِ شباب اھل الجنة حسن اور حسین..........موجود

سب موجود لیکن فرمایا ان میں سے کوئی بھی ابوبکر کے آگے کھڑا نہیں ہوسکتا۔ ان سب سے کہو ابوبکر آگے اور محمد ﷺ کی اولاد پیچھے۔ ابوبکر کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا محمد ﷺ کے مصلے پہ کھڑا نہیں ہوسکتا۔

کوئی یہ نہ کہے کہ حسن و حسین چھوٹے تھے۔ دوستوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جب امام پیدا ہوتا ہے تو قرآن کا حافظ پیدا ہوتا ہے۔ وہ تین سال کی عمر میں مصلیٰ امامت پہ کھڑا ہوسکتا ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ کے آخری ایام میں حسن و حسین رضی اللہ عنہما موجود تھے تو شیعہ روایات کے مطابق بڑے کی عمر آٹھ برس تھی اور چھوٹے کی عمر سات برس تھی۔ شیعہ روایات کے مطابق دونوں بالغ تھے، قرآن کے حافظ تھے، امامِ معصوم تھے لیکن نبی علیہ السلام نے ان آئمہ معصومین کا امام بھی بنایا تو اپنے صدیق کو بنایا اور ثابت کیا کہ دیکھو محمد ﷺ کا عقیدہ بھی یہ ہے کہ میرے بعد مخلوقات میں سب سے افضل اگر کوئی ہے تو صدیق اکبر ہے۔ رضی اللہ عنہ

سن لو رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی عقیدہ ہے اور اللہ کا بھی یہی مقصود ہے کہ نبی ﷺ کے بعد اگر مقام ہے تو صدیق کا اور یہ عقیدہ اس دن ثابت ہوا، جب کہ چہار طرف سے کافروں نے نبی ﷺ کے دروازے کو گھیرا ہوا ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ اٹھے، باہر نکلے، مکہ میں سارے رشتہ دار موجود ہیں، چچا موجود، بھتیجے موجود، داماد موجود، بھانجے موجود، بنوہاشم کے سردار موجود، لیکن قدم ہائے مبارکہ اٹھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دروازے کی طرف۔ رات گئے ابوبکر کے دروازے پہ دستک دی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا کی خوشبو محسوس کی، جلدی سے باہر تشریف لائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانتے ہو، میرا نبی جس راستے سے گذر جاتا تھا، وہ راستہ معطر ہو جاتا تھا۔ شمائل ترمذی کی حدیث ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ایک دن نبی علیہ السلام کے گھر گیا، بابِ عالی پہ دستک دی، اندر سے جواب ملا کون ہے؟ میں نے عرض کیا، خادم رسول اللہ ابی ھریرۃ، رسول کا خادم ابو ہریرۃ ہے۔ کہا کیا بات ہے؟ عرض کیا، آقا کی بارگاہ میں شرفِ بازیابی کے لیے آیا ہوں۔ کہا کونین کے تاجدار گھر میں نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سرورِ کائنات علیہ السلام کے دروازے سے پلٹا اور اب کسی سے پوچھنے کی حسرت نہ رہی کہ میرے آقا کہاں گئے ہیں۔ گلی میں آیا، سونگھا، جس طرف سے خوشبو آ رہی تھی، اس طرف چل پڑا۔ مجھے پتہ چل گیا کہ میرے آقا اسی طرف گئے ہیں۔

کونین کے تاجدار جدھر سے گذر جاتے وہ راستہ معطر ہو جاتا۔ ❶ صدیق نے اپنے گھر میں سونگھا کہ کائنات کے تاجدار کی خوشبو آ رہی ہے۔ دروازے پہ دستک ہوئی، جلدی سے دروازہ کھولا، سامنے بدرِ تمام کو دیکھا کہ آج ماہ تمام ابوبکر کی چوکھٹ پر اتر آیا ہے۔ عرض کیا آقا اس رات گئے آپ کہاں سے؟ فرمایا ابوبکر آج مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔ یا رسول اللہ میرے لیے کیا ارشاد ہے؟ فرمایا جس اللہ نے مجھے ہجرت کا حکم دیا ہے۔ اس نے تجھ کو بھی ہجرت کا حکم دیا ہے۔ ❷ صدیق کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، عرض کرنے لگے!

آقا کیا عرش والے نے میرا نام لے کر حکم دیا ہے؟ نبی علیہ السلام نے صدیق کی آنکھوں میں جگمگاتے ہوئے تاروں کو دیکھا۔ فرمایا صدیق، خوش ہو جا، عرش والے نے تیرا نام لے کر حکم دیا ہے کہ اس سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق صدیق ہو گا۔

نبی علیہ السلام نے بہت سے سفر کیے، بدر کی طرف سفر کیا، حنین کی طرف سفر کیا، اُحد کی طرف سفر کیا، حدیبیہ کا سفر کیا، حج کا سفر کیا، لیکن نبی علیہ السلام کی زندگی کے سب سے اعلیٰ اور سب سے

---

❶ مسند البزار (۷۱۱۸) عن انس رضی اللہ عنہ.

❷ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه الی المدینة، حدیث: ۳۹۰۵ عن عائشة رضی اللہ عنہا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدس سفر دو ہیں۔ایک زمین کا سفر، ایک آسمان کا سفر،

زمین کا سفر.........ہجرت کا سفر،

آسمان کا سفر.........معراج کا سفر،

اور سن لو، یہ نبی علیہ السلام کی زندگی کے سب سے اعلیٰ، سب سے افضل اور سب سے بہتر سفر۔ان دونوں سفروں کے لیے رفیق سفر بھی کائنات کے سب سے اعلیٰ لوگ!

آسمان کے سفر کے لیے آسمانوں کا سردار جبرائیل امین ساتھی بنایا گیا۔

ہجرت کے سفر کے لیے زمین کا سردار صدیقِ اکبر ہم سفر بنایا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے بھی بتلایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے اعلیٰ اور بہتر انسان اگر کوئی ہے تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔اسی لیے ہجرت کی رات نگاہِ انتخاب بنو ہاشم کے کسی فرد اور اپنے قبیلے کے کسی انسان، اپنے کسی داماد اور اپنے کسی عزیز پہ نہیں پڑی بلکہ اللہ رب العزت کے حکم پر نگاہِ انتخاب پڑی تو صدیقِ اکبر پر پڑی۔رضی اللہ عنہ

اسی لیے ہم یہ کہا کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت بیان کرنے والو! ہم سے کیا بیان کرتے ہو، ہم تو علی کے ثناء خواں ہیں اور یہ عقیدہ رکھنے والے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا منکر ہے اس کا سینہ ایمان سے خالی لیکن ذرا خدا لگتی تو کہیو! علی کی منقبت میں یہ بیان کرتے ہو کہ ہجرت کی رات اس کے پاس نبی علیہ السلام کا بستر تھا۔ہم نے کہا، اس کے فضائل کا کیا کہنا کہ جس کے پاس آج اس کا بستر ہے جسے رب نے کائنات کا تاجدار بنا کر بھیجا، لیکن ذرا انصاف تو کرو کہ جس کے پاس خود بستر والا ہے، اس کی فضیلت کا کیا کہنا ہے۔یہاں تو بستر ہے اور غارِ ثور میں صدیق کی گود میں خود بستر والا ہے۔

لوگو! میں یہ کہہ رہا تھا کہ خود رب کائنات نے مومنوں کو یہ بتلایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کائنات میں اگر کسی کا مقام ہے تو اس کا جس کو میں نے ہجرت کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سفر بنایا ہے، اسی لیے نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا، مومنوں کا اور رب کا، اپنے مصلے پہ ابوبکر کو کھڑا کر کے تینوں کا اکٹھا عقیدہ بتلایا!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((یابیَ اللّٰہ والمومِنُون اِلّا اَبا بَکرٍ.)) ❶

سن لو اللہ بھی نہیں مانتا۔ مومن بھی نہیں مانتے۔ عرش والا بھی نہیں مانتا، فرش والے بھی نہیں مانتے۔ مانتے ہیں تو نبی علیہ السلام کے بعد صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے سارے صحابہ کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ ثقیفہ بنی ساعدہ میں جب انصار سعد بن عبادہ کو امیر المومنین بنانے کے خیال سے لے کر گئے۔ فاروقِ اعظم اور ابوعبیدہ بن الجراح کو علم ہوا تو بھاگے ہوئے ثقیفہ میں پہنچے۔ گفتگو ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا فرمان سنایا: لوگو! قریش کے ہوتے ہوئے کوئی انصاری، اور کوئی دوسرا خلیفہ نہیں بن سکتا۔ لوگوں نے نبی علیہ السلام کا نام سن کر گردن کو جھکا لیا، اب صدیق نے فاروق کے ہاتھ کو پکڑا۔ کہا فاروق ہاتھ بڑھاؤ، میں تیرے ہاتھ پہ محمد ﷺ کی نیابت کی بیعت کرتا ہوں۔ فاروق کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہا ابوبکر یارِ غار کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا آگے کیسے ہو سکتا ہے؟

صحابہ کرام نے اتفاق کیا کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا محمد ﷺ کی خلافت کا حق دار نہیں بن سکتا۔ چنانچہ صحابہ کے اجماع سے صدیق اکبر کی بیعت ہوئی۔ ❷ آج لوگ کہتے ہیں کہ خلافت چھین لی گئی۔ محرم کے دس دن ہر روز ہم یہی سنتے رہے کہ خلافت چھین لی، خلافت غصب کر لی۔ ہم نے پوچھا، کس نے غصب کر لی اور کس کی غصب ہوگئی؟ کہنے لگے علی کی غصب ہوئی، ابوبکر نے غصب کر لی۔ ہم نے کہا تمہیں یہ کس نے بتایا؟ انہوں نے کہا، ہم نے اپنے کلمے میں پڑھا، ہم نے اپنی اذان میں سنا!

((اَشهد ان عَلِیًّ ولیُ اللّٰہ وَصی رسول اللّٰہ خلیُفَته' بلا فَصل.))

---

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث: ۲۳۸۷۔ السنن الکبری للنسائی (۷۰۸۱)۔ مسند احمد (۱۴۴/۶) عن عائشة رضی اللہ عنہا.

❷ صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب رجم الحبل فی الزنا اذا احصنت، حدیث: ۶۸۳۰۔ مسند احمد (۵۵/۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ بلافصل خلیفہ یہ تھا اور باقی غاصب تھے۔ ہم نے پوچھا کہ خود علی نے بھی کبھی یہ کہا؟ ان سے پوچھا ہوتا جن کا نام لے کر ابوبکر کو غاصب قرار دیتے ہو۔ کبھی اس سے بھی پوچھو، اس کا عقیدہ کیا ہے۔ تمہاری چار کتابیں...... سب سے قدیم حدیث کی کتاب، کتاب الغارات، ثقفی کی، بحار الانوار ملا باقر مجلسی کی، تنقیح المقال مامکانی کی، منتہی الامال مرزا عباس قمی کی۔ چاروں نے لکھا کہ حضرتِ علی سے پوچھا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت آپ کہاں تھے؟ حضرت ابوبکر کی بیعت کیسے ہوئی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

((ن الناس ان سألوا علی ابی بکر کالیال.))

لوگو! تم میرے متعلق کیا کہتے ہو، تم نہیں جانتے کہ ابوبکر کا مقام کیا ہے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا تو لوگ اس طرح ٹوٹ پڑے جس طرح شہد کی مکھیاں چھاتے پہ ٹوٹ پڑتی ہیں۔ کوئی دوسرا وہاں بات کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ لوگ اس طرح گرے جس طرح گرنے والا مٹی کا تودہ زمین پر گرتا ہے۔ اس طرح لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پہ ٹوٹ کر گرے۔ علی تم نے کیا کیا؟ کہا!

((وقم فبایعته و اطاعته فیما اطاء الله و رسولهٗ.))

جب میں نے ابوبکر کے لیے لوگوں کی محبت کا یہ جذبہ دیکھا تو میں بھی بھاگتا ہوا گیا اور ابوبکر کے ہاتھ پہ بیعت کر کے زندگی بھر اس کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہا۔

آج کہتے ہو کہ جناب خلافت غصب ہوگئی۔ جس کی غصب ہوئی اس نے تو کبھی غصب کا نام تک نہیں لیا۔ اگر غصب ہوگئی تھی تو میں پوچھتا ہوں، تمہاری سب سے معتبر کتاب کافی کلینی کے اندر، الارشاد شیخ مفید کے اندر، اعلام الوری طبرسی کے اندر، الفصول المہمہ ابن الصباغ کے اندر، کشف الغمہ اربلی کے اندر، مروج الذہب مسعودی کے اندر، حیات القلوب ملا باقر مجلسی کے اندر، منتہی الامال مرزا عباس قمی کے اندر، آٹھ کتابوں کے اندر لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، چیف جسٹس کے عہدے پر فائز تھے۔ بتلاؤ اگر علی، ابوبکر رضی اللہ عنہما کو اپنی خلافت کا غاصب سمجھتا تھا تو اُس کا عہدہ قضاۃ اس نے قبول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کیا تھا؟

وہ ان حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے خلافت کا مطالبہ کیوں نہ کیا؟ آج ہم کو بتلاؤ! ہم جیسے غریب، فقیر، مفلس و قلاش، بے بس و بے کس لوگ، وہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خاک کے مقابلے میں بھی کھڑا ہونے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ سی آئی ڈی والو لکھو، غلط ہو تو دار پہ کھینچو، ہماری جائیداد کی ضبطی کے آرڈر ہوئے۔

مَیں جس مکان میں رہتا ہوں، اس کی ضبطی کے آرڈر ہوئے۔ لوگ تو زکوٰۃ کی ضبطی کا شکوہ کرتے ہیں، آج میرے پاس چینیانوالی مسجد کے مدرسہ دارالحدیث کے سیکرٹری میر اشرف آئے، کہنے لگے جناب، وہ زکوٰۃ بند کر دی ہے۔ میں نے کہا پھر؟ کہنے لگے میں دفتر گیا، کہنے لگے علامہ صاحب سے کہو، حکومت کی مخالفت چھوڑ دیں، زکوٰۃ دے دیں گے۔ میں نے کہا، ضیاء الحق سے کہو، اقتدار چھوڑ دے، میں تجھ کو زکوٰۃ دینے کے لیے تیار ہوں۔ تم زکوٰۃ ضبط کر کے سمجھتے ہو کہ ہم لوگ حق بات کہنے سے باز آ جائیں گے۔ دل ضبط، زباں ضبط، جسم ضبط، جاں ضبط کر لو، کعبہ کے رب کی قسم ہر چیز کو ضبط کر سکتے ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے صحابہ کی عظمت کو ضبط نہیں کر سکتے۔

میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم جیسے غریب، مفلس و قلاش لوگ، بے کس و بے بس، ہم تو کمزور ہیں، وہ تو شیر خدا تھا۔

☆ فاتح خیبر تھا ☆ صارع مرحب تھا
☆ اَسد اللہ الغالب تھا ☆ بدر کا غازی تھا
☆ حنین کا مجاہد تھا ☆ یرموک کا راہی تھا
☆ یمن کا قاضی تھا ☆ حسنین کا باپ تھا
☆ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شوہر تھا ☆ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد تھا

تم نے اس کو کیا سمجھا ہے؟ تم نے یہ سمجھا کہ صدیق اس کی خلافت بھی غصب کر لے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس کو عہدہ دے اور وہ صدیق کا دیا گیا عہدہ بھی قبول کر لے۔ تم نے علی رضی اللہ عنہ کو آج کے گئے گذرے لیڈروں سے بھی بدتر سمجھا۔

آج مارشل لاء کا دور ہے۔ اگرچہ محسوس نہیں ہوتا۔ اب تو ویسے بھی ؎

جی کا جانا ٹھہر گیا صبح گیا یا شام گیا

اب دنیا کی کوئی طاقت اس گرتی ہوئی دیوار کو سہارا نہیں دے سکتی۔ جو سہارا دے گا، وہ خود بھی نیچے آ جائے گا۔ جس نے نیچے آنا ہے بے شک نیچے آ جائے، اور میں نے سنا ہے کہ گوجرانوالہ کے ممبر جو ضیاء الحق کے خلاف نعرے مار کر کامیاب ہوئے۔ آج ضیاء الحق کی کرسی کے پائے بنے ہوئے ہیں۔ شرم کی بات ہے، سن لو ؎

کسے پڑی ہے کہ جا سناوے، پیارے پی کو ہماری بتیاں
نہ انگ چیناں نہ نیند نیناں نہ آپ آویں نہ بھیجیں پتیاں

ان ممبروں سے کہہ دو کہ تمہاری لاٹری ایک ہی دفعہ نکلی ہے، آئندہ کبھی نہیں نکل سکتی، تم بھی غائب، تمہاری لاٹری بھی غائب۔ تم پائے بنے ہوئے ہو، اور پائے اس وقت بنے ہوئے ہیں جب اوپر سے چوکھٹا ٹوٹ چکا ہے۔ اب صرف پائے ہی رہ جائیں گے، اوپر چوکھٹا کوئی نہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرو، قوم سے کیے گئے وعدے نبھاؤ، اگر نہیں نبھاؤ گے تو ایک وہابی کی پیشین گوئی بھی سن لو، ہم نے آسمان کے کناروں پر لکھا ہوا دیکھا، اب دنیا کی کوئی طاقت ضیاء الحق کے اقتدار کو باقی نہیں رکھ سکتی۔ ہماری پیشین گوئی لکھ لو۔ قوم تم سے بڑی تنگ ہے، وہاں ٹھنڈی فضاؤں میں بیٹھ کر مت دیکھو، ذرا ہماری گرمی گفتار دیکھو اور پبلک کا گرمیٔ اظہار دیکھو۔ پھر تمہیں پتہ چلے ؎

کہتی ہے خلقِ خدا تجھ کو غائبانہ کیا

ذرا سامنے تو آؤ ؎

www.kitabosunnat.com

اِدھر آ اے دِلبر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب ہماری جائیداد کی ضبطی کا حکم ہوا تھا تو ہم نے کہا، اس کی ضبطی کا حکم ٹوٹے گا، لیکن جب حکمرانوں کی ضبطی کا حکم آسمان سے آئے گا تو دنیا کی کوئی طاقت اس حکم کو نہیں توڑ سکے گی۔ ان کو جا کر سنا دو کہ اب ضبطی کا حکم آ چکا ہے۔

میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم جیسے بے کسوں نے کہا، مرجانا گوارا، جائیدادیں ضبط کروا لینا گوارا لیکن جس کو حق نہیں سمجھتے، اس کو حق کہنا گوارا نہیں ہے۔ یہ نصر اللہ خاں، یہ اصغر خاں، یہ کیا لوگ ہیں۔ انہوں نے چار چار برس، پانچ پانچ سال قید میں رہنا گوارا کرلیا لیکن ضیاء الحق کی وزارت قبول کرنا گوارا نہیں کیا۔ ان کو وزارت مل سکتی تھی یا نہیں؟ پیشکشیں ہوئیں، منتیں کیں، خوشامدیں کیں کہ وزارت لے لو، لیکن انہوں نے کہا جس حکومت کو تسلیم نہیں کرتے، اس کی وزارت قبول کرنا بھی گوارا نہیں ہے۔ تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اتنا کمزور سمجھا کہ صدیق کی حکومت صرف یہ کہ گوارا نہیں کی، بلکہ تمہارے بقول حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی خلافت غصب کی، اگر خلافت غصب کی تو اس کے دور میں قاضی القضاۃ بننا گوارہ کیوں کرلیا؟ اٹھاؤ اپنی حدیث اور فقہ کی ساری کتابیں، ان میں مستقل باب موجود ہیں!

بابُ القضاۃ فی ایام ابی بکر

بابُ القضاۃ فی ایامِ عمر

بابُ القضاۃ فی ایام عثمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے بطورِ قاضی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے بطورِ قاضی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے بطورِ قاضی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں۔

اگر ان حکومتوں کو نہیں مانتے تھے تو قاضی بننا گوارا کیوں کرلیا؟

تمہاری دو کتابیں ....شیعہ کی تاریخ کی سب سے مشہور کتاب مروج الذہب مسعودی کی اور التاریخ یعقوبی کی...... آج ذرا بات سن لو کہ ؎

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاید بقیدِ زیست یہ ساعت نہ آسکے
تم داستانِ شوق سنو اور سنائیں ہم

سن لو! دونوں شیعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ اقتدار میں چار مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قائم مقام حکمران بنایا۔ چار مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، مدینہ طیبہ سے غیر حاضر رہے، چاروں مرتبہ اگر قائم مقام صدر بنایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو۔ اگر اختلاف تھا، سمجھتے تھے کہ انہوں نے خلافت چھینی ہے تو ان کی نیابت گوارا کیوں کی؟ ان کا قائم مقام بننا گوارا کیوں کیا؟ اور اگر بن گئے تھے تو پھر واپس کیوں کی؟ چار مرتبہ قائم مقام حکمران رہے، اگر ان کو غاصب سمجھتے تھے تو کبھی ان کو خلافت واپس لوٹانے کے لیے تیار نہ ہوتے

ضیاء الحق سے کہو ذرا ہمیں ایک دن قائم مقام بنا کر دیکھے۔

آں شب ہمہ شب کہ پردہ نما کند

ایک دن ہم کو بنا کر دیکھے، دوسرے دن اس کو چلتا کر دیں گے۔ اگر اختلاف ہوتا تو پہلے قائم مقام نہ بنتے اور اگر بن گئے تھے تو پھر واپس نہ کرتے، مسئلہ بنا دیا ہے کہ خلافت غصب کر لی تھی۔ تجھ کو پتہ چل گیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پتہ نہیں چلا۔

بات لمبی ہو جائے گی۔ لیکن آج یہ مسئلہ سمجھ لو کہ صحابہ کرام کے نزدیک بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہستی اگر کوئی تھی تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ہستی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ثقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت صدیق کا ہاتھ آگے بڑھنے کے بعد کسی اور کو ہاتھ آگے بڑھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ہے، کتاب تمہاری ؎

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

کتاب الشافی، شیخ الطائفہ طوسی کی اٹھاؤ' اس میں طوسی لکھتا ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ اقتدار میں ایک دن اپنی مسجد کوفہ میں سے گذر رہے تھے، ایک آدمی نے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کو جاتے ہوئے دیکھا۔ کہنے لگا!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((خَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ عَلِيٌّ.))

اے کائنات کے لوگو، سن لو نبی علیہ السلام کے بعد کائنات کا سب سے افضل انسان علی جا رہا ہے۔

کتاب تیری حوالہ میرا،

عظمت صدیق کی، ثبوت تجھ سے،

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا کہا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی بات سنی تو اپنے خادم کو بلایا۔ شہر میں منادی کرو کہ علی تم سب کو مسجد میں بلا رہے ہیں، منادی ہوئی الصلوٰۃ الجامع۔ لوگ اکٹھے ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسجد میں اپنا منبر رکھوایا۔ اس پہ بیٹھے، لوگوں کا ہجوم، حَمِدَ اللّٰهُ وَاَثْنَا عَلَيْه ، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، ثُمَّ صَلّٰى عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وسلم، پھر رسول اللہ پہ صلوٰۃ وسلام بھیجا۔ پھر اپنے عقیدے کا اظہار کیا۔ فرمایا:

((ايُّهَاالنَّاس خيرُ الْخَلائِق بَعْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ابُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عَمَرٌ.))

اے لوگو! سن لو، علی کا عقیدہ یہ ہے کہ ساری کائنات میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل وجود اگر کسی کا ہے تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے، پھر حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کا۔

بات ختم ہو گئی تھی لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہاں یہ بات ختم نہیں کی۔ فرمایا سن لو!

((ألا لا يبلغني الاحد انه يفضلني على ابى بكر و عمر.))

آج کے بعد کوئی مجھ کو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پہ فضیلت نہ دے،

کیوں؟

اگر کسی کو میں نے سنا کہ اُس نے مجھ کو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہا ہے!

اور رو سیاہ ہو! علی کی زبان سے اپنی سزا سن لو......

علی نے فرمایا!

((لدته حدالمفترى.))

اگر آج کے بعد کسی نے مجھ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل کہا تو میں اس کو جھوٹ کے الزام میں اسّی درے ماروں گا۔ یہ عقیدہ علی کا عقیدہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور عقیدہ سن لو۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، ذوالنورین رضی اللہ عنہ اس کائنات سے رخصت ہو چکے ہیں، فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا ہے، حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ جب تک زندہ رہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی نہیں کی۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے رُخصت ہو جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور شادی کر لی۔ بچہ پیدا ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے عقیدے کا اظہار کر رہے ہیں۔ لوگ مبارک باد دینے کے لیے آئے، علی مبارک ہو، رب نے بیٹا عطا کیا ہے۔ فرمایا خیر مبارک، کہا بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟ فرمایا اپنے آقا کے نام پر اس کا نام ''محمد'' رکھا ہے، کہ کونین کی سب سے اعلیٰ ہستی سرورِ کائنات علیہ السلام کی، کہ چشم فلک نے ایسا وجود نہ کبھی دیکھا اور نہ کبھی دیکھے گا۔

آؤ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ سن لو۔ اس کے بعد پھر بیٹا پیدا ہوا اور کتاب...... ایک نہیں، تمہاری گیارہ کتابیں۔ گیارہ کتابوں کا حوالہ، اور حوالے سے پہلے سن لو۔ میرے دوست بھی سن رہے ہیں، اپنے بھی سن رہے ہیں۔ بے گانے بھی سن رہے ہیں، کعبہ کے رب کی قسم ہے، گوجرانوالہ میں کھڑے ہو کر، پہلوان کو، مولوی اسماعیل کو، محمد اعظم اور محمد یوسف کو اپنا نمائندہ بنا کر کہتا ہوں ہمارے شیخ حضرت الامیر مولانا عبداللہ صاحب اس بات کے ضامن ہیں، گوجرانوالہ کی پبلک تم گواہ رہنا، یہ ٹیپ ریکارڈ موجود ہے۔ اگر شیعہ کی گیارہ کتابوں میں یہ حوالہ موجود نہ ہو تو کعبہ کے رب کی قسم، زندگی بھر تقریر نہیں کروں گا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پہ نہیں چڑھوں گا اور اگر حوالہ صحیح ہو تو اپنے عقیدے کو تبدیل کر لے یا اپنی کتابوں کو آگ لگا دے۔

سن لو! حوالہ یاد رکھو، گیارہ شیعہ کتابوں کا حوالہ ہے، الارشاد، اعلام الوریٰ، الفصول المہمہ، کشف الغمہ، حیات القلوب، تاریخ یعقوبی، مروج الذہب مسعودی، جلاء العیون، منتہی الامال، مقاتل الطالبین، تنقیح المقال۔ یہ آخری مسئلہ ذرا جی کھول کر سننا، گوش برآواز بن جاؤ، سن لو، ساری کائنات کے ذاکر سر پٹخ کر مر جائیں، اس حوالے کا توڑ نہیں نکال سکتے۔ سنیو! ایک حوالہ یاد کر لو، دنیا کا کوئی شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار نہیں کر سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے گھر دوسرا بیٹا پیدا ہوا، لوگ مبارک باد دینے کے لیے آئے۔ علی مبارک ہو۔ رب نے بیٹا دیا ہے۔ فرمایا خیر مبارک، کہا نام کیا رکھا ہے؟ ان گیارہ کتابوں کا حوالہ سن لو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا عقیدہ بیان کیا۔ فرمایا محمد کے بعد اگر نام رکھا جا سکتا ہے تو ابوبکر ہی رکھا جا سکتا ہے۔

جاؤ! ان کتابوں کا انکار کرو یا اپنے عقیدے کی اصلاح کرو۔ کوئی ماں کا لال حوالے کی تردید کرنے کی جرأت کرے۔ یہ منبر گواہ، یہ مسجد گواہ، زمین گواہ، آسمان گواہ، یہ سارے لوگ گواہ، کعبہ کے رب کی قسم ہے، اگر حوالہ غلط ہو تو ذاکر کو نئی گاڑی خرید کر دینے کے لیے تیار ہوں۔ کوئی ماں کا لال آ جائے، پاکستان سے نہیں مل سکتا تو بیرون ملک سے بلا لو، دنیا بھر کے لوگوں کو میرا چیلنج ہے اور چیلنج لکھ کر دیا ہے، "الشیعة واهل البیت" اب تک ساڑھے تین لاکھ چھپ چکی ہے، ماں نے بیٹا نہیں جنا، جو اس حوالے کے انکار کی جرات کر سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے نام پہ اپنے دوسرے بیٹے کا نام ابوبکر رکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنا عقیدہ بیان کر رہے ہیں، گیارہ کتابوں کا حوالہ!

تیسرا بیٹا ہوا، اس کا نام عمر رکھا۔

چوتھا بیٹا ہوا، اس کا نام عثمان رکھا۔

پانچواں بیٹا ہوا، اس کا نام عباس رکھا۔

پوچھنے والے نے پوچھا، علی ان کا نام پہلے اور چچا کا نام بعد میں ......؟ غیروں کا نام پہلے اور اپنوں کا نام بعد میں ......؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، جس کو رب نے آگے کیا، میں پیچھے کیسے کر سکتا ہوں۔

جاؤ، آج سن لو، شاید کسی سے نہ سنی ہو علی کی ابوبکر سے محبت اور اس کا اعتراف۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر، سرورِ کائنات علیہ السلام کے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا، اپنے بابا کے پاس لایا، بابا میرے گھر بیٹا ہوا، اس کا نام رکھو۔ فرمایا اس کا نام بھی ابوبکر ہے۔ پھر بیٹا پیدا ہوا۔ بابا اس کا نام رکھو۔ کہا اس کا نام عمر ہے۔ پھر بیٹا ہوا تو اس کا نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عثمان رکھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹا ہوا، بابا مجھ کو بھی رب نے بیٹا عطا کیا، نام آپ نے رکھنا ہے۔ فرمایا مجھ کو تو نبی علیہ السلام کے یارِ غار کے سوا کسی کا نام جچتا ہی نہیں ہے۔ اس کا نام ابوبکر بھی ہے۔ پھر بیٹا ہوا، فرمایا، اس کے بعد یاد آتا ہے تو صاحبِ ہیبت و شکوہ یاد آتا ہے، اس کا نام عمر رکھا۔ پھر بیٹا ہوا۔ فرمایا، اس کو دیکھ کر مجھے صاحبِ جود و حیاء یاد آتا ہے، اس کا نام عثمان رکھا۔

یارو! آج صرف ایک بات سن لو، کوئی ناراض نہ ہو جائے۔ سنار کی ٹھک ٹھک اور لوہار کا ایک ہی ٹھاہ۔ یہ مجلس ہائے شامِ غریباں ...... کوئی دکھ کی بات نہیں ہے، جو جی چاہے کرو، ہم کو کیا، لیکن اتنا سا تو بتلا دو کہ کربلاء کی بات کرتے ہو۔ اور کربلا میں شہید ہونے والے علی کے بیٹوں کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟

گوجرانوالہ کے لوگو! میری بات لکھ لو اور لکھ کر سینے پہ سجا لو، پیشانیوں پہ لگا لو، یہ حوالہ ہی بڑے بڑوں کا پتہ پانی کرنے کے لیے کافی ہے۔ جانتا ہوں کہ مجھ سے بہتر ان کو کوئی نہ جانے۔ اس ایک حوالے کو سن کر امریکہ کی ریاست ڈیٹرائٹ میں ڈھائی سو لوگوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دینے سے توبہ کی تھی۔ ہم کو جو کچھ کہو منظور ہے لیکن اتنی سی بات تو بتلاؤ، ساری کائنات کے اندر دنیا کی کوئی کتاب ...... ہماری نہیں تمہاری، اپنی بھی نہیں ان کی صرف ایک کتاب ...... صرف ایک کتاب ...... میں اپنی بات دہراتا ہوں۔ ساری کائنات کی صرف ایک کتاب ایسی دکھا دو، جس میں کربلاء کا تذکرہ ہوا اور ابوبکر کا ذکر نہ ہو۔

اس کو کہتے ہیں کہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ ایک اور طریقے سے سمجھاتا ہوں یہ ذاکر آتے ہیں، شامِ غریباں سناتے ہیں، ہم کو دوہڑے بھی سناتے ہیں، مرثیے بھی سناتے ہیں، ظلم کی بات ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے غیروں کے بیٹوں کا تذکرہ کرتے ہیں حسین کے باپ کے بیٹوں کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟ لوگوں کا تذکرہ کرتے ہو۔

دوسروں کا تذکرہ کرتے ہو۔

عقیل کے بیٹوں کا تذکرہ کرتے ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ جعفر طیار کے بیٹوں کا ذکر کرتے ہو۔

عوسجہ کے بیٹوں کا ذکر کرتے ہو۔

عون ومحمد کا تذکرہ کرتے ہو۔

عباس، مسلم بن عقیل کا تذکرہ کرتے ہو۔

غیروں کے بیٹوں کا ذکر کرتے ہو۔

حسین رضی اللہ عنہ کے باپ کے بیٹوں کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟

کربلاء کے واقعہ کی اپنی کوئی ایک کتاب بتلا دو جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر کٹنے والوں کا تذکرہ ہو اور یہ نہ ہو کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑتے ہوئے سب سے پہلے

جس نے جان دی وہ علی کا بیٹا ابوبکر تھا۔

پھر جس نے جان دی وہ علی کا بیٹا عمر تھا۔

پھر جس نے جان دی وہ علی کا بیٹا عثمان تھا۔

پھر جس نے جان دی وہ حسن کا بیٹا ابوبکر تھا۔

پھر جس نے جان دی وہ حسن کا بیٹا عمر تھا۔

پھر جس نے جان دی وہ حسن کا بیٹا عثمان تھا۔

پھر جس نے جان دی وہ حسین کا بیٹا ابوبکر تھا۔

پھر جس نے جان دی وہ حسین کا بیٹا عمر تھا۔

پھر جس نے جان دی وہ حسین کا بیٹا عثمان تھا۔

ان کا ذکر کیوں نہیں کرتے۔

گوجرانوالہ کے لوگو! میری یہ بات سن لو میں کوئی دور دراز سے نہیں آیا۔ یہیں کا باسی ہوں اور یہیں سے آیا ہوں۔ کوئی آئے جواب دے، مجھ کو دو ٹکے کا خط لکھنے کی ضرورت نہیں، کسی کا چرا کر ٹیلی فون ہی کر دینا۔ پھر دیکھو، ہم کہیں گے ؎

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادھر آ اے دلبر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

تو تو چھکنے کے لیے ہے، لکھنے کے لیے ہے۔ یہ بات مطالبے، دلیل، عقل، برہان، شواہد اور کتاب کی ہے، یہ تیرے بس کی بات نہیں۔ تم وہی کام کرو جو تمہیں کرنا آتا ہے اور کرتے کیا ہیں، لوگوں کے بچوں کو پٹواتے ہیں، خود آرام سے بیٹھتے ہیں۔ خود ہاتھ بھی آرام سے اٹھاتے ہیں کہیں ہاتھ زور سے نہ پڑ جائے۔ اگر یہ فضیلت کی بات ہے تو ان کی کمریں لہولہان ہونی چاہئیں۔

سن لو! تمہاری کتاب مقاتل الطالبیین، اصفہانی کا حوالہ، پھر یہ سارے شہید ہوئے، ان کا نام کیوں نہیں لیتے۔ اس لیے نہیں لیتے کہ واقعۂ کربلا بیان کرتے ہوئے اگر ان کا نام آ گیا تو سننے والے کہیں گے، یہ ابوبکر، عمر، عثمان کہاں سے آ گئے؟ ان سے دشمنی تھی تو ان کے ناموں پر اپنے بیٹوں کا نام کیوں رکھا؟ کہتے ہیں کہ نام میں کیا رکھا ہے؟ پھر تم بھی رکھ لیا کرو علی کی پیروی میں۔ کبھی دشمنوں کے نام پر بھی کسی نے نام رکھے ہیں؟ دوستی کتنی کہ کربلاء کے میدان سے ایک ہی باقی بچا جس کا نام علی ابن الحسین اور لقب زین العابدین تھا۔ دائیں دیکھا، بائیں دیکھا، سامنے دیکھا، پیچھے دیکھا، کہا آج میرے گھر میں کوئی ابوبکر نہیں رہا۔ تیری کتاب کا حوالہ...... **فکنی نبذہ بابی بکر**

تیری کتاب کا حوالہ شیعہ مؤرخ اصفہانی، لکھتا ہے، جب اپنا چچا ابوبکر، چچے کا بیٹا ابوبکر اور اپنا بھائی ابوبکر سب شہید ہو گئے تو زین العابدین نے کہا، محمد ﷺ کے گھرانے کو ابوبکر کے نام سے خالی نہیں رہنا چاہیے، آج سے میری کنیت ابوبکر ہے۔ گیارہ کتابوں کا حوالہ، پہلا بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام محمد رکھا، جو محمد باقر کے نام سے مشہور ہے۔ دوسرا بیٹا پیدا ہوا زین العابدین نے کہا میرے گھرانے میں ابوبکر تو موجود ہے، عمر نہیں، اپنے دوسرے بیٹے کا نام عمر رکھا۔

فیصلہ تو علی کے گھر والوں نے خود کر دیا ہے۔ تیرے معصوم اماموں نے خود کر دیا کہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((خَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ابُوبكر ثُمَّ عُمر.))

اور جان لو، جب تلک پاکستان میں اہل سنت کا ایک فرد بھی زندہ ہے، صدیق کی صداقت کے، فاروق کی شجاعت کے، عثمان کی سخاوت کے، علی کی عدالت کے ڈنکے بجتے رہیں گے، دنیا کی کوئی طاقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب کو گہنا نہیں سکے گی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حجیت حدیث

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.﴾ [الحجرات: ۲] ❶

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

محمد رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں اللہ کے آخری پیغام رساں، آخری پیغمبر، آخری نبی اور آخری رسول بنا کر بھیجے گئے۔ اس لحاظ سے اللہ رب العزت نے امام کائنات ﷺ کی

❶ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کیا کرو اور نہ اس کے سامنے ایسے زور سے بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بولا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو پتہ بھی نہ ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعلیم وتربیت اور نشو ونما اِس انداز سے فرمائی کہ قیامت تک آنے والی نسلیں نبی اکرم ﷺ کے پیغام، آپ کی رسالت، اور آپ کی ذات پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ کر سکیں۔ اِس لیے آپ کی تقویم اور نشو ونما، آپ کی پرورش وپرداخت، اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں، آپ کی سیرت کے مختلف گوشوں اور آپ کی حیاتِ طیبہ کے تمام مراحل پر کڑی نگرانی رکھی گئی کہ پہلے انبیاء اور رسل اللہ ایک خاص دَور کے لیے اِس کائنات میں جلوہ گر ہوتے رہے اور اُس دَور کے خاتمے کے ساتھ ہی اُن کی امامت ورسالت، اُن کی نبوت اور پیغمبری کا زمانہ بھی ختم ہوتا گیا۔ اُس مخصوص زمانے کے لوگ اُس مخصوص دَور میں اُس خاص نبی کی پیروی اور فرمانبرداری کرتے رہے، لیکن جب اِس کائنات میں امامت کا تاج نبی اکرم ﷺ کے سرِ اقدس پر رکھا گیا اور نبوت کی خلعت آپ کو پہنائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی اعلان کر دیا!

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّـۧنَ﴾ [الاحزاب: ٤٠] ❶

ہم نے محمد کریم ﷺ کو اِس کائنات کا اور اس دنیا کا اپنی طرف سے آخری تاجدار بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کے بعد کسی نئے نبی کی نبوت ورسالت کی ضرورت باقی نہ رہے گی اور جب تلک زمانہ باقی رہے گا، نبی محترم علیہ السلام کی امامت کا سکہ چلتا رہے گا۔

اب ضرورت اِس بات کی تھی کہ آپ کو ایک ایسا پیغام عطا کیا جائے اور آپ کی سیرت کی اِس انداز سے نگرانی کی جائے کہ قیامت تک آنے والی نسلوں کی رہنمائی کا بندوبست ہوتا رہے اور مختلف زمانوں میں آنے والے لوگ جب بھی آپ کی سیرت وکردار پہ نگاہ ڈالیں تو اُنھیں اُس میں روشنی نظر آئے، رہنمائی کے دُروس ملیں اور رہبری کے سبق حاصل ہوں، چنانچہ اللہ رب العزت نے اِس کے لیے خصوصی اہتمام کیا۔

میں نے بارہا یہ بات کہی ہے کہ اِسی اہتمام کا نتیجہ تھا کہ جب نبی رحمت علیہ السلام اِس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی رب کائنات نے آپ کے

---

❶ محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والدِ گرامی کو اپنے پاس بلا لیا۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ والدہ بھی رخصت ہوگئی، دادا نے اپنی آغوشِ شفقت میں لیا تو اُنھیں بھی رب کائنات کا پیغام آ پہنچا۔ وہ بھی رخصت ہو گئے۔

یہ سارا کام ایک خصوصی انتظام اور اہتمام کے ساتھ ہو رہا تھا، اِس لیے کہ دنیا والوں کو علم ہو جائے کہ کائنات میں جتنے انسان پیدا ہوئے ہیں، اُن کی پرورش، تعلیم و تربیت، نشو و نما، اُن کی غور و پرداخت اُن کے والدین کرتے ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ کے اِن سارے رشتہ داروں کو اُٹھا لیا، تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ آپ کی نشو و نما اور تعلیم و تربیت کسی مخلوق نے نہیں کی بلکہ خالق نے خود فرمائی ہے۔

اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی کا یہی مفہوم ہے کہ ہم نے آپ کو اپنی آغوشِ رحمت میں پالا، ہم نے خود آپ کی تربیت کی، اور جب آپ چالیس برس کی عمر کو پہنچے تو آپ کے سر پر تاجِ نبوت و رسالت رکھا گیا۔ آپ کو اللہ رب العزت نے اپنے آخری پیغام رساں کی حیثیت سے منتخب کر لیا اور آپ پر یہ کتاب مقدس نازل کی۔ ایسی کتاب کہ زمانے کی کروٹوں کے ساتھ ساتھ دنیا والے جب بھی اِس پہ نگاہ ڈالیں، اُنھیں اِس میں اپنے لیے روشنی اور ہدایت نظر آئے، اور پھر جس طرح نبی اکرم ﷺ کی سیرت کی حفاظت کا ذمہ رب نے خود لیا، اپنی نگرانی میں آپ کو پالا۔ اِسی طرح اِس کتاب کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا کہ قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے یہی کتاب دستورِ ہدایت اور اُصول و ضوابط کا آخری مرقع ہو گی۔ اِس لیے اِس کتاب کے اندر ایک حرف کی تبدیلی نہ ہونے پائے!

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ.﴾ [الحجر: ۹] ❶

پہلی کسی کتاب کے لیے یہ اہتمام نہیں ہوا کہ اُس کی حفاظت کا ذمہ رب نے لیا ہو۔ چنانچہ اِس اہتمام کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابھی پیغمبروں کو اِس کائنات سے رخصت ہوئے کچھ ہی عرصہ نہ گزرا تھا کہ ان کتابوں کے اندر تبدیلی ہوگئی۔ بعض کتابیں زمانے سے بالکل ناپید ہوگئیں۔ بعض کا وجود مٹ گیا، بعض کے اندر اس قدر تبدیلی ہوگئی کہ اُن کا اصلی چہرہ پہچاننا

❶ ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشکل ہو گیا، لیکن جب یہ کتاب مقدس نازل ہوئی تو رب نے فرمایا!

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ.﴾

اے کائنات کے لوگو، سن لو! اِس کتاب کو اتارا بھی ہم نے ہے اور حفاظت کا ذمہ بھی ہم نے لے لیا ہے۔

آج رمضان المبارک کے مہینے میں لوگ اِس کتاب مقدس کی حفاظت کے لیے رب کی جانب سے کیے گئے اہتمام کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کس طرح گلی گلی، محلے محلے، کوچہ کوچہ، بستی بستی، قریہ قریہ، نگری نگری کوئی ایک جگہ بھی ایسی نہیں ہوتی، جس میں اِس قرآن پاک کو اپنے سینے میں محفوظ کرنے والے نبی علیہ السلام کے مصلیٰ نیابت پر کھڑے ہو کر زبانی اِس قرآن کی تلاوت نہیں کرتے اور ادنیٰ سا شوشہ، معمولی سی تبدیلی اُن کی زبان سے نہیں نکلتی کہ پیچھے سے کئی لوگ اُن کی اصلاح کے لیے بول پڑتے ہیں تا کہ خدا کا یہ وعدہ لوگوں کے سامنے روشن اور آشکار رہے!

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ.﴾

ساری کائنات مل کر اِس کتاب مقدس کی زیر اور زبر کو تبدیل نہیں کر سکتی۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے پیغام کو بھی جو اِس قرآن کی تشریح اور اِس کتاب کی تفسیر ہے، اِسی طرح رب کائنات نے محفوظ کیا اور خود قرآن پاک میں اِس کا وعدہ کیا:

﴿ اِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهٗ وَقُرۡاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاۡنٰهُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗ ۝﴾ [القیامة: ١٦ تا ١٩] (1)

اے میرے محبوب، اِس قرآن کو اتارا بھی ہم نے ہے اور اِس کو محفوظ بھی ہم نے کرنا ہے، اور اِس کی تشریح اور تفسیر بھی ہمارے ذمہ ہے۔ جس طرح قرآن پاک اللہ کی کتاب ہے، اِسی طرح نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے اِس کی جو تفسیر،

(1) اس کا جمع کر دینا اور اس کو پڑھا دینا ہمارے ذمے ہے۔ پس جب ہم پڑھیں تو اس کی قراءت کی پیروی کیا کرو۔ پھر بیان کر دینا ہمارے ذمے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح، توضیح اور اس کا بیان ہوا ہے، وہ بھی رب کی جانب سے ہے۔ اس لیے کہ نبی کائنات ﷺ اپنی زبان مقدس سے کوئی ایک لفظ بھی اُس وقت تک نہیں نکالتے جب تک کہ آسمان سے انہیں اِس لفظ کی ادائیگی کا حکم نہیں ہوتا۔

﴿مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ [النجم: ۳،۴] ❶

اِسی لیے قرآن مجید میں رب کائنات نے جہاں قیامت تک آنے والی نسلوں کو اِس کتاب کی پیروی کا حکم دیا، وہاں اپنے نبی مکرم علیہ السلام کے فرامین کی پیروی کا بھی حکم دیا، قرآنِ مجید میں رب تعالیٰ نے فرمایا!

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾ [الحشر: ۷] ❷

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن پاک کی حفاظت آسمان والے نے اپنے ذمہ لی تا کہ آنے والی نسلیں اِس سے رہنمائی حاصل کریں، تو خداوند عالم نے اِسی قرآنِ مجید میں دنیا کے تمام انسانوں کو اِس بات کا بھی حکم دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں۔ نبی علیہ السلام کی پیروی کا معنی ہے کہ نبی علیہ السلام کے فرامین، ارشادات اور تعلیمات کی پیروی کریں۔

اب قیامت تک آنے والی قوموں کے لیے ضروری اور لازمی ہے کہ نبی علیہ السلام کی تعلیمات کو مانا جائے۔ اِس کے لیے ضروری تھا کہ جس طرح کتاب کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہے، اِسی طرح رسالت مآب ﷺ کی تعلیمات کی حفاظت کا بھی انتظام کیا جائے۔ چنانچہ رب کائنات نے بے شمار ایسے انسانوں کو پیدا کیا جنھوں نے نبی پاک ﷺ کی ایک ایک بات اور ایک ایک حرف کو، آپ کی زبان اقدس سے ادا ہونے والے ایک ایک لفظ کو محفوظ کیا۔ آپ کی حرکات وسکنات کو نوٹ کیا۔ آپ کے چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، آپ کے مسجد میں آنے، آپ کے مسجد سے جانے، آپ کے سونے اور جاگنے، غرض

❶ اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے نہیں بولتا۔ وہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔
❷ لوگو رسول جو تمہیں کہیں اس کو اپنا لو، جس سے نبی تمہیں روکیں اُس سے رُک جاؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ایک چیز کو محفوظ کیا۔ کیونکہ رب کائنات نے اپنے کلامِ مجید میں مومنوں سے یہ فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الاحزاب : ۲۱] ❶

اِس زندگی کے اندر کھانا پینا، اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، کاروبار، تجارت، لین دین، لوگوں کے حقوق کی ادائیگی، لوگوں پر فرائض اور ذمہ داریوں کا بوجھ، اپنوں اور غیروں سے تعلقات یہ سب چیزیں شامل تھیں۔ اِس لیے رب کائنات نے قیامت تک کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات جو کہ آپ کے اقوال، آپ کے افعال، آپ کے اعمال اور آپ کی تقریرات پر مشتمل ہیں، ان کو بھی محفوظ کرلیا۔ جس طرح قرآن پاک محفوظ ہے، اِسی طرح رب کائنات نے نبی کائنات ﷺ کی سنت کو بھی محفوظ کیا۔

یہ بات سمجھ لو کہ سنت کسے کہتے ہیں۔ سنت صرف اِس چیز کا نام نہیں ہے کہ نبی کائنات ﷺ کی زبانِ اقدس سے جو بات نکلی ہو، صرف وہی سنت ہے۔ سنت تین چیزوں کا نام ہے:

ایک وہ بات جو نبی علیہ السلام نے کہی ہو، وہ سنت ہے۔

ایک وہ کام جو نبی علیہ السلام نے کیا ہو، وہ سنت ہے۔

ایک نبی علیہ السلام کی موجودگی میں آپ کے کسی ساتھی نے کوئی کام کیا، نبی علیہ السلام نے اُس کو نہیں روکا، اُس کو ثابت رکھا۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کی سنت ہے۔

لہٰذا نبی کی سنت تین چیزوں پر مشتمل ہے، ایک نبی علیہ السلام کے اقوال پر...... دوسرے آپ کے افعال و اعمال پر...... تیسرے نبی علیہ السلام کی تقریرات کہ ہر وہ چیز جو نبی علیہ السلام کی موجودگی میں ہوئی ہے اور نبی کائنات نے اُسے نہیں روکا ہے، وہ بھی نبی علیہ السلام کے فرمان میں شامل ہے۔ اِس لیے کہ اگر وہ بات نادرست ہوتی تو نبی پاک ﷺ کو ضرور اُس سے روکنا چاہیے تھا۔ یہ نبی پاک ﷺ کی شان کے خلاف ہے کہ ان کے سامنے کوئی غیر شرعی کام ہو، کوئی غلط بات ہو تو وہ اس کو نہ روکیں۔ ہم لوگ برائی سے روکنے میں شرم کرجاتے ہیں کہ کوئی کیا کہے گا لیکن نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے دین کے مسئلے میں ہر قسم کی مداہنت و مصلحت سے

❶ میں نے اپنے نبی کی ساری زندگی تمھارے لیے بہترین نمونہ بنائی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاک تھے۔ اِس لیے اِن تین چیزوں کی حفاظت کا بھی رب نے اہتمام کیا کہ اِن کی حفاظت کی جائے۔

آج ہمارے پاس حدیث کے ذخیرے کی صورت میں نبی پاک ﷺ کی ساری تعلیمات، آپ کے سارے ارشادات، آپ کے سارے فرامین واحکامات ایک ایک کرکے محفوظ ہیں۔ اِسی لیے رب نے اِن کا ماننا مومنوں پر لازم اور فرض قرار دیا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین جن کتابوں میں محفوظ ہیں، اُن کتابوں کو حدیث کی کتابیں کہا جاتا ہے۔ اِن ساری کتابوں میں اہم ترین، صحیح ترین اور سب سے جلیل القدر کتاب کا نام صحیح بخاری ہے۔ دوسری کتاب جس کے اندر نبی علیہ السلام کے فرامین اور آپ کی تعلیمات کے بارے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اُس مجموعے کا نام مسلم شریف ہے۔ اِسی لیے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ بخاری شریف اور مسلم شریف کے اندر جو حدیث آجائے اُس کا ماننا مسلمانوں پر اُسی طرح لازم اور ضروری ہے جس طرح کہ قرآن کریم کو ماننا ہے۔ اِس لیے کہ یہ قطعی ثبوت ہے۔ اِن کی صحت اور درست ہونے کے بارے میں اُمت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جو بھی ان کی تحقیر وتوہین کرتا ہے، وہ بدعتی ہے اور بے ایمان ہے۔ [1]

اِس مسئلے کو سمجھنے کے بعد ہمیں یہ بات سمجھنی چاہیے کہ آج جو لوگ صرف یہ کہتے ہیں، حسبنا کتاب اللہ، ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے، اور اُن کا سارا زور کتاب، کتاب اور کتاب پر ہوتا ہے، وہ حقیقت میں اِس قرآنِ پاک کی تردید کرتے ہیں، وہ اِس قرآنِ پاک کو تسلیم نہیں کرتے۔ اِس لیے کہ اِس قرآنِ پاک کے اندر دس بیس نہیں بلکہ بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اپنے نبی کی پیروی کا حکم دیا ہے۔

نبی علیہ السلام کی پیروی کا معنی کیا ہے؟ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی کتاب کی پیروی کے ذریعے اپنی پیروی کا حکم دیا، اِسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کے ذریعے

[1] حجتہ اللہ البالغہ، مبحث السابعہ، جلد ۱، ص ۳۰۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی علیہ السلام کی پیروی کا حکم دیا ہے، خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ﴾ اللہ کی پیروی کرو۔

اللہ تعالیٰ کی پیروی کا معنیٰ کیا ہے کہ رب نے جو کتاب اتاری ہے، اُس کو مانو، اُس کو تسلیم کرو، اُس کی فرمانبرداری کرو، اُس کے احکامات کو اپنے اوپر لاگو کرو اور اُس کی منہیات سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اِسی طرح جب یہ فرمایا، وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ، تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے عمل، اپنے قول اور اپنے اثبات سے جن چیزوں کو قرآن کی تفسیر، توضیح اور تشریح کے طور پر بیان کیا ہے، اُنھیں تسلیم کرو۔ خدا کی پیروی کے لیے ہمیں قرآن کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور سرورِ کائنات ﷺ کی پیروی کے لیے ہمیں محمد ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح کوئی شخص قرآن کو مانے بغیر مسلمان کہلانے کا حق نہیں رکھتا، بالکل اِسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو مانے بغیر کوئی آدمی مسلمان کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے۔ آج کے خطبے میں، میں آپ کو صرف یہی بات سمجھانا چاہتا ہوں کہ آج جدید دَور کے فرعونوں نے اُمتِ مسلمہ کی گمراہی کے لیے نت نئے فتنے رائج کیے۔ نئے نئے افکار ترویج دیے، نئی نئی آراء کی نشرواشاعت کی، اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ مسئلہ قرآن میں ہے یا نہیں؟ فلاں بات قرآن میں نہیں ہے، اِس لیے ہم نہیں مانتے۔

سنو! مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح قرآن کو ماننا ضروری ہے، اُسی طرح محمد ﷺ کے فرمان کو ماننا بھی ضروری ہے۔ حجیت کے اعتبار سے اِن دونوں کے درمیان سرمو فرق نہیں۔ آج یہ بات اپنے ذہنوں کے اندر بٹھا کر جائیں کہ جو شخص رب کے قرآن میں اور نبی علیہ السلام کے فرمان میں فرق کرتا ہے، وہ مومن اور مسلمان نہیں ہے۔ مومن اور مسلمان وہ ہے جو حجیت کے اعتبار سے رب کے قرآن اور نبی علیہ السلام کے فرمان میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ اِس لیے جب کوئی بندہ یہ پوچھے کہ یہ مسئلہ قرآن میں ہے یا نہیں، اُسے کہو ہمارے نزدیک رب کا قرآن اور نبی علیہ السلام کا فرمان ایک حیثیت رکھتا ہے۔ دونوں میں رتی برابر فرق نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اِس لیے کہ قرآن ہمیں تب تک معلوم نہیں ہوا، جب تک محمد ﷺ نے نہیں بتلایا کہ یہ قرآن ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ نہ بتلاتے کہ یہ قرآن ہے، کائنات کا کوئی شخص یہ معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ یہ قرآن ہے یا نہیں ہے۔ یہ قرآن ہم نے تب مانا جب محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتلایا۔ اِس لحاظ سے نبی علیہ السلام کا فرمان قرآن پر بھی مقدم ہے کہ اگر نبی علیہ السلام ہم کو یہ نہ بتلائیں قل ھو اللہ احد قرآن کی آیت ہے، ساری دنیا مل کر بھی یہ بات معلوم نہیں کر سکتی تھی کہ یہ قرآن کی آیت ہے۔

آنکھیں کھول کر، دل اور دماغ کے دریچوں کو وا کر کے یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ رب کائنات نے جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو تبلیغ کا حکم دیا، تو نبی علیہ السلام نے قرآن کو بعد میں پیش کیا، اپنے فرمان کو پہلے پیش کیا ہے۔ خود قرآنِ حکیم نے کہا!

﴿فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيكُمۡ عُمُرٗا مِّن قَبۡلِهِۦٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ﴾ [یونس: ۱٦] ❶

اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان چالیس برس گزارے ہیں، بتلاؤ میرے بارے تمھاری کیا رائے ہے؟

قرآن کریم نے یہ نہیں کہا

﴿ذَٰلِكَ ٱلۡكِتَٰبُ لَا رَيۡبَۛ فِيهِۛ﴾ [البقرہ: ۲] ❷

یہ بعد میں کہا۔ محمد ﷺ کے فرمان کی صداقت کو پہلے منوایا۔ قرآن بعد میں اتارا ہے، کیونکہ جب تلک اُس زبان پہ اعتماد نہیں ہوگا، جو زبان کتاب اللہ کو قرآن قرار دے گی، تب تک قرآن پر بھی اعتماد پیدا نہیں ہو سکتا۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے پہلے یہ نہیں فرمایا، اے لوگو آؤ قرآن سنو، قرآن یہ کہتا ہے۔

آپ نے سب سے پہلے کیا کہا؟

آپ غارِ حراء سے نکل کر کوہِ صفاء پر آئے۔

---

❶ اس سے پہلے میں تم میں مدت دراز ٹھہرا ہوں۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟

❷ یہ کتاب بلاشک (صحیح) ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بتلاؤ یہ زبان جو حرکت کر رہی ہے، اِس زبان کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟

جواب دیا: ((مَا جربنلك الا صِدقا .)) [1]

ہم نے اِس زبان سے چالیس سال کے طویل عرصے میں سچائی کے سوا کچھ بھی نکلتے ہوئے نہیں دیکھا۔

آج بعض جاہل، ان پڑھ، ٹی وی کے فنکار ملاّ قرآن قرآن کرتے ہیں۔ قرآن کیا ہے؟ جب تک محمد ﷺ کے فرمان کو نہ مانا جائے، قرآن نہیں مانا جا سکتا۔ کس نے کہا ہے کہ

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ [محمد: ۳۳]

قرآن کی آیت ہے؟

اگر محمد کریم ﷺ نہ بتلائیں تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ قرآن ہے۔ یہ کتاب جو آج ہم اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہیں، کس نے خبر دی ہے کہ یہ قرآن ہے؟ کسی نے اپنی آنکھوں سے قرآن اُترتے ہوئے دیکھا؟ یہی بات تھی جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کے پہلے دن کہی تھی کہ یمن سے واپس آئے۔ کہا گیا ابو بکر، تیرے بچپن کے دوست نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ کہتا ہے، مجھ پر خدا کا کلام اُترتا ہے، مجھ سے خدا ہم کلام ہوتا ہے، مجھ پہ وحی نازل ہوتی ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، اپنا سامان رکھتے ہیں اور بھاگے ہوئے جاتے ہیں۔ ابھی صدیق نے کچھ نہیں سنا، نہ قرآن سنا اور نہ کوئی نشان دیکھا۔ نبی کائنات علیہ السلام کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ باہر سے جواب ملا، اے عبداللہ کے بیٹے تمھارا بچپن کا دوست آیا ہے۔ سرورِ گرامی علیہ السلام جلدی سے باہر تشریف لائے، دیکھا سامنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ نگاہ ڈالی، فرمایا ابو بکر سفر سے کب آئے ہو؟ کہا ابھی آیا ہوں۔ سامان بھی نہیں رکھا کہ مکے میں آپ کے متعلق عجب گفتگو سنی ہے۔ بھاگا ہوا آیا ہوں تا کہ معلوم کروں کہ حقیقت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ابو بکر، تو نے کیا سنا ہے؟ کہا میں نے

[1] صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الشعراء، حدیث: ۴۷۷۰۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قولہ تعالی ﴿وانذر عشیرتك الاقربین﴾، حدیث: ۲۰۸۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنا ہے کہ آپ کہتے ہیں، مجھ پر رب کا کلام نازل ہوتا ہے، خدا نے آپ کے سر پر تاج نبوت ورسالت رکھا ہے، اللہ کریم نے آپ کو پیغمبری کی خلعت فاخرہ پہنائی ہے، میں نے یہ سنا ہے کہ آپ اِس کائنات میں اپنے آپ کو خدا کا فرستادہ کہتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے محبت سے اپنے بچپن کے دوست کو دیکھا۔ نہ جانے اِس کا جواب بھی وہی ہوگا جو مکے کے دوسرے لوگوں نے دیا۔ آج نبی علیہ السلام دیکھ رہے ہیں، شاید گالی دے، پتھر مارے، مجھے برا بھلا کہے۔ نگاہ ڈالی، ابوبکر رضی اللہ عنہ دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا ابوبکر تو نے سچ سنا ہے، میں کہتا ہوں کہ مجھ پر رب کا کلام نازل ہوتا ہے۔ اب نبی کائنات علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ پیشانی پر کیا سلوٹیں نمودار ہوتی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو نگاہ اُٹھا کر محمد اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہے تھے، جب نبی کائنات علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں، مجھ پر رب کا کلام نازل ہوتا ہے تو ادب سے اپنی نگاہوں کو نیچے گرا دیا۔ حضور علیہ السلام نے چہرے کی تبدیلی کو دیکھا۔ فرمایا ابوبکر کیا ہوا؟ خاموش ہو گئے۔ کہنے لگے اپنے ہاتھ کو آگے بڑھائیے۔ آج کے بعد آپ میرے دوست نہیں رہے، میرے آقا و مولیٰ بن گئے ہیں۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں، سچ کہتے ہیں۔

اُدھر مشرکین مکہ انتظار کر رہے ہیں۔ نہ جانے ابوبکر کیا جواب لے کر آئے۔ پوچھا ابوبکر، جو ہم نے کہا تھا سچ نکلا ہے یا نہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا، تم نے جو کہا سچ نکلا ہے۔ کہا پھر کیا کہتے ہو؟ فرمایا تمھاری بات بھی سچ نکلی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بھی سچ نکلی ہے۔ مان کے آیا ہوں۔ حیران و ششدر رہ گئے۔ کہنے لگے: ابوبکر! کیا کہتے ہو؟ فرمایا سچ کہہ رہا ہوں، تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سچ کہا تھا۔ میں نے جو آپ علیہ السلام سے پوچھا، آپ نے اقرار کیا، میں نے مان لیا۔ کہنے لگے اِتنی جلدی مان آئے، کوئی آپ کا کلام سنا؟ کوئی آپ سے معجزہ مانگا؟ کوئی نشانی طلب کی؟ فرمایا مجھ کو سننے اور دیکھنے کی خواہش نہیں تھی۔ کہا ابوبکر کیوں کیا بات ہے؟ کہا میں نے چالیس برس اس کو دیکھا ہے اور زندگی میں کبھی مخلوق کے اوپر جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جو مخلوق کے بارے میں جھوٹ نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بولتا، وہ خالق کے متعلق جھوٹ کیسے بول سکتا ہے؟ میرا یقین ہے کہ آپ علیہ السلام جو فرماتے ہیں، سچ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ کفارِ مکہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور مارنے لگے۔ اِس قدر مارا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ گھر لایا گیا، ماں پانی کے لیے دوڑی۔ اِتنی دیر میں مکمل ہوش آ گیا، ہونٹوں سے پانی کا پیالہ لگایا گیا۔ فرمایا ماں پیالے کو پیچھے ہٹالو، پہلے مجھے میرے آقا علیہ السلام کے پاس لے چلو۔ میں دیکھوں کہ میرے آقا کو تو کوئی گزند نہیں پہنچی۔ ماں نے کہا ہم تیرے دوست کو بلا لاتے ہیں۔ فرمایا محمد ﷺ آج کے بعد دوست نہیں رہا۔ آقا و مولیٰ بن گیا ہے اور آقا و مولیٰ کو بلایا نہیں جاتا، اُن کے گھر جایا جاتا ہے۔ [1]

لوگو! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جو دعوت دی، وہ قرآن نہیں سنایا، بلکہ پہلے اپنے فرمان کی صداقت منوائی، کہ قرآن تب مانا جائے گا جب اُس زبان پہ یقین کیا جائے، جس زبان سے قرآن کے الفاظ نکل رہے ہیں۔ اگر اُس زبان پر اعتبار نہیں ہے تو پھر اُس زبان سے نکلنے والے قرآن کے الفاظ پر بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اِسی لیے رب کائنات نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور آپ کی زندگی کو آپ کی نبوت و رسالت کے لیے معیار قرار دیا۔

اور بات آئی ہے تو کہے دیتا ہوں!

ہم موجودہ حکمرانوں کی کسی بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ضیاء الحق جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آٹھ سال تک جھوٹ بولتا رہا۔ کعبے میں کھڑے ہو کر اس نے جھوٹ بولا۔ اس کے عمرے، اس کا حج، اس کے طواف لوگوں کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ اس کے وعدوں پر اعتبار نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ جو جھوٹا ہوتا ہے، اس کی کسی بات پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

لوگ آج روتے ہیں۔ کوئی پانی کو روتا ہے، کوئی بجلی کو روتا ہے، کوئی امن عامہ کو روتا

---

[1] سیرۃ النبی لابن کثیر (١/٢٧٥۔ ٢٨٠)۔ سیرۃ ابن ھشام (١/٢٤٩، ٢٩٠)۔ تاریخ ابن جریر (١/٥٤٠۔ ٥٤٤)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، کوئی عفت وعصمت کو روتا ہے اور میں نے آج سے پانچ چھ برس پہلے اس جگہ کھڑے ہو کر کہا تھا، لوگو!

جو ضیاء الحق کے اسلام پر یقین کرتا ہے، کرتا رہے۔ میں جھوٹے آدمی کے اسلام پر کبھی یقین کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ آج واقعات نے ثابت کیا، اخبارات میں خبر چھپتی ہے۔ اس آدمی کی ترتیب دی گئی اسمبلی کے اندر رب کے شعائر کی توہین کی جاتی ہے۔ اس کا جھوٹ دیکھو! ایک طرف کہتا ہے، اسلام آ گیا ہے اور دوسری طرف اس کی اسمبلی کے ممبران روزے کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ بدبخت ٹکے ٹکے کے ممبر، امت مسلمہ کے منتخب نمائندہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے رسول کے دین کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ کے مہینے کا مذاق اڑاتے ہیں، شرم نہیں آتی حکمرانوں کو، بے حمیتوں کو، بے ضمیروں کو، جھوٹوں کو، مفتریوں کو، کذابوں کو، دجالوں کو۔ ایک طرف اسلام کا نام لیتے ہیں اور دوسری طرف ان کی اسمبلیوں کے اندر شعائر اللہ کی توہین ہوتی ہے۔ لوگوں کو جھوٹا تاثر دیتے ہیں کہ اگر یہاں کوئی شخص رمضان کا احترام نہ کرے گا تو اس کو گرفتار کیا جائے گا۔ اس کے خلاف رمضان آرڈی نینس کے تحت مقدمہ درج کیا جائے گا۔

تمہاری اسمبلی کے ممبروں کی تصویریں چھپی ہیں۔ رمضان کے مہینے میں دن کے وقت سگریٹ پیتے ہوئے۔ تمہاری اسمبلی کے اندر کہا گیا ہے کہ ارکان اسمبلی کی سہولت کے لیے اسمبلی کی لابیوں میں رمضان کے مہینے میں دن کے وقت ٹھنڈے پانی کے کولر رکھے گئے ہیں۔

بتلاؤ تمہارا اسلام کہاں گیا ہے؟

ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے جان لیا تھا کہ

جب ہم نے نبی علیہ السلام کی سیرت کو دیکھا، نبی علیہ السلام کے پیغام اولین کو دیکھا تو ہم نے محسوس کر لیا کہ رب کائنات نے قرآن سے بھی پہلے نبی علیہ السلام کی صداقت اور سچائی کا لوگوں کے سامنے اظہار کروا کر منوایا ہے کہ کام وہی کرتا ہے جو سچا ہوتا ہے اور جھوٹے کی کسی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

آج ہم اِس قرآن کو کتاب اللہ مانتے ہیں، یقین رکھتے ہیں کہ صفحہ اول سے لے کر صفحہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخر تک ایک حرف بھی ایسا نہیں ہے جو قرآنِ حکیم کا حصہ نہ ہو۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔ اِس لیے کہ کائنات کے امام نے اپنی زبان سے فرمایا ہے کہ یہ قرآن ہے اور اُس سچے کی بات غلط نہیں ہوسکتی۔ سچائی اور صداقت اولین چیز ہے۔

تو میں بات یہ کہہ رہا تھا کہ ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو قرآن سے بھی پہلے مانا ہے۔ قرآن بعد میں مانا، محمد ﷺ کا فرمان پہلے مانا۔ محمد ﷺ کا فرمان مانا ہے تو قرآن مانا ہے۔ اگر نبی علیہ السلام کا فرمان نہ مانا جائے تو قرآن نہیں مانا جا سکتا۔ اِس لیے وہ جاہل، برخود غلط لوگ جو آج قرآن قرآن کہتے ہیں۔ سن لو، قرآن کو قرآن اگر قرار دیا ہے تو نبی علیہ السلام کے فرمان نے قرار دیا ہے۔ اگر نبی علیہ السلام کے فرمان کی حجیت کو تسلیم نہ کیا جائے تو قرآن کی صداقت کو اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کو بھی تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ اِس لیے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے، مومنوں کا یہ عقیدہ ہے، اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کا یہ عقیدہ ہے کہ رب کے قرآن اور نبی علیہ السلام کے فرمان میں حجیت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کا ماننا لازمی اور ضروری ہے۔

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

[النساء: ١١٥] [1]

قرآن کے اتارنے والے میرے ربّ نے فرمایا ہے کہ:

جس نے میرے نبی کی بات نہ مانی، اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

یہ نہیں کہا، جس نے قرآن کو نہیں مانا۔ فرمایا جس نے نبی علیہ السلام کے فرمان کو نہیں مانا اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اِس لیے کہ نبی علیہ السلام کا فرمان اولین ہے، اور اِسی لیے محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] اور جو شخص ہدایت معلوم ہونے کے بعد رسول کی نافرمانی کرے گا، اور مومنوں کے خلاف راہ چلے گا، تو جس طرف اس نے رُخ کیا ہم اس طرف اس کو پھیر دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ جو بہت بُری جگہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((من اطاعنی فقد اطاع اللّٰہ و من عصانی فقد عصی اللّٰہ، ❶ ومن اطاعنی فقد دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی.)) ❷

لوگو سن لو! جنت میں وہی جائے گا جس نے میری اطاعت کی، جس نے میری اطاعت کی اُس نے رب کی اطاعت کی، جس نے رب کی اطاعت کی وہ جنت مین گیا۔ جس نے میری نافرمانی کی اُس نے جنت میں داخل میں ہونے سے انکار کیا۔

نبی کائنات ﷺ نے اپنی اطاعت کو رب کی اطاعت قرار دیا ہے۔ اپنی نافرمانی کو رب کی نافرمانی قرار دیا۔ اِس لیے کہ نبی علیہ السلام کی کوئی بات اپنی بات نہیں ہے!

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ [النجم: ۳، ۴]

وہ تبھی بولتے ہیں جب آسمان سے بولنے کا حکم آتا ہے۔

لوگو! اِس لیے سمجھ لو کہ نبی کائنات علیہ السلام کے فرامین ماننے بغیر...... آپ کے ارشادات تسلیم کیے بغیر...... آپ کے احکامات پر عمل کیے بغیر آپ کی تعلیمات کو سینے سے لگائے بغیر ...... آپ کے ارشادات کو پیشانیوں پر سجائے بغیر انسان کی نجات نہیں ہوسکتی، چاہے قرآن کی پیروی کا کتنا دعویٰ کیوں نہ کرتا رہے۔ قرآن بتلایا بھی محمد ﷺ نے، قرآن سمجھایا بھی محمد ﷺ نے ...... اور یہ میں نہیں کہتا، قرآن کریم کہتا ہے!

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ.﴾

[آل عمران: ۱۶۴] ❸

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب يقاتل من وراء الامام، حدیث: ۲۹۵۷۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء، حدیث: ۱۸۳۵۔ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ.

❷ صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰہ ﷺ، حدیث: ۷۲۸۰۔ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ.

❸ اس نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ انہی میں سے ایک رسول ان کے سکھانے کو بھیجا جو اس کی آیتیں پڑھ پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور ان کو بُری خصلتوں سے پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب الٰہی اور حکمت سکھاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن پڑھ کر بھی نبی علیہ السلام نے بتلایا، قرآن کے معانی بھی نبی علیہ السلام نے سمجھائے۔ نہ آپ کے بتلائے بغیر قرآن کا پتہ چلے، نہ آپ کے سمجھائے بغیر قرآن کا پتہ چلے۔

لوگو! جان لو کہ رب کے قرآن کی اُس وقت تک تلاوت اور تفہیم نہیں ہو سکتی، جب تک کہ نبی کائنات ﷺ کے فرامین کو ساتھ نہ رکھا جائے۔ دونوں کی یکساں حیثیت ہے۔ دونوں میں فرق کرنے والا مومن اور مسلمان نہیں ہے۔

آخری بات سن لو! دونوں کے بغیر نجات بھی نہیں۔ دو چیزیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ ہم اِس کتاب کو قرآنِ صامت سمجھتے ہیں اور محمد ﷺ کو قرآنِ ناطق سمجھتے ہیں۔ دونوں رب نے نازل کیے ہیں۔ ایک مانے اور دوسرے کو نہ مانے تو نجات نہیں، دونوں کو ماننا ضروری ہے اور اِسی طرح دونوں کے ساتھ تیسری ماننے سے بھی نجات نہیں، کیونکہ تیسری شامل کرنے سے اِن دونوں کی قدر و قیمت میں فرق پڑتا ہے، خلل آتا ہے۔ ایک پر بھی گزارا نہیں، تین پر بھی گزارا نہیں، صرف دو۔ نہ کسی مولوی کی بات ......نہ خطیب کی ......نہ واعظ کی ......نہ ذاکر کی ......نہ محدث کی ......نہ امام کی......نہ فقیہ کی ......نہ خان زادے کی ...... نہ جرنیل کی ......نہ کرنیل کی ...... نہ فوجی ڈکٹیٹر کی...... نہ کسی وڈیرے ڈکٹیٹر کی۔ بات مانی جائے گی تو رب کے قرآن کی مانی جائے گی یا محمد ﷺ کے فرمان کی مانی جائے گی۔ تیسری کسی بھی بات کو قرآن اور سنت کے مقابلے میں رکھنا رب کے قرآن کی بھی توہین اور محمد ﷺ کے فرمان کی بھی توہین ہے۔ رب کی توہین کرنے والا جنت میں جائے گا نہ محمد ﷺ کے فرمان کی توہین کرنے والا جنت میں جائے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسلسلہ انکار رجم I:

کیا ہدایت کے لیے قرآن کافی ہے؟

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ [الحشر: ٧] (1)

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم اِس کائنات میں اللہ کے آخری پیغام رساں کی حیثیت سے جلوہ گر ہوئے، اور آپ نے اہل کائنات کو ہدایت کی راہ بتلائی، اُنھیں صراطِ مستقیم پر گامزن کیا، اُنھیں دین کے امور سے آشنا بنایا اور قرآن کی تعلیمات سے باخبر کیا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو اگر اسلام سے الگ کر دیا جائے تو اِسلام نام کی

(1) اور جو کچھ رسول تم کو دیں وہ قبول کیا کرو اور جس سے روکیں اس سے رُک جایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی چیز کائنات میں باقی نہیں رہتی۔ اسلام دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری سرورِ کائنات ﷺ کی سنت۔ رب ذوالجلال نے کلامِ مجید میں بے شمار مقامات پر اِس بات کا ذکر کیا ہے کہ

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ [1]

اِس بات کا ذکر قرآنِ مجید میں کسی ایک جگہ نہیں، دو جگہ نہیں، چار چھ جگہ نہیں، بلکہ کلام پاک میں بیسیوں جگہ اِس بات کا ذکر کیا کہ اے لوگو، تمھارا ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم اللہ کی اطاعت کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت نہ کرو۔

ایک دوسرے مقام پر رب ذوالجلال نے اپنے کلامِ مجید میں یہ ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

[النساء: ٥٩] [2]

اے مومنو! ”اگر دین کے کسی معاملے میں تمھارے درمیان کوئی تنازعہ بپا ہو جائے، تو تمھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹنا چاہیے۔“

اللہ کی طرف لوٹنے کا معنی کیا ہے؟ کہ اللہ کی کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس کے رسول کی طرف لوٹنے کا معنی کیا ہے؟ کہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کیا جائے۔ اِس لیے کہ یہ بات بہر حال ظاہر ہے کہ کسی بھی جھگڑے میں کوئی بندہ رب سے جا کر سوال نہیں کر سکتا کہ اللہ تو بتلا کہ میں سچا ہوں یا فلاں سچا ہے؟ میں ٹھیک ہوں یا فلاں ٹھیک ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تم اللہ کی طرف آؤ تو کیا اِس کا معنی ہوگا کہ اللہ سے جا کر سوال کرے؟

اِس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ کی کتاب سے جا کر پوچھے۔ اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی کہ کون سا آدمی حق پر ہے اور کون سا آدمی حق پر نہیں ہے۔

---

[1] اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔

[2] اگر کسی معاملے میں تم کو باہمی جھگڑا پڑے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جب رب نے یہ فرمایا کہ اللہ کی طرف آؤ اور میرے رسول کی طرف آؤ۔ رسول کے پاس جانے کا معنی کیا ہے؟ جس وقت سرورِ گرامی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس کائنات میں جلوہ فرما نہیں رہے، ایسے وقت میں لوگ کس طرح رسول سے پوچھیں؟ اس کلامِ پاک کے ٹکڑے کا بالکل وہی معنیٰ ہے جو اللہ سے پوچھنے کا معنیٰ ہے۔ اللہ سے پوچھو یعنی اللہ کی کتاب سے پوچھو۔ اللہ کے رسول سے پوچھو یعنی نبی علیہ السلام کی سنت سے پوچھو فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ.

اس آیت کے آخر میں فرمایا، اللہ سے پوچھو، اللہ کے رسول سے پوچھو إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ اگر ایمان کی رتی بھی تمہارے دل میں موجود ہے۔ اگر ایمان موجود نہیں ہے، پھر چاہے اللہ اور اس کے رسول سے پوچھو یا نہ پوچھو پھر کوئی بحث نہیں۔ لیکن اللہ کریم نے فرمایا، اگر تم میں ایمان کی رمق بھی موجود ہے تو اپنے متنازعہ فیہ مسائل میں اللہ کی کتاب سے پوچھو اور نبی پاک ﷺ کی سنت سے۔ ان دونوں چیزوں کو قرآنِ پاک میں لازمی قرار دیا گیا۔

وہ آیت کریمہ جس کی میں نے ابتداء میں تلاوت کی ہے، اُس میں واضح طور پر رب کریم نے کہا ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

جو تمھیں رسول دیں اُس کو لے لو اور جس سے تمھیں رسول روکیں اُس سے رُک جاؤ۔ اگر تم نے رسول کی دی ہوئی چیز کو اختیار نہیں کیا اور رسول کی منع کی ہوئی چیز کو ترک نہیں کیا، پھر کیا ہوگا۔ فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ.﴾

اگر تم نے اس بات کو اختیار نہ کیا تو اُس دن سے ڈر جاؤ کہ جب اللہ تمھیں سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

بات توجہ سے سنو!

آج جو مختلف فتنے اُٹھائے جا رہے ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج گمراہی کے جو جال بچھائے جا رہے ہیں،

آج دین میں ترمیم کرنے کی جو سازشیں کی جا رہی ہیں،

آج دین میں نقب لگانے کے جو تار و پود بنے جا رہے ہیں،

آج دین کے اندر رخنہ اندازی کی، دین کے اندر پیوند کاری کی، دین کی عمارت کو ڈھانے کی اور دین کی دولت کو لوٹنے کی جو تدبیریں اختیار کی جا رہی ہیں، اُن کے لیے طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ اللہ کی کتاب کا نام لیا جائے اور محمد ﷺ کی احادیث کو پس پشت پھینکا جائے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

ہم نے بے شمار مرتبہ اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جو لوگ مولویوں کا نام لے کر علمائے دین پر کیچڑ اچھالتے ہیں، اُن کا اصل مقصد علمائے دین کو برا کہنا نہیں ہے۔ اُن کا مقصد اصلی یہ ہے کہ علمائے دین کا نام لے کر دین کی تذلیل کی جائے۔ کیونکہ مسلمان براہِ راست دین پر حملہ برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اُس کے لیے حیلہ بنایا گیا ہے کہ دین والوں کو ذلیل کرو، دین خود بخود ذلیل ہو جائے گا۔

اِسی طرح اِسلام کو ناقابل عمل ٹھہرانے کے لیے، اِسلام کی عمارت میں نقب لگانے کے لیے اور اِسلام کی عمارت کو ڈھانے کے لیے براہِ راست حملہ نہیں کیا جاتا بلکہ اُس کے لیے کچھ حیلے تراشے جاتے ہیں، کچھ بہانے ڈھونڈے جاتے، کچھ سازشیں تیار کی جاتیں اور کچھ تدابیر اختیار کی جاتی ہیں اور مسلمان ...... سیدھا سادہ، بھولا ہے، جو بات کی تہہ تک نہیں پہنچتا۔ وہ کہتا ہے الفاظ بڑے خوش نما ہیں، حسبنا کتاب اللّٰہ، ہمیں اللہ کی کتاب قرآن کافی ہے، قرآن کے نام پر مجلسیں بنائی جاتی ہیں، قرآن کے نام پر اجلاس بلائے جاتے ہیں اور مقصد اِس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کو مسلمانوں کے درمیان سے ہٹایا جائے۔ اِس لیے کہ جب نبی علیہ السلام کی ذات موجود نہ رہے تو قرآن کی سمجھ نہیں آ سکتی۔ جب نبی علیہ السلام کی ذات کو، جب نبی ﷺ کی شخصیت کو ہٹا دیا گیا، پھر قرآن کو ہٹانا کچھ مشکل اور دُشوار نہیں ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں منبرِ رسول پر کھڑے ہو کر ڈنکے کی چوٹ پہ کہتا ہوں، نہ مجھے توہینِ عدالت کی کوئی پروا ہے، نہ مجھے اِن ججوں کی عزت کی کوئی پروا ہے جو دینِ محمد ﷺ کو بدلنے کی سازش کرتے ہیں، میں اِس بات کو اپنے دل میں نہیں لاتا اور رب کے دین کے لیے کسی خطرے کو میں خطرہ شمار نہیں کرتا، پرانے زمانے میں ایک محاورہ ہوا کرتا تھا۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔

کالے کا نام کافور رکھ دیا گیا ہے، غیر شرعی عدالت کو اِس ملک میں شرعی عدالت کا نام دیا گیا ہے! وہ لوگ جنھیں قرآن دیکھ کر بھی پڑھنا نہیں آتا ہے، وہ قرآن کے مفسر اور شارح بن گئے ہیں۔

وہ لوگ جنھیں اِسلام کی الف، ب کا علم نہیں ہے، وہ اِسلام کے قاضی اور جج بن بیٹھے ہیں۔

وہ لوگ جو شریعت محمدیہ کو اُتنا بھی نہیں جانتے جتنا عام مسلمان عورتیں جانتی ہیں، وہ شریعت کے مفتی بن بیٹھے ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ ...... آپ پر ہمارے ماں باپ قربان، آپ کتنے سچے نبی اور رسول ہیں، آپ پر رب کی کتنی اعلیٰ وحی اُترتی تھی، رب تعالیٰ آپ کو کس طرح آنے والی باتوں کی خبر دیتے تھے، کہ آپ ﷺ نے آج سے چودہ سو برس پہلے کہا تھا۔

لوگو! میرے رسول کی دانائی کو دیکھو۔ میرے خدا کی قسم ہے، اگر اور کوئی حدیث نہ ہوتی، صرف یہ حدیث ہوتی تو نبی علیہ السلام کی سچائی کی شہادت کے لیے کافی تھی، کہ آپ نے آج سے چودہ برس پہلے فرمایا:

لوگو، ایک زمانہ آئے گا کہ ایک شخص کرسی پر بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر یہ کہے گا، جاؤ میں اِس حکم کو نہیں مانتا۔ کیوں نہیں مانتا؟

((لَا یُوجَدُ فِی کِتَابِ اللّٰہِ.)) [1]

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، حدیث : ٤٦٠٧ـ سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما نھی عن ان یقال عند حدیث النبی ﷺ، حدیث : ٢٦٦٣ـ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب تعظیم حدیث رسول اللہ ﷺ، حدیث : ١٣ـ عن ابی رافع رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِس لیے نہیں مانتا کہ یہ قرآن میں موجود نہیں ہے۔

اے نبی محترم! آپ کی سچائی کا کیا کہنا۔ فرمایا ایک زمانہ آئے گا۔ ایک آدمی کرسی پہ ٹیک لگا کے، ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کے یہ کہے گا کہ میں اس حکم کو نہیں مانتا۔ آپ نے فرمایا لوگو سن لو، محمد ﷺ کو صرف قرآن نہیں دیا گیا بلکہ محمد ﷺ کو قرآن کا ترجمان بنا کر قرآن کے ساتھ سنت بھی عطا کی گئی ہے۔

اللہ کے حبیب، آپ کا کلام کتنا سچا، آپ کی زبان کتنی سچی ...... آقا کے کلام کی سچائی دیکھو۔ آج دو ٹکے کا آدمی کرسی پر بیٹھ کر کہتا ہے، اور کرسی کا معنی اقتدار اور اختیار ہے، اقتدار اور اختیار کی کرسی پر بیٹھ کر کہتا ہے رجم کی سزا اِسلام کے خلاف ہے، اِس لیے کہ قرآن میں موجود نہیں۔ اِسے پتہ نہیں کہ اِن جیسے لعنتیوں کی خبر محمد کریم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے دے دی تھی۔ آپ نے اِن کی نشاندہی پہلے فرما دی تھی کہ ایسے لعنتی آئیں گے، جو یہ کہیں گے کہ یہ حکم قرآن میں نہیں ہے، اِس لیے میں نہیں مانتا۔

میں اس کو کہتا ہوں کہ لعنتی ...... نقل کرنے والے نقل بھی کریں، ٹیپ ریکارڈر میرے الفاظ محفوظ بھی کر رہی ہیں۔ میں ہر اُس آدمی کو لعنتی کہتا ہوں جو دین کی عمارت میں نقب لگانے کے لیے محمد ﷺ کی شخصیت کو پس پشت ڈالتا ہے۔

نام قرآن کا لیتے ہو۔ جاؤ میرا چیلنج ہے کہ شرعی عدالت کے یہ تینوں جج وہ ہیں جن کو قرآن کا لفظی ترجمہ بھی نہیں آتا۔ یہ توہین عدالت کے جرم میں مجھے عدالت میں بلائیں۔ میں ثابت کروں گا کہ یہ قرآن کا لفظی ترجمہ نہیں جانتے اور اِسلام کے مفتی بن بیٹھے ہیں۔

سن لو! کہتے ہیں سپریم کورٹ میں چیلنج کرو۔ ہم دین کے معاملے میں کسی سپریم کورٹ کو نہیں مانتے۔ ہم کو پھانسی پر لٹکا لو، دین کے معاملے میں سپریم کورٹ صرف اللہ کی کتاب ہے اور محمد ﷺ کا فرمان ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی سپریم کورٹ موجود نہیں اور نہ کسی سپریم کورٹ کو ہم مانتے ہیں۔

سپریم کورٹ ......؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کل ہم یہ مسئلہ بھی تمہاری سپریم کورٹ میں پوچھنے جائیں گے کہ نبی، نبی تھا کہ نہیں تھا؟ ہم ایسی سپریم کورٹ کو نہیں مانتے۔ مارشل لاء کے تحت ہم پر مقدمہ چلا لو۔ چاہے پھانسی پر لٹکا لو۔ بعض دوستوں نے مجھے کہا ہے، معمولی بات ہے، آپ جانے دیں۔

میں نے کہا معمولی......؟ تمھیں پتہ نہیں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، زکوٰۃ کے منکر نہیں تھے۔ صرف یہ کہتے تھے ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا، کہا جاؤ اِن کے خلاف اعلانِ جنگ کرو، اِن کی گردنوں کو اُڑا دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم دم بخود ہیں۔ کہا امیر المومنین، آپ کیا فرما رہے ہیں؟ فرمایا میں اُن لوگوں کی گردنوں کو اُڑا دوں گا جو کہتے ہیں زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ کہا امیر المؤمنین یہ کلمہ شہادت پڑھنے والے ہیں، قبلہ رخ نماز ادا کرنے والے ہیں۔ نام اِن کا صلاح الدین، نام اِن کا امام الدین، نام اِن کا کریم الدین، اِن کے خلاف......؟ فرمایا ہاں اِن کے خلاف۔ کہا امیر المؤمنین مدینہ تو اِتنی چھوٹی سی ریاست ہے، سارا اِسلام اس وقت مدینے میں تھا اور مدینہ خطرے میں پڑا ہوا تھا، کوہستان کے قبائل نے ارتداد کا اعلان کر دیا، مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

سنو! اصل بات یہ ہے کہ آج لوگوں میں دین کی غیرت نہیں رہی ہے۔ دین کی غیرت ہوتی تو اِن ججوں کو یہ بات کہنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آج مسلمان بے غیرت ہو گیا ہے۔ غیرت مند ہوتا تو جج یہ فیصلہ دینے کی جرأت نہ کرتے۔ ایمان بکتا ہے، دین بکتا ہے، اِن کا ضمیر بکتا ہے، اِن کا انصاف بکتا ہے، یہ جج جو کل کہتے تھے، مارشل لاء خلافِ قانون ہے، آج اُسی مارشل لاء کے تحت حلف بھی اُٹھاتے ہیں، یہ جج......؟ ان کا ایمان......؟ اِن کا ایمان کیا ہے، اِن کا ایمان روٹی اور تنخواہ ہے۔ میں ان کی بات نہیں کر رہا کہ جن کے ہاں انصاف ہر چیز پر مقدم ہوتا ہے اور جو انصاف کرتے ہوئے بڑے سے بڑے لالچ اور خوف کی بھی پروا نہیں کرتے۔ انھیں صرف اللہ کا خوف ہوتا ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا ہوتی ہے۔ سارے جج ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ایسے بھی ہیں کہ جو فیصلہ کرتے وقت ہزار بات سوچتے ہیں۔ انصاف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پر مبنی فیصلہ کرتے ہیں۔ کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ ان ہی کی وجہ سے لوگ عدالتوں کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہیں۔

میں ان ججوں کی بات کر رہا ہوں جو حقارت سے مولوی کو کہتے ہیں روٹی پہ بک جاتا ہے۔ مولوی تو پھانسی پر چڑھ جاتا ہے لیکن دین محمد ﷺ میں خلل نہیں آنے دیتا ہے۔ تم روٹی کے غلام ہو، تم ٹکوں کے غلام ہو، تم ملازمتوں کے غلام ہو، تم ان خود ساختہ جھنڈیوں کے غلام ہو جو تم اپنی کاروں پر لہراتے ہو۔ مولوی نبی ﷺ کا غلام ہے، تم انگریز کے قانون کے غلام ہو۔

اِن ججوں کو سناؤ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کہا گیا تھا، مسیلمہ کذاب دعویٰ نبوت کرتا ہے اور دعویٰ نبوت خالی ہاتھ نہیں، ساٹھ ہزار ننگی تلواروں کے ساتھ مدینے پر چڑھائی کر دی، کوہستان کے قبائل نے چڑھائی کی، اُدھر دنیا کی سب سے بڑی رُوم کی سلطنت نے مسلمانوں کی سرحد پر یلغار کی، ایسے وقت میں خبر آئی کہ مانعین زکوۃ نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔

غور سے سنو اور یہ بات ذہن نشین کر لو کہ حدیث پاک میں مانعین لفظ آیا ہے، منکرین نہیں آیا۔ زکوۃ نہ دینے والے، زکوۃ دینے سے گریز کرنے والے، زکوۃ کا انکار کرنے والے نہیں، زکوۃ کے منکر نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جنگ کے لیے نکلو۔ مسلمان لرزہ براندام ہیں، اِس لیے نہیں کہ اِن سے جنگ نہیں کرنی چاہیے۔ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ابھی رُک جایے۔ بعض دوستوں نے محبت کے ساتھ کہا، ابھی مصلحت یہ ہے کہ چپ رہیے۔ حدیث کے الفاظ، مصلحت کا تقاضا ہے کہ رُک جائیں، اِن کے خلاف جہاد نہ کریں۔ کہا مصلحت کیا ہے؟ کہا امیر المؤمنین چاروں طرف سے دشمن اور اعداء۔ کوئی لشکر نہیں ہے، کیسے اِن کے خلاف جنگ کرو گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نمائندہ بنا کر بھیجا۔ وہ جو نبی علیہ السلام کا بھی محبوب تھا، جو صدیق کو بھی محبوب تھا۔ کہا ہم میں جرأت نہیں ہے نبی کے خلیفہ سے بات کرنے کی، تم جا کر بات کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے، کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا کرتے ہو؟ مدینے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلطنت کو خالی چھوڑتے جا رہے ہو؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غصے میں گئے۔

وہ ابو بکر جو سراپا رحمت تھے۔

وہ ابو بکر جو سراپا شفقت تھے۔

وہ ابو بکر جو سراپا پیار تھے۔

وہ ابو بکر جو سراپا مودت تھے۔

وہ ابو بکر جن کا ذکر قرآن کریم میں یوں کیا گیا تھا کہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

آپس میں رحم کرنے والے۔

وہ ابو بکر اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے ہیں اور زور سے فاروق کے سینے پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں!

((أَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ.)) [1]

کفر میں بڑا غیرت مند تھا اور اِسلام میں آکر بزدل ہو گیا ہے۔ جا میں تیری بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

اقبال نے کیا کہا تھا کہ مومن کون ہے ؎

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

لوگوں نے صرف اُس صدیق کو دیکھا تھا جو نبی علیہ السلام کی وفات کی خبر سن کر اِس طرح روتا تھا جس طرح دودھ پینے والا بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے جدا ہو کر روتا ہے۔

لوگوں نے رونے والے ابو بکر کو دیکھا تھا۔ نبی علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہیں، ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جبرائیل امین علیہ السلام آیت لے کر آئے!

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، حدیث : ۱۳۹۹، ۱۴۰۰۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حدیث : ۲۰۔ باختصار۔ تاریخ دمشق لابن عساکر (۳۰/۸۰)۔ ریاض النضرۃ للطبری (ص : ۴۵)۔ الاسماعیلی کما فی کنز العمال (۳۵۶۱۵، ۱۶۸۳۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ٥ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ٥ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا٥﴾

اللہ کی مدد اور فتح آ گئی، اب کیا ہے؟ اب اللہ کی حمد و ثناء اور توبہ استغفار کرو کہ لوگ جوق در جوق دین میں داخل ہونے لگے۔ نبی علیہ السلام نے اِس سورت کی تلاوت کی تو ابو بکر بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگے۔ لوگ کہنے لگے ابو بکر! یہ تو خوشی کا موقع تھا کہ اللہ کی رحمت کی خوشخبری آئی ہے۔ فرمایا تمھاری نظر اللہ کی رحمت کی خوشخبری پر گئی اور میری نظر رب کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر گئی ہے، اِس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کا کام مکمل ہو گیا ہے۔

لوگوں نے اُس ابو بکر کو دیکھا تھا لیکن آج وہ دن آیا کہ ابو بکر جیسے نرم دل آدمی کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جری، دلیر اور بہادر کھڑے ہیں اور ابو بکر اُس کو سینے پر مار کر فرماتے ہیں!

((اجبّارٌ فِي الْجَاهِلِية خوارٌ فِي الْإِسْلام؟))

کفر میں بڑے بہادر تھے، اِسلام میں تیری بہادری کو کیا ہوا؟ تم مجھے کہتے ہو کہ مدینہ خطرے میں ہے۔

لوگو! سن لو، حکمرانو تم بھی سن لو، اپنے ایمان اور ضمیر کا سودا کرنے والے ججو! تم تک یہ الفاظ پہنچیں تو تم بھی سن لو۔ وہ آدمی جو کتاب مانتا ہے اور سنت نہیں مانتا، وہ بھی رب کا اُتنا ہی باغی ہے جو سنت مانتا ہے اور کتاب نہیں مانتا۔ دین دو چیزوں کا نام ہے۔

لوگو! قرآن کریم کا نام لے کر حدِ رجم سے انکار کیا جاتا ہے۔ تم نے قرآن نہیں پڑھا، اُسی قرآن میں رب نے فرمایا ہے!

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَآ أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا.﴾ [النساء: ۸۰] (1)

(1) جو شخص اللہ کے رسول کی تابعداری کرتا ہے، وہ اللہ کی تابعداری کرتا ہے اور جو منہ پھیرتا ہے، ہم نے تجھ کو ان پر نگہبان کر کے نہیں بھیجا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا مطیع وہ ہے جو محمد ﷺ کا تابعدار ہے۔ اور اسی قرآن کی آیت جس قرآن کا نام لے کر محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کرتے ہو، اُسی قرآن میں رب نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾

[النساء: ۱۱۵] (1)

قرآن آ جانے کے بعد جس نے رسول کی نافرمانی کی...... قرآنِ مجید میں اِس آیت مبارکہ کے اندر اللہ کریم نے اپنی نافرمانی کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف رسول کا ذکر کیا ہے جس نے میرے رسول کی نافرمانی کی۔

﴿نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ﴾

اُس نے رسول سے منہ نہیں پھیرا، اُس نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے۔ اور جس نے مجھ سے منہ پھیرا

﴿وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ﴾

ہم اُس کو جہنم رسید کریں گے۔

﴿وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾

اور اِس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

قرآن کے خلاف، نبی ﷺ کے فرمان کے خلاف فیصلہ دینے والے اے جو! دنیا میں توبہ کر لو، وگرنہ قیامت کے دن رُوسیاہی کے سوا تمھیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ آج کہتے ہو، رجم کی سزا اسلام کے خلاف ہے۔ اِس لیے کہ قرآن میں نہیں ہے۔ آؤ قرآن سے پوچھو۔ قرآن تمھیں کیا کہتا ہے!

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

(1) اور جو شخص ہدایت معلوم ہونے کے بعد رسول کی نافرمانی کرے گا اور مومنوں کے خلاف راہ چلے گا تو جس طرف اس نے رُخ کیا، ہم اسی طرف اس کو پھیر دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ [النحل: ٤٤] ❶

اے نبی ﷺ، ہم نے قرآن آپ پر اتارا ہے کسی ایرے غیرے پر نہیں اترا۔ اے ناظرہ قرآن بھی نہ پڑھ سکنے والے جج، قرآن تجھ پر نہیں اُترا۔ قرآن کا لفظی ترجمہ نہ جاننے والے جج تجھ پر بھی قرآن نہیں اُترا۔ انگریزوں کے قانون کی کتابیں پڑھ کر اسلام کے قوانین کے بارے میں فتویٰ دینے والے دو ٹکے کے ضمیر فروش قرآن تجھ پر بھی نہیں اُترا۔ قرآن اترا ہے تو آمنہ کے لال پر اُترا ہے۔

﴿وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ﴾ ❷

قرآن کس پر اُترا ہے؟

﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ.﴾ [المدثر: ١]

قرآن مدثر پر اُتارا ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ (المزمل: ١)

قرآن مزمل پر اُتارا ہے۔

قرآن کس پر اُتارا ہے!

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا o وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ [الاحزاب: ٤٤، ٤٥] ❸

قرآن ہم نے نبی پر اُتارا...... قرآن ہم نے نذیر پر اُتارا...... قرآن ہم نے بشیر پر اُتارا...... قرآن ہم نے سراجِ منیر پر اُتارا...... قرآن ہم نے مرشد پر اُتارا...... قرآن ہم نے ہادی پر اُتارا......

❶ اور ہم نے تیری طرف نصیحت کی بات اس لیے اُتاری ہے تاکہ جو کچھ لوگوں کے لیے اللہ کے ہاں سے اُترا ہے تو اس کو واضح کر کے بیان کر دے کہ وہ اس میں فکر کریں۔

❷ اے نبی! قرآن تجھ پر اتارا ہے۔

❸ اے نبی! ہم نے تجھ کو گواہ، خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن تجھ پر نہیں اُترا ہے اور اقبال......! تو کیسے وقت میں یاد آیا ہے۔ اُس نے کہا تھا

ہر سینہ نشیمن نہیں جبرائیل امیں کا
اور ہر فکر نہیں طائر فردوس کا صیاد

ہر سینے پر قرآن نہیں اُترتا۔ رب کریم نے فرمایا!

﴿اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ [الانعام: ۱۲۴] ❶

قرآن کے لیے ہم نے ابوجہل کا دل منتخب نہیں کیا، یتیم مکہ کا دل منتخب کیا تھا۔ ہر دل پر قرآن نہیں اترتا۔ اِس کے لیے دیکھا جاتا ہے کہ جس پر قرآن اُترا ہے، یہ کتنا پاک باطن ہے، یہ کتنا بے نفس ہے۔ تو روٹی کی خاطر قانون بدلنے والا، تو نوکری کی خاطر، ایک فوجی ڈکٹیٹر کی خاطر، حلف تبدیل کرنے والا، تو نے حلف پاکستان سے وفاداری کا اٹھایا ہوتا ہے، لیکن فوجی جرنیلوں کو آئینی تحفظ فراہم کرتے ہو۔ تمہیں قرآن کا کیا پتہ ہے۔ قرآن اُس پر اُترا جس نے فرمایا، رب کی قسم ہے، محمد ﷺ کی گردن کٹ سکتی ہے، رب کے قرآن سے ہٹ نہیں سکتی۔

قرآن اس پر اترا تھا۔

اے محبوب! قرآن آپ پر اس لیے اُتارا کہ آپ قرآن کی تشریح بیان کریں۔ آپ بتلائیں کہ قرآن کا معنی کیا ہے۔ پھر قرآن کا معنےٰ بتلانے والے نے کیا بتلایا۔

حدیث پاک یاد رکھنا! دو آدمی آئے، ایک آدمی نے گھر میں مستری لگایا ہوا تھا۔ کام کرنے والے مستری نے اُس کی بیوی کو ورغلا لیا اور بدکاری کا ارتکاب کیا۔ ❷

لوگو! اِسی لیے مولوی کہتا ہے تو تمھیں بات بری لگتی ہے۔ جس مولوی کو برا کہتے ہو، وہ تمھاری عزتوں کو بچانے والا، تمھارے ناموس کی حفاظت کرنے والا، تمھاری عفتوں کی

---

❶ اللہ جس جگہ اپنی رسالت سپرد کرتا ہے، اس کو خوب جانتا ہے۔

❷ صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب الاعتراف بالزنا، حدیث: ٦٨٢٧، ٦٨٢٨۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، حدیث: ١٦٩٧، ١٦٩٨۔ عن ابی هریرة وزید بن خالد رضی اللہ عنہما.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوکیداری کرنے والا۔ اُس مولوی کو کہتے ہو پرانی باتیں۔ آج وہ مولوی پردے کا مسئلہ بتلائے، وہ مولوی جو عورتوں کو غیر محرموں کے ساتھ بیٹھنے سے منع کرے، کہتے ہیں پرانا آدمی ہے، بے وقوف ہے۔

عقل مند پھر وہ ہیں ...... پرسوں آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا۔ جن عقل مندوں نے یہ فتویٰ دیا ہے، کہ اگر بہن کے ساتھ بھائی بدکاری کا ارتکاب کرلے تو اُس کو سزا نہیں دینی چاہیے۔ عقل مند پھر یہ ہیں۔ سوئٹزر لینڈ کے ججوں نے یہ بیان دیا ہے۔ وہ اِسی طرح کے جج ہوں گے جس طرح ہماری شرعی عدالت کے جج ہیں۔ اس طرح کے بے ایمان جج ...... میں کہتا ہوں بے ایمان جج۔ جاؤ مجھ کو پھانسی پر لٹکاؤ۔ وہ آدمی جو محمد ﷺ کو نہیں مانتا، وہ مومن نہیں ہے، اور میرا رب کہتا ہے!

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

[النساء: ٦٥] [1]

میرے نبی، میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو آپ کا فیصلہ نہیں مانتا، وہ مومن نہیں ہے۔

رب کہتا ہے کہ جو محمد ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا وہ مومن نہیں ہے اور......

اور تو کہتا ہے کہ تیرا فیصلہ مان لیں ...... خدا کی قسم مجھے اتنا غصہ ہے۔ کسی کو برا کہنے کو میرا دل نہیں چاہتا اور نہ کبھی کہا ہے۔ لیکن یہ ہم سے نہیں ہوسکتا کہ ؎

نالہ بلبل بھی سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں

ہم سے یہ نہیں ہوسکتا۔ ہمارے پلے میں کیا رہ گیا ہے، گناہ ہیں، خطائیں ہیں، جرائم ہیں، ظلم ہیں۔ اگر ہم میں محمد ﷺ کی غیرت بھی نہ رہی تو پھر ہمارے پاس کیا باقی رہ گیا ہے؟ پھر ہم نے اِس دنیا میں کیا رہنا ہے۔ پھر اس بے غیرتی والی زندگی سے موت بدرجہا بہتر ہے۔

---

[1] پس تیرے رب کی قسم! ہرگز یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے، جب تک آپس کے جھگڑوں میں تجھ کو ہی منصف نہ بنائیں گے۔ پھر اپنے دلوں میں تیرے فیصلے سے ناراض نہ ہوں بلکہ اس کو قبول کرلیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھ سے میرے ایک بڑے پیارے دوست نے کہا، اِس مسئلے میں پاکستان کو خطرہ ہے، میں نے اُسے کہا تھا اور آج منبر پر کہتا ہوں، سی آئی ڈی والے بیٹھے ہوئے ہیں، لکھ لیں۔ رب کی قسم ہے، اگر پاکستان میں اِسلام نہیں رہنا تو ہمیں اِس پاکستان کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہمیں ایسے پاکستان سے کوئی محبت نہیں جہاں اسلامی اقدار کو تحفظ نہ ہو!

ہمیں اِس ملک سے محبت اِس لیے نہیں ہے کہ یہ بڑا خوبصورت ہے۔ اِس سے کہیں زیادہ خوبصورت انگلینڈ ہے۔

ہمیں اِس سے اِس لیے محبت نہیں ہے کہ یہاں انسانیت کا بڑا احترام ہے۔ یورپ میں اِس سے زیادہ انسانیت کا احترام ہے۔

ہمیں اِس ملک سے اِس لیے محبت ہے کہ یہ محمد ﷺ کے نام پر الاٹ ہوا ہے۔ ہم اِس ملک کو مسجد کی طرح اِس لیے مقدس سمجھتے ہیں کہ یہ ملک رب کے نام پر بنا ہے۔ اگر اس ملک میں اسلام نہیں رہنا تو ہمیں اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ یہ ملک رہتا ہے یا نہیں۔ ہمیں نہیں پروا۔ ہمیں اِس ملک کی اِسی لیے پروا ہے، ہم اِس ملک کے لیے اپنی جانیں قربان کرنا اِس لیے ضروری سمجھتے ہیں، ہم اس ملک کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز اُس لیے سمجھتے ہیں کہ ہمارا یہ ملک دین کے نام پر بنا۔ اگر اسلام نہیں تو پھر ہمیں اس ملک کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر ہندوستان میں کیا تکلیف تھی؟

میری بات سن لو! ان ملکوں میں بے حیائی آتی ہے جن ملکوں میں اِس طرح کے جج پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن ملکوں میں دین کی غیرت مر جاتی ہے۔ سوئٹزر لینڈ کوئی کمیونسٹ اور ملحد ملک نہیں ہے۔ سوئٹزر لینڈ عیسائی ملک ہے، وہاں جتنا عیسائیت کا چرچا ہے، اِتنا انگلستان میں بھی نہیں ہے۔ اُس ملک میں ججوں، سائنسدانوں، تاجروں، رائٹروں، دانشوروں اور آگے بھی کہوں ...... اس ملک کے بے غیرت مولویوں نے یہ فتویٰ دیا کہ بہن کے ساتھ اگر بھائی بدکاری کا ارتکاب کرے تو اِس پر سزا نہیں ہونی چاہیے۔

یہ ہے ترقی؟ ایسی ترقی چاہتے ہو تو پھر جہنم میں جاؤ۔ ہم اِس ترقی پر لعنت بھیجتے ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِن ترقی یافتاؤں پر بھی لعنت۔ ہمیں ایسی ترقی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے برائی کا ارتکاب کرے، مرد مرد کے ساتھ، عورت عورت کے ساتھ، اُس پر کوئی سزا نہیں ہے۔ سزا صرف اُس پر ہے جو شادی شدہ عورت یا شادی شدہ مرد کے ساتھ جبراً برائی کا ارتکاب کرے۔ اگر رضامندی کے ساتھ کرے تو اُس پر کوئی سزا نہیں ہے۔

اب کہاں جاؤ گے پھر؟ آؤ محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ وہ نبی جو غیرت والا نبی ہے، وہ نبی جو عزتوں کی حفاظت کرنے والا نبی ہے۔ اِسی لیے ہم کہتے ہیں پردہ کرو۔ ایک شخص اپنی جوان بیوی کو گھر میں چھوڑ گیا اور جوان مستری گھر میں لگا ہوا تھا۔ اُس نے عورت کو ورغلایا اور بدکاری کا ارتکاب کیا۔

بخاری شریف کی حدیث ہے، وہ بخاری جس کے بارے میں ساری اُمت کا اتفاق ہے کہ اللہ کی کتاب کے بعد اگر سب سے صحیح کوئی کتاب ہے تو بخاری شریف ہے۔

ذکر آیا ہے تو سن لو۔ وہ بخاری جب پیدا ہوا تو اندھا تھا۔ باپ پیدائش سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ لوگوں نے کہا خاتون تجھے مبارک ہو، رب نے تجھ کو بیٹا عطا کیا ہے۔ اُس نے کہا میرے یتیم کا نام، یتیم مکہ کے نام پر رکھو۔ وہی نام رکھو جو آمنہ نے اپنے بیٹے کا رکھا۔ "محمد" سہیلیوں نے پوچھا، یہ نام کیوں رکھتی ہو؟ کہنے لگیں، جب اِس کا باپ فوت ہوا تھا تو میں نے منت مانی تھی، اللہ تو مجھے بچہ دے دینا، اور میں بچہ اِس لیے نہیں مانگتی کہ اپنے باپ کا نام روشن کرے۔ بچہ اِس لیے مانگتی ہوں کہ تیرے نبی کا نام روشن کرنے والا ہو۔ تیرے نبی کی سنت کا خادم ہو۔ اِس لیے میں نام رکھتی ہوں تو اپنے نبی کے نام پر رکھتی ہوں۔ نام رکھا گیا۔ ابتدائی دنوں میں تو پتہ نہیں چلتا بچے کے اعضاء کی حرکت کا۔ چند دنوں کے بعد پتہ چلا کہ بچے کی آنکھیں ہیں لیکن بینائی نہیں ہے۔ بعض بچے مادر زاد اندھے ہوتے ہیں، آنکھیں ہوتی ہیں لیکن دکھائی نہیں دیتا۔

بخاری کی ماں تجھ پر رب کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ لوگوں نے کہا، تو نے تو منت مانی تھی کہ بچہ ملے تو اُس کو دین کے لیے وقف کرے گی۔ یہ بچہ تو اندھا ہے۔ ماں نے سنا، کلیجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھام لیا اور کلیجہ تھام کر کسی دربار پر نہیں گئی، مصلیٰ مانگا اور اپنے سر کو رب کی بارگاہ میں رکھ دیا۔ اللہ میں نے بیٹا اپنی خدمت کے لیے نہیں مانگا تھا، تیرے نبی کے دین کی خدمت کے لیے مانگا تھا۔ اللہ اگر میری نیت سچی تھی تو میرے بچے کو بینائی عطا کر دے۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ماں نے ابھی ہاتھ نیچے نہیں گرائے، کہ جس دایہ نے بچہ اُٹھایا ہوا تھا، اُس نے کہا محمد کی ماں، اللہ نے تیرے بیٹے کو بینائی عطا فرما دی ہے۔

وہ بخاری کہ جس دن فوت ہونے والے تھے، ہزار ہا میل دُور امام نصر المروزی نے خواب دیکھا کہ نبی کائنات علیہ السلام سفید لباس پہنے ہوئے اپنے چاروں یاروں کے ساتھ کھڑے ہیں، وہ دور کہ نہ ٹیلی فون نہ ریڈیو نہ وائرلیس۔ بارہ سو سال پرانا قصہ ہے۔ نصر کہتے ہیں کہ میں بھاگتا ہوا آپ کی خدمت میں گیا۔ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ اپنے چاروں یاروں کے ساتھ کہاں آئے ہیں؟ فرمایا آج ہمارا بخاری آ رہا ہے، ہم اُس کو لینے کے لیے آئے ہیں۔ امام نصر صبح اُٹھے، اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ آج کا دن یاد رکھنا۔ کہنے لگے کیوں کیا بات ہے؟ فرمانے لگے، مجھے معلوم ہوتا ہے کہ رات امام بخاری رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اُنھوں نے کہا، امام صاحب کیسے؟ فرمایا رات میں نے نبی علیہ السلام کو اپنے چاروں یاروں کے ساتھ کھڑا دیکھا۔ میں نے پوچھا آقا کہاں آئے ہیں؟ تو آقا علیہ السلام نے فرمایا آج ہمارا بخاری ہمارے پاس آ رہا ہے، اُس کو لینے آئے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری رخصت ہو گیا ہے۔ ایک مہینے کے بعد خبر آئی کہ جس رات امام نصر المروزی نے خواب دیکھا تھا، اُسی رات امام بخاری رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔

وہ امام بخاری صلی اللہ علیہ وسلم جنھوں نے اپنی حدیث کی ساری کتاب مسجد نبوی میں بیٹھ کر مکمل کی۔ کس طرح مکمل کی ہے؟ نبی علیہ السلام کی ایک حدیث سنتے تو ہزاروں راستوں سے اُس کی تصدیق کرتے۔ تصدیق ہو جاتی تو پھر مسجد نبوی کے اندر "روضة من رياض الجنة" میں دو نفل پڑھتے، دل کو اطمینان ہو جاتا تو پھر حدیث کو بخاری شریف میں درج کرتے۔ پھر اُمت نے کیا صلہ دیا؟ اُمت نے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری))

او لوگو! یاد رکھو، جس طرح قرآن کی کسی آیت کے بارے میں کوئی شبہ نہیں، اِسی طرح بخاری کی کسی روایت کے بارے میں بھی کوئی شبہ نہیں۔

اُس بخاری شریف کی روایت ہے۔ [1] دو آدمی نبی علیہ السلام کے پاس آئے، ایک اس عورت کا خاوند اور ایک اُس مستری کا باپ۔ مسئلہ پوچھا کیا کیا جائے۔ عورت اور مرد نے بدکاری کا ارتکاب کیا۔ پہلے کسی عام آدمی سے مسئلہ پوچھا، اُس نے مستری کے باپ کو کہا کہ تو چند بھیڑیں بکریاں اِس کو دے دے، کیونکہ تیرے بیٹے نے اِس کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے، اُس نے کہا ٹھیک ہے، دے دیتے ہیں۔ نبی علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پتہ چلا، اُنھوں نے کہا، تمھیں مسئلہ غلط بتلایا گیا ہے، جاؤ نبی علیہ السلام سے جا کر پوچھو۔ دونوں نبی علیہ السلام کے پاس گئے۔ مستری کے باپ نے کہا: یارسول اللہ! انشدك باللہ

میں تجھے رب کی قسم دیتا ہوں کہ بات وہی کرنا جو ہم پوچھتے ہیں۔ وہ دیہاتی، جانگلی اور بدو آدمی تھا جو ادب و آداب سے ذرا تھوڑے سے بے خبر ہوتے ہیں۔ بعض لوگ اس طرح کے ہوتے ہیں کہ انہیں بات کا سلیقہ نہیں ہوتا۔ خود ہمیں بعض اوقات اس طرح کے لوگ مخاطب ہوتے ہیں کہ او مولوی! گل سن۔ پھر ہمیں ان کی بات صبر اور سکون سے سننی پڑتی ہے۔ اس سادہ لوح آدمی نے اپنی طرف سے مسئلہ ذرا مضبوط پوچھنا چاہا۔

اِس فتوے کے آنے کے بعد میں کہتا ہوں، اُس نے مسئلہ مضبوط نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مضبوط کروایا تاکہ بعد میں آنے والوں کے منہ بند ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو شرعی عدالت میں جج بن کر بیٹھ جائیں گے۔ اس آدمی نے کیا کہا......

اس نے کہا: انشدك باللہ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب الاعتراف بالزنا، حدیث: ۶۸۲۷، ۶۸۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنی، حدیث: ۱۶۹۷، ۱۶۹۸۔ عن ابی ھریرۃ وزید بن خالد رضی اللہ عنہما۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے نبی! تجھ کو رب کی قسم ہے، بات وہ بتلانا جو ہم پوچھتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا، کیا پوچھتے ہو؟

کہنے لگا!

أن لا تقضی إلا بکتاب اللّٰه!

تو جو بھی فیصلہ کرے گا، اللہ کی کتاب کے مطابق کرنا۔ اس نے اس کائنات کے عظیم منصف کو بھی انصاف کی قسم دلوائی۔ نبی علیہ السلام مسکرائے۔ اللہ کریم نے نبی علیہ السلام کو کیا حوصلہ دیا ہے۔ آج ذرا کسی پیر کو نیچے بٹھا دو، اُس کی پیشانی کی سلوٹیں ہی ختم نہیں ہوتیں۔ اللہ کے نبی ﷺ ہر آدمی سے مسکرا کر بات فرماتے۔ کوئی غصہ نہیں کیا کہ تو کون ہوتا ہے، مجھ کو قسم اُٹھوا کر بات کرنے والا؟ فرمایا اللہ کی قسم ہے، میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ پوچھو کیا مسئلہ ہے؟ کہا اللہ کے حبیب ﷺ میرا بیٹا اِس کے گھر میں مستری کا کام کرتا ہے، کام کے دوران اُس نے اِس کی بیوی کو ورغلا لیا اور پھر اُس عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا۔ مجھے بتلائیے کہ میرے بیٹے کی سزا کیا ہے اور اِس کی بیوی کی سزا کیا ہے؟

بدبختو! فتویٰ دیتے ہوئے فیصلہ سناتے ہوئے نبی سے تو پوچھ لینا تھا۔

مجھے اُن لوگوں کی نیتوں پر بھی شبہ ہے جو خدمتِ قرآن کے نام پر اپنی ٹولیاں بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور قرآن قرآن کی گردان کر رہے ہیں۔ کوئی چیز قرآن نہیں اگر نبی موجود نہ ہو۔ کس نے بتلایا کہ یہ قرآن اللہ کی کتاب ہے؟ نبی نے۔ نبی نہ ہوتا تو ہم کو معلوم نہ ہوتا!

حدیث نے بتلایا ہے کہ قرآن کی ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔

کسی اور نے نہیں بتلایا کہ قرآن کی ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ آج کیا بات کرتے ہو، خدمت قرآن، انجمن قرآن، انکار حدیث کے سب فتنے اِسی قرآن کے نام سے اُٹھائے گئے ہیں۔ قرآن سمجھ نہیں آسکتا جب تک کہ نبی ﷺ موجود نہ ہوں۔ اگر نبی ﷺ کی ضرورت نہ ہوتی تو قرآن کو نبی پر اتارنے کی ضرورت نہ ہوتی، رب مزمل و مدثر کا ذکر نہ کرتا۔ پھر رب نے کیوں ذکر کیا ہے؟ تم نے وہ قرآن ہی نہیں پڑھا، اگر وہ قرآن پڑھا ہوتا تو تجھے پتہ ہوتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ قرآن نے کہا ہے!

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ.﴾

اگر کسی مسئلے میں کوئی جھگڑا ہو جائے تو قرآن سے پوچھو اور......رسول سے پوچھو۔

نہیں تجھ کو یاد۔ مجھے اس میراثی کا قصہ یاد آ گیا۔ مولوی جس کو کہتا ہے، نماز کیوں نہیں پڑھتا؟ کہنے لگا، قرآن میں آیا ہے، نماز نہ پڑھو۔ مولوی نے کہا قرآن میں کہاں آیا ہے؟ اُس نے کہا قرآن میں ہے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ نماز کے قریب نہ جاؤ۔ مولوی نے کہا تو تو شرعی عدالت کا جج ہونے کے قابل ہے۔ آگے بھی تو پڑھ، و انتم سکریٰ، جب تم نشے کی حالت میں ہو۔ کہنے لگا مولوی سارا قرآن کس نے پڑھا ہے، آدھا میں نے پڑھ لیا ہے، آدھا تو پڑھ لے۔ اِن کو قرآن بھی آدھا یاد ہے!

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ.﴾

اللہ کی کتاب سے پوچھنا اور نبی علیہ السلام کی سنت سے پوچھنا۔

کہتا ہے رجم کی سزا قرآن میں نہیں ہے۔

تو نے قرآن نہیں پڑھا، تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو تجھے پتہ ہوتا۔

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى.﴾

میرا نبی بولتا ہی نہیں جب تک میں نہیں بلاتا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ آج کچھ بولتا ہے، پرسوں کچھ اور بولتا ہے۔

یہ وہ ہے جس کے صحابی نے لکھنا شروع کیا۔ آپ جو بولتے ہیں یہ لکھتا جاتا ہے۔ ساتھیوں نے کہا تو ہر بات لکھ لیتا ہے، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں ہوتے ہیں، کبھی خوش ہوتے ہیں، ہر وقت نہ لکھا کرو۔ اُس نے لکھنا چھوڑ دیا۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا، آج کیوں نہیں لکھا ہے؟ عرض کیا آقا میں تو لکھتا تھا، ساتھیوں نے کہا، نبی علیہ السلام کبھی دُکھ، تکلیف، رنج اور مصیبت میں ہوتے ہیں اور کبھی خوشی اور مسرت میں ہوتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اکتب والذی بعثنی فی الحق لاینطق بالھوٰی ان ھو الا وحی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یُوحٰی.)) [1]

اے ساتھی لکھتا جا۔ تو اُس کی بات لکھتا ہے جو خوشی اور غمی کی حالت میں بھی اپنی مرضی سے نہیں بولتا، تبھی بولتا ہے جب عرش والا بلاتا ہے۔

یہ تو نہیں ہے کہ رشوت لے کر ایک فیصلہ، رشوت کے بغیر دوسرا فیصلہ۔ پوچھتے ہیں کتنے والا فیصلہ کروانا ہے، پانچ ہزار والا، دس ہزار والا؟ لوگوں کی پیشانیاں دیکھ کر فیصلہ کر دیا۔ فتویٰ دے دیا۔ فیصلہ نہ ہو گیا کس پیر کا تعویذ ہو گیا۔

ہم نے تمھاری عزت اِس لیے نہیں کی ہے کہ تم قرآن کو بدلو۔ نبی علیہ السلام کی سنت کو بدلو۔ ہم تو تمھیں سمجھتے تھے کہ چلو تم تھوڑی سی جمہوریت کے پاسبان ہو، اور تھوڑی سی آزادی کے نگہبان ہو، تم نے تو نبی علیہ السلام کے دین کو بدلنا شروع کر دیا ہے۔ رب کی قسم جب تک ہماری زبان آزاد ہے پھر تم بھی اِس سے بچ نہیں سکتے۔ ان شاء اللہ پاکستان کے دیہاتوں اور شہروں میں اسی طرح تمھاری خبر لیتے رہیں گے، جب تک تمھیں توبہ نصیب نہیں ہو جاتی۔

یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ کے عذاب کی مختلف صورتیں ہیں، کسی چیز پر اللہ مولویوں کو بھی عذاب کی صورت میں مسلط کر دیتا ہے۔ یہ جج کہتا ہے قرآن میں نہیں ہے۔ تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو تجھے پتہ ہوتا۔ تو میرے پاس آتا، میں تجھے قرآن پڑھاتا اور بتلاتا کہ قرآن میں کیا ہے۔ فرمایا!

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ.﴾

رب تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اور کیا فرمایا!

﴿وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ﴾

[النساء: ٦٩] [2]

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب کتابة العلم، حدیث: ٣٦٤٦۔ مسند احمد (١٦٢/٢) عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللہ عنہما.

[2] اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنت اُس کو ملے گی جس نے رب کی اطاعت کی؟ نہیں، بلکہ رب کے ساتھ رب کے نبی کی بھی اطاعت کی، وگرنہ جنت نہیں مل سکتی۔

اُس نبی نے فرمایا، رب کی قسم ہے، میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اُس نے کہا کیجیے۔ آپ ﷺ نے:

..........ایک صحابی کو بلایا اِدھر آؤ، صحابی، آیا، فرمایا جاؤ،

..........اِس کا بیٹا کنوارہ ہے اُس کو جا کر سو درے مارو،

..........اور اِس کی بیوی شادی شدہ ہے..............اگر اُس نے زنا کا اعتراف کر لیا تو محمد ﷺ کے حکم کے مطابق اُسے سنگسار کر دو۔ یہ محمد ﷺ کا فیصلہ تھا۔ اس کا فیصلہ جس پر قرآن نازل ہوا۔ جس کا فرمان شریعت ہے۔ تمھیں اگر اس کا فیصلہ منظور نہیں تو نہ ہوا کرے۔ ہم نبی کے غلام، نبی کے جا کر ہر لمحے تمہارے غلط فیصلوں کی قلعی کھولتے رہیں گے۔ چاہے ہماری جان چلی جائے، ہمیں ہزار بار مرنا قبول ہے۔ لیکن ہمارے جیتے جی کوئی شخص انصاف کے نام پر نبی ﷺ کے دین کو بازیچہ اطفال نہیں بنا سکتا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسلسلہ انکارِ رجم II:

انکارِ رجم یا انکارِ حدیث؟

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ.﴾ [النور: ٦٣] [1]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

وہ سرورِ گرامی کہ رب ذوالجلال نے جن کی ہر بات کو اپنی بات قرار دیا اور جن کی اتباع اور اطاعت پر نجات کو محصور کیا ہے، وہ امام برحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کہ دین اسلام اللہ کی توحید کے ساتھ ساتھ آپ کی رسالت کے اقرار، اعتراف اور اس کی تسلیم کا نام ٹھہرا۔

[1] پس جو لوگ رسول کے حکم کے خلاف ورزی کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آن پہنچے یا کوئی دردناک عذاب ان پر آنازل ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تلک آدمی اللہ کی وحدانیت کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار نہ کرے، تب تلک وہ مومن اور مسلمان نہیں ہو سکتا، اور جن کے بارے میں خود اپنے کلام مجید میں ارشاد فرمایا، اے میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آپ ساری کائنات کے لوگوں سے کہہ دیجیے!

﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ [آل عمران : ۳۱] ❶

”اگر تم چاہو کہ اللہ سے تم محبت کرو اور اللہ تم سے محبت کرے تو اُس کا صرف ایک ہی طریق ہے، اور وہ طریق یہ ہے کہ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ تم میری پیروی اختیار کر لو، اللہ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔“

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادِ مبارک میں اِس بات کو اِن الفاظ میں واضح اور نمایاں کیا!

((من اطاعنی فقد اطاع اللّٰه و من عصانی فقد عصی اللّٰه، ❷ ومن اطاعنی فقد دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی.)) ❸

لوگو! جس نے میری اطاعت کی، میری فرماں برداری کی، میری پیروی کی، جس نے میرے حکم کو مانا، اُس نے اللہ کے حکم کو مانا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی، میری بغاوت کا ارتکاب کیا، میرے حکم کو تسلیم نہ کیا، اُس نے رب کی بات نہیں مانی، اُس نے رب کی نافرمانی کی ہے۔

---

❶ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے چلو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

❷ صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب یقاتل من وراء الامام، حدیث : ۲۹۵۷۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء، حدیث : ۱۸۳۵۔ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ.

❸ صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه ﷺ، حدیث : ۷۲۸۰۔ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا! اللہ کا فرماں بردار جنت میں جائے گا۔ میرا نافرمان اللہ کا نافرمان ٹھہرے گا اور وہ اُن لوگوں میں سے شمار ہو گا جو منکر ہوئے اور جو منکروں میں ٹھہرا، اللہ اُس کو جہنم رسید فرمائے گا۔

یہ وہ ذاتِ گرامی ہے کہ جس کی اطاعت کے بغیر کوئی مسلمان اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتا، اور جب تلک اِس ہستی مقدس کی پیروی اختیار نہ کرے، اللہ کی رضا، خوشنودی اور اللہ کی بارگاہ میں سرخروئی حاصل نہیں کر سکتا۔

رب ذوالجلال نے اپنے کلامِ مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.﴾ [النساء: ٦٥] ❶

دوسری جگہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ [الاحزاب: ٣٦] ❷

مومن وہ ہے...... مرد ہو یا عورت...... کہ اللہ اور میرے رسول کا حکم آجانے کے بعد جو اپنے اختیارات کو باقی نہیں رکھتے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ رب کے احکامات آجانے کے بعد اب ہمارا کوئی اختیار باقی نہیں رہا۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِينًا. جس نے اللہ کا حکم آجانے اور نبی علیہ السلام کا فرمان صادر ہو جانے کے بعد اپنے اختیار کو باقی رکھا، اُس کا ایمان اور اِسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اِن ساری باتوں کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے پچھلے خطبہ جمعہ میں ہم نے رجم کے بارے

❶ اے میرے محبوب، تیرے رب کو اپنی ذات کی قسم ہے، کوئی شخص اُس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپ کی ہر بات کو بلا چون و چراں تسلیم نہیں کر لیتا۔

❷ اور کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں یہ بیان کیا تھا کہ رب العزت کے حکم کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت سے بدکاری کرنے پر اُنھیں رجم یعنی سنگسار کرنے کی سزا دی ہے۔

سرورِ گرامی علیہ السلام کے پاس ایک مقدمہ لایا گیا جس کا ہم نے پچھلے جمعے حوالہ دیا تھا کہ ایک آدمی نے ایک شخص کی بیوی سے برائی کا ارتکاب کیا، آپ نے اُس شخص کو کنوارہ ہونے کی بناء پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطن کرنے کا حکم دیا اور اپنے ایک صحابی حضرت اُنیس رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

((یا انیس إن اعترفت فرجمها.)) ❶

جاؤ، اِس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ۔ اس عورت کے پاس جس نے اِس مرد کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر وہ عورت اِس بات کا اعتراف کرلے کہ واقعی اُس سے گناہ سرزد ہوگیا ہے تو اُسے اُس وقت تک پتھر مارو، جب تک کہ وہ مر نہیں جاتی۔ چنانچہ یہی ہوا اور حضرت اُنیس رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کے ارشاد پر اُسے سنگسار کیا۔

اس کے علاوہ حدیث پاک ❷ میں موجود ہے کہ ایک دفعہ چند یہودی نبی کائنات ﷺ کے پاس ایک قضیہ لے کر آئے۔ اُس شخص کا جو یہودی تھا اور شادی شدہ تھا۔ اُس نے ایک یہودی عورت کے ساتھ (جو شادی شدہ تھی) اِسی برائی کا ارتکاب کیا تھا۔ وہ لوگ امام کائنات علیہ السلام کے پاس اِس فیصلے کے لیے حاضر ہوئے کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ، اگرچہ ہم آپ کو نبی اور رسول نہیں مانتے، لیکن ہم اسلامی ریاست کے باسی ہیں، ہم مدینہ منورہ کی

❶ صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب الاعتراف بالزنا، حدیث: ٦٨٢٧، ٦٨٢٨۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، حدیث: ١٦٩٧، ١٦٩٨۔ عن ابی هریرة وزید بن خالد رضی اللہ عنہما.

❷ صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب احکام اهل الذمة واحصانهم اذا زنوا، حدیث: ٦٨٤١، ٧٥٤٣۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب رجم الیهود، حدیث: ١٦٩٩۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما و حدیث: ١٧٠٠۔ عن البراء رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسٹیٹ میں رہتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ اِس مقدمے کا فیصلہ آپ عدل اور انصاف سے فرمائیں۔ امامِ کائنات علیہ السلام نے پوچھا لوگو، تم تورات کے ماننے والے ہو، تم موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہو، بتلاؤ کہ رب العزت نے تورات میں اِس گناہ کی کیا سزا مقرر کی ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا اے اللہ کے حبیب، تورات میں جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی ہے، اُس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق اور رب کے حکم پر جو شخص ایسی برائی کا ارتکاب کرے، اُس کا منہ کالا کیا جاتا ہے، اُسے شہر میں رسوا کیا جاتا ہے اور لوگوں میں اُس کی تشہیر کی جاتی ہے۔ اِس طرح اُسے رسوا کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جاؤ تورات لے کر آؤ۔ امامِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تورات لائی گئی۔ نبی کائنات علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، وہاں سے نکالو جہاں اللہ تعالیٰ نے بدکاری کی سزا بیان کی ہے۔ اُنھوں نے تورات کے اُن صفحات کو نکالا، جن میں بدکاری کی سزا بیان کی گئی۔ اُنھوں نے ساری سزا پڑھی اور جہاں سنگسار کرنے کا ذکر آیا تھا، وہاں پڑھتے پڑھتے، پڑھنے والے نے اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ اُس نے سوچا حضور تو اُمی نبی ہیں، اِنھیں پڑھنا نہیں آتا۔ میں چالاکی کر کے ہاتھ رکھ کر انھیں دھوکہ دے لوں گا۔

آج بھی اللہ کی کتاب کو بدلنے کی اِسی طرح سازشیں کی جاتی ہیں، آج بھی قرآن کریم کی بعض آیات کو چھپایا جاتا ہے اور بعض آیات کا مطلب بتلایا جاتا ہے۔ فرق صرف زمانے کا، فرق صرف ناموں کا، کاموں میں کوئی فرق باقی نہیں رہا۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سچے نبی کی سچی پیشین گوئی سنو! آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا لوگو! پہلی اُمتیں فرقہ بندی کا شکار ہوئیں۔ گروہوں میں بٹ گئیں، اُن اُمتوں کے بہتر فرقے ہو گئے، ہر آدمی دین کی تاویل کرنے لگا۔ اللہ کی آیات کے معانی بدلنے لگا۔ قرآن حکیم اُن لوگوں کی اِن بداعمالیوں کی نشاندہی کے لیے آیا کہ کس طرح اُنھوں نے رب کے کلام کی آیات اور اُس کے معانی تبدیل کیے، اُس کے مطالب کو مسخ کیا، اُس کے الفاظ میں ہیر پھیر کی۔ لیکن افسوس ہے اِس اُمت پر، جس پر قرآن جیسی سچی کتاب آئی، جس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہدایت کے لیے نبی پاک ﷺ جیسا سچا نبی اللہ نے بھیجا، وہ اُمت اُنھی لوگوں کی روش اختیار کرنے لگی جو اُمتیں اللہ کے غضب اور اللہ کی لعنت کا شکار ہو گئیں۔

سرورِ گرامی علیہ السلام نے فرمایا، لوگو یاد رکھو، ایک دور آئے گا کہ میری اُمت کے لوگ بھی اُسی طرح گروہوں میں بٹ جائیں گے، جس طرح پہلی اُمتیں بٹی تھیں، اُسی طرح قرآن کی آیات کی تاویل کریں گے، قرآن کے معانی بدلیں گے، اِس لیے کہ اپنے آپ کو بدلنا گوارا نہیں، رب کے کلام کو بدلنا گوارا ہے۔ آج ہم اُسی طرح یہود کی روش پر چل نکلے۔

امام کائنات علیہ السلام نے فرمایا تھا، پہلی اُمتیں بہتر فرقوں میں تبدیل ہوئیں، میری اُمت تہتر فرقوں میں تبدیل ہو جائے گی، [1] لیکن ایک گروہ قیامت تک ایسا موجود رہے گا، جو وہی بات کہے گا جو رب کے قرآن میں آئی ہے اور میرے فرمان میں آئی ہے فرمایا لا یضرھم من خذلھم، دنیا اُن کی مخالفت کرے گی اور وہ گروہ لوگوں کے مقابلے میں تعداد میں کم ہوگا۔ [2]

اے وہ لوگو! جن کو رب نے توحید اور سنت کی نعمت سے مالا مال کیا ہے، سنو کہ نبی رحمت ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے تمھاری جماعت، تمھارے گروہ اور تمھارے اعمال کو سراہا، اُنھیں پسند کیا۔ تمھارے بارے میں پیشین گوئی کی۔ میں اُن لوگوں کی بات کرتا ہوں جو صرف اللہ کی کتاب اور نبی پاک ﷺ کے فرمان کو ماننے والے اور اِس بارے میں کسی قسم کی کوئی مداخلت گوارا کرنے والے نہیں ہیں۔ سرورِ کائنات علیہ السلام نے فرمایا:

((لا تزال طائفة من امتی منصورین علی الحق.)) [3]

میری اُمت کا ایک چھوٹا گروہ دین کے جھنڈے کو سربلند رکھے گا۔ لوگ اُن کی مخالفت

[1] سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة، حدیث: ٤٥٩٦۔ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ و حدیث: ٤٥٩٧۔ عن معاویة رضی اللہ عنہ.

[2] صحیح البخاری، کتاب المناقب باب (٢٨)، حدیث: ٣٦٤١۔ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب قوله ﷺ، "لا تزال طائفة من امتی......" حدیث: ١٠٣٧/١٧٤۔ عن معاویة رضی اللہ عنہ.

[3] مسند ابی داؤد الطیالسی (٣٨)۔ المستدرک للحاکم (٥٩٣/٤) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں گے لیکن اللہ لوگوں کی مخالفت کے باوجود اُن کی حفاظت فرمائے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اُس گروہ کو مغلوب نہیں بنا سکے گی۔

آپ ﷺ سے پوچھا گیا، اللہ کے رسول، وہ گروہ کون سا ہے؟ فرمایا:

((ما انا علیه واصحابی .)) [1]

وہ گروہ ہے جو اُس بات کو ماننے والا ہے جس کو محمد ﷺ منواتے رہے اور محمد ﷺ کے صحابہ مانتے رہے ہیں۔ نبی پاک علیہ السلام صرف اللہ کی کتاب اور اپنے فرامین منواتے رہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رب کے قرآن اور نبی علیہ السلام کے فرمان کے سوا کسی تیسری چیز کو ماننا گوارا نہیں کیا۔

یہی ہماری دعوت ہے، یہی ہمارا پیغام ہے، اِسی کی طرف ہم لوگوں کو بلاتے ہیں، یہی وعظ ہم سناتے اور یہی خطبات ہم بیان کرتے ہیں کہ لوگو آؤ اصل دین وہ ہے جو نبی کائنات ﷺ نے عطا کیا اور جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا۔

وہ یہودی آئے۔ اُنھوں نے سمجھا کہ نبی پاک ﷺ کو تورات پڑھنا نہیں آتی ہے، جس طرح کوئی چالاک آدمی انگلی رکھ کر پڑھتا ہے، اور چالاکی کے ساتھ پڑھتے پڑھتے جہاں سنگسار کرنے کا حکم آیا، رجم کا لفظ آیا، اُس پر اپنی ہتھیلی رکھی ہوئی ہے۔ لیکن نہیں جانتا تھا کہ جس کے سامنے تورات پڑھ رہا ہے، اِس کا تعلق زمین کے ساتھ نہیں، آسمان کے ساتھ ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے تورات کی عبارت سنی۔ آپ نے فرمایا اے یہودی، جہاں اپنی ہتھیلی رکھی ہوئی ہے، اِس کو اُٹھاؤ۔ اُس کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔ اُس نے اپنی ہتھیلی اُن الفاظ سے اُٹھائی، فاذا فیه آیة الرجم تلوح، لوگوں نے کیا دیکھا کہ رَجم کا حکم اِس طرح جگمگا رہا ہے جس طرح بغیر بادلوں کے چاند جگمگاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اِس آیت کو پڑھو کہ اِس آیت میں کیا لکھا ہے۔ شرمندہ ہو گیا، اُس نے کہا جناب، اِس

[1] سنن الترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء فی افتراق الامة، حدیث: ۲٦٤١۔ المستدرك للحاكم (۱/۲۱۸)۔ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت اِس برائی کا ارتکاب کرے تو اُسے سنگسار کیا جائے۔ نبی علیہ السلام نے تبسم فرمایا، اُس نے کہا اللہ کے رسول، آپ کو کیسے پتہ چل گیا تھا کہ جس لفظ پر میں نے ہاتھ رکھا ہے اُس کے نیچے رَجم ہوگا؟ فرمایا، نبانی العلیم الخبیر تو چالاکی کرتا ہے، تجھ کو نہیں پتہ کہ مجھے وہ خبر دے رہا ہے جو دل کے بھیدوں کو بھی جاننے والا ہے۔

میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، یہودیوں کی تباہی و بربادی کی وجہ یہ تھی کہ جب کوئی بڑا آدمی کسی جرم کا ارتکاب کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے، اور جب کوئی غریب آدمی کسی جرم کا ارتکاب کرتا تو اُسے پکڑ لیتے۔ میرے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں اللہ کا وہ دین لے کر آیا ہوں جس میں چھوٹے اور بڑے کے درمیان کوئی فرق روا نہیں رکھا جائے گا، سب برابر ہیں۔ بڑا بھی برابر ہے، چھوٹا بھی برابر ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے، فرمایا جاؤ، اِن دونوں کو اللہ کے حکم کے مطابق سنگسار کرو، سرورِ گرامی علیہ السلام کے ارشاد پر اُس یہودی مرد اور اُس یہودی عورت کو گڑھے میں گاڑ کر زندہ سنگسار کر دیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور یہودی اُس وقت تک اُنھیں پتھر مارتے رہے جب تک کہ اُنھوں نے دَم نہ توڑ دیا۔

یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا وہ حکم ہے جسے آپ نے صرف مسلمانوں پر لاگو نہیں کیا، بلکہ غیر مسلموں پر بھی لاگو کیا۔ آج کہا یہ جاتا ہے کہ یہ حکم قرآن میں موجود نہیں۔ چونکہ قرآن میں اِس کا ذِکر نہیں آیا ہے، اِس لیے ہم اِسے تسلیم نہیں کرتے۔

او لوگو! تمھیں کس نے بتلایا ہے کہ یہ قرآن ہے؟ اُس نبی نے بتلایا ہے کہ جس کی زبانِ اقدس سے نکلی ہوئی بات کو سنت اور حدیث کہا جاتا ہے۔ اگر نبی بیان نہ کرتا تو ہمیں پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ یہ قرآن کی آیت ہے یا نہیں ہے۔

حدیث میں آیا ہے، سرورِ گرامی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، آپ پر وحی اترتی، ہمیں کوئی پتہ نہیں ہوتا تھا کہ یہ وحی جو اُتری ہے، یہ قرآن کی آیت ہے یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے پتہ چلتا تھا کہ یہ قرآن کی آیت ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، وحی کا سلسلہ منقطع ہو جانے کے بعد نبی پاک ﷺ ہم کو بتلاتے کہ رب نے یہ حکم اتارا ہے۔ اور فرماتے کہ یہ حکم قرآن میں شامل ہے یا قرآن میں شامل نہیں ہے۔ پھر بتلاتے، اگر یہ حکم قرآن میں شامل ہے تو اِس کو کس سورت میں لکھا جائے، کس جزء میں لکھا جائے۔ ❶ اِس قرآن کی ساری ترتیب اگر بیان کی ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہے، اگر نبی بیان کرنے والا نہ ہو تو ہمیں پتہ نہیں چل سکتا کہ یہ قرآن کی آیت ہے یا قرآن کی آیت نہیں ہے۔ یا اس آیت کو کس سورت میں کس جگہ درج کرنا ہے۔ کئی دفعہ حکم آیا لیکن نبی علیہ السلام نے اُس کو قرآن میں درج نہیں فرمایا لیکن حکم موجود ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین غزوہ خیبر کے موقع پر قلعہ خیبر کو فتح کرنے کے لیے گئے ہوئے تھے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نبی علیہ السلام کی معیت میں یہودیوں سے جنگ کے لیے خیبر کے قلعے کے باہر فروکش ہیں۔ راستہ اِتنا دشوار، راستے کے پہاڑ اور باریک پگڈنڈیاں اِتنی سنگلاخ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاؤں چھل گئے۔ پیروں سے خون رِسنے لگا، غربت اور فقر کا یہ عالم ہے کہ کسی کے پاس کھانے کے لیے روٹی کا ایک ٹکڑا تک موجود نہیں۔ چار چار، پانچ پانچ دن کے بھوکے اور پیاسے، گرمیوں کی شدت کا موسم، پہاڑی راستے، پتھریلی اور نوکیلی زمین، ننگے پاؤں، دھوپ سے بچنے کے لیے کوئی سایہ نہ راستے کے پتھروں سے بچنے کے لیے کوئی چیز، نہ پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے کوئی چیز، ایسے عالم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے قائد، اپنے رہبر، اپنے مرشد اور اپنے ہادی کی معیت میں سفر طے کرتے ہوئے قلعہ خیبر کے پاس پہنچے۔ یہودیوں کو اُس وقت نبی علیہ السلام اور آپ کے لشکر کی آمد کی خبر ہوئی، جبکہ حضور ﷺ اُن کے دروازوں تک جا پہنچے۔ اُنھوں نے جلدی سے اپنے

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب من جھربھا، حدیث: ٧٨٦۔ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ التوبۃ، حدیث: ٣٠٨٦۔ السنن الکبری للنسائی (٨٠٠٧)۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بمعناہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانوروں کو سمیٹا، اپنا مال واسباب جمع کیا اور قلعے کے اندر داخل ہو کر قلعے کے بڑے دروازوں کو بند کر دیا۔

پرانے زمانے میں لوگوں نے اپنے شہروں کے پڑوس میں قلعے بنائے ہوئے تھے کہ اگر دشمن حملہ آور ہو تو قلعے کے اندر چلے جائیں، قلعے کے دروازے بند کر کے محفوظ ہو کر بیٹھ جائیں کہ دشمن ان پر حملہ آور نہ ہو جائے۔ جس طرح لاہور اور شیخوپورہ میں قلعے موجود ہیں۔ پرانے زمانے میں دستور یہ تھا۔ اُس وقت نہ ہوائی جہاز تھے، نہ ٹینک تھے، نہ توپیں تھیں کہ جن کے ساتھ اِن دروازوں کو پھاندا جا سکتا، اِن دیواروں سے کودا جا سکتا یا اِن دروازوں کو توڑا جا سکتا۔ اِس طرح لوگ محفوظ ہو جاتے، اندر محصور ہو جاتے، کھانے پینے کا سامان اندر مہیا کر لیتے اور مدتوں تک حملہ آور لشکر کا مقابلہ کرتے رہتے۔ اگر لشکر بددل ہو جاتا، اُس کے حوصلے ٹوٹ جاتے، اپنا سامان اُٹھاتا اور پلٹ جاتا۔ اگر کوئی دیر تک ڈیرے ڈالے رہتا، اندر کی خوراک کے ذخیرے ختم ہو جاتے تو مجبور ہو کر لڑنے کے لیے باہر نکلتے، فتح کرتے یا مفتوح ہو کر غلام بن جاتے۔ یہ دستور تھا۔ چنانچہ خیبر کی بستی جو خالصتاً یہودی بستی تھی، اُس بستی کے رہنے والوں نے اپنے قلعے کے دروازے بند کر لیے۔ آج تک اُس قلعہ کے آثار باقی ہیں، میں نے دیکھا ہے کہ اُس قلعہ کی بلندی آج کے دَور میں جو باقی رہ گئی ہے، زمین سے ساٹھ فٹ اونچی ہے۔ اُس زمانے میں سنگلاخ اور پتھریلے راستوں پر اِس طرح اِتنا بڑا اور مضبوط قلعہ بنایا گیا۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی معیت میں خیبر کے دروازے تک جا پہنچے۔ یہودی اپنے سارے مال مویشی لے کر اندر گھس گئے۔ چند گدھے باہر رہ گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جلدی سے گدھوں کو پکڑا، اُنھیں ذبح کیا اور اُن کا گوشت بنا کر ہنڈیوں پر چڑھایا۔

ذرا سنو! اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو بھی ملاحظہ کرو۔ نبی علیہ السلام کی اطاعت اور فرمانبرداری کو بھی دیکھو، اور اِس بات کو بھی دیکھو کہ وحی ساری کی ساری قرآن حکیم میں درج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو گئی۔ بلکہ وحی کے دو حصے ہیں، ایک حصہ وہ ہے جو قرآن کا جز بنا اور ایک حصہ وہ ہے جو محمد ﷺ کے فرمان کا جز بنا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گدھوں کو ذبح کر کے اُن کا گوشت بنایا، ہنڈیوں پر رکھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کئی دن کے بھوکے، سفر کے مارے ہوئے، تھکاوٹ سے چور...... جب گوشت پک کر تیار ہو گیا، بھوکے کھانے پر جھپٹ پڑے، ابھی اُن کے ہاتھ نوالوں کی طرف بڑھے کہ نبی پاک علیہ السلام نے مجھے بلایا۔ آپ نے فرمایا طلحہ اِدھر آؤ۔ کہتے ہیں میں نے کہا، لبیک یا رسول اللہ! اللہ کے رسول میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ناد فی الناس طلحہ، جاؤ لوگوں میں جا کر منادی کرو کہ ابھی مجھ پر وحی اُتری ہے، اللہ نے اور میں نے آج کے بعد گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چار چار، پانچ پانچ دن کے بھوکے، سفر کے تھکے ہوئے، پیر خون آلودہ، پیٹ میں روٹی کا ایک ٹکڑا بھی کئی دن سے نہیں گیا ہے۔ گوشت پک کر تیار، ہنڈیاں سامنے پڑی ہوئیں، کھانے کے لیے ہاتھ بڑھے ہوئے، کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہوئے، کہا ((ایها المومنون. ایها الناس! انا الله ورسوله یحرمان علیکم لحوم الحمر.)) [1] اے لوگو سن لو! آج کے بعد اللہ اور اللہ کے رسول نے گدھے کے گوشت کو حرام قرار دے دیا ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، خدا کی قسم ہے میری زبان سے بات نکلنے کی دیر تھی، میں نے لشکر میں دیکھا کہ لوگوں نے اُٹھے ہوئے نوالوں کو پھینک دیا، پکی ہوئی ہنڈیوں کو توڑ دیا۔

لوگو! بات یاد رکھنا، اللہ کے نبی کو وحی آئی لیکن یہ وحی قرآن میں درج نہیں ہوئی، محمد ﷺ کے فرمان کا حصہ بنی۔ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وحی کی قسم وہ ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور اُسے قرآن کہا جاتا ہے، وحی کی دوسری قسم وہ ہے جس کا حکم مانا جاتا ہے لیکن

[1] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، حدیث : ۴۱۹۸، ۴۱۹۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب تحریم اکل لحم الحمر الانسیة، حدیث : ۱۹۴۰۔ عن انس رضی اللہ عنہ۔ مسند ابی عوانة : (۵/۳۴-۳۵).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ اُس کا نام محمد ﷺ کی حدیث اور سنت ہے!

قرآن بھی وحی ہے اور نبی علیہ السلام کے احکامات بھی وحی ہیں۔

قرآن میں درج کی ہوئی بات رب کی بات ہے اور نبی علیہ السلام کی زبان سے نکلی ہوئی بات بھی رب کی بات ہے۔

دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ حکم قرآن میں درج کرو اور نبی علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ حکم قرآن میں درج نہیں کرنا۔

آج کہا جاتا ہے کہ رجم کا حکم قرآن میں نہیں ہے، اِس لیے ہم نہیں مانتے۔ میں کہتا ہوں پھر اِن کو کتوں کا گوشت کھلاؤ، کیونکہ کتے کی حرمت کا حکم قرآن میں موجود نہیں ہے۔ اِن سے کہو، کتوں کا گوشت کھائیں، چوہے قرآن میں حرام نہیں، اِن کو چوہے کھلاؤ، تاکہ اِن کا دماغ تروتازہ ہو۔

اُمت کی ہدایت کے لیے قرآن اکیلا نہیں آیا، بلکہ قرآن کے ساتھ صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بھیجا گیا ہے۔ جس پر قرآن اُترا، جب تک وہ قرآن نہ سمجھائے، قرآن سمجھ نہیں آسکتا۔ سمجھ آنا تو بڑی بات ہے۔ یہ بھی پتہ نہیں چل سکتا کہ یہ قرآن ہے بھی یا نہیں۔

یہ کس نے بتلایا کہ الحمد للّٰہ رب العلمین قرآن کی آیت ہے؟

یہ کس نے بتلایا کہ قل ھُوالله احد قرآن کی آیت ہے؟

یہ کس نے بتلایا کہ قل اعوذ برب الناس قرآن کی آیت ہے؟

یہ ثابت ہوا تو حدیث پاک سے ثابت ہوا، محمد رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے کہ یہ قرآن کی آیت ہے۔ اگر نبی یہ نہ بتلائے تو کسی کو یہ معلوم نہیں ہوسکتا۔ اِس لیے یاد رکھو، وہ شخص جو یہ کہتا ہے، مجھے اللہ کی کتاب کافی ہے، میں نبی علیہ السلام کی بات کو نہیں مانتا۔ نبی علیہ السلام کی بات حکم کے ثبوت کے لیے کافی نہیں ہے۔ اُس سے پوچھو کہ اللہ کی کتاب کی خبر کس نے دی ہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے؟ یہ بھی تو نبی علیہ السلام کے بتلانے سے پتہ چلا ہے۔

دین دونوں چیزوں کے مجموعے کا نام ہے، ایک اللہ کی کتاب، دوسرا محمد ﷺ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمان۔ جس طرح حدیث کے بغیر نجات نہیں، اِسی طرح قرآن کے بغیر نجات نہیں۔ جس طرح قرآن، حدیث کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا، اِسی طرح حدیث بھی قرآن کے بغیر اپنے مفاہیم واضح نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کو نازل کیا ہے۔

ایک اور اہم بات جو میں بتلانا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ پچھلے ہفتے اِن ججوں کی تائید اور حمایت میں ایک مضمون چھپا ہے، جنھوں نے اپنی جہالت کے ساتھ نبی علیہ السلام کے کیے ہوئے فیصلے کو غیر اسلامی قرار دیا ہے۔ اور میں نے پچھلے جمعہ رات کو ماموں کانجن کی کانفرنس میں کہا تھا، افسوس ہے کہ اِس ملک میں کتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے اور پتھروں کو باندھ دیا گیا ہے۔ چاہیے یہ تھا کہ کتے بندھے ہوئے ہوتے اور پتھر آزاد ہوتے کہ اگر کتا کسی کو کاٹنے کے لیے بڑھے تو شریف آدمی پتھر مار کر اپنا بچاؤ کر سکے، لیکن معاملہ اُلٹ ہو گیا ہے۔

حکایت ہے کہ شیخ سعدی ایک بستی میں گئے، رات کا وقت تھا، معلوم ہوتا ہے کہ چنگڑوں کی بستی تھی، کتے بھونکنے لگے، بھونکتے بھونکتے کچھ کاٹنے کے لیے آگے بڑھے۔ شیخ سعدی اِدھر سے بچتے ہیں، اُدھر سے کتا آ گیا، اُدھر سے بچے اِدھر سے کتا آ گیا۔ بچ بچ کر تھک گئے، آخر زمین کی طرف ہاتھ بڑھایا، زمین پتھریلی تھی، کہ کوئی پتھر ہی ہاتھ میں اُٹھا لیں، اِن کو ماروں، یہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے۔ زمین اِتنی سخت تھی کہ پتھر نے زمین کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ شیخ سعدی ساری رات بے چارے اِسی طرح بھاگ دوڑ میں گزار کر صبح دم واپس آئے۔ گھر والوں نے پوچھا سناؤ، بستی میں گئے تھے۔ کیسی تھی بات؟ کہنے لگے، بی بی عجب بستی تھی کہ پتھر باندھے ہوئے تھے اور کتے کھلے ہوئے تھے۔

ہمارا بھی عجب حال ہے۔ یہاں اگر ہم نبی علیہ السلام کے نافرمانوں پر کوئی نکیر کرتے ہیں، اُنھیں ٹوکتے ہیں تو ہماری بات چھپنے کی اجازت نہیں ملتی، لیکن نبی علیہ السلام کی بغاوت اور نافرمانی پر کوئی شخص بکواس کرنا چاہتا ہے تو اُس پر کوئی قدغن نہیں ہوتی۔

پچھلے جمعے پاکستان ٹائمز میں اِس فیصلے کی تائید میں ایک جاہل نے مضمون لکھا ہے اور ذرا اس کی جہالت ملاحظہ کرو۔ اُس نے کہا کہ یہ رجم کا حکم موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تھا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی علیہ السلام کی شریعت میں آ کر منسوخ ہو گیا ہے۔ خدا کی قسم ہے، باتیں سن کر تعجب ہوتا ہے کہ

سر خدا کہ سالک و عارف گفت
در حیرتم کہ بادۂ فروش از کجا شنید

وہ خدا کا راز جسے کسی عارف و سالک نے بیان نہیں کیا، مجھے تعجب ہے کہ ایک شرابی نے اُس کو کہاں سے سمجھ لیا ہے!

کیا عجب بات ہے؟

وہ راز جس کا علم نبی علیہ السلام کو نہیں ہوا۔

وہ راز جس کا پتہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہیں چلا۔

وہ راز جس کی خبر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نہیں ہوئی۔

وہ راز جس کا علم عثمان رضی اللہ عنہ کو نہیں ہوا۔

وہ راز جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر منکشف نہیں ہوا۔

وہ راز اگر کھلا ہے تو آج چودھویں صدی کے ایک جاہل جج پر کھلا ہے۔ یہ بھی ایک پرانا ریٹائرڈ جج ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انگریز بڑا عقل مند تھا، پچپن ساٹھ سال کی عمر میں بندے کو ریٹائرڈ کر دیتا تھا، سمجھتا تھا کہ اِس کے دماغ کی چولیں ہل گئی ہیں۔ اب یہ کام کا نہیں رہا۔ جب چولیں ہل جاتی ہیں تو گورنمنٹ ریٹائرڈ کر کے گھر بھیج دیتی ہے۔ انھیں حکم سنانے کی عادت پڑی ہوئی ہے، اور کوئی حکم سنانے کے لیے نہیں ملتا...... یہ دین کو یتیم سمجھتے ہیں...... اُس کے بارے میں حکم صادر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہتا ہے یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ اِسلام کا نہیں، یہ یہودیوں کا حکم ہے۔

تجھے معلوم نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام نے صرف یہودیوں کو سنگسار نہیں کیا، بلکہ مسلمان جس نے برائی کا ارتکاب کیا، اُس کو بھی سنگسار کیا۔ حدیث سنو جو حدیث کی اکثر کتب میں موجود ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک آدمی حضور علیہ السلام کے پاس لایا گیا۔ اُس نے برائی کا ارتکاب کیا تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتلایا گیا کہ اِس نے بدکاری کا ارتکاب کیا ہے۔ سرورِ گرامی علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا، اِس کو لٹاؤ اور سو کوڑے مارو۔ حضور علیہ السلام نے اُس کو سو کوڑے مروائے، وہ اُٹھ کر چل پڑا یا اُس کو اُٹھا کر لے گئے۔ بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتلایا، اللہ کے رسول ﷺ یہ آدمی شادی شدہ تھا۔ ❶ آپ نے فرمایا اِس کو پکڑ کر دوبارہ لاؤ۔ دوبارہ پکڑ کر لایا گیا۔ آپ نے فرمایا تو نے شادی کی ہے؟ اُس نے کہا حضور ﷺ کی ہے۔ فرمایا اِس کو لے جاؤ اور اِس کو پتھر مار کر سنگسار کردو۔ ❷ وہ زانی جو شادی شدہ ہو، اُس کے لیے رب کا یہی حکم ہے کہ اُسے پتھر مار کر سنگسار کیا جائے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جن پر قرآن اُترا ہے، وہ تو شادی شدہ عورت اور مرد کو جس نے شادی کے بعد بدکاری کا ارتکاب کیا ہے، سنگسار کرنے کا حکم دیتے ہیں، اور یہ جاہل جج کہتا ہے کہ یہ یہودیوں کا حکم ہے۔ پھر اور کوئی جواب نہیں ملا، ایک مولوی کا حوالہ دیا۔ کہتا ہے کہ اُس مولوی نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے جس کو سنگسار کیا، وہ غنڈہ تھا، العیاذُ باللہ۔

---

❶ اگر انسان تعصب سے ہٹ کر دل و دماغ کے دریچے وا کر کے سمجھنا چاہے تو وہ بہت آسانی سے دین کے مسائل سمجھ سکتا ہے۔ اسی قصے کو دیکھ لیجیے!

ہمارے دوست دعویٰ کرتے ہیں کہ انبیائے کرام بلکہ اولیاء کرام بھی غیب دان ہوتے ہیں۔ انہیں غیب کی باتوں کا علم ہوتا ہے، وہ ظاہر نہیں کرتے۔ اگر نبی مکرم ﷺ کو یہ علم ہوتا تو ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ شادی شدہ ہیں تو آپ کبھی انہیں کوڑوں کی سزا نہ دیتے، بلکہ رجم کرتے۔ یہ تو جب صحابہ کرام نے باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ ماعز شادی شدہ ہیں تو نبی پاک ﷺ نے دوبارہ بلوا کر نئی سزا دی۔ ورنہ ایک جرم میں دو علیحدہ سزائیں انصاف کے منافی ہیں۔ نبی پاک ﷺ سے زیادہ بڑا منصف اس کائنات میں کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ آپ کے متعلق نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ آپ نے علم ہونے کے باوجود ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کو پہلے کوڑے مارے اور پھر سنگسار کیا۔ اس سے صرف ایک بات ہی پتا چلتی ہے کہ آپ ﷺ کو غیب کا علم نہ تھا۔ اگر آپ کو غیب کا علم ہوتا تو آپ کبھی شادی شدہ زانی کو غیر شادی شدہ زانی کی سزا نہ دیتے۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ نبی مکرم ﷺ سے زیادہ اس اُمت کے لیے کوئی مشفق و مہربان نہیں۔ کیا یہ ممکن تھا کہ آپ ﷺ اپنے صحابی کو ایک ایسی سزا دیتے کہ وہ جس کا مستحق نہ تھا؟ حاشا و کلا ایسا ممکن ہی نہیں تھا۔ یہ آپ کی صفت رحمۃ للعالمین کے منافی تھا۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ اپنے جاں نثاروں کے بتانے سے پہلے آپ ﷺ نہیں جانتے تھے کہ ماعز اسلمی شادی شدہ ہیں۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالك، حديث: ٤٤٣٨۔ السنن الكبرى للنسائی (٧١٧٣) عن جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

او ظالمو! نبی علیہ السلام نے جس کو سنگسار کیا، وہ اتنا پاکباز تھا کہ گناہ کا احساس اُسے چین نہیں لینے دیتا تھا۔ نبی پاک علیہ السلام کے پاس آیا اور حضور اکرم ﷺ سے کہا اللہ کے رسول میں ڈوب گیا ہوں، میں نے برائی کا ارتکاب کیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے اپنا منہ پھیر لیا۔ وہ اُدھر سے آیا، حضور مجھے پاک کر دیجیے، میں چاہتا ہوں کہ جب رب کے دربار میں جاؤں تو میرے دامن پر گناہ کا کوئی داغ موجود نہ ہو۔ حضور علیہ السلام نے پھر منہ پھیر لیا۔ تیسری مرتبہ اُس نے کہا، حضور علیہ السلام نے پھر منہ پھیرا۔ اُس نے چوتھی مرتبہ کہا، حضور علیہ السلام نے فرمایا، تو پاگل ہے؟ اُس نے کہا اللہ کے رسول ﷺ میں پاگل نہیں ہوں، لیکن آپ کی زبان سے سنا ہے، آپ نے فرمایا ہے، جس کو دنیا میں سزا مل گئی، اللہ دنیا کی سزا کے بدلے آخرت میں اُس کا عذاب معاف فرما دے گا۔ میں نے برائی کا ارتکاب کیا ہے، میں نہیں چاہتا کہ میں اللہ کا عذاب سہوں، اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی بارگاہ میں جانے سے پہلے ہی مجھے پاک کر دیجیے گا۔ ❶

ذرا دیکھو! یہ جاہل، بدبخت، اسلام سے ناآشنا اور نبی علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں بدزبانی کرنے والے لوگ کس طرح اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں غنڈہ تھا۔ ❷

غنڈے وہ ہیں جو نبی علیہ السلام کے حکم کو یہ کہہ کر مسترد کر دیتے ہیں کہ ہم اِس حکم کو نہیں مانتے، اِس لیے کہ یہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے۔ وہ غنڈہ نہیں ہے جس کو جرم کا اِتنا احساس ہے کہ اُسے گناہ کا احساس چین نہیں لینے دیتا۔

بخاری اور مسلم شریف کے الفاظ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، تو نے شراب تو نہیں پی ہوئی؟ آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا، اِس کا منہ سونگھو، یہ کوئی نشے میں تو بات نہیں

❶ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، حديث : ١٦٩٥۔ عن بريدة رضي الله عنه.

❷ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ یہ بلا دلیل الزام مولانا امین احسن اصلاحی نے بھی حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ پر عائد کیا ہے۔ اور انہیں غنڈہ قرار دیا ہے۔ اس کی تردید ایک علمی شخصیت ڈاکٹر ابو عدنان سہیل نے اپنی کتاب ''انکارِ رجم'' میں مدلل اور موثر اسلوب میں کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر رہا؟ اُس نے کہا اللہ کے رسول مجھے شراب کا نشہ نہیں، اللہ کے عذاب نے میرے ہوش و حواس گم کر رکھے ہیں۔ مجھے ڈر ہے قیامت کے دن رب کی بارگاہ میں اگر میں اِسی گناہ کے ساتھ چلا گیا تو رب مجھے نہ جانے کتنا بڑا عذاب دے گا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا، شاید تو نے اُس عورت سے اِس چیز کو بدکاری سمجھا کہ تو نے اُس سے پیار کیا، اُس کا بوسہ لیا، اُس کو سینے سے لگایا؟ اُس نے کہا نہیں، اللہ کے رسول ﷺ میں نے واقعی اُس کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کیا۔ جب اُس نے یہ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا، اِس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور اس لیے اعتراف کیا کہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے۔ جاؤ اِس کو جا کر سنگسار کرو۔ ماعز اسلمی کو سنگسار کیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے اِس سزا کو اِس کے گناہوں کی معافی کا سبب بنا دیا ہے۔ قیامت کے دن اُٹھے گا، اِس کے دامن پر گناہ کا کوئی دھبہ اور داغ موجود نہیں ہوگا۔ ❶

سبحان اللہ! وہ کیا لوگ تھے۔

آج یہ ریٹائرڈ جج کہتا ہے، یہ یہودیوں کی سزا ہے، اور پھر تعجب کی بات دیکھو۔ کہتا ہے اصل میں حضور علیہ السلام نے جو سزائیں دی ہیں، وہ سورۃ نور اُترنے سے پہلے دی ہیں۔ کیا تجھ پر الہام اُترتا ہے کہ سورۃ نور کے اترنے سے پہلے سزائیں دی ہیں؟ کس نے تجھ کو قرآن سمجھایا؟ اگر یہ سزا سورۃ نور کے اُترنے سے پہلے ہوتی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں زانی کو سنگسار نہ کرتے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اُس شخص کو سنگسار کیا، جس نے برائی کا ارتکاب کیا۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ...... اور وہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جس کے بارے میں نبی علیہ السلام نے خود فرمایا تھا!

((لو کان بعدی نبی لکان عُمر.)) ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، حدیث : ١٦٩٥۔ عن بریدة رضی الله عنه.

❷ سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه، حديث : ٣٦٨٦۔ مسند احمد (٤/١٥٤) عن عقبة بن عامر رضی الله عنه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ میں اتنی استطاعت اور صلاحیت رکھی ہے کہ میرے بعد اگر کسی نے نبی ہونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ کو نبی بنا دیتے۔ وہ عمر رضی اللہ عنہ جس کے بارے میں امہات المؤمنین کہتی ہیں!

((ان القرآن ینزل بیتھا ولکن ینزل علی رای عُمر))

او سننے والو سن لو! قرآن اُترتا ہمارے گھر کے صحن میں تھا لیکن اُترتا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق تھا۔ وہ قرآن کا اِتنا سمجھنے والا، وہ رب کی منشاء کو اتنا پانے والا۔ ان کے زمانے میں ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ اِس برائی کا ارتکاب کیا۔ دونوں شادی شدہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُن دونوں کو سنگسار کیا اور فرمایا کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اللہ کی کتاب میں رَجم کا حکم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا ہے کہ شادی شدہ مرد اور عورت برائی کا ارتکاب کریں تو اُنھیں سنگسار کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسی طرح سنگسار کیا جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنگسار کیا۔ (1)

اگر یہ حکم سورۃ نور کے اُترنے سے پہلے ہوتا تو اُسے یہ بات معلوم ہوتی، جس کو رب نے یہ سعادت بخشی کہ اُس نے اپنے دست مبارک سے قرآنِ حکیم کو جمع کیا اور قرآن اپنے ہاتھ سے لکھا۔ کون؟

امام ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنھیں قرآن کریم پہ مامور کیا۔ اللہ کے نبی نے اللہ کے حکم کے مطابق اِن کو کاتب وحی قرار دیا۔ اِن کے زمانے میں ایک شخص نے اِسی برائی کا ارتکاب کیا۔ فرمایا نبی علیہ السلام کے حکم پر، ابوبکر وعمر کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے میں اِس شخص کو اُسی طرح سنگسار کرتا ہوں جس طرح سرورِ کائنات علیہ السلام نے کیا اور جس طرح صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما نے کیا۔

---

(1) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب رجم الحبل فی الزنا اذا احصنت، حدیث: ۶۸۳۰۔ بطولہ۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب رجم الثیب فی الزنی، حدیث: ۱۶۹۱۔ مختصراً ابن عباس رضی اللہ عنہ. مسند احمد (۱/۵۵).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیعہ کی حدیث کی کتاب فروعِ کافی، جس کا شیعوں کے نزدیک وہی درجہ ہے جو ہمارے نزدیک بخاری شریف کا درجہ ہے۔ اُن کی دوسری کتاب الاستبصار، جس کا شیعہ حضرات کے نزدیک وہی مقام ہے جو ہمارے نزدیک مسلم شریف کا ہے، شیعہ کی حدیث کی تیسری کتاب تہذیب الاحکام، جس کا اُن کے نزدیک وہی مقام ہے، جو ہمارے ہاں صحاح ستہ کی کتابوں کا مقام ہے، شیعہ کی حدیث کی چوتھی کتاب مَن لاَ یَحضُرہ الفَقِیہ جس طرح ہماری صحاح ستہ کی چھ کتابیں ہیں، شیعہ کے نزدیک صحاح اربعہ یعنی حدیث کی معتبر کتابیں چار ہیں، اُن چاروں کتابوں میں حدیث آئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی، جس کا نام شراح تھا۔ اُس نے آ کر کہا، اے علی، میں شادی شدہ عورت ہوں، میں نے برائی کا ارتکاب کیا ہے۔ چاہتی ہوں کہ اللہ کے عذاب سے بچ جاؤں۔ دنیا میں بدلہ مل جائے۔ مجھے پاک کرو۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اُس سے پوچھا، اُس نے اعتراف کیا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں، شیعہ کی چاروں کتابوں میں موجود ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جاؤ اِسے گڑھا کھود کر زمین میں گاڑو۔ گڑھا کھود کر اس عورت کا نصف وجود زمین میں گاڑا گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام قنبر سے کہا، سب سے پہلا پتھر جو مارے گا وہ میں ہوں گا۔ قنبر کو ساتھ لے کر چلے۔ سب سے پہلا پتھر پھینکا اور یہ پڑھ کر پھینکا!

((اللهم تصديقاً لكتابك واتباعاً بسنة نبيك.))

اے اللہ! میں اِس عورت کو سنگسار کر رہا ہوں، تیری کتاب کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور تیرے نبی کی پیروی کرتے ہوئے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے پتھر مارا۔ پھر غلام قنبر کو حکم دیا کہ دوسرا پتھر تم مارو۔ پھر کہا سب سے پہلے اِس کو سنگسار کرنے کے لیے وہ لوگ پتھر پھینکیں جنھوں نے نبی علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ نبی علیہ السلام کا وہ فرمان ہے، جس کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان کبھی کسی کا اختلاف نہیں ہوا۔ یہ شیعہ کی چاروں کتابوں میں لکھا ہے۔ اُمت نے اِس سلسلے میں کبھی اختلاف نہیں کیا۔ حنفیوں، شافعیوں، مالکیوں، حنبلیوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث نے چودہ سو سال کے طویل عرصے میں اِس بارے اختلاف نہیں کیا اور آج انگریز کا قانون پڑھے ہوئے لیکن قرآن سے بے خبر جاہل اُٹھ کر کہتے ہیں، قرآن میں نہیں ہے۔ میں نے تمھیں قرآن پاک کی ایک آیت سنائی اُٹھارھواں پارہ ہے، رب تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ.﴾

وہ لوگ اللہ سے ڈر جائیں۔

اللہ کون لوگ؟

فرمایا جو میرے نبی کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔

رب نے یہاں اپنا نام نہیں لیا، صرف نبی علیہ السلام کا نام لیا ہے۔

اللہ کریم نے فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ﴾

[البقرہ: ۱۷۵]

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے جہنم کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں لیا ہے۔

﴿يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾

[البقرہ: ۲۱٤]

لوگو! ذرا میرے رب کی سچی کتاب کا لفظی ترجمہ سنو۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو دین فروخت کرنے کے لیے قرآن کی بعض آیتوں کو چھپا دیتے ہیں اور بعض کو بیان کر دیتے ہیں۔ سارا قرآن نہیں سناتے۔

قرآن کریم نے اِن بدبختوں اور منافقوں کی نشاندہی کی ہے۔ کچھ حصہ پڑھنے والے، کچھ حصہ چھپانے والے اور اپنی مرضی کے مطابق قرآن کو ڈھالنے والے۔ قرآن کہتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾

قرآن چھپانے کا بدلہ کیسا؟ تھوڑی سی تنخواہ۔ معمولی سا معاوضہ۔

قرآن کی آیت کا ہم نے ترجمہ نہیں بنایا۔ تھوڑی سی تنخواہ کے عوض قرآن کو بدلنے والے، تھوڑے سے پیسوں کے عوض دین کو بیچنے والے یہ لوگ۔ قرآن کی سورۃ نور کی پہلی آیت پڑھی، آخری آیت نہیں پڑھی!

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ.﴾

اے وہ لوگو، جو میرے پیغمبر کے حکموں کو نہیں مانتے، ڈر جاؤ۔

اللہ کس بات سے ڈر جائیں؟

﴿اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ.﴾

دنیا میں رُسوائی ہوگی یا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دردناک عذاب تمہارا احاطہ کرے گا۔

دنیا میں کیا ہوگا؟

رسوائی۔

آخرت میں کیا ملے گا؟

پتھر۔

﴿اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

او میرے نبی کے مخالفو!

دردناک عذاب تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

جس بات کا حکم نبی علیہ السلام نے دیا، جو فیصلہ نبی علیہ السلام نے کیا، جو حکم نبی علیہ السلام سے ثابت ہوا، دُنیا کی کوئی بڑی سے بڑی عدالت اُس کو غلط قرار نہیں دے سکتی۔ اگر کوئی عدالت ایسا کرتی ہے تو اس کا فیصلہ ردّی کاغذ کے ایک پرزے جتنی وقعت بھی نہیں رکھتا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ ثانیہ:

دین میں قبولیت کا معیار

ان دو خطبات جمعہ میں جو مسئلہ میں بیان کرنا چاہتا تھا، وہ بنیادی طور پر یہ تھا کہ کسی بھی بات کو اس لیے ردّ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ قرآن میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ دین کے بارے میں اگر کسی چیز کو ردّ کیا جائے گا تو اس لیے کیا جائے گا کہ وہ قرآن میں نہیں ہے، نبی ﷺ کے فرمان میں نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی بات ہو، پھر تو واقعی اس کو ردّ کر دیا جائے گا۔ لیکن صرف یہ کہنا کہ اللہ کی کتاب کافی ہے، اور کسی چیز کی ضرورت نہیں، یہ صریحاً گمراہی کی علامت ہے۔ اس لیے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم قرآن کا وہ مفہوم بیان کریں جو ہمارا جی چاہے۔ ہم قرآن اس طرح سمجھیں جس طرح ہم چاہیں۔ بلکہ رب العزت نے قرآنِ مجید کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا اور حضور کو مبعوث کیا تو کس لیے کیا؟

اس لیے کیا کہ

﴿يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾

اس لیے کیا کہ قرآن پڑھائے بھی، قرآن سکھائے بھی۔

کہ حضور کے سکھائے بغیر آدمی قرآن نہیں سیکھ سکتا۔ ورنہ گمراہی ہے۔ اس لیے بھی ہم نے ان دو خطباتِ جمعہ میں اپنی عادت سے ہٹ کر انتہائی برہمی، نفرت اور تلخی کا اظہار کیا کہ ان جاہل ججوں کا جو فیصلہ آیا ہے، اس کے پس منظر میں یہ سازش کارفرما ہے کہ دین کی بنیادوں پر حملہ آور ہو کر دین کی بنیادوں کو ڈھا دیا جائے۔ یہ جو مولوی، یہ جو دین دار یہ جو مسلمان ہر روز مطالبے کر رہے ہیں کہ قرآن نافذ کرو، اسلام نافذ کرو، ان کو بتلایا جائے کہ اسلام کی کوئی چیز متفقہ ہے ہی نہیں۔ اس لیے ہم کیا اسلام نافذ کریں۔ اسی وجہ سے ہمارے لہجے کے اندر تلخی پیدا ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے فضل و کرم سے ہمیں یقین ہے کہ ساری امت نے اس فیصلے پر جس قدر ناراضی، برہمی اور تلخی کا اظہار کیا ہے، آئندہ کسی بدباطن کو دینِ محمد کے ساتھ کھیلنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ آئندہ سوچ سمجھ کر بولیں گے۔ اس سلسلے میں ہم نے ایک پریس کانفرنس بھی کی، جس میں ان کے دلائل کا مکمل طور پر تجزیہ کیا اور بتلایا ہے کہ غلطی کہاں لگی اور اس کے محرکات کیا ہیں؟

دوسری بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ میں نے بعض نیک نہاد، سادہ لوح لوگوں سے سنا ہے...... کہتے ہیں بات ہے تو ٹھیک، اصل تو قرآن ہی ہے۔ ان کا یہ کہنا اس وجہ سے ہے کہ بعض دکان داروں نے اپنی دکان چمکانے کے لیے قرآن قرآن کہنا شروع کر رکھا ہے۔ یاد رکھو!

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے سارے فرامین میں اور رب نے اپنے کلامِ مجید میں کہیں بھی تنہا قرآن کو ماننے کا حکم نہیں دیا۔ بار بار یہی کہا ہے:

﴿إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي﴾ [آل عمران: ۳۱]

''اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔''

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ﴾ [الانفال: ۲۰]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اس سے منہ نہ پھیرو، جب کہ تم سن رہے ہو۔''

اے لوگو! نبی کی بات سن کے نہ ٹھکراؤ کہ اگر تم نے نبی کی بات سن کے ٹھکرا دی تو رب تم کو ٹھکرا دے گا۔ قرآن میں رب نے کہا ہے: ﴿لَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ نبی کی بات کو رد کر کے اپنے عملوں کو ضائع مت کرو۔ اس لیے بات توجہ کے ساتھ سنو!

شریعت میں دونوں چیزوں کی یکساں حیثیت ہے۔ قرآن کی اور نبی ﷺ کے فرمان کی۔ نبی ﷺ کی سنت کی۔ دونوں میں کوئی فرق موجود نہیں۔ قرآن میں کہیں پانچ نمازوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر نہیں آیا۔ نماز کا طریقہ کہ کندھوں تک ہاتھ اٹھاؤ، سینے پر باندھو، پھر ہاتھ اٹھاؤ رکوع کرو، پھر سر اٹھا کے وقفہ کرو، پھر سجدے میں جاؤ۔ پھر سجدے سے سر اٹھاؤ۔ بیٹھو۔ پھر سجدہ کرو۔ پھر اٹھ کے کھڑے ہو جاؤ۔ قرآن کے کسی پارے میں یہ تفصیل موجود نہیں۔ التحیات، سلام پھیرنے کا طریقہ سارے قرآن میں کہیں موجود نہیں۔

زکوٰۃ ...... اس کا نصاب، کس پر لازم ہوتی ہے، اس کا کوئی ذکر قرآن میں موجود نہیں۔

حج ...... اس کا طریقہ، اس کے اعمال، اس کے افعال ان سب کی تفصیل قرآن میں موجود نہیں۔

روزے ...... ان کا تفصیلی بیان اور رمضان کے تفصیلی مسائل کا ذکر قرآن میں موجود نہیں۔ اسلام انہی چیزوں کا تو نام ہے۔

توحید و رسالت، نماز، زکوٰۃ، روزے اور حج۔ ان پانچوں چیزوں میں سے چار چیزوں کا تفصیلی ذکر قرآن میں موجود نہیں ہے۔

یاد رکھو! اسلام میں، شریعت میں، دین میں سنت کا وہی مقام ہے جو قرآن کا مقام ہے۔ اور دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ ان دو خطبات جمعہ کا خلاصہ، نچوڑ اور مرکزی خیال یہی بات ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنت اور بدعت

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

﴿وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ [الحشر: ۷] (1)

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

ہم نے امامِ کائنات، فخر موجودات، رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرت پاک، آپ کی حیاتِ طیبہ اور سوانح مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کئی ایک پہلوؤں پر گفتگو کی تھی، ہم نے اِس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ اسلام میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی حیثیت اور حجیت

---

(1) اور رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمھیں روک دے تو رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ مجید کی حجیت اور اہمیت ہے، جس طرح کوئی مسلمان کتاب اللہ کو مانے بغیر مسلمان نہیں کہلا سکتا، اِسی طرح حدیث محمد رسول اللہ ﷺ کو مانے بغیر بھی آدمی مسلمان کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔

قرآن وسنت کے برعکس ایک چیز ہے جس کا نام ''بدعت'' ہے۔ ہر وہ چیز جو اللہ کی کتاب اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں نہ ہو اور اُسے دین سمجھ کر کیا جائے، اُس کو بدعت کہتے ہیں۔ ہر وہ کام جو نبی محترم علیہ السلام نے کیا ہو، اُس کو سنت کہتے ہیں اور ہر وہ کام جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہ دیا ہو اور سرورِ کائنات ﷺ نے نہ کیا ہو، اور اس کو دین سمجھ کر ثواب جانتے ہوئے کیا جائے، اُس کو بدعت کہتے ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار)) ❶

''ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔''

دوسری بات نبی پاک ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ!

((من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو ردٌّ)) ❷

جو دین سمجھ کر کوئی ایسی بات کرتا ہے، ہم نے نہیں کی، وہ مردود ہے۔

اِس لیے کہ اگر یہ کام جس کو اچھا سمجھ کر کیا جا رہا ہے، اگر یہ اچھا ہوتا تو نبی پاک ﷺ اِسے ضرور فرماتے، اور اگر یہ کام دین کا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اِس کا تذکرہ کلام مجید میں ضرور کرتے۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ کتاب مقدس قرآن مجید اُس رب کی نازل کی ہوئی ہے جو رب قیامت تک آنے والے واقعات، حالات اور معاملات کو جانتا ہے۔ اُس کو معلوم تھا کہ قیامت تک کون سے واقعات رونما ہوں گے، کون سے حالات نمودار ہوں گے، کون سے

---

❶ سنن النسائی، کتاب صلاة العیدین، باب کیف الخطبة، حدیث : ۱۵۷۸، عن جابر رضی اللہ عنہ.

❷ صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور، حدیث : ۲۶۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة، حدیث : ۱۷۱۸۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملات پیدا ہوں گے، کون سے ظروف جنم لیں گے، انسانیت کو کن چیزوں کی ضرورت پیش آئے گی، کون کون سے مسائل ہیں جن سے بنی نوع انسان کو واسطہ پڑے گا۔ اِس لیے کہ رب زمین و آسمان کا خالق ہے اور زمین و آسمان میں جتنی چیزیں ہیں، اُن سب کا جاننے والا ہے۔

﴿وَ عِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ﴾ [الانعام: ۵۹] ❶

اللہ وہ ہے جس کے پاس سارے غیب کی کنجیاں ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ کون سا پتہ ہے، جو درخت کو لگے گا اور کون سا پتہ ہے، جو خشک ہو کر گرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا اِتنا علم ہے کہ اُس کو پتوں کے نکلنے اور پتوں کے گرنے کی بھی خبر ہے۔

﴿وَ يَعۡلَمُ مَا فِى الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ﴾ [الانعام: ۵۹] ❷

اُس کو سمندر کی ساری مخلوقات کا علم ہے اور خشکی میں جنم لینے والے کیڑے مکوڑوں، حشرات الارض سے لے کر انسانوں تک اور اُن تمام مخلوقات کا جو اُس میں پیدا کی ہیں، اُن سب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

﴿وَ مَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِىۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَ لَا رَطۡبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ﴾ [الانعام: ۵۹] ❸

فرمایا زمین کی تہہ کے نیچے سے کوئی ایک دانہ بھی نمودار نہیں ہوتا مگر رب کو اُس کا بھی علم ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والی جتنی چیزیں ہیں، چاہے خشکی میں ہوں یا تری میں، وہ اللہ کریم کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ دوسری آیت میں فرمایا:

﴿وَمَا يَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ﴾ [المدثر: ۳۱] ❹

❶ اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، ان کو وہی جانتا ہے۔

❷ جو کچھ جنگلوں اور دریاؤں میں ہے، وہ سب کچھ جانتا ہے۔

❸ اور جو پتہ درخت سے گرتا ہے اس کو بھی جانتا ہے۔ کوئی دانہ خشک ہو یا تر زمین کے اندھیروں میں بھی ہو، وہ بھی اس کے روشن علم میں ہے۔

❹ اور تیرے رب کی فوج کو خود وہی جانتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَے میرے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، کائنات والوں کو سنا دو کہ رب نے جتنی مخلوق پیدا کی ہے، اُس کو رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ایک ایک آدمی کا اللہ تعالیٰ کے پاس علم ہے۔ کروڑوں اربوں کی تعداد میں مخلوق ہے۔ کہتے ہیں ڈھائی تین ارب آدمی اِس وقت دُنیا میں موجود ہیں، اِن سارے انسانوں کی پیدائش سے لے کر موت کے وقت تک اِن کے کھانے پینے، پہننے سے لے کر سونے اُٹھنے، بیٹھنے اور جاگنے تک کے حالات و واقعات رب کو معلوم ہیں۔ کوئی چیز بھی رب کی نظر سے مخفی نہیں ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾

[النمل: ۷۵] [1]

آسمانوں اور زمین کی کوئی چھپی ہوئی چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں ہے۔ اُس کے علم کی اتنی وسعت ہے۔ کیا اُس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ چودھویں پندرھویں صدی یہ واقعہ رونما ہوگا۔ اگر اُس کو معلوم تھا اور پھر اُس نے اِس علم کے باوجود اِس مسئلے میں کوئی حکم نازل نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ یہ حکم اسلام سے تعلق نہیں رکھتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا اور اُس نے معلوم ہونے کے باوجود اُس کے بارے کچھ نہیں کہا تو مطلب یہ ہے کہ اسلام کی بات نہیں ہے۔ یہ قرآن کسی ایسی ہستی کا اتارا ہوا نہیں جس کو آج کے حالات کا علم ہے، کل کا نہیں ہے یا کل کے حالات پر اُس کی نظر ہے، پرسوں کے واقعات پر اُس کی نگاہ نہیں ہے۔ کہہ سکتے تھے کہ پہلے تو تھا ہی نہیں، یہ چیز تو پہلے معلوم ہی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ کو تو ہر چیز معلوم تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے باوجود اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ بات نہیں بتلائی، اِس کے بارے میں حکم نہیں دیا اور نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اِس چیز پر عمل کر کے نہیں دکھایا، اِس کی تعلیم نہیں دی تو معنی یہ ہے کہ یہ چیز دین سے تعلق نہیں رکھتی۔ یہ سیدھی سی بات ہے۔ اگر کوئی سمجھنا نہ چاہے تو اس کا کیا علاج!

---

[1] اور بھی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں کہیں کوئی چھپی ہوئی چیز ہے، وہ کتاب مبین میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب کوئی شخص اگر کہتا ہے کہ اللہ کے قرآن، نبی علیہ السلام کے فرمان میں یہ بات نہیں ہے تو کیا ہوا، ہے یہ بات دین کی۔ اُس سے پوچھو کیا تیرا علم اور تیری معلومات عرش کے خالق و مالک سے زیادہ ہیں کہ اللہ کو تو علم نہیں ہوا، تجھے علم ہو گیا؟ اگر یہ دین کی بات کہتا ہے تو اُس سے پوچھو، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ بات کر کے دکھلائی تھی؟ نہیں کر کے دکھلائی تھی تو اِس چیز کے بغیر دین مکمل کیسے ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدہ: ۳] ❶

اَے میرے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر میں نے دین مکمل کر دیا، آج دین کامل ہو گیا۔ اب دین میں کوئی نقص باقی نہیں ہے۔ جب دین مکمل ہو گیا تو آسمان سے دوسری آیت نازل ہو گئی!

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ o وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا o فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا o﴾

[النصر: ۱-۳] ❷

حضور اکرم ﷺ پر یہ آیت اُتری، آپ علیہ السلام نے منبر پر یہ آیت تلاوت کی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر کے پائے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ آیت سنی تو رونا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران ہوئے کہ اتنی خوشی کی آیت نازل ہوئی ہے اور ابو بکر رو رہے ہیں۔ اِس میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، فتح و کامیابی آ گئی، لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو گئے، اِس میں رونے کی کیا بات ہے؟ اِس میں غم کی کیا بات ہے؟ یہ تو خوشی کی بات ہے۔

---

❶ آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارا مذہب پسند کیا ہے۔

❷ اللہ کی مدد آ گئی، نصرت نازل ہو گئی، فتح و کامیابی سے ہمکنار ہو گئے، لوگ دین میں فوج در فوج داخل ہو گئے، اب تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو، اللہ کریم سے معافی مانگو، اللہ تعالیٰ معافیاں دینے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، ابوبکر کیوں روتے ہو، خوشی کے موقع پر روتے ہو؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، جس کو تم خوشی کا موقع کہتے ہو، تمھیں پتہ نہیں اِس میں کس بات کی خبر ہے۔ عرض کیا کس بات کی خبر ہے؟ فرمایا اِس واقعے میں اِس بات کی خبر ہے کہ اب نبی علیہ السلام کا بلاوا آ گیا ہے۔ اب نبی علیہ السلام کائنات سے رخصت ہو رہے ہیں۔ عرض کیا تو نے کیسے سمجھا؟ فرمایا اِس سے سمجھا، جب کام مکمل ہو گیا، نبی علیہ السلام کی ڈیوٹی مکمل ہو گئی تو نبی نے باقی کیوں رہنا ہے۔ اب دین کی عمارت مکمل ہو گئی۔ اب نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب ہے۔ معلوم ہوتا ہے اب حضور جا رہے ہیں، کیونکہ دین مکمل ہو گیا۔ آسمان سے فتح و کامیابی نازل ہو گئی۔ اب نبی علیہ السلام کا فریضہ پورا ہو گیا۔ [1]

وہی ہوا کہ اِس آیت کو ابھی اُترے ہوئے تھوڑے دن ہوئے تھے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی ملاقات کے لیے اِس کائنات سے رُخصت ہو گئے، معنے یہ کہ دین مکمل ہو گیا۔ مکمل کس کو کہتے ہیں، یہ بات اچھی طرح سمجھ لو۔ آج بے شمار مسئلے ہیں، میں اللہ کے فضل سے کوشش کروں گا کہ ایک خطبے میں آپ کو ''سنت اور بدعت کا فرق'' معلوم ہو جائے، پھر آپ کو کسی مولوی سے بھی مسئلہ پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

مکمل اُس عمارت کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز لگنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ جس عمارت میں ایک اینٹ بھی لگنے کی گنجائش باقی ہو، اُس کو مکمل نہیں کہتے۔ کہتے ہیں یہ عمارت مکمل ہو گئی، کیا مطلب کہ اب اِس عمارت میں کوئی تعمیر کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اگر تعمیر کی گنجائش باقی ہے تو عمارت مکمل نہیں، عمارت نامکمل ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ پیالہ مکمل طور پر بھر گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اب اِس پیالے میں ایک قطرہ ڈالنے کی بھی گنجائش باقی نہیں ہے۔ اگر ایک قطرہ ڈالنے کی گنجائش باقی ہو تو اُس وقت یہ نہیں کہتے کہ یہ مکمل طور پر بھر گیا ہے۔

آدمی بس میں بیٹھتا ہے، کہتے ہیں، سواریاں مکمل ہو گئی ہیں، ہوائی جہاز میں سوار ہوتا

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر (٢/٦٢-٦٣)۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (٥/٤٤).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جناب سواریاں مکمل ہوگئی ہیں۔ کیا مطلب ہے کہ اب اِس میں ایک سیٹ کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اگر ایک سیٹ کی بھی گنجائش باقی ہو تو اُس کو مکمل نہیں کہا جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ.﴾

لوگو! میں نے اپنے محمد کریم ﷺ پر دین کو مکمل کر دیا ہے۔ مطلب یہ کہ دین سمجھتے ہوئے، نیکی کا کام سمجھتے ہوئے اب اِس میں ایک مسئلہ بھی اپنی طرف سے بنا کر داخل کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اگر مسئلے کی گنجائش ہے تو دین مکمل نہیں ہے اور اگر گنجائش نہیں ہے تو پھر دین مکمل ہے۔ آسمان والا گواہی دیتا ہے کہ دین مکمل ہے۔ اِس میں ایک مسئلے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ اگر یہ بات سمجھ لی جائے تو پھر بدعت کا معنی ومفہوم سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

اَب اِن سے پوچھو کہ حضرت جی، یہ مسئلہ جو گھڑ کر لائے ہو، جس دن دین مکمل ہوا تھا، کیا اُس سے پہلے یہ مسئلہ بیان ہوا ہے یا نہیں؟ اگر بیان ہوا تو یہ مسئلہ دین کا ہے اور اگر بیان نہیں ہوا تو یہ مسئلہ دین کا نہیں ہے، کیونکہ دین اِس کے بغیر مکمل ہو گیا ہے۔ اب جو اِس کو دین کہتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ رب کی تردید کرتا ہے، رب کے نبی کی تردید کرتا ہے۔ رب کہتا ہے دین مکمل ہو گیا ہے اور یہ کہتا ہے نہیں، ابھی یہ مسئلہ باقی ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ رب معاذ اللہ غلط کہتا ہے اور یہ سچ کہتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدہ: ۳]

لوگو، آج میں نے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر دین مکمل کیا، اور کس کے لیے کیا، لکم، تمھارے لیے۔ اب جو کہتا ہے کہ دین مکمل ہو گیا ہے، تو پھر اُس کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ دین کا کوئی مسئلہ ایسا باقی نہیں بچا جو رب کے قرآن اور محمد ﷺ کے فرمان سے ثابت نہیں، تب ہی دین مکمل ہوتا ہے۔ اِسی لیے تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رَدٌّ.)) ❶

جو شخص اِس کے بعد دین کے نام پر مسئلہ بنا کر لائے، سمجھ لینا جھوٹ بولتا ہے۔ محمد ﷺ پر تہمت باندھتا ہے کہ ان کے بعد نیا تراشا ہوا مسئلہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مردود ہے، مقبول نہیں ہے۔ اِسے نیکی سمجھ کر کرنے والو! نیکی اُلٹا عذاب بن جاتی ہے، کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار.)) ❷

جس نے دین کے نام پر نیا مسئلہ تراشا، اُس نے گمراہی اختیار کی اور جس نے گمراہی اختیار کی، وہ جہنم کا سوداگر بن گیا۔ مسئلہ صاف ہے، کوئی لڑائی جھگڑا اور اختلاف نہیں۔ اس اصول کی روشنی میں جتنے مسئلے ہیں اُن کو دیکھ لو۔ رب کے قرآن میں ہے تو اٰمَـنّـا، نبی علیہ السلام کے فرمان میں تو صَـدّقـنَـا، اگر قرآن میں ہے نہ نبی علیہ السلام کے فرمان میں، تو پھر کہہ دو کہ یہ بدعت ہے۔

جب لوگوں کو کوئی دلیل نہیں ملتی تو کہتے ہیں، جی کیا حضور علیہ السلام نے نماز تراویح پڑھائی تھی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح پڑھائی تھی، اور کہا یہ بدعت حسنہ ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے مسئلے تراشے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں جی بدعت دو قسم کی ہوتی ہے، ایک اچھی بدعت ہوتی ہے اور ایک بری۔ حالانکہ قرآن وحدیث سے یہ بات معلوم نہیں ہے۔ قرآن و حدیث سے صرف یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر بدعت بری ہوتی ہے۔ کوئی بدعت اچھی نہیں ہوتی۔ بدعت کو اچھا نہیں کہا جا سکتا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار.)) ❸

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور، حدیث: ۲۶۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة، حدیث: ۱۷۱۸.

❷ سنن النسائی، کتاب صلاة العیدین، باب کیف الخطبة، حدیث: ۱۵۷۸۔ عن جابر رضی اللہ عنہ.

❸ ایضًا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر بدعت گمراہی ہے۔ نبی علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ کچھ بدعتیں اچھی ہوتی ہیں اور کچھ بری ہوتی ہیں۔

کہنے لگے، دیکھو جی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی نماز اپنے دور میں شروع کروائی ہے یا نہیں؟ اور پھر کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے۔

کس طرح لوگوں نے دین میں پچریں لگانے کے لیے اپنی طرف سے مسئلے تراشے۔ ہم نے بدعت کی تعریف کیا بتلائی ہے کہ بدعت وہ ہے جس کا ثبوت قرآن یا سنت میں موجود نہ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی نماز کے قائم کرنے کا حکم اس لیے دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت تین دن نماز تراویح مسجد نبوی میں پڑھائی۔ جس کا ثبوت نبی علیہ السلام کی ذات سے موجود ہو، اُس کو بدعت نہیں کہتے۔

کہتے ہیں جی، نبی علیہ السلام نے پڑھائی تو ہے لیکن تیس دن تو نہیں پڑھائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا بھی دیا کہ باقی دن کیوں نہیں پڑھاتا۔ فرمایا، یہ نماز اللہ تعالیٰ کو اِتنی پیاری لگی ہے اور تمھارا مسجد میں اکٹھا ہونا اللہ کریم کو اِتنا اچھا لگا، مجھے ڈر ہے کہ اگر تم اِس ذوق وشوق سے آتے رہے تو کہیں اللہ تعالیٰ اِس نماز کو تم پر فرض نہ کر دے۔ [1] جب تک نبی علیہ السلام زندہ رہے وحی کی ترسیل باقی رہی۔ آسمان سے وحی کی آمد و رفت جاری رہی۔ جب نبی اکرم علیہ السلام اِس کائنات سے رخصت ہو گئے تو وحی کا سلسلہ بھی باقی نہ رہا، اب نماز تراویح کی فرضیت کا کوئی امکان نہ رہا۔ پہلے خطرہ تھا کہ مسلمانوں کے ذوق وشوق کو دیکھ کر کہیں اللہ تعالیٰ اِس نماز کو فرض نہ کر دیں۔ بے چارے بوڑھے مسکین جورات تراویح نہیں پڑھ سکتے، اُن کے لیے بھی دِقت نہ ہو جائے۔ جب نبی علیہ السلام اِس کائنات سے چلے گئے، وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا، اب وہ خدشہ باقی نہیں رہا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تراویح کی نماز پڑھائی ہے۔ بدعت اُس کا نام ہے کہ ایک کام دین کا سمجھ کر کیا جائے لیکن اُس کام کا ثبوت اللہ کے قرآن اور نبی علیہ السلام کے فرمان میں موجود نہ ہو۔

[1] صحیح البخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، حدیث: ٢٠١٢۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان، حدیث: ٧٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج خود ساختہ مسئلے تراشے ہوئے ہیں۔ کبھی عورتوں کا مسئلہ پیدا ہوا ہے، کہ جی عورتوں کی گواہی مردوں کے برابر ہونی چاہیے۔ کیوں برابر ہونی چاہیے؟ جی اِس لیے کہ آج کل عورتیں بڑی فارورڈ ہوگئی ہیں۔

پہلے بتاؤ قرآن کریم میں یہ بات موجود ہے یا نہیں، کہ عورت کی گواہی آدھی ہے؟ کہنے لگے جی ہے۔ ہم نے کہا یہ بتلاؤ کہ قرآن میں یہ بات موجود ہے یا نہیں کہ عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے؟ وراثت میں کتنا حصہ ہے؟ افسوس ہے کہ ہماری خواتین اپنا شرعی حصہ وصول کرنے کے لیے کوئی احتجاج نہیں کرتیں۔ جتنے نئے تعلیم یافتہ لوگ ہیں یا جتنے پڑھے لکھے لوگ اپنے آپ کو کہلاتے ہیں، اُن میں سے کوئی بھی اس معاشرے میں بیٹی یا بہن کو حصہ نہیں دیتا۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے، بڑے بڑے مہذب، تہذیب یافتہ، سوائے اُن لوگوں کے جن کو قرآن حدیث کا علم ہے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حیا ہے، اُن کے سوا کوئی بہن یا بیٹی کو حصہ نہیں دیتا۔ اِن خواتین کو کبھی توفیق نہیں ہوئی کہ جنھوں نے پورا حق مارا ہوا ہے، اُن کے خلاف جلوس نکالیں۔ جلوس تو اُن کے خلاف نکالنا چاہیے جنھوں نے پورا حق مارا ہوا ہے، گواہی میں تو آدھا حصہ پھر بھی ہے۔ جو پورا حق نہیں دیتے، اُن کے خلاف مظاہرہ کیوں نہیں کرتیں؟

قرآن مجید میں حکم آیا ہے کہ مرد کی گواہی کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدھی ہے، ایک مرد ہو اور دو عورتیں ہوں، تب گواہی قابل قبول ہوتی ہے۔

ایک خاتون مجھے کہنے لگی "یہ پرانے زمانے کی بات ہے جب عورتیں بالکل غیر تعلیم یافتہ ہوتی تھیں اب ہم فارورڈ اور مہذب ہوگئی ہیں۔" میں نے کہا یہ بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا یا نہیں کہ تمھارے جیسی "مہذب اور جدت پسند" عورتیں پیدا ہوں گی؟ ساری بدعتوں اور گمراہیوں کے اندر جو فلسفہ کارفرما ہے، وہ یہ ہے کہ یہ قرآن اُس کا اتارا ہوا ہے، جس کو آج کا علم نہیں۔ یہ سمجھتے ہیں، اُس زمانے میں تو بڑے مختلف حالات تھے، آج کے زمانے میں عورتیں ترقی کر گئی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کو اُس زمانے کے حالات کا پتہ تھا آج کا تو پتہ ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں تھا۔ کیا اِس کا یہی مطلب نہیں؟

اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ اِس طرح کی آزاد خیال عورتیں بھی پیدا ہوں گی، اللہ اِن کو ہدایت دے، ہم تو اِن کو اپنی بہنیں سمجھتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ یہ نا سمجھی کی بات کر رہی ہیں۔ ہم اُن مولویوں کے بھی خلاف ہیں جو کہتے ہیں باز آ جاؤ، وگرنہ ہم تمھارے نکاح توڑ دیں گے۔

مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ ہماری بات واضح اور مدلل ہے، چاہے کسی کو اچھی لگے یا بری۔ اگر عورتیں غلط بات کہتی ہیں وہ بھی غلط ہے، اگر مولوی غلط بات کہتا ہے تو وہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے قرآن میں جہاں پڑھا ہے کہ مرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدھی ہے، اُسی قرآن میں یہ پڑھا ہے کہ طلاق دینے کا حق خاوند کو ہے نہ کہ کسی مولوی کو۔

جو تھوڑے سے ناواقف ہیں، وہ سن لیں کہ اِس وقت کائنات میں اگر کوئی شخص صحیح طور پر کتاب وسنت کی دعوت دیتا ہے تو وہ اللہ کے فضل سے ہم لوگ ہیں۔ ہماری اپنی عملی کوتاہی ہو سکتی ہے لیکن دین کے معاملے میں کبھی سودے بازی نہیں ہو سکتی۔ یہ ہم نے خود اپنا بیڑا غرق کیا، دونوں طرف سے انتہا پسندی کا مظاہرہ کیا گیا۔ ایک نے کہا یہ حکم غلط ہے، ہم نہیں مانتے۔ وہ نادان بازاروں میں نکل آئیں کہ مظاہرہ کرو، اور وہ مولوی بھی غلط ہے جو کہتا ہے، ہم تیرے نکاح توڑ دیں گے۔ بھائی تیرے پاس نکاحوں کی تھیلی کہاں سے آ گئی ہے، تو نے تھیلی کہاں سے لے لی ہے کہ تو توڑتا ہے۔

بہر حال یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ اِس کلامِ مجید میں رب نے جو حکم نازل کیا

اُس کو پتا تھا کہ قیامت تک کیا واقعات ہونے والے ہیں۔

اُس کو معلوم تھا کہ کل کس قسم کی عورتیں پیدا ہوں گی۔

اُس کو خبر تھی کہ کل کس قسم کے واقعات رُونما ہوں گے۔

اُس کو علم تھا کہ کل کس قسم کے حالات جنم لیں گے۔

لوگ کہتے ہیں، جی اِسلام عورتوں کے حقوق کا مخالف ہے۔ بات سمجھنے کی ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت کی بیٹیوں کے حقوق کی مخالفت کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِسلام عورتوں کے حقوق کا مخالف نہیں۔ اِسلام عورتوں کی عزت کا علمبردار ہے۔ ایک ہوتا ہے حق اور ایک ہوتی ہے عزت۔ اِسلام نے عورتوں کی گواہی کو اِس لیے آدھا رکھا اور کئی معاملات میں اِن کی گواہی اس لیے قابل قبول نہیں رکھی تاکہ کسی کی بہن بیٹی کو عدالتوں کے چوراہوں میں نہ گھسیٹا جا سکے۔

اِسلام کا مطلب عورت کی عزت ہے۔ اسلام عورتوں کی عزت کو بڑھانا چاہتا ہے کہ کوئی کسی پردہ دار، باعزت اور شریف کی بہو بیٹی کو عدالت کے کٹہرے میں طلب نہ کرے کہ یہ میری گواہ ہے۔ کیا آپ کو اِس بات کا پتہ ہے، عدالتوں کا قانون یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے مقدمے میں یہ بات کہہ دے کہ فلاں آدمی میرا گواہ ہے، وہ آدمی چاہے نہ چاہے، عدالت اُس کو سمن دے کر طلب کر سکتی ہے۔ اُس کو حاضر ہونا پڑے گا۔

گمراہی کا اصل سبب یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے دین کے نام پر بعض چیزیں تلاش کر لیں اور کچھ لوگوں نے دنیا کے نام پر بعض چیزیں تلاش کر لیں۔ اِن سے پوچھو کہ تم جو دین کے نام پر یہ کہتے ہو کہ فلاں رسم کرنی چاہیے، اِس کے بغیر کچھ نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام کے رشتہ دار آپ کی زندگی میں فوت ہوئے یا نہیں؟ نبی علیہ السلام کی چار بیٹیاں تھیں۔ اُن میں سے تین نبی علیہ السلام کی زندگی میں فوت ہو گئیں۔ کیا نبی علیہ السلام نے اُن تینوں میں سے کسی کا قل کیا ہے؟ کسی کا ختم پڑھایا ہے؟ کسی کا تیجہ کیا ہے؟ کسی کا ساتواں، دسواں، چالیسواں کیا ہے؟ طیب، طاہر، قاسم اور ابراہیم، نبی علیہ السلام کے چاروں بیٹے آپ کی زندگی میں فوت ہوئے۔ کیا کسی کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے یا نہیں؟ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مرنے کے بعد کچھ کیا ہے؟

کہتے ہیں، جی ہم یہ نہیں کہتے، یہ بتلاؤ کام اچھا ہے یا برا؟ دلیل دیکھو، ہم پوچھتے ہیں، اللہ تعالیٰ جانتا تھا یا نہیں، کیا اللہ کو علم تھا کہ یہ اچھا ہے یا نہیں۔ اصل میں کٹ حجتی کرنے کے لیے کہ اگر کوئی کہے، برا ہے تو کہیں گے، دیکھو وہابی قرآن پڑھنے کو برا کہتے ہیں، اور اگر کوئی کہے اچھا ہے، کہتے ہیں تو ٹھیک ہے، پھر گناہ کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم اِس کے مقابلے میں یہ کہتے ہیں بتلاؤ، اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ یہ کام اچھا ہے یا نہیں؟

اگر یہ کام اچھا تھا تو اِس کے بغیر دین مکمل ہوا ہے یا نہیں؟ اگر اللہ اِس کام کو جانتا تھا اور اِس کو اچھا سمجھتے ہوئے اِس کو دین میں نہیں رکھا تو پھر تم اللہ اور رسول ﷺ سے آگے بڑھنے والے کون ہو؟ تم دین کو ناقص کہنے والے کون ہو؟ تم کہتے ہو کہ دین اِس کے بغیر مکمل ہو گیا تھا۔ اگر مکمل ہو گیا تھا تو یہ دین کی بات نہیں، اور اگر اِس کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا تو پھر اللہ نے دین کو مکمل کیوں کہا؟ یہ ہمارے سیدھے سادے سوالات ہیں۔ جن کے جوابات کچھ مشکل نہیں۔ جب ایک عام پڑھا لکھا یا اَن پڑھ لیکن باشعور مسلمان کھلے دماغ سے ان سوالات پر غور کرتا ہے تو وہ کبھی مولویوں کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اس کا مال اسباب ان شکم پرور مولویوں کی لوٹ مار سے محفوظ رہتا ہے۔

سن لو! سنت وہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر کی روشنی ہو اور بدعت وہ ہے جس پر خود ساختہ فیکٹریوں کی تاریکی ہو، جس پر جعلی بناوٹی کاموں کی گمراہی ہو۔ ہر وہ کام جو رسول ﷺ نے نہیں کیا، وہ کام دین کا نہیں ہے۔ دین صرف وہی ہے جس کا اللہ اور رسول ﷺ نے حکم دیا۔ پھر کہتے کیا ہیں، کٹ حجتی، یہ عینک پہننا، کیا حضور ﷺ نے پہنی ہے؟ یہ ٹوپی نبی علیہ السلام نے پہنی ہے؟ یہ کوٹ اچکن نبی ﷺ نے پہنی ہے؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ دین کے مسائل میں اس طرح کی کٹ حجتیاں ویسے ہی گناہ کا کام ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ کام دین کے نہیں ہیں۔ اِن چیزوں کے پہننے نہ پہننے سے ثواب یا عذاب نہیں ہوتا۔ کوئی پہن لے تو ثواب نہیں، نہ پہنے تو کوئی گناہ نہیں۔ تم بھی کہہ دو کہ یہ باتیں، یہ قل، یہ چالیسویں، یہ تیجے دین کا کام نہیں۔ کوئی کرے تو ثواب نہیں، نہ کرے تو گناہ نہیں۔

ایک مولوی صاحب کہنے لگے، اگر ہم کہہ دیں کہ یہ رسومات دین کا کام نہیں تو کون دِلوائے گا؟ ہم نے کہا دلوانے کا ٹھیکہ ہم نے نہیں لیا۔ دین وہ ہے جس پر مدینے والے کی مہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگی ہوئی ہو۔

کل تین آدمیوں کا بیان اخبار میں چھپا ہے، کہ جناب عورت کی گواہی کے مسئلے میں اجتہاد کرلیں۔ مولوی اور وکیل مل کر اِس مسئلے کا کوئی حل نکال لیں۔

یہ حل ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ اجتہاد اُن مسائل میں ہوتا ہے جن مسائل کی اصل قرآن وسنت میں موجود نہ ہو۔ صرف اشارہ ہو، صراحت نہ ہو۔ جس مسئلے کی قرآن اور نبی علیہ السلام کے فرمان میں صراحت آجائے، ساری کائنات مل کر بھی اُس مسئلے میں اجتہاد نہیں کر سکتی۔ کہتے ہیں جی چلو مل جل کر، یعنی اِس کا مطلب تو یہ ہوا کہ کچھ تم دو، کچھ ہم دیتے ہیں، مل جل کر کام ہو جائے۔ یہ سراسر دین میں مداخلت ہے۔

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ [الکافرون: ۶] [1]

لوگو، سن لو! یہ ساری گمراہیاں جو پھیل رہی ہیں، اِن کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم نے بدعات کو دین کا درجہ دے دیا۔ ہم نے کہا جی کام اچھا ہے، کوئی ہرج نہیں۔ آپ کے ذہنوں میں اچھی طرح بات بٹھانے کے لیے میں پوچھتا ہوں، کیا قرآن پڑھنا اچھا ہے یا برا ہے؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا، جو قرآن پاک کا ایک حرف پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کو دس نیکیاں عطا کرتا ہے، دس گناہ معاف کرتا ہے، دس درجے بلند کرتا ہے، فرمایا الٓمٓ ایک حرف نہیں ہے، [2] جس نے الٓمٓ پڑھا اُسے تیس نیکیاں ملیں، تیس گناہ معاف ہوئے اور تیس درجے بلند ہوئے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا، سب سے زیادہ قرآن پڑھنے کا ثواب نماز میں ہے۔ اگر کوئی نوافل میں قرآن پڑھے تو جتنا اُس کو ثواب ملتا ہے اِتنا کسی دوسرے شخص کو ثواب نہیں ملتا۔ اب نماز بھی ثواب، قرآن بھی ثواب، کیا نماز میں قرآن پڑھنا اچھا ہے یا نہیں؟ اب آدمی رکوع میں

---

[1] ہمارا دین الگ، تمہارا دین الگ۔

[2] سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فیمن قرأ حرفا من القرآن، حدیث: ۲۹۱۰۔ شعب الایمان للبیهقی (۱۹۸۳) عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے، وہاں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم پڑھتے ہیں۔ اگر آدمی شروع کر دے، الحمد للہ رب العلمین ○ الرحمٰن الرحیم ○ قل ھو اللہ احدٌ ○ ہم اسے ٹوکیں کہ تو کیا کرتا ہے؟ یہ کہتا ہے تو وہابی ہے۔ قرآن ہی پڑھ رہا ہوں کوئی گرنتھ تو نہیں پڑھ رہا۔

مسئلہ کیا ہے؟ سن لو، فقہائے احناف کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی نے رکوع یا سجدے میں قرآن پڑھا، اُس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے، اُس کی نماز باقی نہیں رہتی۔ ہم پوچھتے ہیں کیا اُس نے کوئی برا کام کیا ہے؟ کیا مسئلہ ہے؟ مسئلہ یہی ہے۔ کہتے ہیں ختم ہی دلوایا ہے اور کیا کیا ہے۔ قرآن ہی تو پڑھا ہے نا، قرآن نیکی، چاول پاک، لکڑیاں پاک، چینی ٹھیک، گھی ٹھیک، سب کچھ ٹھیک تو قرآن پڑھنے سے نقصان کیا ہوگا؟

ہم کہتے ہیں، قرآن بھی ٹھیک، نماز بھی ٹھیک، رکوع بھی ٹھیک، سجود بھی ٹھیک، اگر اِس میں قرآن پڑھ لیا ہے تو نماز کیوں ٹوٹ گئی ہے؟ بکرا حلال، اپنے پیسے سے خریدا ہوا، چھری ٹھیک، قبلہ رُخ بھی درست، توجہ بھی قبلے کی طرف، ذبح کرنے والا بھی نیک، ہاتھ بھی پاک اور جب ذبح کرنے لگا تو کہنے لگا قل اعوذ برب الناس کیا یہ حلال ہوگا؟ نہیں، اِس لیے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جانور کو ذبح کیا جائے تو ذبح کرتے ہوئے پڑھا جاتا ہے، بسم اللہ، اللہ اکبر۔ ❶ اگر کوئی یہ نہیں پڑھتا، تو وہ ذبیحہ درست نہیں۔ معنے یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو قرآن اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے ثابت نہ ہو، دین سمجھ کر اُس چیز کا کرنا جائز نہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((من احدث فی امرنا ھذا ما لیس له منه فھو ردٌ.)) ❷

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الاضاحی، باب التکبیر عند الذبح، حدیث: ٥٥٦٥۔ صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب استحباب استحسان الضحیة، حدیث: ١٩٦٦۔ عن انس رضی اللہ عنہ.

❷ صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور، حدیث: ٢٦٩٧۔ صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة، حدیث: ١٧١٨۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث میں فرمایا: دنیا کے کام تم جانتے ہو، کیسے کرنا چاہیے۔ اگر آدمی دین سمجھ کر کرتا ہے تو صرف وہ کرے جو نبی نے کر کے دکھایا۔ اور سمجھ لے کہ دین صرف دو چیزوں کا نام ہے، ﴿مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ ایک لحاظ سے صرف ایک چیز کا نام، رسول کے دینے کا نام، رسول جو دے، رسول جو کہے، اُس کا نام دین ہے۔ رسول کہے یہ قرآن ہے، اِس کو اپنا لو۔

رسول کہے یہ میرا فرمان ہے، اُس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

رسول کہے، اللہ نے اِس سے روکا ہے، رُک جاؤ۔

میں نے روکا ہے، رُک جاؤ۔

اِس کا نام دین، اِس کا نام اِسلام، اِس کے علاوہ دوسری کسی چیز کا نام اِسلام، دین، سنت اور شریعت نہیں ہے۔ باقی سب بدعت ہے اور بدعت...... ((كل بدعة ضلالة و كل ضلالة فى النار)) [1]

اور!

((من احدث فى امرنا هٰذا ماليس منه فهو ردٌّ)) [2]

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

[1] سنن النسائی، کتاب صلاۃ العیدین، باب کیف الخطبة، حدیث: ۱۵۷۸۔ عن جابر رضی اللہ عنہ۔

[2] صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور، حدیث: ۲۶۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة، حدیث: ۱۷۱۸۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولادت باسعادت

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝﴾ [آل عمران: ۸۵ تا ۸۷] [1]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت

[1] جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین تلاش کرے گا، ہرگز اس سے قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں زیاکاروں میں سے ہوگا۔ اور بھلا ایسے لوگوں کو اللہ کیونکر راہ دکھلائے جو بعد ایمان لانے کے منکر ہو گئے حالانکہ شہادت بھی دے چکے تھے کہ رسول بھی برحق ہے اور دلائل بھی ان کو پہنچ چکے، اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔ سزا ان کی یہ ہے کہ اللہ کی اور فرشتوں کی اور جہان کے سب لوگوں کی ان پر لعنت ہو۔ بلکہ ہمیشہ اس میں رہیں گے نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کو مہلت ملے گی۔

www.kitabosunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے جنھیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

امام کائنات، فخر موجودات، رحمۃ للعالمین ﷺ جنھیں رب ذوالجلال نے کونین کے باسیوں کا سردار بنایا، انہیں منصب نبوت و رسالت پر سرفراز فرمایا۔ آپ کو ایک ایسا دستور اور ضابطہ حیات عطا کیا، جو کسی خاص قوم، کسی خاص قبیلے، کسی خاص جماعت، کسی خاص گروہ اور کسی خاص قطعہ زمین کے باسیوں کے لیے نہ تھا۔ آپ سے پیشتر جس قدر انبیاء و رُسل اِس کائنات میں جلوہ گر ہوتے رہے، اُن کا پیغام اور اُنھیں عطا کیے گئے ضوابط محدود تھے، چند خاص جماعتوں کے لیے، کچھ خاص بستیوں کے لیے، چند مخصوص گروہوں کے لیے کہ رب ذوالجلال نے اپنے کلامِ حکیم میں ایک ایک نبی اور اُن کی امامت کے دائرہ کار کا تذکرہ کیا۔

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ﴾ [هود: ٢٥]

آدمِ ثانی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر تاج نبوت و رسالت رکھا گیا، اُنھیں امامت کے منصب بلند پر سرفراز کیا گیا لیکن ان کا دائرہ کار صرف اُن کی اپنی قوم کے لیے محدود تھا!

﴿وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا﴾ [هود: ٥٠]

حضرت ہود علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا لیکن صرف قوم عاد کے لیے۔

﴿وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا﴾ [هود: ٦١]

صالح علیہ السلام دُنیا میں اللہ کے نمائندے بنا کر بھیجے گئے، لیکن اُن کی نمائندگی صرف قوم ثمود کے لیے محدود تھی۔

﴿وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ [هود: ٨٤]

شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بنایا، لیکن اُن کی پیغمبری کا دائرہ کار بھی صرف مدین کی بستی تک محدود تھا۔

موسیٰ علیہ السلام، کلیم اللہ بنے، رب نے براہِ راست اُن سے کلام کیا، اُنھیں کوہِ طور پر بلا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلعتِ رسالت پہنائی، لیکن اُن کی زبان سے بھی بات نکلی تو صرف بنی اسرائیل کے لیے!

﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ [البقرہ: ٤٠] [1]

کہ میں صرف یعقوب کی اولاد کے لیے پیغمبر ہوں۔

حضرت عزیر علیہ السلام آئے، اُنھوں نے بھی تورات کا اجراء کیا تو بنی اسرائیل ہی کے لیے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام آئے تو اُن کا دائرہ کار بھی محدود رہا تو انہی تک۔ حضرت سلیمان علیہ السلام آئے تو اُنھوں نے بھی اپنی دعوت کو بنی اسرائیل کے دائرہ سے نہ نکالا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تو خداوند عالم نے اُنھیں رُوح اللہ کے لقب سے ملقب کیا، لیکن اُنھوں نے بھی صاف الفاظ میں کہا، لوگو! میں بنی اسرائیل کی گم گشتہ بھیڑوں کو راہِ ہدایت سکھانے کے لیے آیا ہوں۔

ایک عورت جو کلدانیوں سے تعلق رکھتی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ مسئلہ پوچھا، سر جھکا لیا۔ فرمایا میں کلدانیوں کے لیے پیغمبر بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ پیغمبر ضرور ہوں، اللہ کا نبی بھی ہوں، رب کا رسول بھی ہوں لیکن نبوت محدود ہے۔ ایک خاص قبیلے، ایک خاص جماعت، ایک خاص قوم، ایک خاص بستی اور ایک مخصوص گروہ تک، اِن سے باہر ہمارا دائرہ کار نہیں پھیلا ہوا۔ مکان بھی محدود ہے، زمانہ بھی محدود ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لیے تب تلک مقتداء، ہادی، رہبر اور رہنما تھے جب تک داوٗد علیہ السلام نہ آئے۔ داوٗد علیہ السلام کا سکہ تب تلک چلتا تھا، جب تلک عیسیٰ علیہ السلام نہ آئے۔ پچھلے آتے رہے اور پہلوں کی نبوتوں کو منسوخ کرتے رہے اور پھر ایک دن اُس کے سر پر تاجِ نبوت و رسالت رکھا گیا جسے لوگ دُرِ یتیم کی حیثیت سے جانتے تھے۔ غارِ حراء میں جبرائیل علیہ السلام آئے، اپنی آغوش میں لیا، کہا اِقْرَاْ یا محمد، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیے۔ فرمایا مَا اَنَا بِقَارِئٍ، میں کیا پڑھوں،

[1] اے بنی اسرائیل! میرے احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور یہ کہ میں نے سب جہان کے لوگوں پر تم کو بزرگی دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھ کو پڑھنا نہیں سکھلایا، پھر کہا اِقْرَاء یَا محمد ، اے محمد ﷺ پڑھیے۔ پھر فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیءٍ، میں کیا پڑھوں، مجھے پڑھنا آتا ہی نہیں ہے۔ دوسری مرتبہ آغوش میں لیا، فرمایا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾

[العلق: ١ تا ٥] ❶

تجھے ماں باپ کی تعلیم کی ضرورت نہیں، تجھے کسی اُستاد کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے کی احتیاج نہیں کہ تجھ کو پڑھانے کا ذمہ عرش والے نے خود لے لیا ہے۔ آپ کی پڑھائی کے لیے خصوصی اہتمام کیا گیا ہے، اور اِسی لیے میں کہتا ہوں کہ قرآنِ حکیم کے اوراق پر نظر ڈالی جائے، رحمتِ کائنات ﷺ کے تذکار سیرت کو دیکھا جائے تو ہمیں قرآنِ مجید کی ابتدائے وحی کے زمانے میں نازل ہونے والی ایک سورت کے الفاظ چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں!

﴿اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی﴾ [الضحی: ٦] ❷

میرے محبوب ہم نے تجھ کو پیدا کیا، اس وقت تو یتیم تھا۔ کیوں؟

اِس لیے کہ تیری پیغمبری، تیری رسالت پہلے پیغمبروں سے الگ، اُن سے جدا، اُن سے نمایاں اور ممتاز ہے۔ اِس لیے ہم نے تیری آمد سے پہلے تیرے والد کو اپنے پاس بلا لیا۔ آنکھ کھولی تو والدہ بھی رخصت ہو گئی، دادا نے آغوش میں لیا تو اُسے بھی بلاوا آ گیا، تاکہ دنیا والوں کو علم ہو جائے کہ ساری کائنات کے بچوں کی تربیت اُن کے ماں باپ کرتے ہیں اور تیری تربیت کا فیصلہ میں نے یہ کیا کہ تجھ کو اپنی آغوشِ رحمت میں پالنا ہے۔

❶ اے رسول! تو اپنے رب کا نام پڑھا کر جس نے سب کچھ بنایا ہے۔ انسان کو خدا نے بستہ خون سے پیدا کیا۔ اپنے رب کا نام پڑھا کر، تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا سکھایا۔ انسان جو نہ جانتا تھا، اس کو سکھایا۔

❷ کیا اللہ نے تجھے یتیم پا کر ٹھکانہ نہ دیا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیری تربیت ہم نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ مخلوق کا احسان نہ رہے کہ اُس نے تجھے تربیت دی۔ اہتمام پیدائش کے وقت سے کیا گیا۔ اِس سے کائنات والوں کو اشارے کیے گئے کہ

اب جو رب کا پیغمبر بن کر آرہا ہے اُس کی پیغمبری پہلوں سے مختلف ہوگی۔

اب جو رسول بنایا جا رہا ہے اُس کی رسالت دوسروں سے ممتاز ہوگی۔

اب جو منصب نبوت پر سرفراز کیا جا رہا ہے اُس کی نبوت بے مثال اور بے نظیر ہوگی۔

کہ یہ تو وہ ہے جس کو بچپن ہی سے رب نے اپنی نگرانی میں پالا ہے۔

اور کیسے پالا؟

سوانح نگاروں نے ایک واقعہ لکھا ہے۔ اُس کا تذکرہ کرنے کے بعد اصل بات کی طرف پلٹتے ہیں۔ ابو طالب کے گھر نبی پاک ﷺ کی نشو ونما ہونے لگی۔ ایک دن ابو طالب نے اپنی بیوی سے کہا، بی بی، میرے یتیم بھتیجے کا خیال رکھنا، لوگ یہ نہ کہیں کہ بچہ ابو طالب کے گھر آیا تھا، اِس کے ماں باپ نہ تھے، اِس لیے کسی نے اِس کی نگہداشت نہ کی۔ میرے یتیم کو نہلا دیا کرو، اِسے سرمہ پہنا دیا کرو، اِس کے بالوں میں کنگھی کر دیا کرو۔ ابو طالب کی بیوی فاطمہ کہتی ہیں، ابو طالب تو نے بات کہی، مجھے بھولی ہوئی بات یاد دلا دی ہے۔ کئی دفعہ تجھ سے تذکرہ کرنا چاہا کہ یہ بچہ عجب بچہ ہمارے گھر آیا ہے، جب بھی میں نے اِسے نہلانے کا قصد کیا، دیکھا کہ مجھ سے پہلے ہی کوئی اِسے نہلا گیا ہے، سرمہ پہنانا چاہا تو دیکھا کہ مجھ سے پہلے ہی کوئی اِسے سرمہ پہنا گیا ہے، اِس کے بالوں میں کنگھی کرنا چاہی، جب سے یہ ہمارے گھر آیا ہے، میں نے کبھی اِس کے بالوں میں گرد و غبار دیکھا ہی نہیں ہے۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ اِس کی نگہداشت اور پرورش تو عرش والے نے اپنے ذمے لے رکھی ہے۔ میرا محبوب کسی کا احسان مند نہ ہو کہ مخلوق کی تربیت میں خلل رہ جاتا ہے۔

اسی لیے تو ایک دفعہ میرے آقا نے عکاظ کے میلے میں جانا چاہا۔

او میلے منانے والو! سن لو، عرش والے نے میرے محبوب کو کیسے پالا۔ نبوت کے بعد ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں، نبوت سے پہلے بھی میرے رب نے میرے آقا کو میلے میں نہیں جانے دیا ہے۔ نظروں کی آوارگی، زبان کی درازی، دل کی بے راہ روی اور عقل کی گمراہی میلوں اور جشنوں سے جنم لیتی ہے۔ چچا ابو طالب جب بچپن میں ایک دفعہ عکاظ کے میلے میں جانے لگے۔ اپنے یتیم بھتیجے کو باہر گلی میں کھیلتا ہوا دیکھا۔ اپنی اونٹنی بٹھا دی۔ بچہ تنہا ہے، اِسے بھی میلے میں لے چلوں۔ فرمایا محمد ﷺ آؤ۔ چچا آج کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا بھتیجے عطاظ کے میلے میں جا رہا ہوں۔ جواب دیا چچا، میلے میں جانے کو میرا جی نہیں چاہتا ہے۔ ابھی نہ جبرائیل علیہ السلام آیا ہے، نہ کتاب اُتری ہے، نہ نزولِ وحی ہوئی ہے، یہ وہ زمانہ ہے جس کے متعلق عرش والے نے فرمایا:

﴿مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ﴾ [الشوریٰ: ۵۱]

ایک دن ایسا بھی تھا آپ نہیں جانتے تھے کہ قرآن کیا ہے، ایمان کیا ہے۔

یہ اُس زمانے کی بات ہے، تب بھی نگرانی کرنے والا نگرانی کر رہا ہے۔

فرمایا، چچا، میرا جی میلے میں جانے کو نہیں چاہے گا، آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ابو طالب پریشان ہو گیا، سوچا چھوٹا سا بچہ ہے، ماں یاد آ گئی ہوگی۔ باپ یاد آتا ہوگا اور اپنی یتیمی کا احساس ہوتا ہوگا، اِس لیے نہیں جاتا۔ آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیا، کہا بیٹے چلے بھی چلو، انکار نہیں کرتے۔ فرمایا چچا جانے کو جی ہی نہیں چاہتا۔ اصرار ہوتا ہے، اِدھر سے انکار ہوتا ہے۔ آخر چچا نے آگے بڑھ کر اُٹھایا اور اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اب اونٹنی اُٹھائی، عکاظ کے راستوں پر ڈالی، اونٹنی نے اپنا رُخ پھیر کر اپنا منہ قبلے کی طرف کر لیا۔ چچا مہار پھیرتا ہے، اونٹنی چند قدم چلتی ہے، پھر پلٹ آتی ہے۔ پھر ایڑھ لگاتا ہے، پھر پلٹ جاتی ہے۔ پھر ایڑھ لگائی ننھے سے محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا، چچا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اونٹنی بھی مجھ کو لے جانا نہیں چاہتی ہے، مجھ کو اُتار دو۔ ابو طالب نے آنکھ اُٹھائی، دریتیم کو دیکھا کہنے لگا۔ واقعی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے اونٹنی بھی تجھ کو میلے میں نہیں لے جانا چاہتی۔

آپ کے سر پر رب کی رحمت کا سایہ تھا۔ بچپنے سے اشارے ہو گئے کہ

﴿أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ.﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کی پرورش اور تربیت سے اشارے ہو گئے کہ آنے والا نرالی شان لے کر آ رہا ہے۔
اِسی لیے غارِ حرا میں جب جبرائیل امین علیہ السلام آئے، اِقراء باسم ربك کا سبق دیا، آپ واپس پلٹے، گھر آئے۔ خلوت اور جلوت کی ساتھی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا منتظر ہیں۔
انسان، ہر شخص کو دھوکہ دے سکتا ہے لیکن اپنی بیوی کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔
یہ ظاہر کو بھی جانے، باطن کو بھی جانے۔ دامن اُجلا ہو تو ایسا ہو جیسا میرے رب نے میرے نبی کا بنایا ہے۔
آپ علیہ السلام گھر تشریف لائے۔ پیشانی پر قطرات، چہرہ اقدس پر خوف نمودار، گھبراہٹ ہویدا، رنگ بدلا ہوا۔ امامِ بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مقدس ترین کتاب صحیح بخاری شریف جو قرآنِ حکیم کے بعد سب سے اعلیٰ اور سب سے صحیح کتاب ہے، اُس کا سر عنوان اِس حدیث کو بنایا۔ فرمایا!

((زملونی زملونی فانی خشیت علٰی نفسی))

چادر لے آؤ اور مجھ پر ڈالو۔ مجھے ڈر ہے کہ میں مر نہ جاؤں۔

مسئلے تو بہت حل ہو جائیں لیکن
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

مسئلے تو واضح ہیں۔
اِقراء باسم ربك کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نہ پڑھے ہونے کا اقرار کیا۔
وحی اُتر آئی، اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔
مسئلے تو سارے واضح ہیں، کوئی پوشیدہ بات تو نہیں چھوڑی۔ پھر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، خدیجہ آج مجھ سے وہ حادثہ ہوا ہے، مجھے ڈر ہے کہ میں مر جاؤں گا۔
حدیث پاک میں آیا ہے۔ سبب یہ تھا کہ پہلے دن وحی لے کر جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی شکل وصورت میں آئے تھے۔ امامِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ آیا تو اُس کے پروں کے نیچے آسمان کے کنارے بھی ڈھانپ دیے گئے تھے۔ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرف دیکھا، پیشانی اقدس پر ہاتھ رکھا، کمبل اوڑھایا اور ساتھ ہی کہنے لگیں:

((کلا واللہ لایخزیك اللہ ابدًا))

کعبہ کے رب کی قسم ہے، آپ جیسے بندے ویسے ہی مرا نہیں کرتے۔ آپ کی پیشانی کے نور اور آپ کی عادات وخصائل کو دیکھ کر اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ رب نے آپ کو کسی بڑے مقصد کے لیے پیدا کیا ہے۔ وہ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

((انك لتحمل القلب وتنصر المظلوم وتعين على الملائب الحق.)) ❶

آپ مظلوموں کی مدد کرنے والے ہیں، فقیروں کی دادرسی کرنے والے ہیں، غریبوں کے بوجھ خود اُٹھانے والے ہیں، آپ کو رب کیسے ضائع کرے گا؟

کمبل اوڑھا، لیٹ گئے، پھر فرشتے نے گھر میں اپنی آمد کی اطلاع دی۔ کل حراء میں آیا تھا، آج گھر آ گیا، کہا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ﴾

[المدثر: ١ تا ٤] ❷

اے کمبل اوڑھنے والے!

اُٹھیے اور ڈرایئے۔ اللہ کن کو ڈراؤں؟

ورقہ بن نوفل نے بھی بتلا دیا۔ پتہ بھی چل گیا کہ رسالت کا تاج سر پر رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ رسالت و امامت کن کے لیے ہے۔ کیا قریش کے لیے؟ قومِ عرب کے لیے؟ مکہ کے لیے؟ جزیرہ عرب کے لیے؟ کن کے لیے؟ فرمایا، قم فانذر اُٹھیے اور اللہ کا پیغام پہنچایئے۔ اللہ کن کو پہنچاؤں؟ یہ پہلے دن کا اعلان ہے!

---

❶ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، حدیث: ٣۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، حدیث: ١٦٠۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

❷ اے لباس نبوت اوڑھنے والے اُٹھ اور عذاب سے ڈرا۔ اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے دل کو پاک رکھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾

[الاعراف: ۱۵۸] ❶

لوگو، سن لو! آج جو نبی آیا ہے، وہ قریش اور عرب کا نبی نہیں۔ روئے زمین پر جو بندہ بھی موجود ہے، تب تک نجات نہیں پا سکتا، جب تک وہ محمد ﷺ کی امامت کو نہیں مانتا۔

دُنیا نے یہ آواز پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔

پہلے سنا تھا یا عاد۔

پہلے سنا تھا یا ثمود۔

پہلے سنا تھا یا اھل مدین۔

پہلے سنا تھا، یا بنی اسرائیل۔

آج جو آواز آئی، وہ آواز تھی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾

جو بھی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اُن سب کے لیے رب نے مجھے قائد، رہبر، رہنما اور مقتدا بنا کر بھیجا ہے۔ مکان لامحدود، نہ جانے زمانہ محدود ہو؟

پہلے تو مکان بھی محدود تھے، زمان بھی محدود تھے۔ دائرہ کار بھی محدود تھا، زمانہ بھی محدود تھا۔ ایک نبی آیا رخصت ہوا، نبوت منسوخ۔ اب کیا ہوگا؟ پتہ تو چل گیا ہے کہ نبوت کائنات کے سارے انسانوں کے لیے ہے، لیکن کب تلک؟ دوسرا اعلان ہوا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ [الاحزاب: ۴۰] ❷

سن لو، جب تلک کائنات باقی ہے، میرے محمد کی نبوت باقی ہے۔ اب کوئی نہیں آئے گا جو دُرِ یتیم کی نبوت پر خطِ نسخ کھینچے۔

---

❶ تو کہہ دے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

❷ محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمان کے لحاظ سے بھی لامحدود اور مکان کے لحاظ سے بھی لامحدود۔ آپ کا سکہ قیامت تک چلے گا، آپ پر اُتاری گئی کتاب قیامت تک باقی رہے گی۔ اللہ کیسے باقی رہے گی؟

تورات اُتری، سو برس نہ گزرا تھا کہ مٹ گئی۔

صحفِ ابراہیم نازل ہوئے، چند سال نہ گزرے تھے کہ عنقاء ہو گئے۔

زبور آئی چند لمحے نہ گزرے تھے، ناپید ہو گئی۔

انجیل اتاری گئی۔ اِدھر حواری رخصت ہوئے، اُدھر انجیل رخصت ہو گئی۔ آپ کی نبوت کائنات کے آخری زمانے تک۔ جب تلک کائنات باقی، آپ کی نبوت باقی۔ کتاب کا کیا بنے گا؟ فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر: ۹] [1]

آپ پر اُتاری گئی کتاب کو قیامت تک محفوظ رکھنے کا بندوبست ہم نے کر لیا ہے۔

جب تلک دنیا باقی ہے، یہ کتاب مقدس باقی ہے۔ دنیا میں ہر کتاب بدلی جائے گی لیکن محمد کریم ﷺ پر اُتری ہوئی کتاب تبدیل نہیں ہو گی۔ پھر فرمایا:

﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾

[حم السجدہ: ۴۲] [2]

اللہ کہتا ہے اے دنیا کے لوگو! میرا چیلنج ہے، ساری کائنات کے دشمن مل کر آئیں، اِس کتاب کا ایک حرف تبدیل کر کے دکھائیں۔ ساری کائنات مل کر اِس کتاب کا ایک حرف تبدیل نہیں کر سکتی۔

رمضان المبارک میں تم نے دیکھا، عجم کے رہنے والے، پاکستان عرب سے دُور بستی ہے، مکہ مدینہ کے درمیان سمندر حائل، لوگ زبان سے ناآشنا، حافظ آگے کھڑے ہو کر قرآنِ کریم پڑھتا ہے، زیر وزبر کا فرق نہیں ڈالتا کہ پیچھے سے صفیں زیر وزبر ہو جاتی ہیں۔ رُوئے

---

[1] ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔
[2] نہ اس کے آگے سے جھوٹ آسکتا ہے نہ پیچھے سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمین کا کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں رب نے کچھ ایسے لوگ نہ رکھے ہوں، جن کے سینوں میں یہ کتاب محفوظ نہ کی ہو۔ آخری نبی...... آخری کتاب، آخری دین، اور جب آخری ہے تو اِس کے سوا اگر کوئی کسی اور کو مانے تو پھر؟ فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ [آل عمران: ٨٥] ❶

جو اِس کے سوا کسی اور کو مانے وہ رب کی بارگاہ میں باریابی نہیں پا سکتا۔ باریابی وہ پائے گا جو سرورِ کائنات علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو اور قرآنِ حکیم کو اپنی کتاب سمجھے۔ کوئی دوسرا دین نہیں چل سکتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے، سرورِ کائنات علیہ السلام رسولِ ہدایت، مشرق و مغرب کے پیغمبر، شمال و جنوب کے نبی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے کے امام، آنے والے زمانے کے بھی امام۔ ایک روز آنا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اِس کائنات میں نہیں رہنا ہے، پھر کیا ہوگا؟ جب تلک زندہ، تب تلک تو آپ کا سکہ چلتا ہے، لیکن جب اِس کائنات سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا حضور علیہ السلام ہمیشہ زندہ رہیں گے؟ حضور علیہ السلام اِس دنیا میں موجود رہیں گے؟ قرآن کریم سے پوچھو، قرآنِ کریم کہتا ہے!

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ﴾ [الزمر: ٣٠]

اے میرے محبوب آپ پر بھی اُسی طرح موت آنے والی ہے جس طرح دوسرے لوگوں پر موت آنے والی ہے!

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ﴾ [آل عمران ١٤٤] ❷

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُسی طرح کے رسول ہیں، جس طرح کے پہلے تھے۔ جس طرح وہ فوت ہو

---

❶ جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین تلاش کرے گا، ہرگز اس سے قبول نہ ہوگا۔

❷ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے صرف رسول ہیں۔ ان سے پہلے کئی رسول ہو گزرے ہیں۔ کیا اگر وہ مر گئے یا مارے گئے تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِس ملک سے کیا تعلق ہے؟ شاہ شہید کے ماننے والو، اپنے اندر جذبہ جہاد پیدا کرو۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے، ایک موحد کے سامنے سو مشرک کھڑے ہونے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ یہ سنۃ اللہ ہے، یہ اللہ کی تقدیر ہے۔ اور آج میں کہہ دیتا ہوں۔ سی آئی ڈی کے لوگ میرا نام سن کر آج خصوصی طور پر لاہور سے بھی آئے ہیں، سن لیں اور اِس شہر کے نام نہاد سیاستدانوں کو بھی سنا دیں جو اپنی سیاست کی آڑ میں خدا کے نام پر الاٹ ہوئے اس ملک میں غیر خدا کا دین چلانا چاہتے ہیں، جلوسوں اور جشنوں کی پرورش کرتے ہیں، تم سمجھتے ہو کہ ووٹ لینے کے لیے نبی علیہ السلام سے بے وفائی کر کے تم ووٹ لے لو گے۔

اہلحدیثو! آج عزم کر لو کہ جو تمھارے نبی کے دین کا دشمن ہے، وہ تمھارا دشمن ہے۔ ہم ایسے کسی بندے کو سیاست میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ کیا سمجھتے ہو

کیا عشق نے سمجھا ہے کیا حسن نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

تم نے ہماری شرافت کو کمزوری پہ محمول کیا ہوا ہے۔ جاؤ اِن سے کہو، اِن کے آباء

⇦⇦ (۳)...... (سر سیّد احمد) خبیث مرتد تھا۔

(۴)...... (جو شخص سر سیّد کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے) وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔

(۵)...... کیا کوئی سچا ایماندار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائداعظم سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا؟ [اللہ تعالیٰ کی پناہ ایسے فتووں سے]

(۶)...... جو محمد علی جناح کی تعریف کرتا ہے، وہ مرتد ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

لگے ہاتھوں مولانا ابوالکلام آزاد کے بارے میں بھی سن لیجیے!

"ابوالکلام آزاد مرتد ہے اور اس کی کتاب تفسیر ترجمان القرآن نجس کتاب ہے۔"

نعوذ باللہ من ذلک. یہ کیسے با ادب اور عاشقانِ رسول ہیں کہ قرآن کریم کی تفسیر کو صرف اپنے مسلکی اختلاف کی وجہ سے نجس یعنی پلید کتاب قرار دے رہے ہیں۔ اگر کسی اہل حدیث یا دیوبندی نے کسی تفسیر کو اس طرح کہا ہوتا تو یقیناً اس پر نہ صرف گستاخِ رسول کا مقدمہ بھی درج ہو چکا ہوتا یا جنت کی طلب میں کوئی عاشق کسی مفتی صاحب کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے اسے "واصل جہنم" کر چکا ہوتا۔ یہ انہی لوگوں کا حوصلہ ہے کہ تفسیر قرآن کو نجس کتاب قرار دیں...... اس کے باوجود ان کا با ادب ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی عبارت کو بھی ہم نے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا، قرآن کے مفہوم کو نبی علیہ السلام کی سنت کے ذریعے زندہ رکھنے کا بھی میں نے وعدہ کیا ہے۔

سن لو! قرآن بھی محفوظ، قرآن کا بیان بھی محفوظ۔ اور جب تلک یہ محفوظ ہیں، تب تلک کسی دوسرے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ آپ کی نبوت کا سکہ چلتا رہے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دشمنانِ رسول، اعدائے دین، سازشوں کے نتیجے میں جنم لینے والے اسلام دشمن دین کو تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔ کچھ کہیں گے کہ قرآن کو بدلو۔ کچھ کہیں گے قرآن نہ بدلو، قرآن کے بیان کو بدلو۔ پھر کیا ہوگا؟ اللہ کے رسول پھر آپ کی امامت کی حفاظت کیسے ہوگی؟

فرمایا:

((لاتزال طائفة من امتی منصورين على الحق لايضرهم من خادلهم.)) ❶

سن لو! قرآن کے بیان کو محفوظ رکھنے کے لیے عرش والے نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں ایک ایسی جماعت کو باقی رکھوں گا جو نہ قرآن کے حروف تبدیل کرنے دے گی، نہ قرآن کے بیان کو تبدیل کرنے دے گی۔ ہر زمانے میں وہ جماعت موجود رہے گی۔ اس جماعت کے لوگ کہیں گے سن لو، عرش والے نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور آپ کی نبوت کو قیامت کی دیواروں تک پھیلایا ہے اور آپ کی رسالت کو سارے عالم پر محیط کیا اور آپ کی امامت کو زمان ومکان سے محدود نہیں کیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کب ممکن ہے؟

ایسا تب ممکن ہے جب اُس نبی کو وہ سب کچھ عطا کر دیا جائے جس کی قیامت تک آنے والے لوگوں کو ضرورت ہو۔ اگر اُسے قیامت تک آنے والے لوگوں کی ہدایت کا سامان

❶ مسند الطيالسي (٣٨)۔ المستدرك للحاكم (٥٩٣/٤)۔ تهذيب الآثار للطبری (مسند عمر: ١١٤٥)۔ عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه بمعناه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ دیا جائے تو وہ آخری نبی کہلانے کا حق نہیں رکھتا ہے۔ آخری نبی، آخری دین، آخری کتاب اور آخری دستور وہ ہے جو آج کے زمانے میں، کل کے زمانے میں، آنے والے زمانوں کے لیے مکمل ہو۔

دنیا جس جگہ کھڑے ہو کر، جس مقام پر کھڑے ہو کر، جس زمانے میں کھڑے ہو کر رہنمائی کی طلب گار ہو، آخری نبی اُس کی رہنمائی کرے۔ آخری کتاب اُس کی ہدایت کرے، آخری دستور اُس کی رہنمائی کرے، اور حق والوں کی ایک جماعت اِس دستور کی حفاظت کے لیے سربکف اِس کے گرد و پیش میں کھڑی رہے، کوئی نقب لگانے کے لیے آئے، اپنا سینہ چاک کروادے، محمد ﷺ کے دین پر آنچ نہ آنے دے۔ ضرورت تھی الفاظ اور معانی کی حفاظت کی، تب قرآن کی یہ آیت پوری ہو!

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ [آل عمران : ٨٥]

جو اِس کو چھوڑ کر اور دین لائے، اُسے کچھ قبول نہیں۔

اس کی سزا کیا ہے؟

﴿اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ [آل عمران : ٨٧]

اس کے لیے عرش والے کی لعنت، اُس کے فرشتوں کی لعنت اور دنیا بھر کی لعنت۔

قرآن کے الفاظ ہیں:

﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾

دنیا کی لعنت ہی نہیں، آخرت کی رسوائی بھی۔

قرآن بھی محفوظ اور قرآن کا بیان بھی محفوظ۔ آج اِس بات کو پیشِ نظر رکھ کر دنیا کے سارے ادیان پر نظر ڈالو۔ کون ہے جو اسلام کو مانتا ہے اور کون ہے جو اسلام کو نہیں مانتا؟ اسلام کو صرف وہ مانتا ہے، جو اِتنی بات سے آگے نہیں بڑھتا جتنی دُرِ یتیم دے گئے ہیں۔ کیونکہ دین آپ پر اُترا، دین آپ نے عطا کیا اور دین آپ کے زمانے میں مکمل بھی ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج کہتے ہیں مذہب اسلام ہی ہے لیکن قرآن بدل گیا۔

حق والوں کی جماعت نے کہا، تم جھوٹ بولتے ہو۔قرآن کے بدلے جانے کا مطلب یہ ہے کہ محمد ﷺ کی نبوت منسوخ ہوگئی ہے۔ کیونکہ محمد ﷺ تو فوت ہو گئے ہیں۔ وہ تو موجود نہیں ہیں۔ آپ کا دستور قرآن ہے۔ جو کہتا ہے قرآن تبدیل ہو گیا، اُس نے محمد ﷺ کی نبوت کو منسوخ کر دیا۔ جب نبوت نہ رہی تو نبی تو پہلے ہی نہیں۔ نبی علیہ السلام تو بارہ تاریخ کو وفات پا گئے تھے، ولادت کے نام پر اِس دن کو یومِ جشن قرار دیا۔ تم سے وہ لوگ بہتر جنھوں نے حسین رضی اللہ عنہ کا نام لے کر حسین رضی اللہ عنہ کے یومِ وفات کو ماتم کا دن قرار دیا۔ نبی علیہ السلام کے فرامین سے تمھاری عداوت، نبوی تعلیمات سے تمہارا البغض تم سے اُس پر پردہ نہ ڈالا گیا۔ تم نے جشن منائے، تم نے قمقمے سجائے۔ تم نے خوشی سے رقص کیے، کیونکہ پابندیاں لگانے والا اور کتاب ہدایت کو لانے والا رخصت ہو گیا، آج کے دن ہم آزاد ہو گئے ہیں۔

حق والوں کی جماعت جو عرش والے کے حکم پر نبی علیہ السلام کے فرمان پر ہر دَور میں رہے گی، وہ سینہ سپر رہی۔ اُس نے کہا سن لو، تمھاری خوشیاں اندھیرے میں بدل جائیں، اِس لیے کہ محمد ﷺ تو فوت ہو گئے، لیکن محمد ﷺ کی نبوت کو رب نے قیامت تک زندہ رکھنا ہے۔ تم کیوں خوشی مناتے ہو؟ اِس لیے کہ سرورِ گرامی علیہ السلام

تمھیں حرام لقمے کھانے سے روکتے رہے ہیں۔

تمھارے جہنم کو ایندھن سے روکتے رہے ہیں۔

تمھیں دین فروشی سے منع کرتے رہے ہیں۔

تم سمجھتے ہو کہ سرورِ گرامی علیہ السلام کی تعلیمات تمھاری رسومات شکم پروری میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ کیوں؟ آپ علیہ السلام نے تو اپنی انگلی ڈال کر اپنے ننھے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حلقوم سے صدقے کی کھجور نکال لی تھی کہ محمد ﷺ کی آل پر صدقہ حرام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، [1] اور تمھاری ساری زندگی لوگوں کے صدقہ وخیرات پر چلتی ہے۔ تم خوش نہیں ہو گے تو کیا ہو گے؟ تم خوش ہو کہ آج وہ فوت ہوا جو میلے منانے کا قائل نہ تھا۔ جو جشنوں کا مخالف تھا۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے، اگر جشن منانے جائز ہوتے تو سب سے پہلے جشن منانے والے خود مصطفیٰ ﷺ ہوتے۔ آپ اُس دن کا جشن مناتے جس دن عرش والے نے آپ کے سر پر تاجِ نبوت رکھا تھا۔

تم نے غلط سمجھا ہے، تمھیں اُسی طرح بھول ہوئی جس طرح اُن کو غلطی لگی جنھوں نے کہا کہ قرآن بدل گیا ہے۔ تمھیں غلطی لگی، تم نے کہا قرآن کا بیان بدل گیا۔ لیکن قرآن بھی زندہ، قرآن کا بیان بھی نبی علیہ السلام کے فرمان کی صورت میں زندہ۔ خدا کے فضل وکرم سے قرآن کی چوکھٹ پر پہرہ دینے والے، محمد ﷺ کی سنت پر پہرہ دینے والی جماعت اہلحدیث زندہ، اور جب تلک ہم زندہ ہیں، ان شاء اللہ نہ قرآن پر حرف آئے گا، نہ محمد کے فرمان پر حرف آئے گا، ﷺ۔

ہمیں گالیاں دیتے ہو۔ یہاں کھڑے ہو کر بدزبانی کرتے ہو، اور حکمرانو سن لو! تمھاری زندگی کے دن بھی تھوڑے ہیں۔ پولیس والو، تم اپنی نگرانی میں ہمیں گالیاں دلواتے ہو اور مولوی کہتے ہیں ۔

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

رسول سے نسبت جوڑتے ہوئے تمھیں حیاء نہیں آتی؟ سن لو! عرش والے نے الم سے لے کر والناس تک جس طرح قرآن کے اوراق کو محفوظ رکھا، اِسی طرح غارِ حراء کی رات سے لے کر وفات کی رات تک نبی علیہ السلام کی سیرت کے ہر ہر لمحے کو محفوظ کیا۔

اللہ تیری قدرت پر قربان! تو نے میرے آقا کے دِنوں ہی کو محفوظ نہیں کیا، راتوں کو بھی

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب تحريم الزكاة على رسول الله ﷺ، حديث : ١٠٦٩۔ عن ابي هريرة رضي الله عنه۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محفوظ کیا، تاکہ اُن لوگوں کو علم ہو جائے، جو دن کو نبی کا نام لیتے اور راتوں کو لوگوں کا مال توڑتے ہیں۔ عرش والے نے میرے آقا کی راتوں کو بھی محفوظ کیا!

﴿قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۙ‏ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انْقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ۙ‏ اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا﴾ [المزمل: ۲ تا ٤]

میرے محبوب! ساری ساری رات آپ کا میری بارگاہ میں کھڑے ہو کر رونا اور آپ کے قدموں میں وَرم پڑ جانا مجھ سے دیکھا نہیں جاتا ہے۔ میرے محبوب کم کم سویا کرو، کم کم جاگا کرو۔ کچھ سولیا کرو، کچھ جاگ لیا کرو۔

ایک دفعہ بارش برس رہی ہے اور سرورِ کائنات کے بے چراغ گھر میں، جس میں دِیا جلانے کے لیے تیل بھی نہیں ہے، اُس گھر میں اندھیری رات میں میری ماں صدیقہ کہتی ہیں، رات کے پچھلے پہر میری آنکھ کھلی، میں نے اپنے کمرے سے آہوں، کراہوں اور سسکیوں کی آواز سنی جس طرح کہ ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز آتی ہے۔ رات کی تاریکی اور باہر بارش ہو رہی تھی۔ آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو میں نے دیکھا کہ کونین کے تاجدار ربِ عظیم کی بارگاہ میں اپنے ماتھے کو رکھے رو رہے ہیں۔ ❶ راتوں کو بھی محفوظ کیا۔

ایک رات اُٹھتی ہیں، کہا آقا باہر نکلے، دیکھا کہ بستر خالی ہے، سوچا رات گئے میرے آقا کہاں گئے ہیں۔ جلدی سے اُٹھیں، باہر سے خوشبو آ رہی تھی، لپکیں۔ آگے آگے حضور علیہ السلام کا سایہ نظر آیا، دوڑیں۔ دیکھا کہ میرے آقا جا رہے ہیں۔ رات کے پچھلے پہر میرے آقا جنت البقیع کے قبرستان میں مردوں کی مغفرت کے لیے دعا مانگنے جا رہے ہیں۔ ❷ دن ہی محفوظ نہیں کیے، راتیں بھی محفوظ کی ہیں۔ میرے نبی کی سیرت کا کوئی لمحہ غیر محفوظ نہیں ہے۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، حدیث: ٤٨٦۔ سنن ابی داود (٨٧٩)۔ سنن الترمذی (٣٤٩٣) عن عائشة رضی اللہ عنہا بغیر هذا السیاق.

❷ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها، حدیث: ١٠٣/٩٧٤۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا بمعناه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ جانے یاروں کی ہم سے دشمنی کیوں ہے؟ ابھی گوجرانوالہ میں آیا تو دوستوں نے بڑی باتیں بتلائیں کہ یاروں نے ہمیں گالیاں دی ہیں، برا بھلا کہا ہے۔ میں نے مسکرا کر کہا، اندھیرے کے راہی چوکیداروں کو گالیاں دیا ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے ہوتے ہوئے عمارت کو نقب نہیں لگ سکتی، تمھیں کیسے گالیاں نہ دیں؟ تم کو گالیاں نہ دیں تو دعائیں دیں؟ تم اُن کی راہ میں رکاوٹ ہو، تم اُن کے عزائم میں دیوار ہو، تمھیں مبارک ہو کہ عرش والے نے تمہیں اُس جماعت کا رُکن بنا دیا، جس جماعت کے ذمے رب نے اپنے نبی کی نبوت کی حفاظت کو لگا دیا ہے۔ تمھارے ہوتے ہوئے نبوت کی عمارت میں نقب نہیں لگ سکتی، تمھارے جیتے جی خاتم النّبیین ﷺ کی نبوت کی مہر کو توڑا نہیں جا سکتا، تمھارے ہوتے ہوئے اِسلام کی موجودگی میں نیا دین رائج نہیں کیا جا سکتا۔

ملا کہتا ہے، کچھ وہابی مولوی مر گئے اور کچھ مر جائیں گے، خوش نہ ہو۔ تمھارے ہی کسی بڑے نے کہا تھا کہ ؎

دشمن مرے تو خوشی نہ کریے، سجناں ویں مر جانا ہو

ہماری موت پر خوشیاں کرتے ہو کہ اسماعیل سلفی رحمہ اللہ مر گیا ہے۔ اِس پر خوشی مانتے ہو؟ اور پھر شیخ الحدیث ❶ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بھی مر جائے گا۔ جس کے نام پر تم نے مذہب بنایا ہے...... احمد رضا...... کیا وہ زندہ ہے؟ تمھارا کون زندہ رہا ہے؟ لوگوں کو کیا طعنے دیتے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہمارے منہ میں زبان نہیں ہے؟ زبان ہے، لیکن افسوس کہ تمھیں جواب اِس لیے نہیں دیتے کہ تم احمد رضا کے ماننے والے...... گالیاں دینا تمھارے رہبر کی سنت اور ہم محمدِ کریم ﷺ کے ماننے والے، کہ گالیاں سن کر مسکرانا ہمارے نبی کی سنت ہے۔ ہم گالی اِس لیے نہیں دیتے۔ کیا گالی دینا کوئی مشکل ہے؟ اگر چھکڑے پر چڑھ کر تمھارا مولوی گالی دے سکتا ہے تو ہم گالی کیوں نہیں دے سکتے؟ لیکن نہیں، ہم تو اسلام کے ماننے والے ہیں۔ اُس اسلام کے کہ جس کی کتاب قرآن اور جس کا فرمان محمد ﷺ کا فرمان ہے، اور

❶ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ (گوجرانوالہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِن دونوں میں گالی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ گالی دے کر تمھارا کلیجہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے؟ مجھے تو ان گالی دینے والوں پر تعجب نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ رات کے راہی چوکیداروں کو گالیاں دیا ہی کرتے ہیں۔ ❶

خدا کا شکر ہے ہم قرآن پڑھتے ہیں۔ قرآن میں پڑھا ہے کہ دلائل کے جواب میں ہمیشہ گالی ہی دی جاتی ہے۔ جس کے پاس دلیل نہیں، اُس نے گالی نہیں دینی تو اور کیا کرنا ہے۔

ہم نے سترھویں پارے میں خلیل اللہ کا واقعہ پڑھا، کہ جب میلے لگانے اور جشن منانے والے آئے۔ تمھارے آباء واجداد کی تاریخ بھی قرآن نے محفوظ کی اور ہمارے آباؤ اجداد کی تاریخ بھی قرآن نے محفوظ کی۔ ایک جشن منانے والے اور ایک جشنوں سے بچانے والے۔ قرآن کو اُٹھاؤ۔ اِس کے اُٹھاتے ہوئے شرم کیوں آتی ہے؟ اِس لیے شرم آتی ہے کہ جس کی جو کتاب ہو، وہی اُٹھاتا ہے۔ تمھاری کتاب ہو تو تم اُٹھاؤ نا؟ تمھیں اُٹھانے کی توفیق کہاں سے ملے؟ ہم سے سنو کہ جشن منانے والے آئے، ابراہیم آ و جشن منانے چلیں!

---

❶ آج بھی آپ ان علماء کی تقاریر سنیں گے تو آپ کو بے حساب گالیاں سننے کو ملیں گے جو اہل حدیث حضرات کو دی گئی ہیں۔ یہ آج کی بات نہیں بلکہ بریلی والے خان صاحب کے دور سے ہی یہ وتیرہ چلا آ رہا ہے، مثلاً:

(۱)...... بے شک نذیر حسین دہلوی کافر و مرتد ہے اور اس کی کتاب معیار الحق کفری قول اور نجس براز بول ہے، وہابیہ کی دوسری کتابوں کی طرح۔

(۲)...... غیر مقلدین کا رئیس ثناء اللہ امرتسری مرتد ہے۔

(۳)...... غیر مقلدین جہنم کے کتے ہیں۔

(۴)...... وہابیہ ہندوؤں سے بھی بدتر ہیں۔

(۵)...... جو شاہ اسماعیل اور نذیر حسین وغیرہ کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے۔

(۶)...... اہل حدیث کافر و مرتد ہیں۔

(۷)...... ابلیس کی گمراہی وہابیہ کی گمراہی سے ہلکی ہے۔ (احکام شریعت، ص: ۱۱۲)

(۸)...... یہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر ہیں کہ کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کے مستحق ہیں۔

(۹)...... وہابی سب سے بدتر مرتد ہیں۔ ان کا نکاح کسی حیوان سے بھی نہیں ہو سکتا۔ جس سے ہو گا زنائے خالص ہو گا۔ (مندرجہ بالا فتوے ان حضرات کی کتب میں کثرت سے ملتے ہیں، اس لیے حوالوں کا تردّد نہیں کیا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ○ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ○ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ○﴾ [الصافات: ۸۸ تا ۹۰] ❶

فرمایا میں جشن منانے والا نہیں ہوں، تمھیں مبارک ہو۔ تم جاؤ۔

جشن منانے والو! اپنے بڑوں کو بھی دیکھ لو، اور نہ منانے والو، تمھیں بھی مبارک ہو کہ تمھارا بڑا خلیل اللہ ہے۔ وہ خلیل اللہ کہ معراج کی رات نبی علیہ السلام نے جن کو اپنا بابا کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ میں جلوس نہیں نکالتا، تم نکالو، میں جشن نہیں مناتا تم مناؤ۔ سوچا بھی کبھی حق کے لیے سر بکف بھی ہونا پڑتا ہے۔

اے وہابیو! سن لو، بزدلی کی زندگی چھوڑو۔ بات تلخ ہے، لیکن یاد رکھو، کعبہ کے رب کی قسم ہے غیر اللہ سے ڈرنے والے اللہ کے پجاریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

یہ ہمیں کہتے ہیں کہ پاکستان سے نکل جاؤ، یہ ملک ہمارا ہے۔ تمھارا کس طرح ہے؟ کسی پیر فقیر کے نام پر بنا ہے؟ یہ ملک ہمارا ہے، جو ہمارے رب کے نام پر بنا ہے۔ تمھارے بڑے تو تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے اکابرین پر کفر کے فتوے لگاتے رہے۔ ❷ تمھارا

---

❶ پھر اس نے ستاروں میں نگاہ ڈالی تو کہا میں بیمار ہوں تو وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

❷ مولانا احمد رضا اور ان کے پیروکاروں کے فتویٰ ہائے تکفیر کا بیان اس کتاب کا موضوع نہیں اور ویسے بھی اُمت کے مجموعی حالات کو مدنظر رکھیں تو اس قسم کی فتویٰ بازی اُمت کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔ تاہم بامر مجبوری محض یاد دہانی کے لیے اپنے دوستوں کے اکابر کے فتوے اور ان کے بزرگوں کی چند عبارتیں پیش خدمت ہیں۔ اس کے بعد بھی تحریک پاکستان کا ہراول دستہ ہونے کا دعویٰ یا تحریک پاکستان کے لیے جدو جہد اور مولانا احمد رضا کو دو قومی نظریے کا بانی قرار دینا یا مزارات کے مجاور...... کہ جنھیں مشائخ کہا جاتا ہے...... کو قیام پاکستان میں کلیدی کردار ادا کرنے والا کہنا، یا آج ان کا علامہ اقبال کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا اور انھیں شاعر اسلام اور نہ جانے کیا کچھ کہنا اور دوسری طرف ان کے بزرگوں کا علامہ اقبال کو فتووں کا نشانہ بنانا، اندھیری رات کو دن کا اُجالا قرار دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ رب العزت ہمیں انتشار و افتراق سے محفوظ رکھیں اور حقائق مسخ کرتے ہوئے "کچھ نہ کرنے کے باوجود" سب کچھ کرنے کا جھوٹا دعویٰ کرنے سے بچائیں۔ افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ منبر رسول کے وارث ہونے کے دعوے کرتے ہیں اور ان کے لہجے کی تلخی اور زبان کی کڑواہٹ...... الامان والحفیظ! اب ملاحظہ فرمائیے "سوادِ اعظم" کے چند فتاویٰ قائد اعظم، علامہ اقبال وغیرہ کے بارے میں!

(۱)...... فلسفی نیچری ڈاکٹر اقبال کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے۔

(۲)...... مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ڈاکٹر اقبال سے ملنا جلنا ترک کر دیں، ورنہ سخت گناہ گار ہوں گے۔ ⇦⇦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِس ملک سے کیا تعلق ہے؟ شاہ شہید کے ماننے والو، اپنے اندر جذبہ جہاد پیدا کرو۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے، ایک موحد کے سامنے سو مشرک کھڑے ہونے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ یہ سنۃ اللہ ہے، یہ اللہ کی تقدیر ہے۔ اور آج میں کہہ دیتا ہوں۔ سی آئی ڈی کے لوگ میرا نام سن کر آج خصوصی طور پر لاہور سے بھی آئے ہیں، سن لیں اور اِس شہر کے نام نہاد سیاستدانوں کو بھی سنا دیں جو اپنی سیاست کی آڑ میں خدا کے نام پر الاٹ ہوئے اس ملک میں غیر خدا کا دین چلانا چاہتے ہیں، جلوسوں اور جشنوں کی پرورش کرتے ہیں، تم سمجھتے ہو کہ ووٹ لینے کے لیے نبی علیہ السلام سے بے وفائی کر کے تم ووٹ لے لو گے۔

اہلحدیثو! آج عزم کر لو کہ جو تمھارے نبی کے دین کا دشمن ہے، وہ تمھارا دشمن ہے۔ ہم ایسے کسی بندے کو سیاست میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ کیا سمجھتے ہو

کیا عشق نے سمجھا ہے کیا حسن نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

تم نے ہماری شرافت کو کمزوری پہ محمول کیا ہوا ہے۔ جاؤ اِن سے کہو، اِن کے آباء

⇦⇦ (۳)......(سر سید احمد) خبیث مرتد تھا۔

(۴)......(جو شخص سر سید کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے) وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔

(۵)......کیا کوئی سچا ایمان دار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائد اعظم سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا؟

(۶)......جو محمد علی جناح کی تعریف کرتا ہے، وہ مرتد ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

لگے ہاتھوں مولانا ابوالکلام آزاد کے بارے میں بھی سن لیجیے!

"ابوالکلام آزاد مرتد ہے اور اس کی کتاب تفسیر ترجمان القرآن نجس کتاب ہے۔"

نعوذ باللہ من ذلک۔ یہ کیسے با ادب اور عاشقانِ رسول ہیں کہ قرآن کریم کی تفسیر کو صرف اپنے مسلکی اختلاف کی وجہ سے نجس یعنی پلید کتاب قرار دے رہے ہیں۔ اگر کسی اہل حدیث یا دیوبندی نے کسی بریلوی عالم کی تفسیر کو اس طرح کہا ہوتا تو یقیناً اس پر نہ صرف گستاخِ رسول کا مقدمہ بھی درج ہو چکا ہوتا یا جنت کی طلب میں کوئی عاشق کسی مفتی صاحب کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے اسے "واصل جہنم" کر چکا ہوتا۔ یہ انہی لوگوں کا حوصلہ ہے کہ تفسیر قرآن کو نجس کتاب قرار دیں...... اس کے باوجود ان کا باادب ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجداد سے کہو، سارے پاکستان کے ملاؤں سے کہو، کچی روٹی پکی روٹی پڑھنے والوں سے کہو، قرآن کو بھیروی میں گانے والوں سے کہو، ساری کائنات کے ملامل کرآئیں اور مجھ کو بتلائیں کہ سرورِ کائنات علیہ السلام، خاتم النبیین تھے یا نہیں؟ اِن کو کہیں جواب دیں، نبی علیہ السلام پر دین مکمل ہوا تھا یا نہیں؟ اگر دین مکمل ہوا تھا تو نبی علیہ السلام کی وفات کے دن کسی نے جلوس نکالا تھا یا نہیں؟ نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن اور معاویہ نے جلوس نکالے تھے یا نہیں؟ تمہارا عشق ان سے بھی بڑھ گیا ہے؟ اگر نہیں نکالا تو سن لو، ہم محمد ﷺ کے نام پر بنے ہوئے ملک میں نیا دین نہیں چلنے دیں گے۔

دین لے کر آگئے ہو اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے ہو۔ تو اِدھر اُدھر کی باتیں نہ کر، ہمارے سامنے آ۔ لوگوں کو گمراہ کرتے ہو۔ انہیں اشتعال دلاتے ہو؟ اشتعال کی کیا بات ہے، خدا نے ہمیں قوتِ گویائی بخشی ہے، کعبہ کے رب کی قسم، اگر ہم چاہیں تو دیواروں سے شعلے نکلوالیں۔ اشتعال دلانا کوئی بڑی بات ہے؟ ہم چاہیں تو لوگوں کو سربکف کر کے اُن کی گردنیں اُتروادیں، لیکن ہم ملک میں امن وامان کو درہم برہم نہیں کرنا چاہتے۔ تم ہمیں گالی دیتے ہو اور حیرانگی کی بات ہے، انتظامیہ خاموش کھڑی ہے۔

گالیاں دینے والو! سن لو، ہم نے قرآن میں تمھارے بڑوں کا قصہ پڑھا ہے۔ ہمارے بڑے کو میلے میں شرکت کی دعوت ملی تو اُس نے انکار کیا اور جہاد کا علم بلند کیا۔ ابراہیم علیہ السلام اُن کے بت کدے میں گئے اور ان کے سارے خداؤں کو مارا، کسی کا کان کاٹا، کسی کی ناک، کسی کی آنکھ نکالی، کسی کا دل۔ سب کو مار کر کلہاڑا مونچھوں والے کے کندھے پر رکھ دیا۔ وہ جشن منا کر واپس آئے اور اپنے خداؤں کو دیکھا۔

قرآن تیری صداقت کا کیا کہنا، دیکھا تو پکار اُٹھے

﴿قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الانبیاء: ۵۹] [1]

ہمارے خداؤں کا بیڑا کس نے غرق کیا ہے؟

[1] انہوں نے کہا: جس نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام کیا ہے، بے شک وہ بڑا ظالم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدا اور بیڑا غرق......؟ آؤ دلیل سے بات کرو!

﴿قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ﴾ [الانبیاء: ٦٠] ❶

بستی میں ایک ہی وہابی ابراہیم رہتا ہے، اُس کے سوا کسی دوسرے کا یہ کام نہیں ہے۔ اُس کو لاؤ!

﴿فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ﴾ [الانبیاء: ٦١] ❷

قرآن حکیم پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خلیل اللہ کی جوانی کا واقعہ ہے۔

اے یوتھ فورس کے جوانو! تم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اہلحدیثو تمھارا پندرہ سال سے لے کر چالیس سال تک کا کوئی فرد ایسا نہیں ہونا چاہیے جو اہلحدیث یوتھ فورس میں شامل نہ ہو۔ پھر دیکھو، ابر رحمت گھٹائیں باندھ کے آتا ہے کہ نہیں۔ تم اللہ کے دین کے لیے نکلو۔ کعبہ کے رب کی قسم! آسمان کے فرشتے تمھاری مدد کے منتظر کھڑے ہیں۔

آج ہم سے لڑتے ہو، تم تو ہم سے تب نہ لڑ سکے جب ہم بالکل تنہا تھے۔ اور آج ۔

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب میرے رازداں اور بھی ہیں

اب تو اللہ کے فضل و کرم سے چپے چپے پر اہلحدیث ہے۔

اللہ تیری قدرت پر قربان! تو نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے کائنات کی بستی بستی میں جماعت کھڑی کر دی ہے۔ امریکہ سے لے کر افریقہ تک رب کی کرم نوازیوں سے گھوما ہوں، دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جس ملک میں اہلحدیث جماعت موجود نہ ہو۔

ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے!

﴿فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ﴾ [الانبیاء: ٦٣] ❸

مجھ سے کیا پوچھتے ہو، اپنے خداؤں سے پوچھ لو کہ اِن کا یہ حشر کس نے کیا۔

---

❶ انہوں نے کہا: ہم نے ایک جوان لڑکے کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ اس کو ابراہیم کہتے ہیں۔

❷ تو اس کو لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ لوگ اس پر گواہ ہوں۔

❸ اگر بول سکتے ہیں تو ان کو پوچھ لو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿كَبِيرُهُمْ هَٰذَا﴾

معلوم ہوتا ہے مونچھوں والے نے کیا ہے، یہ کلہاڑا کندھے پر رکھے مسکرا رہا ہے۔

اِسی نے کیا ہے، اِسی کا قصور ہے۔

﴿فَسْئَلُوهُمْ﴾ ''پوچھو تو سہی۔''

﴿فَرَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوٓا إِنَّكُمْ أَنتُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰٓؤُلَآءِ يَنطِقُونَ﴾ [الانبياء: ٦٤، ٦٥] [1]

ابراہیم اِن سے کیا پوچھیں یہ تو بولتے ہی نہیں۔

ہم سے نہ پوچھو، اپنے بڑوں سے پوچھو کہ جس کی زندگی کا لمحہ لمحہ محفوظ ہے، کیا اُس نے اپنی زندگی میں کوئی جشن منایا ہے؟

﴿هَاتُوا بُرْهَٰنَكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ﴾

ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم بغیر دلیل کے بات نہیں کرتے؟ قرآن سے پوچھو اور قرآن کے بیان کرنے والے محمد ﷺ کے فرمان سے پوچھو۔ بتلا دو ہم ماننے کے لیے تیار ہیں۔ کہنے لگے کہ وہ دین جو مکہ مدینہ میں اُترا، اُس میں تو نہیں ہے، ہاں جو بریلی میں بنا، اُس میں ہے۔ ہم نے کہا!

وہ بریلی جو ہندوؤں کے قبضے میں ہے؟

وہ بریلی جو ہندوستان کی بستی ہے؟

وہ بریلی جس میں ہندو، سکھ اور عیسائی بستے ہیں؟

اُس بریلی کا بنا ہوا دین مان لیں؟ گالی دینی ہے تو گالی دے لو؟ ہمارے ایک ساتھی [2] کو خنجر مروائے تھے نا، اوروں کو بھی مروا لو۔ گولی چلوا لو، دستگیروں کو ڈھونڈ لو، جس کو جی چاہے

[1] پس وہ اپنے جی میں سوچنے لگے پھر بولے بے شک تم ہی ظالم ہو۔ پھر اوندھے گر کر کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ تو بولتے نہیں۔

[2] مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لے آؤ۔ کعبہ کے رب کی قسم، دین مانیں گے تو مکے والا مانیں گے یا مدینے والا مانیں گے۔

ہم کسی اور دین کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ دین وہی ہے جو خاتم النّبیین ﷺ پر اُترا تھا، تم ہم سے لڑتے کیوں ہو، تم اپنا دین الگ کیوں نہیں بنا لیتے؟ الگ بنالو، ہماری جان چھوٹے۔ ہمارا تمھارا کیا مقابلہ ہے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مدینے والے کی چوکھٹ کی پہرے داری چھوڑ دیں...... یہ نہیں ہوسکتا۔

لوگو! ہمارے لیے یہ بہت بڑی سعادت مندی ہے کہ زندگی آخری لمحات تک محمد ﷺ کی نبوت پر پہرہ دیتے ہوئے گزر جائے۔ لوگ گالیاں دیں، پتھر ماریں، اینٹیں برسائیں، جو جی چاہے کہیں، عرش والے کی بارگاہ میں پہنچیں، مدینے والا حوض کوثر پر بیٹھا ہوا ہو تو کم از کم آپ کی طرف اشارہ کر کے یہ تو کہہ سکیں۔

خون نہ کردہ ایم کسے را نہ کشتہ ایم
جرم ہمیں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

آقا کسی کو مارا نہیں، کسی کو برا نہیں کہا، کسی کو گالی نہیں دی، دُنیا اِس لیے ناراض تھی کہ زندگی کے آخری لمحات تک آپ کی نبوت کی چوکھٹ سے ہٹنا گوارا نہیں کیا ہے۔

لوگو! پھر کیا ہے، گالی تو اُن کا وتیرہ ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے بھی جب دلیل دی تو کہنے لگے، تو جانتا ہے کہ یہ بول نہیں سکتے۔ فرمایا جو بول نہیں سکتے اِن کو مانتے کیوں ہو؟ اب دلیل کے جواب میں کہنے لگے:

﴿حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ﴾ [الانبیاء: ٦٨] (1)

آگ لگادو، زندہ جلادو، گستاخ ہے۔

کسی مسلمان کو گستاخ کہنے سے مسئلہ حل ہو جائے گا؟ محمد ﷺ کے غلاموں کو گستاخ رسول قرار دینا تمہارا وتیرہ، تمہارا دین، تمہاری تربیت۔

اِس سے مسئلہ حل نہیں ہوتا، دلیل سے بات کرو!

(1) اس کو جلاؤ اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم لوگ جو نبی علیہ السلام کی وفات پر جشن مناتے ہو۔

تم لوگ جو نبی علیہ السلام کی وفات کے دن بھنگڑے ڈالتے ہو۔

تم لوگ جو نبی علیہ السلام کی کائنات سے رُخصتی کے دن چراغاں کرتے ہو۔

بتلاؤ، تمھیں نبی علیہ السلام کی وفات پر کیوں خوشی ہے؟

تمہارے باپ کے مرنے کی تاریخ آئے، تم سوگوار ہوجاؤ، برسی مناؤ، غمگین نظر آؤ اور ساری کائنات کے مومنوں کے تاج دار کا یوم وفات آئے، فاطمہ کے بابا کا یوم وفات آئے، حسن وحسین کے نانا کی جدائی کا دن آئے، تم جلوس نکالو، بھنگڑے ڈالو، موسیقی کی دھنوں پر رقص کرو۔ یہ ہے نبی ﷺ سے تمہارا عشق؟ یہ ہے نبی ﷺ سے تمہارا تعلق؟ تمہارے شہر اس روز پررونق، تمہاری بستیوں میں چراغاں اور مدینے میں اس روز کہرام مچا ہوا تھا۔ مسجد نبوی اس روز نبی ﷺ کے جاں نثاروں کی سسکیوں، آہوں اور کراہوں سے گونج رہی تھی اور تمہارے گھر...... تمہارے بازار۔

دنیا والو! سن لو، دنیا کے کسی مؤرخ کا اِس میں اِختلاف نہیں کہ محمد کریم ﷺ کی وفات بارہ تاریخ کو ہوئی ہے۔

آپ ﷺ کی ولادت نو ربیع الاوّل کو ہوئی، کل تک تم بارہ وفات کہتے تھے، یاد ہے کہ نہیں۔

تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا

سن لو، ان شاء اللہ اہلحدیث، محمد ﷺ کی سنت کا پرچم اُٹھائے رکھیں گے...... اِس ملک میں کتاب وسنت کی ضیاؤں کو بکھیرے رکھیں گے، اور ہر اُس شخص کی راہ میں رکاوٹ بنتے رہیں گے جو دین کی عمارت میں نقب لگاتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ کے کچھ مسائل

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ [التوبة: ٦٠] ❶

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

امامِ کائنات ﷺ نے بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق سے آگاہ کیا

❶ صدقات کا مال صرف فقیروں اور محتاجوں کے لیے ہے اور ان کے لیے جو اس پر مقرر ہیں اور نیز ان کے لیے جن کے دلوں کو مانوس رکھنا ہو اور غلاموں کی آزادی میں اور قرض داروں کے لیے ہے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے ہے، یہ حقوق اللہ کے ٹھہرائے ہوئے ہیں اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ انسان پہ کچھ حقوق رب کی طرف سے عائد ہوتے ہیں اور کچھ حقوق بندوں کی طرف سے عائد ہوتے ہیں۔ جب تلک اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والا کوئی شخص ان دونوں حقوق کی پاسداری ونگہبانی نہیں کرتا اور ان دونوں قسم کے حقوق کو ادا نہیں کرتا، تب تک کوئی شخص بھی اپنے آپ کو صحیح معنوں میں مومن اور مسلمان کہلانے کا حق نہیں رکھتا۔ اللہ کے حقوق بھی انسان کے ذمے لازم اور واجب ہیں اور بندوں کے حقوق بھی انسان کے ذمے لازم اور واجب ہیں۔ دونوں حقوق کا ادا کرنا انسان پر فریضے کے طور پر عائد ہوتا ہے۔ اگر آدمی ان میں سے کسی ایک حق کو چھوڑ دے تو اس کا اسلام مکمل اور کامل نہیں رہتا۔

بعض لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کر لے تو اللہ کے ہاں وہ مقبول ہو جائے گا اور وہ اللہ کے انعامات اور کرم نوازیوں کا مستحق بن جائے گا اور بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اصل چیز تو خدمت خلق ہے۔ اگر کوئی شخص مخلوق کے حق ادا کر دے تو خداوند عالم اپنے حقوق کے بارے میں اس سے باز پرس نہیں کریں گے، جبکہ اسلام ان دونوں نظریات کی نفی کرتے ہوئے اور ان دونوں قسم کے عقائد کی تبلیغ کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس بات سے آگاہ کرتا ہے کہ حقیقی معنوں میں مومن اور صحیح معنوں میں مسلمان صرف وہ شخص ہے جس نے اپنی ساری زندگی میں نہ حقوق اللہ سے پہلو تہی اختیار کی اور نہ حقوق العباد سے گریز اختیار کیا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے درمیان اعتدال اور ان دونوں کی ادائیگی کا نام ہی اسلام اور مسلمانی ہے۔

میں نے زکوۃ کے سلسلے میں گفتگو شروع کی تھی جو حقوق اللہ میں سے ایک انتہائی اہم ترین حق ہے۔ اس سلسلے میں آپ کو یہ بات بتائی تھی کہ کوئی شخص تب تلک مسلمان کہلانے کا حق نہیں رکھتا یا صحیح معنوں میں اپنے آپ کو حلقہ بگوش اسلام نہیں کہلا سکتا، مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا، اللہ کا اطاعت گزار اور نبی ﷺ کا وفادار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسلام کے فرائض پنجگانہ کی ادائیگی نہیں کرتا۔

فرائض پنجگانہ کے متعلق میں نے اختصار کے ساتھ بات بیان کی تھی، اب صرف اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہرانے پر اکتفاء کرتا ہوں کہ فرائض پنجگانہ توحید ورسالت کا اقرار...... نماز پنج وقتہ کی ادائیگی...... اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے چالیسویں حصے کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا...... رمضان کے روزوں کا رکھنا...... اگر استطاعت، قدرت، طاقت اور مال موجود ہو تو اللہ کے گھر کا طواف کرنا، یہ فرائض پنجگانہ اسلام ہیں جن کی ادائیگی مسلمان پہ فرض ہے۔ ان میں سے کسی ایک فرض کا تارک بھی اسلام سے باہر نکل جائے گا۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کے پانچ ستون ہیں، ❶ اسلام کی عمارت پانچ بنیادوں پر قائم ہے۔ جب تلک ان پانچوں ستونوں کو قائم نہ کیا جائے، ان پانچوں چیزوں کی ادائیگی کا انتظام نہ کیا جائے، تب تک آدمی صحیح معنوں میں اپنے آپ کو حلقہ بگوش اسلام نہیں کہلوا سکتا۔ یہ وہ پانچ چیزیں ہیں کہ حدیث جبرائیل ❷ میں جن کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ آیا اور ہم نے پچھلے خطبات جمعہ میں شرح وبسط کے ساتھ ذکر کر دیا تھا۔ میں اس سلسلے میں جو ضروری سمجھتا ہوں اور جس کے لیے آج کے خطبے کو میں نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، وہ یہ تھا کہ زکوٰۃ کا مہینہ آ رہا ہے، اصل میں لوگ رمضان المبارک میں کثرت سے زکوٰۃ نکالتے ہیں، اور ضروری ہے کہ لوگوں کو زکوٰۃ کے مسائل سے آگاہی اور واقفیت ہو۔

زکوٰۃ کے سلسلے میں جو باتیں پہلے بیان ہو چکی ہیں ان کی تفصیل میں جائے بغیر موٹی موٹی باتوں کو دہرا دیتا ہوں۔

زکوٰۃ ہر اس شخص پہ فرض اور واجب ہے جو دو ہزار روپے کا مالک ہو، جس کے پاس دو ہزار روپیہ موجود ہو اور اس دو ہزار پہ ایک سال کی مدت گزر چکی ہو، رب کی طرف سے اس پر لازم ہے کہ جتنا مال اس کے پاس موجود ہے اس میں سے چالیسواں حصہ یعنی چالیس کے

❶ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاؤکم ایمانکم، حدیث: ۸۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان ارکان الاسلام، حدیث: ۱۶۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما.

❷ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب سؤال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام، حدیث: ۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الإیمان ما ھو؟ حدیث: ۹، عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد، ایک سو روپے میں سے ڈھائی روپے اللہ کی راہ میں غریبوں، یتیموں، فقیروں اور مسکینوں پر خرچ کرے، ان کا بیان ابھی آئے گا۔

ڈھائی فیصد زکوٰۃ کا نکالنا مومن مسلمان پر فرض اور واجب ہے، جس کے پاس سال گزر جانے کے باوجود دو ہزار روپیہ یا اس سے زائد رقم یا مال موجود ہو، شرط یہ ہے کہ دو ہزار روپیہ یا اس سے زائد میں سے اس نے کوئی چیز قرض کے طور پر ادا نہ کرنی ہو۔ اگر اس کے ذمے کچھ قرض ہو اور وہ دو ہزار روپیہ میں نکالنے کے بعد دو ہزار پورا نہ بنتا ہو تو اس پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایک شخص کے پاس لاکھ روپیہ موجود ہے اور اس نے لوگوں کا ننانوے ہزار روپیہ قرض دینا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص کے پاس دس لاکھ روپیہ موجود ہے، اس نے پانچ لاکھ روپیہ لوگوں کا قرض دینا ہے تو باقی پانچ لاکھ روپے پر زکوٰۃ لازم اور واجب ہے اور اسے پانچ لاکھ روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔

ہر وہ چیز جو اس کی اپنی ملکیت ہو اور جس میں کوئی دوسرا شریک اور ساجھی نہ ہو، اس پر زکوٰۃ نکالنا لازمی اور ضروری ہے۔ اس سے صرف وہ مکان مستثنٰی ہے جو ذاتی رہائش کے لیے ہو، وہ سواری جو ذاتی استعمال میں ہو، وہ جانور جن کی تعداد تھوڑی ہو اور اس نے اپنے ذاتی استعمال کے لیے رکھے ہوں، گھر کا ساز و سامان جو گھریلو طور پر استعمال ہوتا ہو، ان چیزوں پہ کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ باقی انسان کا جتنا مال ہے اس پہ زکوٰۃ فرض ہے، واجب ہے، لازم ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ پورا پورا حساب کرے اور اس میں ڈھائی فی صد کے حساب سے اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خیرات کرے۔

اس سلسلے میں، میں نے یہ تفصیل سے بتلا دیا تھا کہ دوکانوں میں رکھا ہوا مال یا فیکٹری سے پیدا ہونے والی پیداوار یا اس کے پاس دولت کے طور پر جو سونا چاندی موجود ہے، اس کو بھی اسی طرح شمار کیا جائے گا۔ جتنا روپیہ نقد ہے، اس پہ بھی زکوٰۃ ہے۔ جتنے اس کی بیوی کے زیورات ہیں، ان پر بھی زکوٰۃ ہے۔ جتنا اس کے گھر میں سونا چاندی موجود ہے، اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔ سونے کے لیے یہ شرط ہے کہ جس کے پاس زیورات موجود ہوں اور ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیورات کا وزن ساڑھے سات تولے یا اس سے زیادہ ہو، تب اس پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس چالیس تولے سے کم چاندی یا ساڑھے سات تولے سے کم سونا ہو تو اس کے زیورات پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، لیکن جس کے پاس ساڑھے سات تولے یا اس سے زیادہ سونا ہو، چالیس تولے یا اس سے زیادہ چاندی ہو، اسے ان زیورات پر بھی بازار کی قیمت کو مدنظر رکھ کر، اس کی قیمت جانچ کر اس کی زکوٰۃ نکالنا لازمی اور فرض ہے۔

ایک مسئلہ ہم نے یہ بتلایا تھا کہ لوگ حساب کرتے ہوئے اللہ کو ڈنڈی مارنے سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ دس لاکھ روپے کا مال ہے، اس کی چار لاکھ روپیہ قیمت مقرر کر لی جائے، پھر اس کی زکوٰۃ نکال دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

جو اس طرح کی خیانت اور بے ایمانی سے کام لیتا ہے، اسے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ دنیا کی نگاہوں سے تو مخفی اور پوشیدہ رہ سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔ اس نے جتنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالی ہے، اس دھوکے اور حیلے کی وجہ سے اس کے اس مال کی زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوئی جس مال کی زکوٰۃ اس نے نکالی ہے۔ اس لیے آدمی کو اندازہ لگاتے ہوئے یا قیمت کا تخمینہ لگاتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ میں نے اللہ کی بارگاہ میں جا کر جواب دینا ہے۔ اگر رب نے مجھ سے سوال کیا تو میں کیا جواب دوں گا۔

میں نے ایک بات اور بتلائی تھی، اور وہ یہ تھی کہ آدمی رب پر جس قسم کا اعتماد کرتا ہے، رب اس سے اسی قسم کا سلوک کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی ایک روپے کی چیز کو آٹھ آنے کی چیز شمار کرتا ہے تو اسے اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ رب اس کے ایک روپے کو آٹھ آنے ہی بنا دے، لیکن اگر کوئی شخص ایک روپے کی چیز کو ایک روپیہ ایک آنہ کر کے شمار کرتا ہے تا کہ زکوٰۃ میں کمی نہ آئے، بلکہ اس میں اضافہ ہو تو اس کو یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ اس کے ایک روپے میں یقیناً برکت عطا فرما دیتا ہے۔ اس لیے مال کو شمار کرتے ہوئے ایمانداری، دیانتداری اور رب کی طرف سے عائد کردہ فریضہ سمجھ کر صحیح معنوں میں اندازہ لگانا چاہیے۔ اس سلسلے میں کسی قسم کی بے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمانی رب کے ساتھ بے ایمانی نہیں، بلکہ اپنے آپ کے ساتھ بے ایمانی کے مترادف ہے۔

اس سلسلے میں، میں نے تفصیل کے ساتھ پچھلے خطبات میں بیان کر دیا تھا، آج اس کو اختصار سے دہرا دیا ہے تاکہ آپ کے ذہن میں آ جائے کہ بات کہاں سے شروع ہوئی تھی۔ میں نے یہ بھی بتلایا تھا کہ اگر کسی شخص نے تجارت کے لیے زیورات میں جواہرات اور ہیرے بھی خرید رکھے ہیں تو ان پر بھی زکوٰۃ عائد ہوتی ہے، لیکن اگر کسی نے اپنی بیوی کے لیے زیور کے طور پر ہیرے یا جواہرات خریدے ہیں تو ان ہیروں اور جواہرات پر کوئی زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ مارکیٹ میں ہیروں اور جواہرات کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ ہیرا خریدتے ہوئے اس کی قدر و قیمت ہوتی ہے لیکن اگر آدمی اس کو بیچنا چاہے تو اس کی کوئی قیمت وصول نہیں ہوتی۔ اس لیے شریعت نے اس پر زکوٰۃ نہیں رکھی اور اس کو ناپسند کیا ہے کہ آدمی ہیرے اور جواہرات خرید لے اور ان کو اپنے پاس رکھے۔ ہاں اگر کوئی شخص ہیروں اور جواہرات کا کام کرتا ہے تو ان پر اتنی ہی زکوٰۃ عائد ہوگی جتنی کہ دوسرے روپے پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔ (کیونکہ یہ اس کا تجارتی مال و متاع ہے)

اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس زرعی زمین ہے یا اس نے فیکٹری بنا رکھی ہے۔ فیکٹری اور زرعی زمین پر تو زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی، لیکن فیکٹری کی پیداوار پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔ جہاں تک زرعی زمین کا تعلق ہے، زرعی زمین پر زکوٰۃ تو عائد نہیں ہوتی لیکن اس پہ عشر عائد ہوتا ہے، کہ جتنی فصل اس سے برآمد ہو، اس فصل کا دسواں حصہ، اگر بارانی زمین ہو تو بیسواں حصہ، اگر نہری اور چاہی زمین ہو (یعنی کنویں والی) تو اس میں سے زکوٰۃ عشر کے طور پر نکالا جاتا ہے، جسے زمین کی زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔

عشر اور زکوٰۃ کے یہ کچھ اہم مسائل ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے، جس کا ہم خطبہ جمعہ میں تذکرہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ زکوٰۃ کس پر عائد ہوئی؟ عشر کس کو ادا کرنا چاہیے؟ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کس کو دی جا سکتی ہے؟ عشر کا مال کس کو دیا جا سکتا ہے؟ اس سلسلے میں ایک بنیادی قاعدہ یاد رکھیے، اگر یہ بات آپ کے ذہن میں رہی تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان شاء اللہ العزیز پھر آپ کو اس سلسلے میں کبھی کسی سے مسئلہ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

زکوٰۃ ہر اس شخص کو ادا کی جا سکتی ہے اور زکوٰۃ ہر اس شخص کو لگ سکتی ہے جو آل رسول میں سے نہ ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کی پرورش زکوٰۃ دینے والے کے ذمے نہ ہو۔ ہر اس شخص کو، ہر اس رشتہ دار کو، ہر اس عزیز کو، ہر اس قریبی اور تعلق دار کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے جس کی پرورش انسان کے اپنے ذمے نہ ہو، جس کی پرورش انسان کی ذمہ داری نہ ہو۔ یعنی آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ جس کی پرورش زکوٰۃ دینے والے کے ذمے نہیں ہے، اس کو زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے اور جس کی پرورش زکوٰۃ ادا کرنے والے کے ذمہ ہے، اس کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

مثال کے طور پر چھوٹے بچے ہیں۔ ان کی پرورش باپ کے ذمے ہے۔ باپ کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کی پرورش کرے، اپنی بیٹیوں کی پرورش کرے، اپنے بیٹوں کی پرورش کرے۔ اگر باپ یہ کہے کہ میں اپنے بچوں کو زکوٰۃ دے دوں تو اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

اسی طرح والدین ہیں، انسان کے ذمے ہے کہ وہ اپنے والدین کی نگہداشت کرے، اپنے والد کے حقوق کا خیال رکھے، اپنے والدین کے مسائل کو پیش نگاہ رکھے، اپنے والدین کے حقوق ادا کرے۔ اگر والدین مفلس ہیں اور بیٹا امیر ہے تو اس کے ذمے ہے کہ اپنے والدین کی خوراک، ان کی رہائش، ان کے لباس، ان کے آرام اور ان کی بیماریوں کا خیال رکھے۔ اگر کوئی شخص تونگر ہے، والدین مفلس اور قلاش ہیں، لیکن وہ اپنے والدین کی ضروریات پورا نہیں کرتا، قیامت کے دن اللہ رب العزت ایسے بیٹے کا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا۔

ایسا ہوتا ہے کہ والدین نے بیٹوں کو الگ کر دیا ہے، اپنا اپنا کاروبار ہے۔ بیٹے تونگر ہو گئے اور والدین پہ افلاس کی کیفیت طاری ہوگئی، ایسی صورت میں یہ نہیں ہوسکتا کہ بیٹا کہے کہ میں اپنے والدین کو زکوٰۃ دے دوں۔

اس لیے کہ ایک شخص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے آ کر کہا، اللہ کے رسول میں جو کماتا ہوں، میرے والدین مجھ سے لے لیتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ((اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ.)) [1] تو کیا کہتا ہے، تو بھی اپنے باپ کی ملکیت ہے، تیرا مال بھی تیرے باپ کی ملکیت ہے۔ اس لیے اس بات کو پیش نگاہ رکھنا چاہیے کہ انسان صحیح معنوں میں اللہ کی بارگاہ میں تبھی سرخرو ہو سکتا ہے کہ اللہ کی طرف سے عائد کردہ تمام حقوق کی نگہداشت کرے، ان کی پابندی کرے اور جن رشتوں کا اللہ تعالیٰ نے خیال رکھنے کا حکم دیا ہے، ان کا صحیح معنوں میں خیال رکھے۔

زکوٰۃ کے سلسلے میں، میں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ تمام رشتے جن کی نگہداشت، جن کی پرورش و پرداخت زکوٰۃ دینے والے کے ذمہ ہو، ان پر زکوٰۃ نہیں لگ سکتی۔ مثال کے طور پر میں نے عرض کیا کہ باپ اپنی چھوٹی اولاد پر زکوٰۃ خرچ نہیں کر سکتا اور بچے اپنے والدین پہ زکوٰۃ خرچ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح خاوند اپنی بیوی پر زکوٰۃ میں سے کچھ خرچ نہیں کر سکتا، اس لیے کہ بیوی کی نگہداشت، اس کی پرورش اور اس کے تمام معاملات اور اس کی کفالت شوہر کے ذمے ہے، اور اس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے تمام قسم کے حقوق کی نگہداشت کرے۔ اس کی کفالت کرے۔ اس لیے خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

اس کے برعکس اگر صورت یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کچھ ایسے رشتے دار ہیں جو اس سے قریبی تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کی پرورش انسان کے ذمے نہیں ہے، ایسی صورت میں انسان کو حق حاصل ہے کہ ان رشتے داروں کو زکوٰۃ میں سے کچھ دے دے، بلکہ افضل اور بہتر یہ ہے اور زیادہ ثواب کی بات یہ ہے کہ اپنی زکوٰۃ کا ان لوگوں سے آغاز کرے جو اس سے خونی تعلق رکھتے ہیں۔ نیک اور دیانتدار ہیں اور اس کے رشتہ دار ہیں اور اس پر ان کی کفالت لازم اور واجب بھی نہیں ہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی الرجل یاکل من مال ولده، حدیث: ٣٥٣٢۔ سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب ما للرجل من مال ولده، حدیث: ٢٢٩٢۔ مسند احمد (٢/٢٠٤)۔ عن عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہما.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثال کے طور پر بھائی ہے، اس کی شادی شدہ بہن ہے۔ غریب، مفلس اور قلاش ہو گئی ہے۔ ان کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اب بھائی کی یہ ذمے داری نہیں ہے کہ وہ شادی شدہ بہن کی کفالت کرے یا اس کے بچوں کی پرورش کا انتظام کرے۔ اگر کرے تو بہت اچھا ہے، ثواب اور اجر کی بات ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑا بننے کی بات ہے، لیکن اگر نہیں کرتا تو انسان پر ذمہ داری بھی عائد نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں کیا زکوٰۃ دینے والا اپنی بہن یا اپنی بہن کے بچوں کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

اس کے لیے افضل یہ ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے مال نکال کر اپنے گھر سے زکوٰۃ کی تقسیم کا آغاز کرے۔ انسان اپنی مفلس، قلاش اور فقیر بہن اور اس کے بچوں پر اپنی زکوٰۃ خرچ کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مفلس اور قلاش ہے، اس کی بیوی تونگر ہے...... ہمارے معاشرے میں یہ واقعات کم نمودار ہوتے ہیں...... اس کا سبب یہ ہے کہ ہم میں سے دین دار شخص بھی اپنی بیٹی کو اپنی وراثت میں سے حصہ دینے پر آمادہ و تیار نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہماری عورتوں کے پاس ذاتی مال و دولت وافر نہیں ہوتا۔

لوگو! اس بات کو ذہن میں رکھو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس آدمی کا چہرہ دیکھنا گوارا نہ کرے گا جس نے اپنے بیٹوں کی خاطر اپنی بیٹیوں کو وراثت سے محروم کر دیا ہو۔ حضرت محمد ﷺ پہ خدا نے جو قرآن اتارا اور آپ کے ذریعے اہل کائنات کو جو شریعت عطا کی، اس شریعت میں باپ کے مال سے بیٹی کا حصہ اسی طرح مقرر کیا گیا ہے جس طرح بیٹے کے حصے کو مقرر کیا گیا ہے۔ اگر باپ بھی اس کا مقرر کردہ حصہ ادا نہیں کرتا تو یاد رکھے کہ وہ قیامت کے دن اپنے رب کی بارگاہ میں سرخرو نہیں ہو سکتا۔

آج لوگوں نے یہ مسئلہ بنا لیا ہے کہ ہم نے بیٹی کو جہیز دے دیا، ہم نے بیٹی کی شادی کر دی۔ حرام ہے اگر کوئی شخص اپنی وراثت کے مال کو بیٹی کے جہیز سے منہا کرتا یا اس میں سے اس کو الگ کرتا ہے۔ یہ شخص قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس پر بیٹی کا حق ہو گا۔ رب کے آخری نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ شرک کے سوا ہر گناہ معاف کر دیں گے لیکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی بندے کے حق کو کسی بندے سے کسی صورت معاف نہیں کریں گے۔ اس لیے یہ بات سمجھنی چاہیے۔

میری یہ بات دھیان سے سنیں۔ میں اس بات کو دہراتا ہوں۔ یہ مسئلہ ہمارے معاشرے میں لوگوں کو بالکل معلوم نہیں ہے۔ اچھی طرح اس مسئلے کو سن لیں۔ اچھے اچھے دین دار لوگ اپنی بیٹیوں کو اپنی وراثت میں سے حصہ نہیں دیتے۔ جب شادی کا وقت آتا ہے تو اس کو قرضے اٹھا کر بڑا جہیز دیتے ہیں۔ امیر آدمی اپنے مال کا بیشتر حصہ اس کو جہیز کی شکل میں ادا کرتے ہیں۔

یاد رکھو! تم ساری دولت اپنی بیٹی کو جہیز میں دے دو لیکن جہیز میں دیا گیا مال بیٹی کو وراثت سے محروم نہیں کرتا اور یہ مال ورثے کے مال میں شمار نہیں ہو سکتا۔ ورثے کا مال اسی وقت شمار ہوتا ہے جب آدمی مر جاتا ہے اور اس کے بعد اس کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے۔ اس وقت جو مال بچے، ضروری ہے کہ وہ جس طرح بیٹوں پر تقسیم کیا جائے، اسی طرح شریعت کے مطابق بیٹیوں پر بھی تقسیم کیا جائے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیٹیوں کو اپنے ترکے کے مال سے، اپنے ورثے سے محروم کر کے جاتا ہے، قیامت کے دن اس کے گلے میں ''پٹکا'' پڑا ہوا ہوگا اور بیٹی نے تھام رکھا ہوگا اور اللہ اس حق کو کسی صورت بھی معاف نہیں کرے گا۔ یہ حق اسی طرح کا ہوگا جس طرح کہ ایک اجنبی کا اس نے قرضہ ادا کرنا ہو۔ اس لیے کسی شخص کو بھی یہ نہیں چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کو ورثے سے محروم کرے۔

آج ہمارے معاشرے میں شاید ایک فیصد آدمی ایسے ہوں گے، جو اپنے ترکے میں سے اپنی بیٹی کو بھی حصہ دیتے ہیں وگرنہ ننانوے فیصد لوگ...... جن میں دین دار لوگ بھی ہیں...... وہ اپنی بیٹیوں کو اپنے ورثے میں سے کوئی چیز ادا نہیں کرتے۔ اس لیے مسئلہ اچھی طرح یاد رکھیے کہ یہ مال جو بیٹی کو ترکے کے طور پر آتا ہے، یہ اس لڑکی کا ہوتا ہے۔ اس مال میں خاوند کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ اگر عورت فوت ہو جائے تو پھر خاوند کو ورثے کے طور پر اپنی مرحومہ بیوی کے مال میں سے چوتھا حصہ ملتا ہے وگرنہ خاوند کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ یہ عورت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مال ہوتا ہے۔

اسلام کی تاریخ کے اندر ایسی صورتیں موجود ہیں کہ خاوند مفلس اور قلاش ہے اور بیوی بڑی تونگر ہے۔ بیوی کا والد فوت ہوا تو بڑا مال چھوڑ کر گیا ہے۔ اسی طرح ایک واقعہ ایک صحابی کے بارے میں حدیث میں موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی (زینب رضی اللہ عنہا)، نبی محترم، سرور عالم، رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور اس نے آ کر عرض کیا، اللہ کے رسول میرا خاوند غریب ہے، مفلس وقلاش ہے، اس کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ میرے پاس اللہ کا دیا ہوا بہت مال ہے۔ کیا میں اپنے مال کی زکوٰۃ میں سے اپنے خاوند اور اپنے خاوند کی اولاد پر (جو میری بھی اولاد ہے) کچھ مال صرف کر سکتی ہوں؟ اس کو زکوٰۃ دے سکتی ہوں؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، ہاں، تم اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے خاوند اور اس کی اولاد پر صرف کر سکتی ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ ایک زکوٰۃ کا اجر اور ایک اپنے قریبیوں پر خرچ کرنے کا اجر۔ [1]

معنی یہ ہے کہ جس شخص کی کفالت زکوٰۃ دینے والے کے ذمے واجب نہ ہو، اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ بیوی کی کفالت خاوند کے ذمے فرض ہے لیکن خاوند کا پالنا بیوی کے لیے فرض نہیں ہے۔ اس لیے بیوی اگر مال دار ہے، تونگر ہے تو وہ اپنے خاوند کو بھی زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد کی مالی اعتبار سے پرورش کرنا بھی بیوی کے ذمے نہیں ہے۔ یہ بھی باپ کے ذمے ہے کہ وہ اپنی اولاد کی پرورش کرے۔ اگر ان کا باپ مفلس وقلاش ہے تو عورت (ماں) اپنے بچوں پر اس لحاظ سے زکوٰۃ کا مال خرچ کر سکتی ہے کہ ان بچوں کی مالی پرورش ماں کے ذمے فرض نہیں ہے۔ یہ واضح مسئلہ ہے کہ ہر اس شخص کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے جس کی پرورش زکوٰۃ دینے والے کے ذمے نہ ہو اور اس شخص کو زکوٰۃ نہیں لگتی جس کی پرورش

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب الزکاة علی الزوج والایتام فی الحجر، حدیث : ١٤٦٦۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین، حدیث : ١٠٠٠۔ عن زینب امراة عبداللہ رضی اللہ عنہما۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ دینے والے کے ذمے ہو۔ یہ ایک قائدہ کلیہ یاد رکھ لیجیے۔ اس کے علاوہ جن کو زکوٰۃ ادا کی جانی چاہیے، رب تعالیٰ نے کلام مجید میں ان کی آٹھ قسمیں بیان کی ہیں۔ دسواں پارہ ہے۔ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ﴾ [التوبة : ٦٠]

زکوٰۃ، فقیروں پہ لگتی ہے، مسکینوں پہ لگتی ہے۔ بیوگان ہیں، یتیم ہیں، وہ لوگ ہیں جو معاشرے میں گرے پڑے ہیں، وہ لوگ جو معذور ہیں، وہ لوگ جو کمانے کی صلاحیتوں سے محروم ہیں، وہ لوگ جن کے پاس نان جویں نہیں ہے، وہ لوگ جن کا گزارا تنگ ہوتا ہے، ان مقروضوں پر جن کے قرضے نے ان کو پامال کر دیا، ان پر زکوٰۃ لگ سکتی ہے، اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے زکوٰۃ لگ سکتی ہے، مسجدوں میں پڑھنے والے دین کے طالب علموں پر زکوٰۃ لگ سکتی ہے، مدرسے جو دین کی اشاعت کا کام کرتے ہیں، ان پر زکوٰۃ لگ سکتی ہے، وہ ڈسپنسریاں ہسپتال جن میں سے غریب اپنا علاج مفت کرواتے ہیں ان پہ زکوٰۃ لگ سکتی ہے لیکن یاد رکھیے ان ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں لگتی جن ڈسپنسریوں یا ہسپتالوں میں سے امیر، تونگر اور مالدار لوگ بھی اپنا علاج کرواتے ہیں یا وہ ڈسپنسریاں ہسپتال اور کلینک جو بھاری رقوم لے کر لوگوں کا علاج کرتے ہیں، ان ڈسپنسریوں، ان کلینکوں ان ہسپتالوں پر زکوٰۃ نہیں لگتی۔

کاروباری طور پر قائم کیے گئے ادارے کو زکوٰۃ نہیں لگتی۔ ایسے ادارے کو شرعاً زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ دین کے کاموں کے لیے...... دینی مسائل کی ترویج کے لیے...... دین کی ترقی کے لیے...... دین کی فلاح و بہبود کے لیے...... جتنا روپیہ زکوٰۃ کے طور پر استعمال کیا جائے، وہ افضل ہے۔ زکوٰۃ کا سب سے افضل استعمال وہ ہے جو ان قریبی رشتہ داروں پر لگایا جائے جو مفلس اور قلاش ہوں۔ اس کے بعد آج کے معاشرے میں زکوٰۃ کا سب سے افضل روپیہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو ان اداروں میں لگتا ہے جن اداروں میں اللہ کے دین خدمت ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر خالص اسلامی حکومت ہو، اس اسلامی حکومت کے عمال جو زکوۃ جمع کرتے ہیں، ان پر بھی زکوۃ لگ جاتی ہے اور ان کو بھی زکوۃ میں سے تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ یہ زکوۃ کے مصارف ہیں۔

آج کے اس دور کی حکومتیں جن میں پاکستان کی حکومت بھی شامل ہے، اس حکومت کو زکوۃ دینا شرعاً ناجائز ہے۔ اس کو زکوۃ نہیں لگتی۔ جو آدمی جان بوجھ کر قصداً اس حکومت کو زکوۃ ادا کرے گا، اس کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، لیکن اگر کسی کی جبراً کاٹ لی جاتی ہے، اللہ اس کا معاملہ معاف کرے۔ یہ حکومت جوابدہ ہوگی۔ ورنہ جو شخص جان بوجھ کر قصداً اس حکومت کو زکوۃ ادا کرتا ہے، اس کی زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔

مسئلہ سن لو اور یاد رکھنا، ہم قیامت کے دن اللہ کے ہاں بری الذمہ ہوں گے۔ ہم اپنے آپ کو مشکلات میں ڈال کر مصیبتوں میں مبتلا کر کے آپ کو دین کے احکامات سے آگاہ کرتے ہیں۔ آپ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ خطیب منبر پہ کھڑا ہو کر خطبہ دے جاتا ہے، اس کا کیا لگتا ہے۔ آپ کو معلوم نہیں اس دور میں کلمہ حق بلند کرنا اپنے آپ کو کانٹوں کی سیج پہ کھڑا کرنا ہے۔ جب سے میں نے جنرل ضیاء الحق کی حکومت کے غیر اسلامی کاموں پر تنقید شروع کی ہے، آپ اس بات کا تصور نہیں کر سکتے اس حکومت نے مجھے کتنا پریشان کیا ہے۔ سب سے پہلے میں نے اخبارات میں اس بات کا اعلان کیا کہ ضیاء الحق حکومت بے ایمان ہے، بددیانت ہے، بدطینت ہے، یہ حکومت غیر اسلامی ہے اور صرف غیر اسلامی نہیں، بلکہ یہ حکومت اس ملک میں ان فرقوں کو بڑھانا اور اوپر اٹھانا چاہتی ہے جو اسلام کے ساتھ وابستہ نہیں ہیں۔ جب سے میں نے یہ بات کہی، اس حکومت نے میرے گرد اپنا گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔

ایک دن میں گھر پہنچا تو مجھے دو لاکھ کا انکم ٹیکس کا نوٹس آیا، تیسرے دن ایک لاکھ کا اور آیا، چوتھے دن ساڑھے چھ لاکھ روپے انکم ٹیکس کا نوٹس مجھے ملا۔

سن لو اور سی آئی ڈی کے لوگو! ضیاء الحق کو یہ بات پہنچا دو، تم ہمارے جسم کے کپڑے تک اتروا لو، کعبے کے رب کی قسم، یہ بات گوارا ہے لیکن محمد ﷺ کے ساتھ بے وفائی کسی صورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گوارا نہیں ہے۔

تم زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتے ہو؟ تم سے پہلے کتنے حکمران اس ملک کی مٹی میں مل کر خاک ہو گئے۔ ان کا نام تک کوئی نہیں جانتا، لیکن وہ لوگ جنہوں نے حق کا پرچم بلند کیا، ان کا نام نہ زمین والے مٹا سکے اور نہ حکومت والے مٹا سکے۔

ان شاء اللہ ہم حق بات کا اعلان کرتے رہیں گے، تم جتنا جی چاہے ہمیں تنگ کر لو۔ لیکن یاد رکھو، رب کے بندوں کو تنگ کرنے والو! تم نے رب کی رسی کو اپنی گردنوں کے گرد تنگ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ اس دن کو بھی یاد کرو جب ہمارا رب تمہیں تنگ کرے گا۔ پھر تم اس بات کا اندازہ کرنا کہ تمہارا انجام کیا ہوتا ہے، تمہارا حشر کیا ہوتا ہے۔ اس ملک میں بھٹو نے بھی دس سال تک غریبوں، شریفوں اور مسکینوں کو تنگ کیا۔ اس دور میں بھی ہم پہ مقدمے بنے، اس دور میں بھی ہمیں جیلوں کے پیچھے پھینکا گیا، اس دور میں بھی ہم پہ قتل کے مقدمے عائد کیے گئے، لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ ہم آج بھی زندہ سلامت کھڑے ہیں اور قتل کا مقدمہ بنانے والا خود قتل ہو کر اس ملک سے گیا ہے۔ جو کسی کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اسی قسم کا سلوک مہیا کر رکھا ہے۔

حجاج بن یوسف کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے آ کر کہا، میں وہی بات کہتا ہوں جو مدینے والے نے کہی تھی۔ اس نے کہا نہیں، تجھے میرا حکم ماننا پڑے گا۔ اس نے کہا تیرا حکم نہیں مانتا۔ ماننا ہے تو عرش والے کا حکم ماننا ہے اور فرش پہ ماننا ہے تو مدینے والے کا حکم ماننا ہے۔ اس نے کہا تجھے پتہ ہے، تیرا انجام کیا ہوگا؟ اس نے جواب دیا، تو مجھ سے میرے انجام کا نہ پوچھ کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ تو مجھ سے وہی سلوک کر جس کی تو رب سے توقع رکھتا ہے کہ رب تیرا انجام اسی طرح کرے۔ تو نہیں جانتا لوگوں کے ساتھ برائی کر کے رب کے عذاب سے تو نہیں بچ سکتا۔

ہمیں چھ چھ لاکھ کا ٹیکس لگاتے ہو، ہم نے کون سی ملیں اور فیکٹریاں لگا رکھی ہیں؟ ہاں ہمارا یہ قصور ہے کہ ہم ہر دور میں حق بات کہتے رہے اور ان شاء اللہ نبی ﷺ کے اس منبر پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارا یہ وعدہ ہے، جب تک زندہ ہیں حق بات کہتے رہیں گے کہ اس حکومت کو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ یہ بد دیانت حکومت ہے۔ یہ وہ حکومت جو کہتی ہے کہ جو لکھ دے میں قادیانی مسلم ہوں، میں احمدی مسلم ہوں، وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے۔

تمہارا باپ بھی قادیانیوں کو مسلم قرار نہیں دلوا سکتا۔ اس ملک کے عوام نے اپنا خون دے کر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا ہے۔ جو محمد ﷺ کا باغی ہے، جو نبی علیہ السلام کا دشمن ہے، وہ غیر مسلم ہے۔ جو نبی علیہ السلام کی ختم نبوت کا منکر ہے وہ غیر مسلم ہے۔

حکمرانو! سن لو، تم سارے مل جاؤ، ایک طرف ہو جاؤ، تم خدا کے قانون کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ جسے رب نے کافر قرار دیا، سارے حکمران اسے مسلمان قرار دیں، وہ رب کی نگاہ میں مسلمان نہیں بن سکتا۔

کل میرے پاس شیخوپورہ سے حضرت مولانا محمد حسین صاحب تشریف لائے۔ اور دوست بھی آئے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ شیخوپورہ ایک دیہاتی علاقہ ہے، تحصیلوں میں لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ لوگوں نے عشر سے بچنے کے لیے شیعہ ہونے کے ڈیکلریشن بھرے ہوئے ہیں۔

حکمرانو! قیامت کے دن جب محمد عربی ﷺ حوض کوثر پہ بیٹھے ہوئے ہوں گے اور آپ کے ساتھ داہنے ہاتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں گے، بائیں ہاتھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہوں گے اور وہ تم سے پوچھیں گے کہ تم نے ہمیں گالیاں دلوائیں اور ہمیں کافر کہلوا کر ان لوگوں کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا۔ لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ اہل سنت کا مسلک چھوڑیں اور شیعہ ہونے کا ڈیکلریشن بھریں۔ نبی کے صحابہ کی محبت کو ترک کریں، نبی علیہ السلام کے ساتھیوں کی دشمنی کو اختیار کریں۔ بتلاؤ تم خدا کی بارگاہ میں نبی علیہ السلام اور ان کے صحابہ کے سامنے خدا کو کیا جواب دو گے؟

اس ملک میں لوگوں کی بدنصیبی کی انتہا ہے، اس ملک میں آغا خان آتا ہے، وہ آغا خان جو قرآن کو قرآن نہیں مانتا...... جو رسول کو رسول نہیں مانتا...... جو نبی کی شریعت کو شریعت نہیں مانتا...... جو نماز کو نہیں مانتا...... جو زکوٰۃ کو نہیں مانتا...... جو حج کو نہیں مانتا...... جو روزوں کو نہیں مانتا...... تم اس کا استقبال کرنے جاتے ہو اور اس ملک میں محمد ﷺ کے جو پروانے ہیں، تم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو جیلوں میں بھجواتے ہو، قیامت کے دن ان شاء اللہ تمہارا حشر انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کا تم استقبال کرتے ہو۔

اس بات کو یاد رکھو، کہ تم نے کس کے ساتھ اپنا حشر کروانا ہے۔ آج تلک اس ملک کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ بھٹو جیسا شخص بھی یہاں حکمران رہا ہے لیکن اس نے آغا خان کے استقبال کے لیے ملک کے وقار کو مجروح نہیں کیا۔ تم ملک کے صدر ہو، تم مسلمانوں کے پریزیڈنٹ ہو، اس ملک کے پچانوے فی صد لوگ مسلمان ہیں، تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ ایک غیر مسلم اقلیت کے سربراہ کے استقبال کے لیے پورے ملک کی عزت کو داؤ پر لگا دو۔ ہر تیسرے دن آغا خان آجاتا ہے اور ہمارے حکمران اس کے استقبال کے لیے ہوائی اڈے پر چلے جاتے ہیں۔ اس کی کوئی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

وہ سادہ لوح جو ابھی تک یہ سمجھتے ہیں کہ ملک کے یہ حکمران نیک لوگ ہیں، تم ان کے مقاصد کو سمجھو...... تم ان کے خیالات کو جانو...... تم ان کی نیتوں پر نگاہ ڈالو...... اسلام کو جس قدر اس حکمران ٹولے نے نقصان پہنچایا ہے، پاکستان کی پینتیس سالہ تاریخ میں کسی حکمران نے اتنا نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ [1] یہ اسلام کے نام پر غیر اسلامی نظریات کو فروغ دے رہے ہیں، اسلام کے نام پر غیر مسلموں کو اٹھا رہے ہیں، لوگوں نے ۱۹۷۳ء میں جانیں دے کر ختم نبوت کا مسئلہ منوایا اور یہ آرام سے کرسیوں پہ بیٹھ کر ختم نبوت کے مسئلے کو پامال کر رہے ہیں۔

وہ لوگ حقائق سے مکمل طور پر بے خبر ہیں، جو کہتے ہیں کہ ضیاء الحق کی حکومت اسلام کی علمبردار حکومت ہے۔ ماضی میں کسی شخص نے اسلام کا نام لے کر اسلام کی اتنی بیخ کنی نہیں کی ہے جتنی ضیاء الحق کے دور میں اسلام کی بیخ کنی ہوئی ہے۔ لوگوں کو اجتماعی طور پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ لوگ شیعہ ہو جائیں، مرزائی ہو جائیں۔ لوگوں کو اس بات پر دھکیلا جا رہا ہے کہ تم اسلام سے انکار کر دو، تمہارے لیے سہولتیں ہی سہولتیں ہیں۔ اسلام لوگوں کے سامنے "ہوّا" بنا

---

[1] یہ ۱۹۸۲ء کی بات ہے۔ آج 2012ء ہے۔ حالات جوں کے توں ہیں بلکہ پہلے سے دگرگوں ہیں۔ حکمرانوں کی عیاشیاں اسی طرح ہیں۔ لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ ایک سے بڑھ کر ایک لٹیرا پاکستان کا حکمران بن رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر پیش کیا جا رہا ہے اور غیرِ اسلام لوگوں کے سامنے حلوہ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف بے ضمیر ملا...... قیامت کے دن ان شاء اللہ تمہارے گریبان بھی محمد ﷺ کے سامنے چاک ہوں گے۔ تم نے اپنے منبر سے بے وفائی کی، تم نے اپنے آپ سے بے وفائی کی، تم نے نبی ﷺ کے مصلےٰ سے بے وفائی کی۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے، میرا دل خون کے آنسو روتا ہے، جب میں سنتا ہوں۔

جاؤ! کسی میں اتنی جرأت ہے...... یہ بزدلوں کی حکومت ہے...... کسی میں جرأت نہیں کہ سامنے آ کر بات کرے۔ قید کرنا، مارشل لاء کے ضابطے لگانا، لوگوں پر انکم ٹیکس لگانا...... تم بھٹو سے کون سے بہتر ہو؟ بھٹو بھی یہی کام کرتا تھا، تم بھی یہی کام کرتے ہو۔ بھٹو تم سے اس لحاظ سے بہتر تھا کہ وہ جو کام کرتا تھا کفر کے نام پہ کرتا تھا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ بے ایمان ہے۔ تم اس لحاظ سے بدتر ہو کہ تم اپنے آپ کو بھی بدنام کرتے ہو اور محمد ﷺ کے لائے ہوئے اسلام کو بھی بدنام کرتے ہو۔ تم اسلام کے نام پر بے ایمانی کرتے ہو۔ بھٹو بھی یہی کرتا تھا کہ

حق کہنے والوں کا گلا گھونٹتا تھا۔

حق کہنے والوں کو پابۂ زنجیر بناتا تھا۔

حق کہنے والوں پر جھوٹے مقدمات قائم کرتا تھا۔

حق کہنے والوں پر ٹیکس لگاتا تھا۔

تم بھی یہی کرتے ہو۔ حق کہنے والوں پر پابندی...... حق کہنے والوں پہ چھ چھ لاکھ کے انکم ٹیکس...... حق کہنے والوں پر قدغنیں، حق کہنے والوں کا ناطقہ بند...... یاد رکھو ناطقہ صرف اس کا بند ہوتا ہے جس کا عرش والا ناطقہ بند کرتا ہے۔ باقی کسی کا ناطقہ بند نہیں ہو سکتا۔ تمہاری بھول ہے کہ تم کچھ کر سکتے ہو۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے، ہمارا یہ ایمان ہے:

لا اله الا هو يحي ويميت،

نفع نقصان کے سارے اختیارات میرے رب نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اور کسی کے پاس کچھ نہیں ہے۔ نہ ہم تمہیں رزاق سمجھتے ہیں، نہ ہم تمہیں نافع سمجھتے ہیں، نہ ہم تمہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضار سمجھتے ہیں، نہ نقصان پہنچانے والا، نہ نفع دینے والا۔ ہمیں نفع دینے والا بھی اللہ اور ہمیں نقصان پہنچانے والا بھی اللہ۔ تم اگر کرتے ہو تو اپنے لیے برا بیجتے ہو، ہمارا کیا بگڑتا ہے۔ وہی کام جو ذوالفقار علی بھٹو سوشلزم کے نام پہ اس ملک میں کرتا رہا ہے، وہی یہ حکمران طبقہ اسلام کے نام پہ ملک میں کر رہا ہے۔

یاد رکھو! اگر ذوالفقار علی بھٹو اپنی پوری ذہانتوں کے ساتھ، اپنی پوری قوتوں کے ساتھ، اپنی پوری فطانتوں کے ساتھ اور عوام کے ایک بڑے طبقے کی حمایت کے باوجود اس ملک کے اقتدار پہ قابض نہیں رہ سکا تو تمہاری حیثیت کیا ہے؟ تمہارے ساتھ تو ملک کا ایک فی صد حصہ بھی نہیں ہے۔ اندر بیٹھ کر خوش ہو جانا یا صحافیوں سے اپنے حق میں مدح سرائی کرا لینا اور قصیدے لکھوا لینا اور بات ہے، اگر اپنے اوپر اعتماد ہے تو موچی دروازے میں آؤ۔ لوگوں کو بھی اجازت دو کہ تمہارے خلاف چارج شیٹ لے کر آئیں۔ پھر دیکھو کہ عوام کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ فیصلہ تمہارے حق میں جاتا ہے یا تمہارے خلاف جاتا ہے۔ کرسی پہ بیٹھنے والا ہر شخص اپنے آپ کو ارسطو کا باپ اور افلاطون سے بڑا عقلمند سمجھتا ہے، لیکن عقل کا پتہ اس وقت چلتا ہے، جب کرسی کھسک جاتی ہے۔ پھر پتہ چلتا ہے کتنی عقل تھی، کتنا فکر تھا، کتنی ذہانت تھی۔ وہی ہتھکنڈے، وہی مار دھاڑ، وہی بد نظمی ہے اور آج اس ملک میں یہ حالت ہے، وہ پرچے جو حکومت کے خایہ بوس پرچے ہیں، ان پرچوں میں لکھا ہے کہ آج امن وامان کی صورت حال ابتر ہے۔ آج کراچی سے لے کر لاہور تک رات کے وقت شاہراہ اعظم پر سفر کرتے ہوئے کوئی بھی اپنے آپ کو خطرے سے محفوظ تصور نہیں کرتا۔ کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں ڈاکے نہیں پڑتے۔ وہ لاہور جس میں ڈی آئی جی رہتا ہے...... جس میں چار ایس پی رہتے ہیں...... جس میں آئی جی رہتا ہے...... جس میں ہوم سیکرٹری رہتا ہے...... جس میں چیف سیکرٹری رہتا ہے...... جس میں گورنر رہتا ہے...... اس لاہور میں ہر روز ڈاکے پڑتے ہیں، تمہاری غیرت کبھی نہیں جاگتی۔ تم کس بات کی حکمرانی کرتے ہو؟ قسم ہے رب کعبہ کی، اگر کسی محلّہ کے چوکیدار کے ہوتے ہوئے محلے میں دو مرتبہ چوری ہو جائے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ اس کو ماہانہ تنخواہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں تو کس بات کا چوکیدار ہے، دو دفعہ تو محلّہ میں چوری ہوگئی، تجھ کو پیسے کس بات کے دیں۔

تمہیں حیاء نہیں آتی، تمہاری موجودگی میں ہر روز لاہور میں ڈاکے پڑتے ہیں...... لوگوں کی جانیں لوٹی جاتی...... لوگوں کے مال لوٹے جاتے...... بہنوں کی عصمتیں اور بیٹیوں کی آبروئیں لوٹی جاتی ہیں۔ تم کس بات کے حکمران ہو؟ تم یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ تم آج نشے میں غرق ہو لیکن تمہیں پتہ نہیں ہے کہ!

﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾ [البروج: ١٢]

''تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔''

جب میرے رب کی پکڑ آتی ہے تو سارے نشے ہرن ہو جاتے ہیں۔ پھر کوئی نشہ باقی نہیں رہتا۔ کوئی آج ان لوگوں کو سمجھائے، حق کی بات سنو۔

سی آئی ڈی والو! تم اپنی بے جان عبارتیں لکھ کر ان کو بھجواتے ہو۔ آؤ ہم سے ٹیپ لے جاؤ اور ان کو سنواؤ کہ لوگ ان کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ ہم بزدل اور منافق نہیں ہیں، اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے اندر بیٹھ کر کبھی کوئی بات نہیں کی۔ جب بھی بات کی ہے ڈنکے کی چوٹ پہ کی ہے، اور نبی ﷺ کے منبر و محراب پر کھڑے ہو کر کی ہے۔ چھپ کر نہیں کرتے۔ تم نا اہل ہو، تم حکومت کے اہل نہیں ہو۔ تم حکومت کا حق نہیں رکھتے۔ عوام تم سے نفرت کرتے ہیں، ہم برسر منبر کہتے ہیں کہ تم اس ملک میں اسلام کا نام لے کر اسلام کو بدنام کر رہے ہو۔ اس لیے ہم تم سے نفرت کرتے ہیں۔ اس ملک کے باسی تم سے نفرت کرتے ہیں۔

مسلمانو! یاد رکھو، اس حکومت کو زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اگر کسی نے جان بوجھ کر اس حکومت کو زکوٰۃ ادا کی تو اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ اگر کسی کی جبراً کٹ جائے تو ان شاء اللہ وہ زکوٰۃ اس حکومت کی گردن پر ہوگی۔ قیامت کے دن اس کا حساب ان سے لیا جائے گا، لیکن اگر کوئی اپنی خوشی سے، اپنی رضامندی سے زکوٰۃ دیتا ہے تو اس کی زکوٰۃ نہیں لگتی ہے۔

کل میں نے شادمان بینک منیجروں سے پوچھا، کیا حال ہے؟ کہنے لگے حال کیا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن کے روپے غیر سودی تھے انہوں نے روپے نکلوا لیے، جن کے سود میں ملوث تھے وہ نہیں نکلوا سکے، کیونکہ پانچ پانچ، چھ چھ سالہ سود کی جو مختلف صورتیں ہیں، اس میں روپیہ لگایا ہوا ہے، انہوں نے کئی ٹرم بنائی ہے!

تین سال کے لیے دو تو دس گنا سود ہے۔

چھ سال کے لیے دو تو بیس فی صد سود ہے۔

دس سال کے لیے دو تو چالیس فی صد سود ہے۔

اب وہ بد بخت جنہوں نے اپنا روپیہ سودی اور اس قسم میں لگایا ہوا ہے، وہ روپیہ نہیں نکلوا سکتے۔ بینک کے مینجر کہنے لگے جن کا غیر سودی پاک روپیہ تھا، انہوں نے بینکوں سے روپیہ نکلوا لیا ہے، جن کا پلید روپیہ تھا وہ نہیں نکلوا سکتے، سودی روپیہ پلید ہے۔

اسلام کے ٹھیکیدارو! تم نے محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین کے ایک حق زکوٰۃ کو بھی پلید کر دیا ہے۔ سود سے زکوٰۃ لیتے ہو۔ کوئی مسلمان رضا مندی سے پاک روپے سے تمہیں زکوٰۃ دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ جو پلید روپیہ ہے وہ نکل نہیں سکتا۔ اس کے لیے لوگوں نے یہ کیا کہ اب یہ پلید ہے تو اس کا کیا کریں!

کچھ نے یہ ڈکلریشن بھر دیئے کہ ہم قادیانی ہیں۔

کچھ نے یہ ڈکلریشن بھر دیئے کہ ہم شیعہ ہیں۔

تم نے یہ کیا ظلم کیا ہے؟ میرے نبی نے فرمایا تھا، علی اگر تیری وجہ سے ایک آدمی راہ راست پر آ جائے تو تیرے لیے دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔ [1] اور میں کہتا ہوں، حکمرانوں! تمھاری وجہ سے ایک آدمی گمراہ ہو گیا تو ان شاء اللہ تمھیں عذاب کے لیے کافی ہے۔ ایک آدمی......؟ نہیں یہاں ہزاروں ڈکلریشن بھر رہے ہیں۔ اگر کوئی سوچ سمجھ کر شیعہ ہو جائے تو ہمیں کیا تکلیف ہے، جو اس کا جی چاہے ہو جائے، اس کی مرضی۔ ہدایت کا راستہ

[1] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، حدیث: ۴۲۱۰۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث: ۲۴۰۶۔ عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبردستی تو نہیں دکھایا جاسکتا۔ لیکن تم نے قوم کو مجبور کیا ہے کہ عشر اور زکوۃ کے لیے ڈکلریشن بھر دیں کہ ہم قادیانی ہیں، ہم ...... ہیں۔ خدا کا خوف کرو، ابھی وقت ہے، باز آ جاؤ، پلٹ آؤ، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو، اس آرڈیننس کو منسوخ کر دو، وگرنہ یاد رکھو!

﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ [الانعام: ۱۵۸] ❶

پھر وہ دن آئے گا جب رب کی بارگاہ میں توبہ قابل قبول نہیں ہوگی۔ پھر آدمی کہے گا اللہ! مجھے معاف کردے لیکن اس کو معافی نہیں ملے گی ؎

اب پچھتائے کیا ہو جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

❶ کسی شخص کو اس کا ایمان لانا ہرگز نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلافِ امت اور دعوتِ اہل حدیث

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

[النساء: ٥٩]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

حضرات! اصل تقریر تو مولانا حبیب الرحمٰن صاحب یزدانی اور حضرت مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری کی ہوگی، میں تو صرف حاضری کی خاطر آ گیا ہوں۔ میں اختصار کے ساتھ دو چار چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ اِس وقت دنیا میں انتشار، افتراق، تباہی، بربادی، بدامنی اور بے اطمینانی کا سبب کیا ہے؟ پھر اِس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ اِس بے اطمینانی اور فساد و انتشار کو ختم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اِس لیے کہ کسی قوم میں بھی انتشار اور افتراق تباہی کی علامت، اتفاق اور اتحاد، یکجہتی اُن کی ترقی کی وجہ اور سبب ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں چاہے اِس بستی کی بات ہو، چاہے اِس علاقے کی، چاہے اِس ضلعے کی، چاہے صوبے کی، چاہے ملک کی، یا چاہے دُنیا کے کسی اور ملک کی، بنیادی طور پر اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اتحاد کے اُس مرکز کو چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ اختلاف اور افتراق سے بچ سکتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے کلامِ مجید میں اِس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ لوگو تم اُن دِنوں کو یاد کرو جب تم آپس میں جدا جدا تھے، ایک دوسرے کے دشمن تھے، ایک دوسرے کے گلے کاٹنے کے لیے تیاریاں کیا کرتے تھے، پھر اللہ رب العزت نے تمھارے اندر ایک نبی مبعوث کیا اور اُس نے تمھیں جہنم کے گڑھوں سے بچا کر اتفاق اور اتحاد کے یک راہے پر کھڑا کر دیا۔

﴿وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ [آل عمران: ۱۰۳] ❶

تمھاری دشمنیاں دوستی میں بدل گئیں اور اللہ رب العزت نے تمھیں دنیا میں بالا و بلند کر دیا۔ اب ہم اِس چیز کو پیشِ نظر رکھ کر سوچیں کہ آج ہم اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ دُنیا بھر میں کسی ایک مسلمان ملک کی کوئی قدر و قیمت نہیں اور نہ ہی اُس کی کوئی حیثیت و اہمیت ہے۔ سبب یہی ہے کہ تمام ملکوں میں مسلمان آپس میں بٹے ہوئے ہیں۔ آپس میں گروہوں میں تقسیم ہیں، آپس میں تفرقے کا شکار ہیں، آپس میں انتشار میں گرفتار ہیں جس کی وجہ سے امت اُس طرح ترقی نہیں کر سکی جس طرح کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

---

❶ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ پھر اس نے تم کو اس سے بچایا۔ اس طرح تمہارے لیے اپنے احکام بیان کرتا رہے گا تا کہ تم راہ پاؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے زمانہ مبارک میں یا آپ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں اُمت نے ترقی کی تھی۔ آج جب ہم اِس بات کو جانچتے، سمجھتے، مانتے اور تسلیم کرتے ہیں کہ آج اُمت مسلمہ زوال پذیر ہے، مسلمان انحطاط اور پستی کا شکار ہیں، تو کیا اِس پستی اور انحطاط کا کوئی علاج ہے یا نہیں ہے؟ اِس بنیاد پر جب ہم یہ بات سمجھتے اور تسلیم کرتے ہیں کہ ہم انحطاط اور پستی کا شکار ہیں اور اِس کا علاج صرف ایک طریقے سے ہوسکتا ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ مسلمان آپس میں متحد اور متفق ہو جائیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتحاد کا نام تو بڑا اچھا ہے، لیکن کیا عملاً اتحاد ہو بھی سکتا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ اِس دُنیا میں اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے لوگ متفق اور متحد ہو جائیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص صحیح معنوں میں مسلمان ہو جائے تو اُس کے لیے کسی مسئلے پر بھی اتفاق اور اتحاد کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔

بنیادی بات یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو حقیقی طور پر مسلمان کر لے، پھر اتفاق اور اتحاد نہ صرف یہ کہ مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے۔ کیوں؟ اِس لیے آسان ہے کہ ہمارے پاس اتحاد کی ایک مثال موجود ہے۔ عام لوگ کہتے ہیں کام وہی مشکل ہوتا ہے جس کی مثال کوئی نہ ہو۔ جو پہلے کسی نے نہ کیا ہو۔ پتہ نہیں کہ اِس کو کس طرح کرنا ہے۔

اگر کسی نے کھیت میں پہلے ٹریکٹر چلایا ہے تو اُس کو دیکھ کر دوسرا آدمی بھی چلا سکتا ہے۔ ❶

اگر کسی نے بستی میں پہلے ٹیوب ویل لگایا ہے تو اُس ٹیوب ویل کو دیکھ کر دوسرا آدمی بھی ٹیوب ویل لگا سکتا ہے۔

اگر پہلے کسی نے بجلی لگوائی ہے تو اُس کو دیکھ کر دوسرا آدمی بھی بجلی لگوا سکتا ہے۔

لیکن اُس کو ضرور مشکل پیش آتی ہے جس نے پہلی دفعہ کوئی کام کرنا ہو۔ پتہ نہیں ٹریکٹر

❶ فیروز وٹواں شیخو پورہ شہر کے نواح میں فیصل آباد روڈ پر واقع ایک دیہاتی بستی ہے۔ لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ یہ مثال انہیں سمجھانے کے لیے نہایت عمدہ تھی۔ اس لیے حضرت علامہ شہید نے سامعین کی ذہنی سطح کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مثالیں بیان کیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کس طرح چلانا ہے، زمین کی کاشت کس طرح کرنی ہے، فصل کی کٹائی کس طرح کرنی ہے، لیکن جب ایک مثال موجود ہو تو پھر کام دشوار نہیں ہوتا۔

ہمارے پاس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی مثال موجود ہے کہ اُن کے درمیان اختلاف پیدا ہوا لیکن بعد میں وہ اختلاف دُور ہو گیا۔ اُس اختلاف نے اتفاق اور اتحاد کی رسم ڈالی۔ نبی علیہ السلام کی اُمت کو طریقہ بتلا دیا کہ اختلاف کیسے ختم ہو سکتا ہے اور اتحاد کیسے ہو سکتا ہے۔ اُس اتحاد کا طریقہ بھی عرش والے نے اپنے کلام پاک میں بیان کر دیا۔ فرمایا:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾

لوگو، اگر کسی مسئلے میں تمھارے درمیان اختلاف ہو جائے تو اُس اختلاف کو ختم کرو۔ اللہ اختلاف کیسے ختم کریں؟ فرمایا اپنے اختلاف کو قرآن پر پیش کرو، نبی علیہ السلام کے فرمان پر پیش کرو۔ جس کا ساتھ قرآن دے، جس کا ساتھ نبی علیہ السلام کا فرمان دے، اُس کی بات مانی جائے۔ جس کا ساتھ قرآن و حدیث نہ دیں، اُس کی بات ترک کر دی جائے۔ ربّ العالمین نے اپنے کلام مجید میں اہل ایمان کو اپنے تنازعات کے حل کا یہ طریقہ بتلایا۔

نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا۔ وہ اختلاف یہ تھا کہ کیا حضور علیہ السلام فوت ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے؟ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شدت غم سے یہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو یہ کہے، نبی علیہ السلام فوت ہو گئے، میں اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ اِتنا بڑا آدمی، تلوار بے نیام کی ہوئی۔ اب کس کی جرأت ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ٹوکنے کی جرأت کرے یا اُس کے سامنے مخالفت کا اظہار کرے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی وفات کا علم ہوا تو آپ فوراً گھر سے تشریف لائے۔ نبی علیہ السلام کے حجرۂ مبارکہ میں چلے گئے، چادر مبارک اُٹھائی۔ آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا۔ آپ کی پیشانی اقدس پر بوسہ دیا۔ پھر مسجد میں تشریف لائے، منبر پر چڑھے اور لوگوں سے خطاب کیا!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((من کان منکم یعبُدُ مُحمدًا فان محمدً قد مات ومن کان منکم یعبُد اللّٰہ فان اللّٰہ حُی لایموت))

لوگو! جو نبی کا پرستار ہے، محمد ﷺ کا پوجنے والا ہے، وہ سمجھ لے کہ محمد علیہ السلام فوت ہو گئے اور جو اللہ کا پوجنے والا ہے، وہ سمجھ لے کہ اللہ حیی ہے، وہ کبھی نہیں مرے گا۔

یہ فرمایا اور بعد میں قرآن پاک کی آیت کی تلاوت کی!

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ۱٤٤] ❶

سن لو! محمد ﷺ اللہ کے اسی طرح کے رسول ہیں جس طرح پہلے رسول ہوئے، ان پر بھی موت آئی اور میرے محمد ﷺ پر بھی موت آئے گی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قرآنِ حکیم کی آیت سنی تو اپنی تلوار میان میں ڈال لی۔ اور جہاں کھڑے تھے، وہیں بیٹھ گئے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ کہنے لگے صدیق، تو نے قرآن کی آیت پڑھ کر مسئلے کو واضح کر دیا ہے۔ ❷

فیروز وٹواں کے لوگو! تم پرانے اہل حدیث ہو۔ بات یاد رکھنا۔ سن لو، مسئلے میں اختلاف ہو سکتا ہے اور اختلاف دو قسم کے ہوتے ہیں۔ کچھ اختلاف بدنیتی کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور کچھ اختلاف نیک نیتی کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ وہ اختلافات جو نیک نیتی کی بنیاد پر ہوں، ان اختلافات کا خاتمہ مشکل نہیں ہوتا، لیکن وہ اختلافات جو بدنیتی کی بنیاد پر ہوں وہ

---

❶ اور محمد (ﷺ) اللہ کے صرف رسول ہیں۔ ان سے پہلے کئی رسول ہو گزرے ہیں۔ کیا اگر وہ مر گئے یا قتل (شہید) کر دیے گئے تو تم دین سے پھر جاؤ گے؟ جو کوئی دین سے پھرے گا، وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا اور اللہ تعالیٰ نے شکر گزاروں کو بدلہ دینا ہے۔

❷ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حدیث: ٤٤٥٢ـ ٤٤٥٤ـ عن عائشة و ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔

نیک نیتی کی بنیاد پر اختلاف کون سا ہوتا ہے؟ نیک نیتی کی بنیاد پر اختلاف وہ ہوتا ہے کہ آدمی کو قرآن و حدیث کا مسئلہ سمجھنے میں غلطی لگ گئی ہو۔ ایک آدمی کی رائے یہ ہو اور دوسرے آدمی کی رائے یہ ہو۔ یہ اختلاف نیک نیتی کی بنیاد پر ہے۔ سمجھنے والا یہ سمجھے کہ میں جو کام کر رہا ہوں، یہ قرآن حدیث کے مطابق ہے۔ دوسرا کہے کہ تم جو کام کر رہے ہو، یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اب اگر اختلاف کی بنیاد نیک ہے، اپنی ذاتی غرض اور خواہش نہیں، اپنا ذاتی وقار اور اقتدار نہیں، اپنی ذاتی کرسی اور عزت نہیں تو یہ اختلاف ختم ہو جائے گا۔ کس طرح ختم ہوگا، اُسی طرح جس طرح کہ رب نے اپنے قرآن میں بیان کیا ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ [النساء: ۵۹]

اللہ کے قرآن کی طرف آؤ، نبی کے فرمان کی طرف آؤ۔

جو قرآن وحدیث کہے، اُس کو مان لو، جس سے قرآن وحدیث روکے، اُس سے رُک جاؤ۔ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ آج پاکستان کے اندر اختلاف کیا ہے؟

اختلاف یہ ہے کہ رفع الیدین کرنی چاہیے یا نہیں کرنی چاہیے۔

اختلاف یہ ہے کہ آمین اونچی کہنی چاہیے یا نہیں کہنی چاہیے۔

اختلاف یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں پڑھنی چاہیے۔

اختلاف یہ ہے کہ ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں یا نہیں باندھنے چاہئیں۔

اختلاف یہ ہے کہ نبی علیہ السلام حاضر ناظر ہیں یا نہیں ہیں۔

اختلاف یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نور ہیں یا بشر ہیں۔

اختلاف یہ ہے کہ اللہ کے نبی علیہ السلام کو غیب کا علم ہے یا نہیں ہے۔

اختلاف یہ ہے کہ نبی علیہ السلام فوت ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے۔

اختلاف یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے پاس کائنات کے اختیار ہیں یا نہیں۔

اختلاف یہ ہے کہ اولیائے کرام، اصحاب عظام اور بزرگانِ دین مرنے کے بعد دنیا میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے۔

ہمارے چھوٹے بڑے، اصولی اور فروعی یہی اختلافات ہیں ناں جن کے لیے ہم لڑتے رہتے ہیں؟

اگر آدمی کی نیت نیک ہو تو سارے اختلافات ایک دن میں ختم ہو سکتے ہیں۔ دوسرے دن کے سورج کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ایمان ہے، چاہے آدمی بریلوی ہو یا دیوبندی۔

ایک اور اختلاف بھی ہے اور وہ اختلاف یہ ہے کہ کیا حضور علیہ السلام کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں یا نہیں ہیں؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں۔ مذہبی اختلاف تو یہی ہیں۔ اِن سارے اختلافات کو ایک دن میں حل کیا جا سکتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنی چودھراہٹ کی بات نہ کرے، کوئی آدمی اپنی ذاتی نمود اور نمائش کی بات نہ کرے، کوئی آدمی اپنی ذاتی وجاہت کی بات نہ کرے۔ کوئی آدمی یہ نہ کہے کہ میں نے تو نہیں ماننا۔ کوا چاہے کالا ہی ہے، میں نے کہنا سفید ہے۔ اُس کی نیت ٹھیک نہیں۔ لیکن اگر آدمی کی نیت نیک ہے، آدمی کا عقیدہ یہ ہو کہ یہ جو نماز پڑھتے ہیں، یہ جو روزہ رکھتے ہیں، یہ جو حج کرتے ہیں، یہ جو زکوٰۃ دیتے ہیں، یہ جو مسجد میں آتے ہیں، یہ جو وعظ سنتے ہیں، یہ جو صدقہ و خیرات کرتے ہیں، یہ صرف اللہ کے لیے کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ رب راضی ہو جائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر آدمی کی نیت یہ ہو تو پھر مسئلہ سمجھنے میں ایک منٹ کی دیر نہیں لگتی۔ اُس کو سمجھنا چاہیے کہ نماز اللہ کے لیے پڑھتا ہوں۔ پھر سوچے گا کہ جب اللہ کے لیے پڑھتا ہوں تو اُس طرح پڑھنی چاہیے جس طرح اللہ کو قبول ہو۔ آدمی جب یہ سمجھے، روزہ رب کے لیے رکھتا ہوں تو اُس طرح رکھے گا جس طرح رب کو منظور ہو۔ آدمی سوچے کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں۔ اِس لیے نہیں دیتا کہ لوگ واہ واہ کریں، اِس لیے دیتا ہوں کہ اللہ راضی ہو جائے، پھر اُس طریقے پر دے گا جس طریقے پر واقعی اللہ راضی ہو۔ پھر اختلاف کیسے رہے گا؟

میری بات سمجھئے! ہندوستان اور پاکستان کے اندر لوگوں میں جماعت بندیاں اور گروہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندیاں تھیں۔ لوگ کہتے تھے، ہم اِس گروہ میں ہیں دوسرے کی بات نہیں مانیں گے۔ ایک کہتا تھا ہماری جماعت یہ ہے، چاہے ہم جہنم میں چلے جائیں، دوسرے کی بات نہیں مانیں گے۔ تیسرا کہتا تھا اپنا بیڑا غرق ہو جاتا ہے تو ہو جائے، دوسرے کی بات نہیں مانیں گے۔ اِس طرح کا ماحول جس طرح کہ گنواروں، جنگلیوں اور اُجڈ لوگوں کا ماحول ہوتا ہے کہ بھائی تیرے کھیت کو پانی نہیں لگنے دینا، چاہے اپنا سارا ہی جل جائے۔ تیری مخالفت کرنی ہے چاہے اپنا بیڑا غرق ہو جائے۔ تیری بات نہیں سننی، چاہے اپنا ستیاناس ہو جائے۔ یہ اس خطے کے باشندوں کا ذہن تھا۔

اللہ کے فضل و کرم سے اِس ملک میں کتاب و سنت کی روشنی آئی، توحید و سنت کے فدائی آئے، اہلحدیث نے اِس برصغیر میں لوگوں کو ایک نئی آواز سے آشنا کیا اور وہ آواز یہ تھی، لوگو، کوئی جماعت نہیں، کوئی گروہ نہیں، کوئی دھڑا نہیں!

اگر کوئی جماعت ہے تو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی جماعت ہے۔

اگر کوئی گروہ ہے تو صرف مدینے والے کا گروہ ہے۔

اگر کوئی دھڑا ہے تو صرف مدینے والے کا دھڑا ہے۔

اپنی چوہدراہٹوں اور دوکانداریوں کو چھوڑو، اِن سے تعلقات توڑو، اور رب کی رضا چاہو۔ اگر چاہو کہ نماز رب کو قبول ہو جائے تو اُس طرح نماز پڑھو جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہے کہ نبی علیہ السلام نے خود فرمایا ہے:

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي.)) [1]

لوگو، نماز اُس طرح پڑھو جس طرح میں نے پڑھی ہے۔ یہاں بات ختم کر دی......؟ نہیں۔ اِس کے آگے فرمایا، میں نے نماز اُس طرح پڑھی جس طرح جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سکھلائی بس......؟ نہیں پھر اِس سے بھی آگے فرمایا، کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اُس طرح نماز سکھلائی جس طرح عرش والے نے اُسے نماز کا طریقہ بتلایا تھا۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافرین اذا کانوا جماعة، حدیث : ٦٣١۔ عن مالك بن الحويرث رضي الله عنه..

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم ساری کائنات کے لوگوں سے کہتے ہیں، اہلحدیث کی دعوت انتشار اور افتراق کی دعوت نہیں ہے، بلکہ یہ اتحاد اور اتفاق کی دعوت ہے کہ لوگو اپنی اپنی گروہ بندیوں اور جماعت بندیوں کو چھوڑو۔ ایک اللہ کے دین کی طرف آؤ، اللہ کے قرآن کی طرف آؤ، نبی علیہ السلام کے فرمان کی طرف آؤ۔

دیکھو! نبی پاک علیہ السلام نے نماز پڑھی۔ ہاتھ سینے پر رکھے یا نیچے رکھے؟ حدیث پاک میں آیا ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے دائیں ہاتھ کے جوڑ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھتے اور پھر اپنے سینے پر رکھتے،❶ آپ گٹ پر گٹ رکھ کر دیکھ لیں، سینے کے نیچے رکھا ہی نہیں جاتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا تم سینے پر ہاتھ اس لیے نہیں باندھتے کہ اہلحدیث باندھتے ہیں؟ ہم اپنی بڑائی نہیں چاہتے، ہم کہتے ہیں، تم اِس وجہ سے ہاتھ سینے پر نہ رکھو کہ اہلحدیث رکھتے ہیں۔ اِس وجہ سے رکھو کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے رکھے ہیں یا بتلاؤ کہ نبی علیہ السلام نے نماز کے دوران اپنے ہاتھ ناف کے نیچے رکھے ہیں۔

آمین اِس لیے کہو کہ امامِ کائنات ﷺ نے فرمایا ہے، جب امام ولا الضالین کہتا ہے، مقتدی آمین کہتے ہیں، جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی، اللہ نے اُس کی ساری زندگی کے گناہوں کو معاف فرمادیا۔❷ یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ ہمارے کسی امام کا نہیں۔ اور آمین کے متعلق حدیث کی کتابوں میں اسّی (۸۰) احادیث موجود ہیں۔

حدیث پاک میں آیا ہے جب نبی پاک ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں نماز پڑھتے ہوئے آمین کہتے تھے تو ساری مسجد گونج جایا کرتی تھی۔ تم بتلادو، کہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ آمین کہتے ہوئے نیچی آواز ہو تو ہم مان لیتے ہیں۔

---

❶ صحيح ابن خزيمة (٤٧٩)۔ السنن الكبرىٰ للبيهقى (٣٠/٢) عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ۔

❷ صحيح البخاری، کتاب الاذان، باب جهر المأموم بالتأمين، حديث : ٧٨٢۔ صحيح مسلم، کتاب الصلاة، باب التسمع والتحميد والتأمين، حديث : ٤١٦٧٦۔ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رفع الیدین وہ منفرد مسئلہ ہے جس کی احادیث اُن دس صحابہ نے روایت کی ہیں جن دس کے نام لے کر اللہ کے رسول ﷺ نے اُن کو جنتی قرار دیا ہے۔ حضرت صدیق، حضرت فاروق، حضرت ذوالنورین، حضرت علی، حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم اِن دس کے دس نے روایت کیا، ہم نے نبی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی، نبی علیہ السلام رکوع جاتے ہوئے بھی رفع الیدین کرتے تھے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ ❶

تم بتلا دو کہ انہوں نے روایت نہیں کی۔ جو روایتیں کتب احادیث میں ہیں، وہ غلط ہیں۔ بخاری کی رفع الیدین والی حدیث غلط ہے، مسلم کی حدیث ضعیف ہے، دیگر کتب کی احادیثِ رفع الیدین موضوعات میں شمار ہوتی ہیں۔ ثابت کرو ہم مان لیتے ہیں۔ اس میں لڑائی جھگڑے والی تو کوئی بات ہی نہیں۔

تم بتلادو کہ نور بشر کا کیا مسئلہ ہے۔ کہیں قرآن وحدیث میں آیا ہے کہ حضور بشر نہیں تھے؟ قرآنِ حکیم میں تو یہ آیا ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ﴾ [الکھف : ۱۱۰] ❷

اے میرے نبی لوگوں سے کہہ دو کہ میں تمھاری طرح بشر ہوں، مجھ میں اور تم میں فرق یہ ہے کہ مجھ پر اللہ کی وحی آتی ہے، تم پر نہیں آتی۔

پھر یہ دیکھو! نبی پاک ﷺ عبداللہ کے گھر پیدا ہوئے، آمنہ کی گود میں جنم لیا، عبدالمطلب کے پوتے بنے، ابو طالب کے بھتیجے کہلائے، ابولہب آپ کا چچا بنا، فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آپ باپ بنے، حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے نانا ہوئے، علی وعثمان رضی اللہ عنہما آپ کے داماد قرار پائے، صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کے آپ داماد ٹھہرے۔ یہ سارے رشتے نور کے ہوتے ہیں یا بشر کے؟

کبھی سنا ہے کہ جبرائیل کا بھی کوئی بیٹا ہے؟

❶ السنن الکبریٰ للبیهقی (۷۵/۲)۔ مختصر الخلافیات للبیهقی (۸۷۲/۲)۔ نصب الرایة للزیلعی (۴۱۷/۱)۔

❷ تو کہہ بے شک میں تو تمہاری طرح ایک آدمی ہوں۔ میری طرف وحی پہنچتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبھی سنا ہے کہ میکائیل کا بھی کوئی بیٹا ہے؟
کبھی سنا ہے کہ اسرافیل کا بھی کوئی داماد ہے؟
کبھی سنا ہے کہ اُس کا بھی کوئی باپ ہے؟
کبھی سنا ہے کہ اُس کا بھی کوئی پوتا، نواسہ ہے؟
یہ سارے رشتے کس بات کی علامت ہیں؟

سیدھی سی بات ہے۔ تم کہتے ہو کہ حضور علیہ السلام کو غیب کا علم تھا۔ ہم کہتے ہیں اگر تھا تو ہمیں ماننے سے کیا انکار ہے۔ قرآن کہتا ہے!

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ﴾ [الانعام: ٥٠] (1)

اے میرے نبی! کہہ دو کہ مجھے غیب کا علم نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں، قرآن کہتا ہے نبی کو غیب کا علم نہیں ہے۔ مولوی کہتا ہے، غیب کا علم ہے۔
قرآن سچا کہ مولوی سچا؟
بات تو سیدھی ہے۔

نبی علیہ السلام کے پاس منافق آئے۔ کہنے لگے، ہم اور ہماری بستی اسلام لانا چاہتی ہے۔ آپ ہمارے پاس قاری اور حافظ بھیجیں جو ہمیں قرآن سکھائیں۔ نبی علیہ السلام نے اُن کے ساتھ ستر قاری بھیجے۔ اُنھوں نے جا کر اُن سب کو شہید کر دیا۔ حضور علیہ السلام ایک مہینہ تک قاریوں کو شہید کرنے والوں کے خلاف بددعا کرتے رہے۔ (2) میں کہتا ہوں اگر حضور علیہ السلام کو علم غیب تھا تو اپنے قاریوں کو پہلے بھیجا کیوں؟ موٹی بات ہے، عقل میں آنے والی بات ہے کہ اگر حضور علم غیب جانتے تھے تو ان قاریوں کو بھیجنے کی ضرورت کیا تھی؟

---

(1) تو کہہ کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ ہی میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

(2) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الرجيع ورعل......، حديث: ٤٠٨٨ـ ٤٠٩٢ـ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، حديث: ٦٧٧/١٤٧ـ عن انس رضي الله عنه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منافقوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اپنے میکے چلی گئی۔ منافق بکواس کرتے رہے۔ منافق ہر دور میں ہوتے ہیں جو پاکباز لوگوں کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے اور اُن کی کردار کشی کرتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں اِن بدبخت منافقوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ رب نے قرآنِ کریم میں اٹھارہ آیتیں نازل کیں: ❶

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [النور: ١١] ❷

اگر حضور علیہ السلام کو پتہ تھا کہ بات جھوٹی ہے تو اپنی بیوی کو میکے بھیجنے کی ضرورت کیا تھی اور اتنے دن خود پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی؟

وحی کا سلسلہ رُک گیا۔ کئی دن تک وحی نہ اُتری۔ حضور علیہ السلام پریشان ہو گئے، یہاں تک کہ کافروں نے کہنا شروع کیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا آپ پر ناراض ہو گیا ہے۔ کوئی جواب نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔ آسمان سے آیت نازل ہوئی:

﴿وَالضُّحَىٰ ○ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ﴾ ❸ [الضحى: ١، ٢] ❹

حضور علیہ السلام کو علم غیب تھا تو پہلے ہی کہہ دیتے کہ فلاں دن وحی آئے گی۔

---

❶ صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب حديث الافك، حديث: ٤١٤١۔ صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في حديث الافك، حديث: ٢٧٧٠۔ عن عائشة رضي الله عنها.

❷ جن لوگوں نے بہتان اُٹھایا ہے، کچھ شک نہیں کہ وہ تم میں سے ہیں۔ تو اس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں اچھا ہے۔ ان میں سے جس جس نے جتنا جتنا گناہ کیا ہے، وہ اس کو ملے گا اور ان میں سے جس شخص نے اس کا بڑا حصہ لیا ہے، اس کو تو بہت بڑا عذاب پہنچے گا۔

❸ صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة (والضحى)، حديث: ٤٩٥٠، ٤٩٥١۔ صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب ما لقي النبي ﷺ من اذى المشركين، حديث: ١٧٩٧۔ عن جندب بن سفيان رضي الله عنه.

❹ قسم ہے ضحیٰ کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے اصحاب کہف کے بارے سوال کیا، حضور علیہ السلام نے فرمایا، کل بتاؤں گا۔ وحی نہیں آئی، کئی دن گزر گئے، جواب نہیں دیا گیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی!

﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ﴾

[الكهف: ۲۱ تا ۲٤] ❶

اے نبی کبھی یہ نہ کہو کہ کل بتاؤں گا، یہ کہو اُس وقت بتاؤں گا جب رب چاہے گا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا تو یہ بات کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ کل بتاؤں گا، اسی وقت کیوں نہ بتا دیا؟

پھر کہتے ہیں حاضر ناظر، ہم کہتے ہیں قرآن سے پوچھو۔ جو قرآن کہتا ہے، مان لو۔ اگر قرآن حاضر ناظر کہتا ہے تو ہمیں ماننے میں رکاوٹ کیسی؟ قرآن کہتا ہے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى﴾ [الاسراء: ۱] ❷

آسمانوں کا رب پاک ہے جو تجھ کو مکے سے بیت المقدس لے گیا۔ اگر حضور علیہ السلام حاضر ناظر ہیں تو گئے کہاں سے؟ آئے کہاں سے؟ اگر حضور علیہ السلام حاضر ناظر تھے تو رب کو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی!

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾

اگر حضور علیہ السلام حاضر ناظر تھے تو پھر ہجرت کا قصہ کیا ہوا؟ ہجرت تو اُس نے کی جو ایک دن مکے میں تھا، پھر دوسرے دن غار میں تھا، تین دن غار میں رہا، پھر چوتھے دن سفر میں تھا، پھر کچھ دِنوں کے بعد وہ مدینے پہنچا۔ اگر حضور علیہ السلام حاضر ناظر تھے تو پھر ہجرت کہاں ہوئی؟ ......غارِ ثور کہاں گئی...... مدینہ کہاں گیا...... حاضر ناظر کا تو مطلب ہے کہ آدمی ہر جگہ ہمہ وقت موجود ہو، اگر ہمہ وقت موجود تھے تو پھر اِس بات کے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر اِس بات کا

---

❶ اور نہ کہا کر کہ میں یہ بات کل ضرور کروں گا لیکن جو اللہ چاہے۔

❷ پاک ہے جس نے اپنے بندے کو راتوں رات کعبہ شریف سے بیت المقدس تک سیر کرائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا معنی ہے کہ ہجرت کی رات نبی علیہ السلام کے بستر پر علی تھے اور بستر والا خود ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی گود میں تھا۔ اِس بات کے کہنے کی کیا ضرورت تھی...... کیونکہ وہ مکے میں بھی تھا، غار میں بھی تھا، راستے میں تھا۔ مدینے میں بھی تھا۔ وہ تو ہر جگہ تھا۔ حاضر ناظر کا مطلب تو پھر یہ ہوا۔

موٹے موٹے مسئلے ہیں۔ اِن میں کوئی اختلاف کی بات نہیں۔ اگر کوئی اختلاف ہے تو قرآن سے پوچھو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے پوچھو...... اختلاف حل ہو جائے گا۔

یہ کہتا ہے کہ خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کا نہیں، بلکہ علی رضی اللہ عنہ کا حق تھی۔ ہم کہتے ہیں ناراض کیوں ہوتے ہو؟ مان لیتے ہیں کہ علی کا ہی حق ہوگی لیکن ایک بار قرآن سے تو پوچھو، کس کا حق ہے۔ نبی علیہ السلام نے اپنی زندگی میں فاروق، ذوالنورین، علی المرتضیٰ، عباس، امین اُمت، فاتح ایران اور سیف اللہ خالد کو اپنے مصلیٰ پر کھڑا نہیں کیا، بلکہ اپنی زندگی میں اپنے مصلیٰ پر کھڑا کیا تو اپنے صدیق کو کھڑا کیا۔ جب آپ کی اپنی بیویوں نے کہا، حضور کسی اور کو کہیے، کھڑا ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

((یابی اللہ والمومنون الا ابابکر.)) [1]

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ تو واضح ہے، اگر ایمان ہو، دین داری ہو، نیت نیک ہو، اگر اختلاف کی بنیاد ذاتی چوہدراہٹ اور نمود و نمائش نہ ہو تو مسئلہ دو منٹ میں حل ہو جاتا ہے۔ آپ اپنے گھروں، اپنی بستیوں اور دیہات میں دیکھ لیں، ہمیشہ وہ لڑائی ختم نہیں ہوتی جس میں ذات کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اگر اُس میں ذاتی غرض نہ ہو تو لڑائی ختم ہو جاتی ہے۔ چار بھلے مانس بندے آتے ہیں، کہتے ہیں یار، تم اِس بات کو چھوڑ دو، یہ اِس بات کو چھوڑ دے، مسئلہ حل ہو جائے گا، لیکن جہاں غرض ذاتی ہو وہاں مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

اہلحدیث کہتے ہیں کہ ساری کائنات کے لوگو، یہ بتلاؤ، دین کے معاملے میں تمھاری

---

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث : ۲۳۸۷۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لڑائی ذاتی ہے یا نیک نیتی پر ہے؟ اگر تو لڑائی ذاتی ہے، پھر کبھی اتفاق نہیں ہوسکتا۔ پھر تو دو اہلحدیث لڑ پڑیں، اُن کے درمیان اتفاق نہیں ہوسکتا، دوسروں کی کیا بات ہے۔ اگر لڑائی دین اسلام، ایمان اور نیک نیتی کی ہے تو پھر اختلاف باقی نہیں رہنا چاہیے۔ کیسے باقی نہ رہے؟ باقی اِس طرح نہ رہے کہ قرآن کے پاس آؤ، نبی علیہ السلام کے فرمان کے پاس آؤ۔ جو قرآن کہے وہ مان لو، جو نبی علیہ السلام کا فرمان کہے وہ مان لو۔ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ قرآنِ حکیم اپنے متعلق کہتا ہے:

﴿لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾

[النساء: ۸۲] [1]

اگر قرآن رب کی بات نہ ہوتی، کسی بندے کی بات ہوتی تو اِس میں آپس میں بہت تضاد ہوتا، ایک بات کا سرا اِس طرف، دوسری کا اِس طرف۔

بہت زیادہ اختلاف ہوتا۔

اور نبی علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ [النجم: ۳، ۴] [2]

نبی علیہ السلام اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے۔ وہی کہتے ہیں جو عرش والا کہتا ہے۔

اب عرش والے کی بات میں تو اختلاف نہیں ہوسکتا۔

معلوم ہوتا ہے دین میں کوئی اختلاف نہیں، دین کے دکانداروں نے اختلاف پیدا کیا ہے۔ اہل حدیث اللہ کی توفیق سے ساری دنیا والوں کو دعوت دیتے ہیں کہ آؤ ہمارے ساتھ اتحاد کرلو، اور اتحاد کا طریقہ وہی ہے جو رب نے قرآن میں بیان کیا ہے!

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

[النساء: ۵۹]

---

[1] اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں کئی طرح کا اختلاف پاتے۔

[2] اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے نہیں بولتے۔ وہ اللہ کی طرف سے وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کا مسئلہ قرآن وحدیث کے مطابق ہو اسے اپنالو، جس کا خلاف ہو اُسے چھوڑ دو۔ ہم دعوے کے ساتھ ڈنکے کی چوٹ پہ کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی بندہ آئے اور اہلحدیث کا ایک مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف دکھائے ہم صبح ہونے سے پہلے اُس مسئلے کو چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔ وگرنہ ہم تمھیں بتلاتے ہیں کہ تمھارا سارا مسلک قرآن وحدیث کے خلاف ہے، تم کیوں نہیں چھوڑتے۔ ہماری ضد کی وجہ سے اپنی عاقبت کیوں برباد کرتے ہو؟

یہ تو بالکل وہی بات ہوئی کہ میں نے اِس طرح نہیں کرنا، کیونکہ گاؤں کے لوہار کہتے ہیں اِس طرح کرو۔ جو وہ کہتے ہیں، ہم جاٹوں نے اُس کی خلاف ورزی کرنی ہے۔ بندہ کہنے لگا لوہار کہتے ہیں، پانچ نمازیں پڑھنی چاہئیں، وہ کہنے لگا ہم چھ پڑھیں گے یا چار پڑھیں گے۔ یہ دین لوہاروں کا نہیں، یہ دین ترکھانوں کا نہیں کہ گھر سے ٹھک ٹھاک کر لے آئیں، یہ دین جاٹوں کا نہیں، یہ دین ارائیوں کا نہیں، یہ دین شیخوں، مغلوں اور پٹھانوں کا نہیں۔ یہ عرش والے کا دین ہے اور اِس سلسلے میں کسی تعصب کی کوئی بات کرنا جائز نہیں۔ آدمی بات وہی کرے جو رب نے کہی ہے، رب کے رسول نے کہی ہے۔ اگر کسی بات پر مدینے والے کی مہر نہیں لگی ہوئی، کہنے والا کتنا بڑا کیوں نہ ہو، اُس کی بات ماننا شرعاً جائز نہیں ہے۔

((مَنْ احدَثَ فِي اَمْرِنا هٰذا مَالَيسَ منه فهوَ رَدٌّ.)) [1]

"جس بات پر ہماری مہر نہیں ہے، وہ بات مردود ہے۔"

میں مثال دیا کرتا ہوں کہ ایک آدمی بڑا خوبصورت، چمک دار، قیمتی اور اعلیٰ کاغذ لے کر آئے اور اُس پر اعلیٰ چھپائی کروائے۔ بڑے شاندار رنگ لگوائے، بڑے خوبصورت انداز سے اُس کو کٹوائے، اور پھر اُسے بازار میں سبزی والے کے پاس لے کر آجائے۔ کہے یہ اِتنا بڑا خوبصورت نوٹ لے لو اور مجھے چار سیر سبزی دے دو۔ وہ کہے گا کہ یہ پاگل ہے یا جعل ساز ہے، کیونکہ قیمت خوبصورتی، بدصورتی کی نہیں، قیمت حکومت کی مہر کی ہے۔ اگر اِس پر حکومت

[1] صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور، حدیث: ۲۶۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة، حدیث: ۱۷۱۸۔ عن عائشة رضی اللہ عنہا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی مہر نہیں ہے تو یہ سکہ مارکیٹ میں نہیں چل سکتا۔ بالکل یہی مثال دین کی ہے کہ دین کے نام پر کی جانے والی چیز چاہے کتنی خوبصورت ہو، آمنہ کے لال علیہ السلام کی مہر نہ ہو، دین میں وہ سکہ نہیں چل سکتا۔

مسئلہ تو بالکل سیدھا سادہ ہے۔ دین کے بارے میں جو بات کرنی ہے اُس پر مدینے والے کی مہر دکھاؤ، اٰمنّا و صدّقنا۔ اگر مہر نہیں ہے تو اِس دین کے سکے کا چلانے والا جعل ساز ہے، فراڈیا ہے یا پاگل ہے۔ دو ہی باتیں ہیں۔

اگر کوئی بندہ فاروق آباد منڈی چوہڑکانہ کے اشتہار جتنا ایک نوٹ چھاپ کر لے آئے اور کہے کہ دیکھو جناب اِتنے چھوٹے سے نوٹ کی دس سیر سبزی دیتے ہو، اِتنے بڑے نوٹ کی ایک سیر سبزی دے دو۔ یہ بھی تو کاغذ ہے، اِس پر بھی چھپائی ہوئی ہے۔ وہ کہے گا یہ پاگل ہے تو پاگل خانے جائے اور اگر جعل ساز ہے تو جیل خانے جائے۔ اختلاف اپنی جگہ لیکن بازار میں سکہ وہی چلے گا جس پر حکومت کی مہر لگی ہوئی ہے۔

مولوی کہتے ہیں دیکھو جی وہابیوں کا دماغ خراب ہے۔ ایک دفعہ میں ایک سفر میں گاڑی پر سوار تھا کہ ایک مولوی مجھے مل گیا۔ کہنے لگا، تم خود تو ختم کھاتے نہیں، ہمارے کھانے سے تمھارے پیٹ میں درد کیوں اُٹھتا ہے؟ کھاتے ہم ہیں تکلیف تمھیں ہوتی ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم ہے، تم اگر ختم چھوڑ کر سانپ بھی کھا جاؤ تب بھی ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کھاؤ، اِتنا کھاؤ کہ کھا کھا کر تم اوندھے ہو جاؤ، اِس کی ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ ہمیں تکلیف یہ ہے کہ جب کھاتے ہو تو اِس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو فروخت نہ کرو۔

کہتا ہے دیکھو جی، چاول پاک، اُس کے اندر چینی پاک، اُس کے نیچے آگ پاک، اُس کے اندر پھیرا جانے والا چمچہ پاک، اُس کے اندر ڈالا جانے والا گھی پاک، پکنے کے بعد جن پلیٹوں میں ڈالا جاتا ہے وہ پاک، لیکن جب کھانے لگتے ہیں تو وہابی کہتا ہے پلید ہو گیا ہے۔ کوئی عقل کی بات ہے؟

میں کہتا ہوں یہ بتلاؤ، بکرا پاک ہے یا ناپاک ہے؟ اُس کا گوشت حلال اور طیب ہے؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے، ((سید الطعام لحم.)) [1] اللہ تعالیٰ نے سارے کھانوں کا سردار گوشت کو بنایا ہے۔ مسلمانوں کو یہی حدیث یاد ہے اور حدیث بھی ضعیف جو ثابت ہی نہیں۔ باقی کوئی یاد نہیں ہے۔ اب اگر اُس بکرے کو، بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھنے کی بجائے جھٹکا کر دو، اب کیوں ناپاک ہو گیا ہے؟ یا یوں کہو کہ تمھاری فقہ کے مطابق قرآن پاک، پڑھنا برکت، نماز پاک، پڑھنی برکت۔ اگر کوئی آدمی قیام کی بجائے رکوع میں قرآنِ کریم پڑھنا شروع کر دے، کیا اُس نے گناہ کیا ہے؟ تمھارے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے رکوع میں جا کر قل ھو اللہ احد پڑھ لیا تو اُس کی نماز ٹوٹ جائے گی، کیسے ٹوٹ جائے گی؟ اس نے کیا پڑھ لیا ہے کہ اس کی نماز ٹوٹ جائے گی؟ قرآن ہی تو پڑھا ہے۔

اور سنو! اگر کوئی آدمی بچھڑا ذبح کرتا ہے، بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے تبت یدا ابی لھب وتب...... قرآن کی پوری سورت پڑھ دیتا ہے، بتلاؤ وہ پاک ہے یا ناپاک؟ حلال ہے یا حرام؟ اُس نے قرآن ہی پڑھا ہے اور کیا پڑھا ہے؟ ہمیں یہی کہتے ہو ناں! کہ قرآن ہی پڑھا ہے، کوئی گرنتھ تو نہیں پڑھی۔ اب کیوں ناپاک ہو گیا ہے؟ اِن لیے ناپاک ہو گیا ہے کہ اِس کو ذبح اُس طریقے پر کیا ہے جس طریقے پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نہیں لگی ہوئی۔ اِسی لیے ہم کہتے ہیں، یہ سب کچھ پاک لیکن تم نے اِس پر وہ کچھ کیا جو مدینے والے نے نہیں کیا۔ مدینے والے کا کام کرو تو پاک، مدینے والے کی مخالفت کرو تو ناپاک۔ مسئلہ تو اتنا ہی ہے۔

آج ساری کائنات کو اہلحدیث کی دعوت صرف یہ ہے کہ لوگو آؤ، ہم اتحاد اور اتفاق کے لیے تیار ہیں، لیکن اتحاد اور اتفاق اُنھی بنیادوں پر ہوگا جن بنیادوں کو رب نے اپنے قرآن میں بیان کیا:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾

رب کے قرآن کی طرف آؤ، نبی علیہ السلام کے فرمان کی طرف آؤ، اختلاف ختم ہو جائے

---

[1] مسند الفردوس للدیلمی (۳۸۰۸)۔ التاریخ للحاکم کما فی کنز العمال (٤١٠٥٤)۔ عن صهیب رضی اللہ عنہ وهو ضعیف.

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا۔ بدنیتی پر مبنی اختلاف کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور نیک نیتی پر مبنی اختلاف کبھی باقی نہیں رہ سکتا۔ یہی اہلحدیث کی دعوت اور یہی اہلحدیث کا مسلک ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے کوئی اِس مسلک کو جتنا جی چاہے برا کہے، یہ نہیں کہہ سکتا کہ اِن کا ایک مسئلہ بھی خانہ ساز اور گھڑا ہوا ہے، بلکہ یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ اہلحدیث وہی کہتے ہیں جو عرش والا کہتا ہے اور اہلحدیث وہی کہتے ہیں جو مدینے والا کہتا ہے۔ (ﷺ)

دوستو! آج ساری کائنات کو ہماری یہی دعوت ہے کہ اگر چاہو کہ دنیا میں سر بلند ہو ..... اگر چاہو کہ دنیا میں تمھاری عزت ہو..... اگر چاہو کہ دنیا میں تمھاری آبرو ہو..... تو اُس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ طریقہ اتفاق و اتحاد کا طریقہ ہے اور اتفاق و اتحاد کا بھی ایک ہی طریقہ ہے اور وہ طریقہ ہے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے کا۔ باقی کسی صورت بھی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ ہماری یہ بات بھی سن لو، ہم تمام اختلافات

چاہے وہ مسلکوں کی بنیاد پر ہوں۔
چاہے وہ جماعتوں کی بنیاد پر ہوں۔
چاہے وہ دھڑوں کی بنیاد پر ہوں۔
چاہے وہ گروہوں کی بنیاد پر ہوں۔
چاہے وہ ذاتی بنیاد پر ہوں۔

میں اِحسان الٰہی ظہیر آپ کی اِس بستی میں کھلے دل کے ساتھ اعلان کرتا ہوں، کوئی ماں کا لال آئے، کوئی اختلاف لائے لیکن ساتھ رب کا قرآن لائے یا محمد ﷺ کا فرمان لائے، ہم صبح اُس سے اختلاف دُور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ہم نہ کسی کی چوہدراہٹ سے ڈرنے والے، نہ کسی کی بڑائی کا خوف کھانے والے، نہ کسی کی ممبری سے مرعوب ہونے والے اور نہ کسی کی وردی سے دہشت زدہ ہونے والے کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ

کیا عشق نے سمجھا ہے کیا حسن نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پچاس ہزار سال کا دن اور اس کے لیے ہماری تیاری

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

خطبہ مسنونہ کے بعد

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

حضرات اس سرد موسم میں جبکہ جلسوں کے ایام ختم ہو چکے ہیں، ایسے وقت میں رات گئے لوگوں کا آنا اور جم کے بیٹھنا کافی دشوار ہوتا ہے۔ اس لیے جلسے کے لیے کوئی اچھا موسم منتخب کیا جانا چاہیے۔ لیکن ان جوان ساتھیوں کا اصرار تھا اور ان کے اصرار پر میں انکار نہ کر سکا۔ آج اس عظیم الشان جلسے میں آپ حضرات کی اتنی بڑی تعداد دیکھ کر مجھے اس بات سے خوشی اور مسرت ہو رہی ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی ایسے افراد کی کمی نہیں جو سخت سردی کے موسم میں رات گئے اپنے دلوں میں رحمت کائنات ﷺ کی محبت کی گرمی محسوس کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سارا سال تقریباً اسی طرح گھومتے ہوئے گزرتا ہے۔ جس شہر، جس بستی، جس گلی کوچے اور بازار میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے، میں ہر دفعہ یہ محسوس کرتا ہوں کہ زمانہ کتنی کروٹیں لے لے، رات دن کی کتنی گردشیں آ جائیں، لوگ اللہ کی اطاعت و بندگی اور رحمت کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عقیدت و محبت سے کبھی کنارہ کشی اختیار نہیں کر سکتے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ الحاد، بے راہ روی، فساد، بے حیائی کے بازار گرم ہوتے رہتے ہیں، اور شیطان اپنی قوت و طاقت سے مومنوں اور مسلمانوں کے ایمانوں پر شب خون مارتا رہتا ہے۔ ایمان ہمیشہ سے ڈاکوؤں کی یلغار کا نشانہ بنا رہا ہے۔ چور ہمیشہ وہیں نقب لگاتے ہیں جہاں دولت ہوتی ہے۔ اس کے باوجود لوگوں نے کبھی یہ نہیں کیا کہ چوروں کی یلغار کے پیش نظر دولت سے کنارہ کش ہو جائیں۔ لوگ اس کی حفاظت کا بندوبست کرتے ہیں۔ ایمان پر کتنی یلغار کیوں نہ ہو، ایمان پر کتنے ڈاکوں کی کوشش کیوں نہ کی جائے، مولوی ہر دور میں لوگوں کے ایمان کی حفاظت کے لیے ان کے دروازوں پر پہرہ دیتا رہتا ہے۔ خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ، بلند بخت ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنے پہرے داروں کی آواز پر کبھی کبھی جاگ کر اپنی آواز کو ان کی آواز میں ملا دیتے ہیں۔ جس سے ڈاکو چور دبک جاتے ہیں کہ گھر والے جاگ رہے ہیں اور جاگے ہوؤں پر نقب زنی نہیں کی جا سکتی۔

دوستو!

یہ جلسے، یہ خطاب، یہ تقریریں، یہ صرف اس مقصد کے لیے ہوتے ہیں کہ لوگوں کو ان کی دولت گراں مایہ کا احساس دلایا جائے کہ تم غریب نہیں ہو، تم فقیر نہیں ہو، تم مفلس نہیں ہو، تم قلاش نہیں ہو، تمہارے سینوں میں محمد ﷺ کی محبت موجود ہے۔ مفلس اور امیر...... آج ہی نہیں صدیوں سے ان الفاظ کے معانی بدلتے رہے۔ نبی کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے زمانے میں اپنے ساتھیوں سے پوچھا تھا۔

لوگو! تم جانتے ہو مفلس و فقیر کون ہے؟ تو نگر و امیر کون ہے؟

اللہ کے رسول یہ تو بہت سادہ سی بات ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ اس میں کون سی پیچیدگی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت یا مشکل بات ہے جو ہم سمجھ نہیں پاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر بتلاؤ امیر کون ہے اور فقیر کون؟

ذرا بات پر غور کرنا۔

کہنے والے نے جواب میں کہا: امیر وہ ہے جس کے پاس پہننے کو اچھا لباس، رہنے کے لیے اچھا مکان، کھانے کے لیے عمدہ کھانا ہو۔

((ان یشفع یشفع ان یتزوج یزوج.)) ❶

امیر وہ ہے کہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش رد نہ کی جائے۔ اگر کسی سے رشتہ مانگے تو لوگ اس کو رشتہ دینے سے انکار نہ کریں۔

یہ امیر ہے۔ آج بھی اسے ہی امیر جانا جاتا ہے اگر رشتہ مانگے اور اس امیر کا ایک بیٹا ہو، سینکڑوں لوگ اپنی بیٹیوں کا رشتہ دینے کے لیے تیار ہو جائیں۔ چاہے رسہ گیر ہی کیوں نہ ہو، کسی کے پاس سفارش کے لیے جائے، اس کی سفارش رد نہ کی جا سکے۔ تھانے دار کہتا ہے چوہدری صاحب آ گئے۔ D.C کہتا ہے خان صاحب آ گئے۔ نواب صاحب آ گئے، رانا صاحب آ گئے، شیخ صاحب آ گئے۔

کہا غریب کون؟

کہنے لگے کھانے کے لیے عمدہ نہ پہننے کے لیے اچھا، نہ سوار ہونے کے لیے سواری، نہ اس کی سفارش کوئی مانے، نہ کوئی اسے رشتہ دے۔

رحمت کائنات ﷺ نے بات سنی تو فرمایا: ساتھیو! تم نے غلط سمجھا ہے۔ جس کو امیر سمجھتے ہو، وہ امیر نہیں۔ جسے تم فقیر سمجھتے ہو، وہ فقیر نہیں۔ پوچھا آقا تو پھر فقیر کون ہے؟ فرمایا فقیر وہ ہے کہ جس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی موجود نہیں۔ قیامت کے دن

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ﴾ [الشعراء: ۸۸] ❷

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر، حدیث: ٦٤٤٧.

❷ جس دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ﴾

[عبس: ٣٤-٣٦] ❶

باپ بیٹے کو نہیں پہچانے گا، ماں بیٹے کو نہیں جانے گی، ماں جس بیٹے کے لیے رات بھر جاگا کرتی تھی، جس کے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا تھا، درد اس کے پاؤں میں ہوتا تھا تو اپنے دل میں محسوس کرتی تھی۔

ہائے!

کتنا بدبخت ہے وہ شخص کہ جس نے ماں کا سایہ دار درخت پایا اور پھر اس کی چھاؤں میں نہ بیٹھا۔ کائنات میں اس سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں۔

ہم قصے کہانیاں بیان نہیں کرتے۔ قصے کہانیاں تو وہ بیان کرے کہ جسے قرآن نہ آتا ہو، فرمان مصطفیٰ ﷺ نہ آتا ہو، اس کو ضرورت ہے۔ جس کے گھر میں جوہر ہو، جس کے گھر میں سونا ہو، چاندی ہو وہ لوگوں سے پیتل کیوں مانگے؟ ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔

آؤ!

ماں کی محبت کا کرشمہ دیکھو!

نبی رحمت، سید کونین، رسول ثقلین ﷺ کا خیمہ لگا ہوا ہے میدان بدر میں۔ آپ کے صحابہ تپتی ہوئی دوپہر میں ایک جگہ جمگھٹا کیے ہوئے ہیں۔ نبی کائنات ﷺ خیمے سے باہر نکلے۔ نگاہ پڑی ساتھیو! کیا ہے؟ بھیڑ لگائے بیٹھے ہو؟

آقا ہم نے تعجب کی بات دیکھی۔ حیرت انگیز بات۔

کیا دیکھا؟

آقا دیکھا کہ بدر کی بستی سے ایک چھوٹا سا بچہ ننگے پاؤں بھاگتا ہوا آیا۔ عرب کی دوپہر جھلساتا ہوا سورج، ریگ زار عرب نے اس بچے کے پاؤں کو جھلسا دیا۔ تپتی ہوئی ریت پر ننگے پیر لگے۔ بچے کی چیخ نکلی۔ آقا! جس چیز نے ہمیں تعجب میں ڈالا، وہ یہ تھی کہ بچے کے

❶ جس روز ہر آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں سے، اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے بھاگ جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہ سے چیخ نکلی، ایک عورت دوڑتی ہوئی باہر نکلی۔

اس نے بچے کو اٹھایا۔ ماتھا چوما، گال چومے اور آقا! پھر ہم نے دیکھا کہ بچے کے جھلسے ہوئے پیروں کے تلووں پر اس نے اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔ میرے لال تیرے پیروں کو گزند تو نہیں پہنچا؟

میرے آقا نے کیا فرمایا؟

((اتعجبون من حب ام لولدها؟))

ساتھیو!

کیا تمہیں ماں کی محبت کہ جس کا اظہار وہ اپنے بچے سے کر رہی ہے، اس پر تعجب ہو رہا ہے؟ تمہیں کیا پتہ کہ ماں کی ممتا کیا ہے؟

اور ساتھ ہی نبی ﷺ نے...... کہ وہ نبی ہدایت تھے...... صحابہ کی نگاہوں کو ماں کی محبت سے اٹھایا اور رب کے ساتھ ان کے رشتوں کو استوار کرتے ہوئے فرمایا ساتھیو!

اگر ماں کی بچے سے محبت یہ ہے کہ ماں اپنے بچے کے جھلسے ہوئے پیروں کو دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتی تو ماں کو محبت کا ایک حصہ ملا۔ رب نے محبت کے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے۔ کیا رب کبھی چاہے گا کہ اپنے بندوں کو آگ میں پھینک دے؟ [1]

کبھی تم نے سوچا ہے؟

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا بتلایا؟

تو میں کہہ رہا تھا کہ بچے کے پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے اور ماں اس کی ٹیس اپنے دل میں محسوس کرتی ہے۔ رب کہتا ہے

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝﴾

---

[1] مسند احمد (۳/۱۲۸)۔ مسند ابی یعلی (۶/۳۹۷)۔ المستدرك للحاكم (۱/۵۸)۔ عن انس رضی اللہ عنہ بمعناه۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة، حديث: ۴۲۹۷۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما باختلاف.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ماں جو بچے کے پاؤں کو ریت پر جھلستے ہوئے نہ دیکھ سکتی تھی، آج اس کا بچہ تڑپتا ہوا آئے گا، ماں! ایک نیکی دے دے اور اس آگ سے بچا لے کہ جس آگ کا ہلکا ترین عذاب یہ ہے کہ ابو طالب کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے اور آگ کے شعلے دماغ سے نکل رہے ہوں گے۔ اللہ ہمیں اس آگ سے بچا لے۔

قرآن کیا کہتا ہے؟

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ٥ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ٥ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ﴾

[عبس: ٣٤-٣٦]

ماں پلٹ کے اپنا رخ پھیر لے گی اور کہے گی جاؤ جاؤ آج اگر مجھے خیال ہے تو اپنی جان کا ہے کہ پتہ نہیں میرا کیا حشر ہوگا۔

میرے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ساتھیو!

غریب وہ ہے کہ جس کے پاس اس دن کوئی نیکی نہ ہوگی کہ جس دن ماں باپ، بہن بھائی، بیوی خاوند اپنا اپنا رخ پھر لیں گے اور کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ ❶

﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ﴾ [الشعراء: ٨٨]

اس روز مال کام آئے گا نہ اولاد۔ ایسا شخص مفلس وقلاش ہوگا۔

فرمایا اس سے زیادہ تونگر کوئی نہیں کہ کپڑے پھٹے ہوئے۔ جب تک دنیا میں رہا، جوتا پہننے کو نہ ملا، سواری کہاں سے ملے۔ اچھا کھانا کبھی نہیں ملا، سفارش کسی نے نہیں مانی، کوئی رشتہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوا۔ لیکن نیکیوں کی بہتات کا عالم یہ ہے کہ "رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم لو علی اللہ لأبرہ." ❷

---

❶ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم، حدیث: ٢٥٨١۔ عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ بمعناہ.

❷ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الضعفاء والخاملین، حدیث: ٢٦٢٢۔ صحیح ابن حبان (٦٤٨٣) عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھانے دار اس کی بات نہیں سنتا، A.C اس کی بات نہیں سنتا، D.C اس کی بات نہیں سنتا۔ پھٹے ہوئے کپڑے ہیں، خاک آلود چہرہ ہے، لیکن یہ وہ ہے کہ فرش پر اگر رب سے کوئی بات کہے تو رب عرش پر اس کی بات رد نہیں کرتا۔ یہ حقیقتاً امیر ہے، یہ تونگر ہے، یہ مالدار ہے، یہ غنی ہے۔ وہ جس کا دامن، جس کی جھولی نیکیوں سے بھری ہوئی ہے۔

یارو! معیار آج بھی وہی لیکن سمجھ لو کہ اصل تونگر کون ہے۔

تونگری کی بات آئی ہے تو کہے دیتا ہوں۔

میرے رب نے اپنے کلام مجید میں میرے آقا و مولیٰ نبی مکرم رسول معظم سرور عالم ﷺ سے فرمایا کہ:

اے میرے محبوب!

﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ﴾ [الضحى: ٨]

''ہم نے تجھے مفلس وقلاش پایا اور ہم نے تجھے تونگر کیا۔''

کیا معنی ہے تونگری کا؟

آپ ﷺ کے پاس کوٹھی تھی؟ بنگلہ تھا؟ کارخانے تھے؟ فیکٹریاں تھیں؟ زمینیں تھیں؟ جاگیریں تھیں؟ باغات تھے؟ مال تھا؟ دولت تھی؟ کیا تھا؟ جاؤ ذخیرہ حدیث کو اٹھاؤ۔ یہی ملے گا کہ اُمّ المومنین فرماتی ہیں، رب کی قسم ہے، محمد ﷺ کے گھرانے میں کبھی تسلسل کے ساتھ ایک مہینہ تک آگ نہیں جلی تھی۔ [1]

گھرانے کا عالم کیا تھا؟

وہاں کیا ہوتا تھا؟

آقا مسجد سے تشریف لاتے۔ عائشہ کیا پکایا ہے؟ آقا آج بھی چولہا نہیں جلا۔ فرمایا غم نہ کرو، ہم نے تو یونہی سرا ہے پوچھ لیا ورنہ تو ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ دوسرے دن تشریف

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابه، حدیث: ٦٤٥٨۔ صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن للمؤمن، حدیث: ٢٦/٢٩٧٢ عن عائشة رضی اللہ عنہا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لائے۔ ازواج مطہرات میں سے ایک سے پوچھا کیا پکایا ہے؟ آقا آج بھی آگ نہیں جلی۔ فرمایا آج بھی ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ تیسرے دن آئے۔ کیا پکایا ہے؟ آقا کچھ ہوتا تو پکاتے۔ گھر میں تو سوائے آپ کی ذات بابرکات کے اور رب کی رحمت کے کچھ بھی نہیں ہے۔

فرمایا پھر غم کی کیا بات ہے، جس رب نے ہمیں بھیجا ہے، اس رب کے لیے ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ ❶ ایک دن آئے۔ افطاری کا وقت تھا۔ پوچھا لاؤ کیا ہے؟ آقا ایک کھجور تھی جو بچا کے رکھی تھی۔ ایک مانگنے والی آئی۔ محمد ﷺ کے گھرانے والو! فقیر تمہارے دروازے پر آیا ہے۔ آقا اس کے ساتھ چھوٹی سی بچی کو دیکھا۔ مجھ سے برداشت نہ ہوا۔ آپ کی افطاری کے لیے رکھی ہوئی کھجور اس سائلہ کو دے دی۔ ❷ آج تو گھر میں کھجور بھی نہیں ہے۔ فرمایا پانی تو ہے؟ پانی میں اللہ نے ہر قسم کی رحمت اور شفا رکھی ہے۔ کتنے دن گزر گئے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے۔ مہینہ بھر بیت گیا اور پورے مہینے محمد ﷺ کے گھر میں آگ نہیں جلی۔ ❸

قرآن کہتا ہے:

﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ﴾

ہم نے تجھے غریب پایا، فقیر پایا، تونگری عطا کر دی۔

کیا تونگری؟

آؤ قرآن سے پوچھو، نبی ﷺ کی سیرت سے پوچھو کہ تونگری کیا ہے؟

بار بار رب فرماتا ہے کہ میں نے تجھے تونگر بنایا۔

کیا تونگر بنایا؟

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب جواز صوم النافلة بنیة من النهار، حدیث : ١١٥٤۔ عن عائشة رضي الله عنها.

❷ صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة، حدیث : ١٤١٨۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الاحسان الی البنات، حدیث : ٢٦٢٩۔ عن عائشة رضي الله عنها، ولیس فیه ذکر الافطار.

❸ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابه، حدیث : ٦٤٥٨۔ صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن للمؤمن، حدیث : ٢٦/٢٩٧٢۔ عن عائشة رضي الله عنها.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک دن مدینے سے ایک عورت، نبی ﷺ کی ایک ماننے والی، نبی ﷺ کے گھرانے میں آئی۔ بیبیو کیا ہے؟ چولہے میں آگ نہیں جلی؟ چولہے میں آگ تو کئی دن سے نہیں جلی اور تو آج پوچھ رہی ہے؟

تڑپ اٹھی۔ گھر واپس پلٹی۔ خاوند کا انتظار کیا، خاوند آیا۔ اللہ کے بندے کیا لائے ہو؟ آج تو کچھ بھی نہیں ملا۔ بکری موجود تھی، اس کے دودھ کا پیالہ لے آیا ہوں۔ کہا جاؤ ہم نے تو صبح بھی پیا، شام بھی پیا۔ محمد ﷺ کے گھرانے میں تو کئی دن سے کچھ نہیں پکا ہے۔ جاؤ دودھ کا پیالہ سرور کائنات ﷺ کے گھر دے آؤ۔

وہ عورت بھی کیا عورت تھی؟ کبھی اس زمانے کی عورتوں کے متعلق سوچتا ہوں اور اس دور کی خواتین سے ان کا موازنہ کرتا ہوں تو تعجب ہوتا ہے۔ آج ہماری حالت کیا ہے؟

اکثر شہروں میں کیفیت یہ ہے کہ مسافر مسجد میں آتا ہے، نمازیوں کو پتہ چل جاتا ہے تو وہ اس طرح کھسکتے ہیں کہ جس طرح تحریک کے دنوں میں لوگ سپاہیوں سے کھسکا کرتے ہیں۔ اگر کوئی نیک بخت بھولے بسرے دنوں کی یاد تازہ کرنے کے لیے کہنے کی غلطی کر ہی بیٹھتا ہے، بھلے مانس بیٹھو میں روٹی لے کر آتا ہوں۔ ڈرتا ہوا اب چہرہ چھپاتا ہوا، جھینپتا ہوا، شرماتا ہوا گھر جاتا ہے۔ دور سے بیوی دیکھتی ہے کہ آج کچھ شرمایا شرمایا آرہا ہے۔ کچھ گڑبڑ ہے۔ دور سے ہی ڈرا ڈرا کہتا ہے اللہ کی بندی! گھر میں کوئی روٹی ہے؟ جواب ملتا ہے پہلے زہر کھاتے رہے ہو؟

کہتا ہے اللہ کی بندی اپنے لیے نہیں بلکہ مسجد میں ایک نمازی مسافر ہے، اس کے لیے پوچھ رہا ہوں۔ فوراً چیخ اٹھتی ہے کہ صبح سے میری پسلیوں میں درد ہو رہا ہے اور تجھے مسجد کے مسافر کی پڑی ہوئی ہے۔

وہ کمبختی آتی ہے کہ بے چارہ تین تین ٹائم مسجد میں نہیں آتا۔ اکثر جگہ حال یہی ہے اور اللہ کی قسم یہ ہنسنے کی بات نہیں، رونے کی بات ہے۔ ہم ان لوگوں کے ماننے والے ہیں کہ جو اس وقت تک دستر خوان پر نہیں بیٹھا کرتے تھے جب تک کہ کوئی مہمان نہیں آتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم کہاں سے چلے اور کہاں تک پہنچے۔

کیا زمانہ تھا کہ دو مسافر ایک مسجد میں پہنچے۔ ایک سے امام پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آئے؟ مسافر ہوں۔ دوسرے سے پوچھا تم کہاں سے آئے؟ کہا مسافر ہوں۔ امام نے ایک سے کہا تم میرے گھر چلو اور سامنے بیٹھے ہوئے شخص سے کہا کہ دوسرے کو تم لے چلو۔ لے کے گیا۔ دروازے پہ دستک دی۔ بی بی مہمان آیا ہے، اس نے کہا مہمان نہ کہو۔ یہ کہو کہ رب کی رحمت آئی ہے۔

وہ کیا لوگ تھے؟

ایسے ہی ان کو یہ مقام نہیں ملا کہ

((لا تمس النار مسلما رانی اورائی من رانی.)) [1]

اولوگو!

یاد رکھو جس کی نگاہوں نے میرے رخساروں کا بوسہ لے لیا، اللہ نے اس آنکھ پر جہنم کی آگ کو حرام قرار دے دیا۔

ایسے ہی ان کو یہ مقام نہیں مل گیا۔

امام اعظم نے، قائد عوام نے ایک مہمان کو اپنے گھر جگہ دی اور ایک کو ہمارے گھر بھیجا۔

بٹھاؤ۔ بسم اللہ۔ اللہ تیرا شکر ہے کہ گھر میں مہمان آیا۔ کہنے لگا بھلی مانس بڑا شکر ادا کر رہی ہو۔ کچھ کھانے کے لیے بھی ہے؟ کہنے لگی فکر نہ کرو بہت کچھ ہے۔ کہنے لگا کیا ہے؟ کہنے لگی بچوں کے لیے روٹی رکھی ہوئی تھی۔ یہ تو کھاتے ہی رہتے ہیں۔ آج اللہ کا مہمان کھائے گا۔ بچوں کو لوری دے کر سلا دوں گی۔ پھر بچوں کو سلایا، مہمان کو بٹھایا۔ بیوی بلاتی ہے، ذرا بات سنو! پوچھا کیا بات ہے؟

---

[1] سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل من رأی النبی ﷺ وصحبه، حدیث: ٣٨٥٨۔ عن جابر رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہائے! ؎

آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

ایسے عالم میں مہمان آیا ہے کہ روٹی کم ہے اور دستور عرب ہے کہ مہمان کے ساتھ جب تک میزبان نہ بیٹھے، مہمان کھانا نہیں کھاتا۔ کہنے لگی تم ساتھ بیٹھو گے۔ مہمان بھوکا رہ جائے گا، نہیں بیٹھتے تو مہمان کھانا نہیں کھائے گا، میں چراغ درست کرنے کے بہانے بتی بجھادوں گی۔ تم ویسے ہی دستر خوان کی طرف ہاتھ بڑھاتے رہنا، مہمان سمجھے گا کہ تم بھی ساتھ شریک ہو۔ کم از کم مہمان کا پیٹ تو بھر جائے گا۔ میاں بیوی نے تدبیر کے ساتھ کھانا کھلایا۔ سازش نہ کھلانے کی نہیں ہو رہی، کھلانے کی ہو رہی ہے۔ یہاں کیا کہتے ہیں؟ ہمارا عجب حال ہے، ہمارا عجب دستور ہے کہ ہم مہمان کی آمد پر تنگی محسوس کرتے ہیں کہ پتہ نہیں، وہ ہمارے بچوں کے نوالے بھی کھا جائے گا۔

انہوں نے مہمان کو رات کو کھانا کھلایا، صبح نماز فجر کے لیے مسجد کو چلے۔ ادھر یہ چلا، ادھر عرش سے جبرائیل چلا۔

کیا کہا؟

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [الحشر: ۹] (1)

سرور کائنات ﷺ نے سلام پھیری۔ فرمایا وہ ساتھی کہاں ہے جو رات میرے مہمان

(1) اور جنہوں نے ان کے پہنچنے سے پہلے دارالایمان بنایا، جو لوگ ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں، وہ ان سے دلی محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو خدا کی طرف سے ملا ہے، اپنے دلوں میں اس کی حاجت نہیں پاتے، ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں چاہے ان کو سخت حاجت ہو اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ جائیں، وہی نجات یاب ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو گھر لے گیا تھا؟ ساتھی ڈر گیا کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو گئی ہو۔ مہمان کی مہمان نوازی میں کوئی کمی کوتاہی نہ ہو گئی ہو۔ ڈرتے ہوئے سامنے آیا۔ اللہ کے حبیب حاضر ہوں۔ فرمایا رات تو نے مہمان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

لرز گیا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اللہ کے حبیب غریب ضرور ہوں لیکن مہمان کی دل شکنی نہیں کی ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا گھبراتے کیوں ہو۔ مسکراؤ کہ تیری رات کی تدبیر پر عرش والا عرش پر مسکرا پڑا ہے۔ تو نے وہ کام کیا کہ عرش والے کو مسکراہٹ آ گئی اور اس نے وحی بھیج دی۔ [1]

آج ایسے سلیم الفطرت اور سادہ لوح افراد کو حقیر و فقیر سمجھا جاتا ہے کہ ان کے پاس دنیاوی کروفر اور جاہ و حشمت نہیں، حالانکہ یہی وہ درویش صفت لوگ ہیں کہ جو اپنے رب کو انتہائی محبوب ہیں۔ یہ حقیقی تونگر ہیں۔ یہ نبی کے غلام ہیں۔ یہ نبی کے اشارۂ ابرو پر جان قربان کرنے والے ہیں۔ یہ نبی کے فرمان کو سربلند رکھنے والے ہیں۔ یہ نبی کے ارشاد پر ہمہ وقت سر بکف رہتے ہیں۔ یہ وہ ہیں کہ بڑے سے بڑا بادشاہ بھی اس درویش کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو محمد ﷺ کا فرمان پڑھنے کے لیے مسجد آیا ہے۔

تمہیں کیا پتہ ہے کہ اس درویش کا کیا مقام ہے۔ ہماری ساری زندگی کی لڑائی ایک مقصد کے لیے اور وہ یہ ہے کہ کائنات میں ہر آدمی نیچا ہے۔ اگر کوئی اونچا ہے تو صرف وہ اونچا ہے جو نبی ﷺ کا پرچم تھامے ہوئے ہے۔ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا کہ میرے آقا نے کہا کہ درویش جس کو تم نظر حقارت سے دیکھتے ہو، یہ وہ درویش ہے کہ جس کی عزت کا عالم یہ ہے کہ مچھلیاں پانی کے پیٹ میں اور چیونٹیاں اپنے بلوں میں اس کی مغفرت کی دعا مانگتی ہیں۔ اس کا مقام دیکھ کر کائنات کا تاجدار اپنے گھر والوں کو چھوڑ کے ان کے پاس آ رہا ہے۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب قول اللہ عزوجل ﴿ ویؤثرون علی انفسھم ﴾، حدیث: ۳۷۹۸۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اکرم الضیف وفضل ایثارہ، حدیث: ۲۰۵۴۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بمعناہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی چاپ سنی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشبو سونگھی۔ میرے آقا جس راستے سے گزر جاتے تھے، راستے معطر ہو جایا کرتے تھے۔ خوشبو سونگھی، میں جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ حضور یہی پوچھیں گے کہ تو اس وقت کیوں جاگ رہا ہے۔ میں کہوں گا حضور بھوک لگی ہوئی ہے۔ پیالہ مجھ کو دیا جائے۔ کہا میں اٹھ کے بیٹھ گیا۔ اندھیرا تھا، ذرا تھوڑا سا کھنکارنے لگا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چل جائے کہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ جاگ رہا ہوں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا اٹھے اور اندھیرے میں دانت اس طرح چمکے جس طرح بدلیوں کی اوٹ سے چاند چمکتا ہے۔ کہا آقا تشریف لائے اور کون آقا؟ جس کے حسن کا یہ عالم کہ

یا صاحب الجمال یا سید البشر
من وجھك المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

وہ رخ زیبا کہ جس کے متعلق جابر نے کہا تھا ایک رات چودھویں کے چاند کی دل کشی، رعنائی اور زیبائی میں ڈوبا ہوا، میں نکلا اور صحرائے عرب میں چاند کچھ عجب بہار دکھائے۔ چلتے چلتے بے اختیار قدم مسجد نبوی کی طرف اٹھ گئے۔ چاند کی روشنی میں، چاند کے حسن کے سحر میں ڈوبا ہوا مسجد نبوی کے دروازے تک پہنچا...... کچی مسجد...... کچی چھت...... کچا صحن اور صحن مسجد میں آمنہ کا لال سرخ چادر اوڑھے بیٹھا ہوا۔ کہا نگاہ آسمان کے چاند سے پلٹی اور آمنہ کے لعل پر پڑی۔ بے اختیار ہو کے کہا:

من وجھك المنیر لقد نور القمر

آقا چاند کو بھی اگر حسن ملا ہے تو تیرے چہرۂ پر انوار سے ملا ہے۔ چاند کی اپنی کیا خوبصورتی ہے؟

رات کے اندھیرے میں باہر نکلے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آقا نے مجھے آواز دی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ...... میں نے جلدی سے کہا:

اللہ کے رسول حاضر ہوں۔ فرمایا ادھر آؤ۔ کہنے لگے دل خوشیوں سے اچھلنے لگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ دعا راستے میں اٹک گئی لیکن دعا تو عرش معلیٰ پار کر گئی تھی۔ حضور ﷺ نے بلایا۔ کہا دودھ کا پیالہ میرے ہاتھ میں دیا۔ کہنے لگے میں نے ابھی ہاتھ اٹھا کر ہونٹوں کے قریب نہیں کیا کہ نبی ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا ابو ہریرہ رک جاؤ۔ نبی کے تابع دار فرمان بردار رک گئے۔ کہ

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

[الحشر: ۷]

”اور جو کچھ رسول تم کو دیں وہ قبول کیا کرو اور جس سے روکیں اس سے رک جایا کرو۔“

نبی روکے تو فوراً رک جاؤ۔ کیسے؟

آج دعوے عشق و محبت کے، پیار کے...... نبی ﷺ فرما رہے ہیں لیکن عاشقان مصطفیٰ کے کان پہ جوں تک نہیں رینگتی اور دیکھو نبی کیا کہہ رہے ہیں...... کہتے ہیں مولوی جی نبی تو ٹھیک کہتا ہے، برادری کا کیا کریں۔ بات یہ ہے کہ نبی ﷺ سے ہمارا پیار جھوٹا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا فرمان سنا۔ رک جاؤ۔ رک گئے۔ آقا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا سب کو اٹھاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سوچا ایک سو سترہ افراد اور دودھ کا ایک پیالہ۔ کس کے حصے کیا آئے گا؟ سب کو اٹھایا گیا۔ مجھے اتنی تسلی تھی کہ دودھ پینے کی ابتداء تو میں ہی کروں گا۔ فرمایا سب اٹھ بیٹھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ تقسیم کرو۔ میں نے کہا اللہ کے رسول! پیالہ......؟ فرمایا اس کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کی برکت ہو جائے تو پیالے ختم نہیں ہوا کرتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک ساتھی کو دودھ کا پیالہ دیا۔ اس نے بھی جی بھر کے پیا۔ شاید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سوچ رہے ہوں گے کہ ختم کر کے ہی چھوڑو گے؟ کہتے ہیں جب چھوڑا تو دیکھا کہ دودھ کا پیالہ اسی طرح بھرا ہوا جس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طرح محمد کریم ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔ دوسرے کو، تیسرے کو، پھر چوتھے کو، اس طرح ایک سوستره کو دودھ پلایا۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔ فرمایا ابو ہریرہ اب تمہاری باری ہے۔ کہا میں نے ''ڈیک'' لگا کر پیا۔ پھر پیالہ واپس کیا لیکن نبی ﷺ نے فرمایا ابھی اور پیو، پھر پیا۔ میں نے تیسری مرتبہ پیا۔ فرمایا اور پیو۔ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول اب تو دودھ ناخنوں سے نکلنے لگا ہے۔ اب تو پیا ہی نہیں جاتا۔

تونگروں کے تونگر ﷺ کو دیکھو کہ جس کے لیے رب نے ارشاد فرمایا:

﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ﴾

ایک سوستره ساتھیوں کا بچا ہوا دودھ کا پیالہ خود اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔ ❶

اور ساتھیو! بات آئی ہے تو سن لو!

تم ان کے ایمان میں شبہ کرو...... تم ان کے جنتی ہونے میں شک کرو...... میری ان سے محبت یہ ہے کہ میرا ایمان ہے کہ جس نے نبی کا جوٹھا پی لیا، جہنم کی آگ اس پر بھی حرام اور جس کا جوٹھا نبی نے پی لیا، اس کے جنتی ہونے میں شبہ کون کر سکتا ہے؟

تونگر وہ نہیں ہے کہ جس کے پاس مال بہت ہے، دولت بڑی ہے۔ دولت تو میراثیوں اور چماروں کے پاس بھی بہت ہوتی ہے۔ دنیاوی جاہ وحشمت تو طوائفوں کے ہاں بھی بہت ہے۔ لیکن حقیقی مالدار وہ ہے کہ نیک اعمال کا ذخیرہ ہے، قیامت کے دن کی رسوائی سے بچ گیا۔ وہ دن جو تمہیں یاد نہیں ہے۔ وہ دن جو ہمیں یاد نہیں ہے۔ اللہ کی قسم ہے، صحیح بات کہتا ہوں، آپ کے ساتھ پیار ہے، تبھی اتنی دور سے اس سردرات میں آیا ہوں۔ آپ کو بھی مجھ سے تعلق ہے تو اپنے گھروں سے نرم وگرم بستر چھوڑ کے آئے ہیں۔ پیار کی وجہ سے کہتا ہوں۔

یارو!

تمہیں اس دن کی کوئی خبر نہیں ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ اگر تمہیں اس دن کی خبر ہوتی تو

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي ﷺ واصحابه، حديث : ٦٤٥٢۔ عن ابي هريرة رضي الله عنه باختلاف.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج ہمارا تمہارا وہ حال نہ ہوتا جو ہم بنائے بیٹھے ہیں۔ تمہیں پتہ ہے کہ وہ دن کیا ہے اور یہ زندگی کیا ہے؟ اس کی حیثیت اس دن کے مقابلے میں کیا ہے؟ ہم اس کے لیے کتنی تگ ودو کرتے ہیں؟ یہ مال، یہ دولت، یہ چودھراہٹ، یہ امیری، یہ تونگری، یہ دبدبہ، یہ عہدے، یہ سب کیا ہے؟

چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات

مجھے ایمان داری سے ایک بات تو بتلاؤ۔ آج تقریر سے ہٹ کر کچھ بات کہنے کو بھی دل چاہتا ہے۔ تمہارے شہر میں کوئی بڑا آدمی، کوئی امیر آدمی مرا ہے کہ نہیں مرا؟

بہت مرے ہیں ناں؟

سب نے مرجانا ہے، کسی نے باقی نہیں رہنا۔ میں نے بھی مرجانا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ﴾ [الزمر: ۳۰] (1)

اللہ رب العزت نے تو اپنے محبوب سے کہہ دیا کہ جب وہ نہیں رہے تو پھر کون باقی رہا؟

فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ اپنے بابا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ کائنات میں کسی نے زندہ نہیں رہنا۔ اگر کسی نے زندہ رہنا ہوتا تو کونین کا تاجدار کبھی نہ مرتا۔

سب نے مرنا ہے لیکن ایمان داری سے بتلاؤ کہ یہ جتنے بڑے اور امیر کبیر لوگ مرتے ہیں، کبھی ایسے بھی ہوا ہے کہ ان کی دولت کو بھی ان کے ساتھ رکھ دیا گیا ہو کہ چودھری صاحب جارہے ہیں، تو یہ اپنا مال بھی ساتھ لیتے جائیں کہ فرشتوں کو پتہ چلے کہ بڑا آدمی آیا ہے۔

کبھی ایسے دیکھا کہ کسی مرنے والے کی کوٹھی بھی اس کے ساتھ دفن کر دی گئی ہو؟ بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ اپنے مردوں کے مرنے کے بعد وہ ان کی قبروں پر لکھ دیتے ہیں کہ ڈاکٹر فلاں فلاں ایم بی بی ایس، ایف آر سی ایس وغیرہ وغیرہ۔ مرنے کے باوجود ڈگریاں

---

(1) بے شک تو بھی مرجائے گا اور وہ بھی مرجائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھی ہوتی ہیں۔

اور پھر ہمیں کیا کہتے ہیں؟

یارو! بات آئی ہے تو کہے دیتا ہوں۔

کہتے ہیں وہابی تھوڑا مرا ہے کہ اس کی قبر پر دیا نہیں جلا۔ یہ تو کوئی شان والا مرا ہے۔ اور میں کہا کرتا ہوں کہ دیا وہاں جلاتے ہیں جہاں اندھیرا ہو۔ جہاں روشنی ہو وہاں دیا جلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تم جلاؤ دیے جتنے جی چاہو۔ چاہے تو دل بھی جلالو لیکن روشنی تب بھی نہیں ہوگی۔ روشنی باہر کی روشنی نہیں۔ روشنی تو اندر کی ہوتی ہے۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا کبھی ایسا ہوا ہے کہ امیر مرے تو اس کا سونا، اس کا مال و دولت، اس کی جاگیر اس کے ساتھ رکھ دی گئی ہو؟

کیا ہوتا ہے؟

خالی ہاتھ......اور کس طرح جاتا ہے؟

رب کی قسم ہے کہ موت ایک ایسی بڑی سچائی ہے کہ جس سے بڑی سچائی کائنات میں کوئی دوسری نہیں۔ ہر چیز میں شبہ ہو سکتا ہے، موت میں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ جتنی بڑی سچائی موت ہے، اتنا ہی ہم کو یقین نہیں۔ موت وہ چیز ہے کہ جس سے ہم میں سے ہر شخص کو پالا پڑ چکا ہے۔ کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کے گھر میں موت نے ڈیرہ نہ ڈالا ہو۔ جس کے گھر میں موت نے چکر نہ لگایا ہو۔ کسی کا باپ مرا ہے تو کسی کی ماں۔ کسی کا بھائی مرا ہے تو کسی کی بہن۔ کسی کا بیٹا تو کسی کی بیٹی۔ ایک آدمی بھی نہیں کہ جس کے گھر موت نے پھیرا نہ ڈالا ہو لیکن اس کے باوجود ہمیں موت کا یقین نہیں۔ ہماری تباہی کا اصل سبب یہی ہے کہ ہمیں موت یاد نہیں۔

یہ ساری دولت، یہ سارا مال جو ہم کماتے ہیں، کس لیے کماتے ہیں؟ یہ چار دن کی زندگی آرام سے گزر جائے۔ اور زندگی کتنی بھی ہوئی تو ساٹھ سال کی۔ کسی کو لمبی زندگی مل گئی تو ستر سال کی۔ میں کہہ یہ رہا تھا کہ چوہدری اتنا کما کما کے مرتا ہے، پھر اس کے بیٹے کہتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلدی جائے گھر سے۔ جلدی دفن کر دیں اس کو۔ کہتے ہیں بابا نے وصیت کی تھی کہ مجھے جلدی دفن کر دینا۔ کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے چودھری نے کہا ہو کہ میرے باپ نے بہت مال کمایا ہے۔ اس کو دس پندرہ دن کے لیے میرے گھر میں پڑا رہنے دو؟

اللہ کی قسم! آدمی ذرا سوچے تو سہی کہ اس زندگی کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ادھر دم باہر اور ادھر اس کو منوں مٹی کے نیچے دفن کر دیتے ہیں۔ سگی اولاد گھر میں رکھنے کے لیے تیار نہیں ہوتی۔

اس زندگی کے لیے؟

جو بہت طویل بھی ہوگی تو ساٹھ سال، ستر سال...... اور اگر کسی کی بہت لمبی زندگی ہو تو سو سال...... اس کے بعد......؟

اس زندگی کو بنانے کے لیے انسان کیا کرتا ہے؟

جھوٹ، فریب، بے ایمانی، دھوکے، غیبت، چوری، ڈاکے...... کوئی ظاہری طور پر ڈاکے مارتا ہے اور کوئی کسی کا حق مار کے ڈاکہ مارتا ہے۔ کوئی کسی کے حقوق غصب کر کے ڈاکے مارتا ہے، کوئی بہنوں کو وراثت سے محروم کر کے ڈاکے مارتا ہے۔ ڈاکے بھی مختلف اقسام کے ہیں۔ یہ سب کچھ کس بات کے لیے؟ اس بات کے لیے کہ یہ سو سال، ستر سال، ساٹھ سال، آرام سے گزر جائیں۔ کس بات کے لیے؟ کہ گرمی کا موسم آئے تو گھر میں پنکھا آ جائے۔ پانی پینے کے لیے ٹھنڈا مٹکا آ جائے۔ پھر اور کماتا ہے، پنکھا آ گیا، مٹکا آ گیا، گھڑا آ گیا۔ اب کیا کہتا ہے؟ کہتا ہے ذرا کولر آ جائے۔ مٹکا پانی اچھی طرح ٹھنڈا نہیں کرتا۔ کولر میں زیادہ آسانی سے اور دیر تک پانی ٹھنڈا رہے گا۔ یہ پنکھا ہے، اس کی ہوا گرم ہو جاتی ہے، کولر آ جائے، ہوا ٹھنڈی ہو جائے گی۔ پھر محنت کرتا ہے۔ اب کیا ہوا؟ کہتا ہے کولر میں بھی کبھی پانی گرم ہو جاتا ہے۔ فرج آ جائے۔ ہر وقت ٹھنڈا پانی دستیاب ہوگا۔ اور محنت کرتا ہے کہ ائیر کولر کی جگہ ائیر کنڈیشنر لگ جائے تاکہ اس گرمی سے مکمل طور پر بچ جاؤں۔ کون سی گرمی؟ وہ گرمی جس گرمی سے کوئی نہیں مرتا۔ یہ جو آپ اخبار میں پڑھتے ہیں ناں کہ گرمی سے مر گیا۔ یہ گرمی سے نہیں مرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ دھوپ سے مرتے ہیں۔ یہ کیا گرمی ہے؟ ساٹھ سال کے اندر تیس سال کی گرمی اگر چھ مہینے گرمیوں کے ہوں تو۔

زیادہ شدت تو تین مہینے ہوتی ہے۔ اگر کوئی ساٹھ سال زندہ رہے تو پندرہ سال اس نے گرمی میں گزارے۔ ہم سے پندرہ سال گرمی کے نہیں گزارے جاتے اور اس کے لیے ہم ان تھک محنت کرتے ہیں۔ حلال حرام کا بھی خیال نہیں کرتے۔ یارو کبھی اس زندگی کے لیے بھی سوچا ہے کہ جس کا پہلا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ یہ ساٹھ ستر سال کی زندگی اور اس کے لیے اتنی تگ و دو۔ اس کے لیے اتنے ڈاکے، اتنے فریب، اتنے جھوٹ، اتنی بے ایمانیاں، لوگوں کے ساتھ انتہا درجے کی کذب بیانیاں، لوگوں کو ورغلانا، بہکانا اور پھسلانا...... صرف ان پندرہ سالوں کی گرمی کے لیے...... اور یہ بھی خبر نہیں کہ یہ پندرہ سال آئیں گے بھی یا نہیں۔ اس دن کی گرمی کے لیے کیا کیا ہے کہ جو دن پچاس ہزار سال کا ہوگا اور جو ضرور آنا ہے۔

قرآن میں رب نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ ٱلسَّاعَةِ شَىْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى ٱلنَّاسَ سُكَٰرَىٰ وَمَا هُم بِسُكَٰرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ ٱللَّهِ شَدِيدٌ ۝ ﴾ [الحج: ١-٢] [1]

سورج سوا ہاتھ پہ، زمین تانبے کی طرح تپ رہی ہوگی۔ لوگوں کے پسینے بہہ رہے ہوں گے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا لوگوں کے جسموں سے اتنا پسینہ نکلے گا کہ خود اپنے پسینے میں

---

[1] لوگو! تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں اس گھڑی کی ہلچل ایک عظیم چیز ہے۔ جس روز تم اس کو دیکھو گے تو دودھ پلانے والی مائیں اپنی اولاد کو جسے انھوں نے دودھ پلایا ہوگا بھول جائیں گی۔ ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی اور تم سب لوگوں کو متوالے دیکھو گے حالانکہ وہ متوالے نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈبکیاں کھا رہے ہوں گے۔ ❶

آقا پسینہ کیسا؟ فرمایا اس طرح کھول رہا ہوگا جس طرح کڑاہے میں ابلتا ہوا تیل کھولتا ہے۔

اس دن کی گرمی کے لیے کبھی کچھ سوچا ہے؟

آج اگر اچھا گھر نہ بھی ہو تو کم از کم چھت تو موجود ہوتی ہے۔ چھت نہیں تو درخت کی چھاؤں تو میسر آجاتی ہے۔ یارو! دن بیت ہی جاتا ہے۔ گرمی کا وقت گزر ہی جاتا ہے۔ گیارہ سے لے کر تین چار بجے تک ہی گرمی کی شدت ہوتی ہے۔ چند گھنٹے آدمی کسی نہ کسی طرح رو دھو کر ہی گزار لیتا ہے۔ اس دن کے لیے کیا کیا کہ جو دن پچاس ہزار سال لمبا ہوگا اور نبی ﷺ نے فرمایا: کہ پیاس کی شدت کی وجہ سے زبانیں حلق سے اس طرح باہر نکلی ہوئی ہوں گی، جس طرح پیاس کے دنوں میں کتے کی زبان باہر نکلی ہوتی ہے۔ ❷ اس دن کہ رب نے جس کے متعلق فرمایا:

﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾

وہ دن کہ جب حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ جب لوگ گر رہے ہوں گے۔ اللہ انہوں نے نشہ کر رکھا ہے؟ کہا نہیں۔

﴿وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾

نہیں، کوئی نشہ نہیں کیا ہوا۔ اللہ کے عذاب نے انہیں ہوش سے بے گانہ کر رکھا ہے۔ حواس باختہ کر رکھا ہے۔

وہ دن......

کبھی اس دن کے لیے بھی کوئی انتظام کیا؟

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب قول الله تعالىٰ ﴿الا يظن اولئك انهم مبعوثون﴾، حديث: ٦٥٣١، ٦٥٣٢۔ صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب في صفة يوم القيامة، حديث: ٢٨٦٢۔٢٨٦٤.

❷ حلية الاولياء لابي نعيم (٣/٥٤)۔ تاريخ بغداد للخطيب (٣/٣٥٦) بمعناه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبھی اس دن کے لیے بھی کچھ سوچا کہ جس دن کے بارے میں نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ آسمان کا سایہ...... سایہ تو بڑی بات ہے کسی کے جسم پر کپڑے کا ٹکڑا تک نہیں ہوگا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں۔

آقا! عورتیں بھی ننگی ہوں گی؟

فرمایا: عائشہ ہاں، عورتیں بھی برہنہ ہوں گی۔

آقا جسم پر کوئی دھجی بھی نہیں ہوگی؟

نہیں ہوگی۔

آقا مرد بھی وہیں ہوں گے، عورتیں بھی وہیں ہوں گی؟

ہاں عائشہ ایسا ہی ہوگا۔

آقا پھر عورتیں تو شرم کے مارے ڈوب مریں گی۔

فرمایا: عائشہ اس وقت تو کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کی ہوش ہی نہیں ہوگی۔ ❶

اس دن کے لیے کچھ سوچا ہے؟

اس دن کے لیے کچھ تیاری کی ہے؟

بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ جن کو اس تپش میں، جن کو اس شدت کی گرمی میں، جن کو اس جھلساتی ہوئی دھوپ میں، جن کو اس برستی ہوئی آگ میں، جن کو اس جلتی ہوئی زمین پر آواز دی جائے گی کہ آؤ اور محمد ﷺ کے ہاتھ سے حوضِ کوثر کا پانی پی لو۔ کہا جس نے میرے ہاتھ سے حوض کوثر کا پانی پی لیا، پھر پچاس ہزار سال تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔ ❷

آقا! پانی کا بندوبست ہو گیا۔ سائے کا کیا ہوگا؟

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الحشر، حدیث: ٦٥٢٧۔ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فناء الدنیا، حدیث: ٢٨٥٩۔ عن عائشة رضي الله عنها.

❷ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، حدیث: ٦٥٧٩۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ، حدیث: ٢٢٩٢۔ عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا پھر رحمت کے فرشتے آئیں گے اور کہیں گے کہ آؤ جنہوں نے تپتی ہوئی دوپہروں میں اپنے رب کی آواز پر لبیک کہی تھی۔ جن کا دل رب کے گھر سے بلند ہونے والی اذان میں اٹکا ہوتا تھا، جنہوں نے گرمیوں کی چلچلاتی ہوئی دھوپ میں رب کے گھر کی طرف سفر کیا تھا، آؤ، اللہ کہاں آئیں؟ فرمایا، میرے عرش کے سائے تلے آجاؤ کہ جو اس سائے میں آ گیا، اس کو پھر اس دن دھوپ کی تمازت کچھ گزند نہیں پہنچا سکے گی۔ ❶

کچھ اس دن کے لیے بھی کیا ہے؟

آج کے سارے فریب، آج کی ساری دھوکے بازیاں، آج کی ساری عزت، آج کے سارے منصب، آج کے سارے مرتبے، آج کے سارے جھوٹے وقار، آج ان کے اندر سے جھانک کے دیکھو کہ اس دن کے لیے کچھ کیا؟

امام رحمت ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جس نے زندگی میں کبھی سکھ کا چہرہ نہیں دیکھا، رب کی رحمت میں آئے گا۔ جھولیوں میں نیکیوں کا بھرا ہوا خزانہ لیے ہوئے۔ اللہ کہے گا جاؤ اس کو جنت میں لے جاؤ۔ ابھی داخل ہو کر سانس بھی نہیں لیا ہوگا کہ اللہ کہے گا اس سے پوچھو کہ بڑی لمبی زندگی گزار کے آئے ہو، کبھی دکھ دیکھا ہے؟ جنت کا ایک لمحہ سارے دکھوں کو بھلا دے گا۔ کہے گا اللہ دکھ کیا چیز ہے؟ میں نے تو کبھی اس کا نام بھی نہیں سنا۔ حالانکہ اس کی ساری زندگی دکھوں میں گزری ہوگی۔

پرسکون رہنے والا، آرام میں روز شب بتانے والا، عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنے والا آئے گا، اس کو ایک لمحے کے لیے جہنم میں لے جایا جائے گا۔ پوچھا جائے گا زندگی کیسے گزری؟ ایک غوطہ کھانے کے بعد کہے گا اللہ! ساری زندگی عذاب میں ہی کٹی ہے۔ کبھی سکھ کا

---

❶ اس کے متعلق یہ خاص روایت تو نہیں ملی۔ البتہ صحیحین کی روایت سبعة یظلهم الله...... ورجل قلبه معلق في المساجد......" اس کا شاہد ہے۔ دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاة، حدیث: ٦٦٠۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل اخفاء الصدقة، حدیث: ١٠٣١۔ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہ بھی نہیں دیکھا۔ ❶

یارو! یہ کیا زندگی ہے کہ جس پر اتراتے ہو؟

طاقت اور قوت صرف اور صرف ایمان کی ہے اور کوئی قوت نہیں اور کوئی طاقت نہیں۔ حافظ آباد والو! تم گواہ رہنا کہ آئی ہوئی بات ہم چھپانے کے قائل نہیں ہیں، چاہے وہ کسی کے خلاف ہو۔ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا، حاکم ہو یا محکوم، راجا ہو یا پرجا، راعی ہو یا رعایا، بھٹو ہو یا ضیاء الحق!

کہتے ہیں وہی بات سمجھتے ہیں جسے حق
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

آج میں کہنا چاہتا ہوں، موجودہ حکومت بھی بڑے بلند بانگ دعووں سے آئی تھی۔ تین سال ہو گئے، ہیں ان کا چہرہ دیکھتے ہوئے۔ ان کا چہرہ ہر روز نظر آتا ہے، اسلام کہیں نظر نہیں آتا۔ ہم کہنا چاہتے ہیں کہ جنرل صاحب! سن لو ہم نے تمہارا کلمہ نہیں پڑھا۔ ہم نے اطاعت کا حلف اٹھایا ہے تو محمد عربی ﷺ کا اٹھایا ہے۔ سن لو! تین سال ہو گئے ہمیں تمہارا چہرہ دیکھتے ہوئے۔ اب بھی اگر عملاً اسلام نافذ نہ کیا گیا تو تمہارے خلاف بھی اس طرح لڑیں گے جس طرح ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف لڑتے رہے۔ ہماری کوئی مصلحت نہیں۔ ہماری کوئی چودھراہٹ نہیں۔ ہماری کوئی جاگیر نہیں کہ جس کے چھن جانے کا ہمیں خدشہ ہو۔ اگر چھن بھی جائے تو کیا بات ہے۔ ہم وہابی ہیں کہ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ

﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

[الانعام: ۱۶۲] ❷

ہم نے کسی کو خدا نہیں مانا۔ چاہے وہ جرنیل ہو، چاہے نواب زادہ ہو، چاہے خان زادہ ہو۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب صبغ انعم الدنیا فی النار، حدیث: ۲۸۰۷۔ عن انس رضی اللہ عنہ۔

❷ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کا ہے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم نے غلامی اختیار کی ہے تو رب کی، اطاعت اختیار کی ہے تو مصطفیٰ ﷺ کی اور اس ملک میں ہم مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے کے علاوہ کسی دوسرے جھنڈے کو بلند ہوتا ہوا دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ یہ دو دن کا کھیل ہے ہم جانتے ہیں کہ

﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ [الاعراف : ٣٤] 1

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

میں ان مولویوں سے کہتا ہوں، جو آج آپس میں ایک دوسرے کے خلاف فتنہ وفساد کی آگ بھڑکائے ہوئے ہیں۔

ایک دوسرے کے خلاف بات کہنا چھوڑو۔ یہ بزدلی کی بات ہے۔ اس لیے بات کرتے ہو سمجھتے ہو کہ دوسرا مولوی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آؤ اگر محمد ﷺ کے چوکیدار ہو، اگر سرور کائنات کے کھیت کے نگہبان ہو تو بات وہ کہو جو حق ہو۔ چاہے بڑے سے بڑے منصب والے کے خلاف ہو۔ اس لیے کہ میرے آقا نے ارشاد فرمایا ہے کہ ((افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان الجائر.)) 2

سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ حکمرانوں کے خلاف حق کا اعلان کیا جائے اور حق کی بات یہ نہیں ہے کہ اخباروں میں ان کی خایہ بوسی کرو۔ اپنی ملاقاتوں کے جھوٹے قصے چھاپو۔ حق کی بات یہ ہے کہ ان سے کہو کہ آج خدا نے تمہیں یہ موقع دیا ہے، اگر آج تم اسلام نافذ نہیں کرتے، کل ساڑھے سات کروڑ مسلمان اس دنیا میں بھی، رب کی عدالت میں بھی تمہارا

1 اور ہر ایک قوم کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ پس جب ان کا وقت آ لگتا ہے نہ وہ اس سے آگے گھڑی ہو سکتی ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔

2 سنن النسائی، کتاب البیعة، باب فضل من تکلم بالحسن عند امام جائر، حدیث : ٤٢٠٩۔ مسند احمد (٣١٤/٤) عن طارق بن شهاب رضی اللہ عنہ۔ سنن ابی داؤد (٤٣٢٦)۔ سنن الترمذی، (٢١٧٤)۔ مسند احمد (١٩١٣) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گریبان تھام کر کہیں گے کہ تم نے محمد ﷺ سے بے وفائی کی ہے۔ تم نے اپنے وعدے کی لاج نہیں رکھی اور ہم......؟ ہم نے جو قربانیاں دی ہیں، وہ چہروں کو بدلنے کے لیے نہیں دی ہیں۔ ہم نے قربانی دی ہے تو سرور کائنات ﷺ کے لائے ہوئے نظام کے لیے دی ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم نے تحریک چلائی۔ ہم نے قربانی دی۔ اس لیے کہ ایک چہرہ جائے اور دوسرا چہرہ آ جائے۔ اگر چہروں کی بات ہوتی تو بھٹو تم سے زیادہ بدصورت نہیں تھا اور تم اس سے زیادہ خوبصورت نہیں ہو۔

ہماری وفاداری، ہماری اطاعت، ہماری محبت، ہماری عقیدت صرف اس کے لیے جو سرور کائنات ﷺ کا بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ہمارے لیے اہمیت نہیں رکھتا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی اور حضرت حسن کے حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہم سے اختلاف کی نوعیت

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝﴾ [الانعام: ٢٥]

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے سربراہ اور اسلامی سلطنت کے حاکم منتخب کیے گئے۔ امت نے بالاتفاق اور بالاجماع آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور آپ کو مومنوں اور مسلمانوں کا پہلا امیر، پہلا خلیفہ اور پہلا حکمران

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مومنوں کے امیر، مسلمانوں کے حاکم اور سرورِ کائنات علیہ السلام کے دوسرے نائب مقرر ہوئے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد حضرتِ عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اس کمیٹی کے چھ ممبروں میں سے خلافت کے سب سے زیادہ اہل اور مستحق قرار دیئے گئے، جس کمیٹی کو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے نامزد کیا تھا۔

حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک اور المناک واقعہ رُونما ہوا۔ وہ یہ کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں حصہ لیا تھا، وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوجوں میں شامل ہوگئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو بچانے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سہارا لیا، اپنے آپ کو شیعانِ علی قرار دیا، وہ حامیانِ علی بن گئے، اور اس طرح وہ اسلام کی سیفِ قصاص سے محفوظ ہوگئے کہ قاتل کو فوراً قتل کرنا چاہیے اور خاص طور پر جبکہ مقتول دامادِ رسولؐ اور خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت ہو، چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو کہ اسلامی دنیا کے ایک بہت بڑے حصے ملکِ شام کے گورنر تھے، جس کے نیچے لبنان، اُردن، فلسطین، موجودہ اسرائیل اور سیریا، جسے آج ''شام'' کہا جاتا ہے، کا علاقہ شامل تھا، اور اسی طرح ملکِ مصر بھی آپ کی قیادت کے نیچے آپ کی حمایت پر کمر بستہ ہوگیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تب تلک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیادت، امامت، خلافت اور حکومت کو ماننے سے انکار کر دیا، جب تک کہ اُن لوگوں سے بدلہ نہیں لیا جاتا جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حصہ لیا۔ اس کے نتیجے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سارا دورِ حکومت آپس کی لڑائیوں میں گذر گیا اور کوئی وقت بھی ایسا نہ بچا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے مخالفوں کے درمیان معرکے برپا نہ ہوئے ہوں، زبانی اور عملی لڑائیاں نہ لڑی گئی ہوں، حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی ان لڑائیوں سے تنگ آ کر خوارج کے ایک گروہ نے سازش کی۔ جس کا عقیدہ یہ تھا کہ معاذ اللہ حضرت علی بھی کافر ہیں، حضرت معاویہ بھی کافر ہیں، ان کے حمایتی اور ساتھی بھی کافر ہیں۔ یہ گروہ خوارج کا گروہ کہا جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ درحقیقت یہ گروہ پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء اور ساتھیوں میں سے تھا، لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنابِ ابوموسیٰ اشعری اور جنابِ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو اپنے اور حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان حاکم مان لیا، اس وقت آپ کے لشکروں میں سے یہ گروہ نکلا اور اس نے کہا، لَا حُکْمَ اِلَّا اللّٰہِ، کہ اللہ کے سوا کسی کو فیصل نہیں مانا جا سکتا۔ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو فیصل مان کر اسلام چھوڑ دیا ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو گئے ہیں، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ چنانچہ اس گروہ نے یہ میٹنگ کی کہ مسلمانوں کے سارے مصائب اور فسادات کا اصل سبب تین لوگ ہیں۔ ❶

ایک عراق اور حجاز کے صوبوں کے مالک حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

دوسرے شام کے ملکوں کے سربراہ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔

تیسرے مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، جو کہ امیر معاویہ کے حامی اور ساتھی تھے۔

ساری خرابیوں کی جڑ یہ تین آدمی ہیں۔ اس لیے چاہیے کہ ان تینوں کا صفایا کر دیا جائے تاکہ خرابیاں ختم ہو سکیں۔ تین آدمی موت کا حلف دے کر کہ ہم مر جائیں گے لیکن ان تینوں کو مٹا کر چھوڑیں گے، مختلف ممالک کی طرف روانہ ہوئے۔ طے ہوا کہ فلاں دن اور فلاں تاریخ کو اکٹھے تینوں پر حملہ کیا جائے۔ دن، تاریخ، مہینہ اور وقت مقرر ہو گیا کہ تینوں کے تینوں مملکت کے سربراہ ہونے کے باوجود اپنی مسجدوں میں نمازوں کی امامت بھی خود کرتے ہیں۔ اس لیے جب وہ نمازِ فجر کی امامت کے لیے آئیں تو اس وقت اندھیرا اور تاریکی ہوگی، نظر نہیں آتا کہ کون آیا اور کون گیا ہے، اس تاریکی اور اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر تینوں کو شہید کر دیا جائے۔

یہاں رُک کر ایک مسئلہ یہ بھی جان لیجئے کہ نبی علیہ السلام کے صحابہ کے دور میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی جاتی تھی۔ تین مختلف ممالک کے سربراہ تینوں کے تینوں فجر کی نماز اس

❶ اس موقع پر حضرت علامہ شہید طبیعت کی خرابی کے سبب بیٹھ گئے اور بقیہ خطبہ بیٹھ کر ارشاد فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت پڑھاتے تھے جب تک ابھی روشنی نہیں پھیلی ہوتی تھی۔ یہ متفقہ عقیدہ تھا۔ آج صرف ہماری مخالفت کے لیے فجر کی نماز اس وقت پڑھتے ہیں جب سورج نکلنے والا ہوتا ہے۔ مولوی ذرا لمبی قرأت کرلے تو سورج نکل ہی آئے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بے شمار نمازیں نبی علیہ السلام کے پیچھے پڑھی ہیں، نبی کائنات ﷺ جب امامت سے فارغ ہو کر نمازِ فجر کا سلام پھیرتے تھے تو ساتھ بیٹھنے والے کا چہرہ نظر نہیں آتا تھا، اتنا اندھیرا ہوتا تھا۔ ان سے کوئی پوچھے کہ تم جو چاشت کے وقت نماز پڑھاتے ہو، یہ کہاں سے لیا ہے؟ اللہ تعالیٰ لوگوں کو حق بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تینوں خارجیوں نے فیصلہ کیا کہ تینوں کو شہید کر دینا ہے۔ وقت مقرر ہوا کہ نمازِ فجر سے پہلے تینوں حکمران خود آ کر مسجد میں امامت کرواتے اور لوگوں کو اٹھاتے۔ چنانچہ تینوں مجرم تین مختلف شہروں کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک کوفے کی طرف، ایک دمشق کی طرف اور ایک مصر کی طرف۔ اُس زمانے میں فسطاط شہر تھا، جو مصر کا دارالخلافہ تھا، وقتِ مقررہ پر تینوں حملہ کے لیے اپنے خنجروں کو زہر پلا کر گئے تاکہ اگر زخم کاری نہ بھی لگے تب بھی کسی کے زندہ بچنے کی امید نہ رہے۔

اللہ کی قدرت ایسی ہوئی کہ اس دن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے اور وہ نماز کے لیے گھر سے نکل ہی نہ سکے۔ دوسری طرف شام میں حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حسب عادت نماز کے لیے نکلے، قاتل نے خنجر کا وار کیا لیکن وار کرتے ہوئے گھبرا گیا۔ گھبراہٹ کی وجہ سے وار اوچھا پڑا، زخم کاری نہ لگا، خنجر آپ کی پشت کا چمڑا پھاڑتا ہوا باہر نکل گیا۔ چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چند روز زخمی رہنے کے بعد تندرست و شفایاب ہوگئے۔ آپ کو بھی کوئی گزند نہ پہنچا۔ تیسری طرف حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مسجدِ کوفہ میں نماز کے لیے تشریف لائے۔ مسجد میں غریب فقیر لوگ سوتے تھے، آپ نے مسجد میں داخل ہو کر ابھی یہی کہا تھا کہ الصلوٰۃُ خَیرٌ منَ النوم، او مسجد میں سونے والو، اُٹھو، نماز نیند سے بہتر ہے۔ جگانے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے ابھی آپ نے آواز دی تھی کہ عبدالرحمٰن ابنِ ملجم المرادی خارجی اُن تینوں کے گروہ کا رُکن...... اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر فوری طور پر لپک کر پشت پر حملہ کیا، خنجر آپ کی پشت کو کاٹ کر آپ کے سینے کو پھاڑتا ہوا نکل گیا۔ چنانچہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، اس زخم سے جانبر نہ ہو سکے، مجرم کو گرفتار کر لیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بلایا، فرمایا سنو، اگر میں زندہ رہا تو میں حملہ کرنے والے کو خود سزا دوں گا اور اگر میں مر ہو گیا تو مجھ پر حملہ کرنے والے کو اُتنی ہی سزا دینا جتنی شریعت نے مقرر کی ہے، اور شریعت کا فیصلہ یہ ہے کہ قاتل کو قتل کیا جائے۔ اس کو اذیت دینا، اس کے اعضاء کاٹنا اور اس کی آنکھیں نکالنا شریعت میں جائز نہیں ہے۔ اس لیے اگر میں شہید ہو گیا تو میرے بدلے میں ظلم نہ کرنا، بس قاتل کو قتل کر دینا۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم المرادی نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ بات سنی تو مسکرایا، کہنے لگا، میں اس خنجر کو ایک سال زہر کی پان دیتا رہا ہوں اور میں نے مضبوطی کے ساتھ گہرا وار کیا ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت علی کو بچا نہیں سکتی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خنجر کے اس وار سے جانبر نہ ہو سکے اور آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔

اب حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے بڑے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء نے اپنا حاکم، اپنا امیر، اپنا خلیفہ اور اپنے علاقے کا سربراہ مقرر کیا، اب صورتِ حال یہ تھی کہ آدھی دنیائے اسلام پر حضرت معاویہ کی حکمرانی ہے۔ تین ساڑھے تین مہینے کا وقت گذرا۔ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے یہ محسوس کیا کہ میرے باپ کے وہ شیعہ جنھوں نے میرے باپ کے احسانات کا بدلہ یہ دیا کہ زندگی بھر ان سے بے وفائی کرتے رہے، زندگی بھر ان پر اعتراضات کرتے رہے، زندگی بھر ان پر کیچڑ اچھالتے رہے، ان لوگوں سے مجھ کو وفا کی کیا امید ہو سکتی ہے، یہ لوگ میرے ساتھ بھی وفا کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اب یہ مسئلہ بھی تمہید ہی میں سُنتے جائیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پارٹی کے لوگوں کو شیعانِ علی کہا جاتا تھا۔ شیعہ عربی کا لفظ ہے، اور عربی زبان میں شیعہ پارٹی یا پارٹی کے رکن کو کہتے ہیں!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَإِنَّ مِن شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ﴾ [الصف: ۸۳]

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا﴾ [الانعام: ۱۵۹]

وہ لوگ جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور سیاسی جماعتیں بن گئے، انہوں نے الگ الگ پارٹیاں بنالیں۔

قرآنِ مجید میں یہ لفظ پارٹیوں کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ اس زمانے میں بھی اس لفظ کا اطلاق پارٹی یا حمایتی پر بولا جاتا تھا، لیکن اس زمانے میں حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلافات کی صورت اور ان کا سارا محور سیاسی تھا۔ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی مذہبی اختلاف موجود نہیں تھا۔

یہ بڑی اہم بات ہے اور بہت محنت سے بات سمجھانا پڑتی ہے۔ آدمی پہلے خود سمجھتا ہے، پھر دوسروں کو سمجھاتا ہے۔ یہ مسئلہ بڑا پیچیدہ ہوگیا ہے اور اس وجہ سے اس کی پیچیدگی میں اضافہ ہوگیا ہے کہ جھوٹ بہت بولا جاتا ہے اور جھوٹا پروپیگنڈہ اتنا کیا جاتا ہے کہ لوگوں کو حق اور باطل میں کوئی تمیز باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق نہ دے لیکن اگر کبھی آزمانا ہو تو آزما کر دیکھ لیں۔ آپ خود جھوٹ تراشیں، خود جھوٹ بنائیں، پہلی مرتبہ بولیں گے تو آپ کو پتہ ہوگا۔ جھوٹ ہے، کیونکہ جھوٹ بنایا ہوا ہے، دوسری مرتبہ بولیں، تیسری مرتبہ بولیں، چھ مرتبہ بولنے کے بعد جھوٹ بولنے والے کو خود یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید میں سچ ہی بول رہا ہوں۔ آدمی پانچ چھ دفعہ جھوٹ کو دہرائے تو اسے اپنے آپ کو دھوکہ لگنا شروع ہو جاتا ہے کہ کہیں میں سچ تو نہیں بول رہا۔

ہمارے ملک کے اندر اس مسئلے میں اتنا جھوٹ بولا گیا ہے کہ اچھے خاصے لوگ اس جھوٹ سے متاثر ہوگئے ہیں، کہتے ہیں پتہ نہیں سچ ہی ہو۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگوں کو اس صورت میں پیش کیا جاتا ہے، گویا کہ کفر اور اسلام کی جنگیں ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت معاویہ اور حضرتِ علی رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی مذہبی اور دینی اختلاف نہیں تھا۔ دونوں کا مذہب ایک۔ دونوں کا عقیدہ ایک۔ دونوں کا نظریہ ایک۔ دونوں کا رب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک، رسول ایک۔ کتاب ایک ۔قبلہ ایک ۔کوئی مذہبی اختلاف نہیں۔شیعہ کی معتبر کتاب نہج البلاغہ میں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

((لا یستزی دوننا بایمان ولا نستزیدھم فی الایمان.))

لوگو، ہم اسلام میں متفق ہیں ، اتنے متفق کہ میں رسول کا داماد ہونے کے باوجود تمہارے سامنے کہتا ہوں کہ میرا ایمان معاویہ سے زیادہ نہیں ہے۔ جتنا میرا ایمان ہے اتنا ہی معاویہ کا ہے۔

یہ ہے سچائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تربت پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اللہ کے ولی، مومنوں کے چوتھے خلیفہ راشد اور سچے انسان تھے ۔ نبی علیہ السلام کی گود میں پرورش پائی تھی۔ آپ نے دشمنی میں بھی حق کو فراموش نہیں کیا۔ یہ ہوتی ہے ایمانداری کی بات، کہ آدمی دشمنی بھی کرلے تو حق نہ چھوڑے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لا یستزی دوننا بایمانٍ ولا نستزیدھم فی الایمان.))

میرے اور معاویہ کے ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ جتنا مسلمان میں ہوں اتنا ہی مسلمان معاویہ ہے۔

اور فرمایا:

((ابتلینا بقتال اھل القبلہ.))

شیعہ کی معتبر کتاب نہج البلاغہ کی عبارت ہے۔

لوگو سن لو! میری لڑائی کافروں کے ساتھ نہیں، مومنوں کے ساتھ ہے۔ کہا لڑتے کیوں ہو؟

((الا ما — ختلفنا فیه من دم عثمان— ونحن منه براءٌ.))

فرمایا غلط فہمی کی وجہ سے جنگ ہو رہی ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے عثمان کے خون میں حصہ لیا ہے لیکن ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

دوسری طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس سرورِ کائنات علیہ السلام کے دو صحابہ کو بھیجا۔ فرمایا جاؤ، معاویہ کو جا کر سمجھاؤ کہ آپس کی لڑائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اچھی نہیں ہے۔ لڑائی چھوڑ دے۔ دونوں قاصد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آ کر کہا، معاویہ جنگ بند کر دو، لڑائی چھوڑ دو اور علی سے صلح کر لو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا جواب دیا؟ فرمایا: میرا عقیدہ یہ ہے کہ اس وقت روئے زمین پر علی سے افضل کوئی دوسرا بندہ نہیں ہے۔ ہمارا اختلاف اس بات پر نہیں کہ معاذ اللہ علی کے اسلام اور ایمان میں کوئی شبہ ہے۔ ہمارا اختلاف اس میں ہے کہ میری بہن نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں میرے پاس ہیں۔ میرے بہنوئی، سرورِ کائنات علیہ السلام کے داماد حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا خون آلود کرتہ میرے پاس ہے۔ وہ قمیض میرے پاس ہے جس پر اتنے وار کیے گئے کہ وہ چھلنی چھلنی ہوگئی ہے، میرا مطالبہ یہ ہے کہ قاتلانِ عثمان علی کی فوج میں موجود ہیں، علی اُن کو ہمارے حوالے کرے۔ کعبہ کے رب کی قسم! میں سب سے پہلے علی کی بیعت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ امیر معاویہ نے جواب دیا۔

معنیٰ یہ ہے کہ آپس کا اختلاف کوئی مذہبی اختلاف نہیں تھا۔ سیاسی اختلاف تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، کو اس وقت تک حکومت کرنے کا حق نہیں ہے جب تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو سزا نہیں دی جاتی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ میں اس وقت مجبور ہوں۔ میں اس وقت تک قاتلانِ عثمان سے بدلہ نہیں لے سکتا، جب تک میری حکومت مستحکم نہیں ہو جاتی۔ یہی سبب تھا کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو گالی دی تو غصے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ ایمان اور انصاف اسے کہتے ہیں۔ فرمایا، لَا تَكُونُوا سَبَّابِيْنَ، سن لو، اختلاف ہونا تھا، ہو گیا ہے، لیکن کوئی شخص معاویہ کے ساتھیوں کو گالی نہ دے۔ اگر تم نے کہنا ہے تو کیا کہو!

((احفظ دماء نا و دماء هم و اصلح ذات بيننا و بينهم.))

اللہ ہمارے خونوں کی حفاظت فرمائے اور اللہ ہماری اور ان کی صلح کروا دے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے۔ دونوں طرف سے اس بات کا اظہار کیا گیا کہ ہمارے درمیان سیاسی اختلاف ہے، کوئی مذہبی اختلاف نہیں ہے۔ دو دھڑے بن گئے، ایک دھڑا معاویہ کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرا دھڑا علی کے ساتھ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دھڑے کا نام شیعانِ علی تھا، بالکل اسی طرح جس طرح یہ گھڑ دوڑ پر شرطیں لگانے والے کی لیگ ہے، اس کی لیگ کو کہتے ہیں، "پگاڑا لیگ" اور ایک مخالف دھڑا ہے، اس کی لیگ کو کہتے ہیں، "چٹھہ لیگ" دونوں لیگیں، ایک پیر کی اور ایک چٹھے کی، بعینہٖ اس زمانے میں ان دونوں پارٹیوں کا نام شیعہ ہی تھا، ایک کا نام شیعانِ علی اور دوسرے گروہ کا نام شیعانِ معاویہ۔

اس بات کو یاد رکھنا، بڑی اہم بات ہے۔ آگے مسئلے کو سمجھنے میں ان شاء اللہ العزیز یہ بات بڑی مدد و معاون ثابت ہوگی۔ ان حالات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی۔ شہادت سے پہلے دونوں سیاسی پارٹیوں کے درمیان قوت آزمائی ہوئی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروپ مضبوط رہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتا رہا، جہاں لے جاتے رہے جاتا رہا، جہاں بلاتے رہے پہنچتا رہا، جس کام کا حکم دیتے رہے، آنکھیں بند کر کے عمل کرتا رہا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گروپ پہلے دن سے بے وفائی اور بے ایمانی کرتا رہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ خزانے کا مال رکھتے تو ان کے شیعہ وہ مال چرا کر لے جاتے۔

ہاں ہاں! ان شاء اللہ اپنے پاس سے ایک لفظ بھی نہیں ہوگا، یاروں کی کتابیں، اور کتاب بھی سب سے زیادہ معتبر، ان کے نزدیک قرآنِ مجید سے بھی زیادہ معتبر۔ کوئی پوچھے، کوئی کتاب بھلا قرآن کریم سے بھی زیادہ معتبر ہوسکتی ہے؟

ان کے نزدیک ہوسکتی ہے، اس لیے کہ ان کے نزدیک اس قرآن کے چالیس پارے تھے، دس غائب ہوگئے ہیں اور جو باقی قرآن ہے، اس میں بھی تبدیلی ہوگئی۔ ۲/۳ اس میں بھی بدلا گیا ہے، ۱/۳ باقی ہے۔ اس میں بھی تبدیلی ہوگئی ہے، پھر باقی تو کچھ بھی نہیں بچا۔ اسی لیے آپ نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ یاروں کی محفل میں قرآن پڑھا جاتا ہو، بس مرثیے اور دوہڑے ہی پڑھے جاتے ہیں کیونکہ قرآن کریم کی صحت پر تو اعتماد ہی نہیں ہے۔ اس لحاظ سے وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی سب سے مقدس کتاب "نہج البلاغۃ" ہے۔ اس کتاب کے اندر لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((اللّٰھم انی قد مللتھم وملونی وسئمتھم.))

............اللہ، میں تیری کبریائی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے شیعوں سے تنگ آ گیا ہوں۔ اور یہ مجھ سے تنگ آ گئے ہیں، یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں اور میں ان سے اکتا گیا ہوں۔

پھر یہاں پہ بس نہیں کی، نہج البلاغہ کے الفاظ، علی کہہ رہے ہیں:

((اللّٰھم مث قلوبھم کما یماث الملح فی الماء.))

اللہ! میں چاہتا ہوں کہ اپنے مرنے سے پہلے اپنے شیعوں کو اس صورت میں دیکھوں کہ اس طرح تیرے عذاب میں پگھل جائیں جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ اتنے بے وفا ساتھی علی کے۔

ایک دفعہ امریکہ کے دورے میں ایک ریاست میں تقریر کرنے کے بعد مجھ سے دوستوں نے پوچھا، یہ روتے کیوں ہیں؟ میں نے کہا، یہ نام حسین کا لیتے ہیں اور روتے ہیں اپنے ان گناہوں پر جن کی بنیاد پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے بددعا کی تھی۔

ایک دن آیا کہ علی کے اپنے ساتھیوں میں سے ایک آدمی نے کہا، علی، معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ، تو نا کارہ آدمی ہے ؎

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

جن کے ساتھی اس طرح کے ہوں، ان کو دشمنوں کی کیا ضرورت ہے۔ اس نے کہا علی تمہیں تو جنگ آتی نہیں، معاذ اللہ بزدل آدمی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، فرمایا میں نے اس وقت نبی علیہ السلام کی قیادت میں جنگیں لڑنا شروع کیں جب میری عمر بیس برس تھی۔ میں نے کفر کے چھکے چھڑا دیئے، آج جب میری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی، مجھ کو کہا جاتا ہے کہ میں بزدل اور جنگ سے نا آشنا ہوں۔ فرمایا، سچ کہتے ہو، جس آدمی کے ساتھی تمہارے جیسے ہوں، جس کو تم جیسے بدبختوں سے پالا پڑ جائے، اگر وہ بزدل نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ اس مولوی کو دشمنوں کی کیا ضرورت ہے جس کے اپنے نمازی اس پر تنقید کرتے رہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اس وقت آہ بھری، آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اے میرے اللہ! میں کیا کروں، تو نے مجھے ایسا گروہ دیا ہے، اگر میں ان سے کہتا ہوں، لڑنے کے لیے نکلو، کہتے ہیں گرمی بڑی ہے، ذرا موسم اچھا ہو جائے۔ یہ کھیر کھانے کے لیے جا رہے ہیں؟ لڑائی لڑتے ہوئے یہ کیا بات کہ موسم کیسا ہے۔ جیسے کسی ولیمے پر جا رہے ہیں۔

نہج البلاغہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ، کہا اللہ! عجیب لوگوں سے پالا پڑا ہے، میں کہتا ہوں چلو، کہتے ہیں:

((قد اشتد الحرب.))

علی ٹھہر جا، ہم کو مروانا ہے، ہم تو ائیر کنڈیشنوں میں پیدا ہوئے ہیں، فریزر میں پلے ہیں، ہم کیسے جائیں، کہا گیا ذرا گرمی ختم ہو لینے دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں، یا اللہ میں انتظار کرتا ہوں، سردیاں آجائیں، نکلیں گے تو سہی۔ میں کہتا ہوں نکلو، اب سردی آ گئی ہے۔ کہنے لگے لوگ کمبلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور تو ہم کو میدانِ جنگ میں لے جا رہا ہے، سردی نے ہمارے ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں، ہم سے نہیں لڑا جاتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، یا اللہ میں وہ موسم کہاں سے لاؤں جس میں نہ گرمی ہو نہ سردی۔

اور پھر حضرت علی کی حسرت......!

یہ عبارت بھی نہج البلاغہ کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ...... آپ خود فرماتے ہیں، حسرت سے کہا، جاؤ کوئی معاویہ رضی اللہ عنہ سے جا کر کہہ دے، مجھ سے دس دس لے لے اور اپنا ایک ایک دے دے۔ یہ صرف میٹھے کھانے والی قوم میرے پلے پڑ گئی ہے۔ مجھے ایسے بدبختوں سے پالا پڑا ہے۔

پھر ایک دن سارے شیعانِ علی سامنے بیٹھے ہیں۔ سب سے مقدس کتاب نہج البلاغہ ہی کی عبارت ہے، فرمایا، کعبہ کے رب کی قسم، جتنے بد دیانت تم ہو، میں نے زندگی میں اتنے بددیانت کبھی نہیں دیکھے۔ کہنے لگے، ہم نے کیا بد دیانتی کی ہے؟ آپ نے فرمایا، تم اتنے دیندار، ایماندار اور اچھے لوگ ہو کہ اگر میں کسی کے پاس امانت کے طور پر (برتن) رکھوں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا اور بس نہ چلے گا تو اس کے ''دستے'' کو توڑ کر لوہے کے دستے کو بیچ کے کھا جائے گا۔

نہج البلاغہ کے الفاظ ہیں، کہا یہ اتنی بددیانت قوم ہے کہ اگر ان کو میں کڑا لگا ہوا پیالہ دے دوں تو یہ لکڑی کے پیالے کا لوہے کا دستہ بیچ کر کھا جائیں۔ فرمایا اب اس جیسی قوم کے ساتھ میری جو حالت ہو رہی ہے، یہ نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگی؟ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کو اس قوم سے پالا پڑا، اور مزے دار بات یہ ہے کہ جو بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہی تھی، وہی بات بعد میں آنے والے شیعوں پہ صادق آئی۔ حتیٰ کہ حضرت جعفر صادق سے کہا گیا......

مسئلہ یاد رکھنا! ہمارے ہاں حدیث کی سب سے معتبر کتاب بخاری شریف ہے۔ بخاری شریف کی کوئی حدیث غلط اور کمزور نہیں ہے۔ یہ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے اور اہلِ سنت میں مالکی، حنفی، شافعی، حنبلی اور اہلِ حدیث سب شامل ہیں۔ کسی بریلوی اور دیوبندی سے پوچھو تو سب کہیں گے کہ سب سے معتبر کتاب بخاری شریف ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بخاری شریف میں رفع الیدین آئے تو کہتے ہیں، ہاں ٹھیک ہی ہے، ایسے بھی جائز ہے۔ عقیدہ سب کا ویسے یہی ہے کہ کتاب اللہ کے بعد بخاری شریف سے صحیح کتاب کائنات میں کوئی دوسری موجود نہیں ہے۔ بخاری شریف کے مقابلے میں انہوں نے حدیث کی سب سے بڑی جو کتاب بنائی، اس کا نام کلینی کی ''کافی'' ہے۔ اس کتاب کی روایت ہے کہ جعفر صادق سے کہا گیا، ہمیں بڑا تعجب ہے۔ کیا تعجب ہے؟ کہا تعجب یہ ہے کہ تمہارے شیعہ بڑے بے ایمان اور تمہارے مخالف سُنی بڑے ایماندار ہیں ؎

الفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الأعْدَاءُ

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

حضرت جعفر صادق سے کہا گیا۔ سنی وفادار، ایماندار، وفا شعار اور تمہارے شیعہ بڑے بے ایمان، بڑے بددیانت اور خائن ہیں۔ حضرت جعفر نے کیا جواب دیا؟ فرماتے ہیں یہ آج سے نہیں، میرے بابا علی کے دور سے ہی اسی طرح کے چلے آرہے ہیں۔ اگر یہ بے وفا نہ ہوتے تو میرے دادا کی لاش کربلاء کی خاک پہ کیوں تڑپتی؟ ان کی بے وفائی نے تو تڑپایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ مال تھا جو وراثت میں حضرت حسنؓ کے حصے آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مسندِ حکومت پر سارا بوجھ ہے۔ اب ذرا دیکھو کہ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہوا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تو یہ کیا حالانکہ اتنا بہادر، شیر اور جری، جس کو کہا جاتا ہے، ان کے بارے میں جعلی حدیث بنالی ہے!

((لَافتیٰ اِلَّا عَلِیٌ لَا سَیفَ اِلَّا ذوالفقار.))

"اگر کوئی جوان ہے تو علی ہے، اگر کوئی تلوار ہے تو علی کی ہے۔"

اتنا بہادر آدمی لیکن ساتھیوں نے اتنا بے بس و بے کس کر دیا کہ امیر معاویہ کا مقابلہ بھی نہ کر سکا۔ ساتھی اچھے ہوں تو ٹھیک ہے اور اگر ساتھی سونے والے ہوں تو پھر ناؤ کبھی پار نہیں لگ سکتی۔ اتنے عظیم جلیل القدر بڑے انسان کا یہ حشر کیا۔ اب یہی مال حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تو پھر بھی ہیبت تھی، جاہ تھا، جلال تھا، شان تھی، شکوہ تھا، شوکت تھی، سطوت تھی۔

شیعہ روایت کے مطابق حضرت حسن رضی اللہ عنہ بڑے نرم اخلاق کے آدمی تھے۔ اتنے نرم دل کہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہر جنگ کے موقع پر ٹوکا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے بابا جنگ نہ کرو۔ شیعہ روایت کے مطابق ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تنگ آ کر فرمایا، ہر وقت صلح صلح کی باتیں کرتا رہتا ہے۔ کیا ہو گیا ہے لڑائی میں، تو نہیں لڑ سکتا تو جا کر گھر میں بیٹھ۔ اتنے نرم اخلاق کے آدمی تھے، اور ویسے ہی تو نہیں، سرورِ کائنات علیہ السلام نے خطبہ دیتے ہوئے اپنے اس ننھے سے چھوٹے سے بچے کو مسجد نبوی میں آتے ہوئے دیکھا۔ پاؤں کو ٹھوکر لگی، گر پڑا۔ نبی علیہ السلام خطبہ چھوڑ کر نیچے اُتر آئے، اپنے بیٹے کو اپنی آغوش میں اٹھایا اور منبر پہ چڑھے۔ صحابہ کرام سامنے بیٹھے ہوئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لبوں کو بوسہ دیا۔ فرمایا ساتھیو! یہ نہ سمجھنا کہ ناطقِ وحی اپنا خطبہ ادھورا چھوڑ کر منبر سے نیچے اُتر کر آ گیا ہے۔ فرمایا:

((اِنَّ ابْنِی هٰذا سَیِّدٌ سَیُصْلِحُ اللّٰهُ علیٰ یَدَیه بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ میرے بیٹے کو سردار بنانے والا ہے
اور سردار کیسے بنائے گا؟

اللہ اس کے ہاتھ پہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ کن کے درمیان؟ کیا کافروں اور مسلمانوں کے درمیان؟ اللہ ان کے دونوں ہاتھوں پر مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو بھی بتلایا کہ یہ نرم اخلاق والا ہے۔ اب اتنا نرم آدمی جب حکمران بنا، ان بدبختوں کو پتہ چلا تو کہنے لگے مرجائیں گے، لڑیں گے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا، تم لڑنے والے ہوتے تو میرے باپ کے ساتھ کیوں نہیں لڑے؟ کہنے لگے، غلطی ہوگئی، اب نکلو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے اپنے دارالحکومت کوفہ سے نکلے۔ جب مدائن میں پہنچے۔ یہ شہر بغداد سے تقریباً تیس میل کے فاصلے پر ہے، جو پہلے زمانے کے ایران کا دارالحکومت تھا۔ پہلے زمانے کا ایران عراق تک پھیلا ہوا تھا، اسی لیے تو بابا خمینی ہر روز چڑھائی کر رہا ہے، کہتا ہے یہ ہمارا پرانا ملک ہے۔ اس کو پتہ نہیں کہ یہ ہمارا پرانا نہیں، یہ تو کافروں کا پرانا ملک تھا۔

بہر حال کوفے سے نکل کر مدائن تک پہنچے، تقریباً ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ طے کیا۔ لڑنے کے لیے آئے۔ ساتھی کہنے لگے، مرجائیں گے، یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے، جب سامنے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوجیں آئیں تو ان کے سردار رات کو اندھیرے میں بھاگ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے، اگر ہم اپنے حکمران کو پکڑ کر تیرے ہاتھ فروخت کر دیں تو انعام کتنا دے گا؟ ان کو کہتے ہیں برادرانِ یوسف!

﴿وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ وَ كَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ۠﴾

[یوسف: ۲۰]

جب ان جیسے ساتھی ہوں تو پھر دشمنوں کی ضرورت کیا ہے ؏
بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہوے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا، یہ بدبخت مجھے لڑنے کے لیے لے کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئے ہیں اور یہاں میرا سودا کر رہے ہیں۔ پرانے بے وفا، آپ نے اپنے خصوصی ساتھیوں کو بلایا۔ فرمایا، یہ دیکھو، ہمارے لشکر کے کمانڈر اتنے بے وفا ہیں کہ مجھ کو وہاں سے لڑائی کے لیے لے کر نکلے اور خود معاویہ سے سودے بازی کر رہے ہیں۔ کیا کریں؟ ایک مخلص ساتھی تھا۔ اس نے کہا، میں ان منافقوں میں سے نہیں ہوں، جو دن کی روشنی میں اپنے بازو دکھاتے ہیں کہ لڑیں گے اور رات کی تاریکی میں جا کر دشمن سے صلح کی باتیں کرتے ہیں۔ میں وفادار ہوں، حسن میری رائے یہ ہے کہ جس کے ساتھی یہ شیعہ ہوں، وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ معاویہ سے صلح کر لو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے باقی ساتھیوں سے پوچھا تو وہ کہنے لگے، توبہ توبہ، ہم آسمان کو تھگلی لگا دیں گے، آسمانِ دنیا کے تارے توڑ لائیں گے، ایسی جنگ کریں گے کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔

شیعہ کی معتبر کتاب الارشاد، شیخ مفید کی ...... یہ شیعہ کا اتنا بڑا امام ہے کہ اس کو اس کی امامت کے بدلے میں موسیٰ کاظم ...... جو شیعوں کے ساتویں امام معصوم ہیں...... کی قبر کے ساتھ دفن کیا گیا ہے۔ امام کی قبر میں دفن کرنا بہت بڑی بات ہے۔ اس نے لکھا، طبرسی نے اعلام الوریٰ میں لکھا، مروج الذہب میں مسعودی نے لکھا، اربلی نے کشف الغمہ میں لکھا، مجلسی نے حیات القلوب میں لکھا، مرزا عباس قمی نے منتھی الامال میں لکھا، ساری کی ساری شیعہ کتابیں، لکھا کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا، اے لوگو سن لو! میں معاویہ سے صلح کر کے اپنے نانا کی بشارت کو پورا کروں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لڑتے ہوئے تم جیسے بے وفاؤں کی بے وفائی کی وجہ سے معاویہ کی قید میں جا کر اس کا غلام بن جاؤں اور وہ مجھ کو آزاد کر دے، ساری عمر مجھ پہ احسان رکھے، اس سے زیادہ بہتر ہے کہ آج برابری کی سطح پر صلح کر کے میں اپنی عزت کو محفوظ کر لوں۔ تم جیسے لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں، کوفی لا یُوفی۔

(ہنستے ہوئے) جنرل ضیاء کو دیکھ کر اب یہ مثال بھی صحیح ہو گئی ہے کہ "ارائیں کسے دا نئیں سائیں" ایسے ہی یہ مثالیں بنی ہوئی ہیں، لوگ بنا لیتے ہیں، ان میں حقیقت کم ہی ہوتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مین نے ایک جگہ مذاق میں یہی بات کی، اس مسجد کا متولی اہلحدیث ارائیں تھا۔ اس نے کہا علامہ صاحب، کیا ہم نے آپ کو اپنے خلاف تقریر کے لیے بلایا ہے؟ میں نے کہا، میں تجھے تو نہیں کہہ رہا، میں تو ضیاء الحق کو کہہ رہا ہوں۔

اب ذرا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا ادب اور وفا دیکھو۔ جب یہ بات ہوئی تو اُس وقت حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ مصلیٰ پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ مسجد کے اندر مجلس منعقد تھی۔ اتنے بدبخت کہ یہ جو حضرت علی کے شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، آگے بڑھے اور حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کے نیچے سے مصلیٰ کھینچ کر آپ کو گرا دیا، ایک اور مارنے کے لیے یہ کہتا ہوا آگے بڑھا، یَا مُذلّل المسلمین ، تو امیر المومنین نہیں تُو مذلل المومنین، مومنوں کو ذلیل کرنے والا ہے، (نعوذ باللہ) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فرمایا میرے نیچے سے تو مصلیٰ کھینچا ہے، میرے باپ کو تو مصلیٰ پہ تم نے شہید کیا ہے۔ تم کیا بات کرتے ہو، تم مذلل المومنین ہو، جس کے تم ساتھی ہو وہ کبھی عزت والا نہیں ہوسکتا۔ میں کبھی یہ برداشت نہیں کرتا کہ تم جیسے بے وفاؤں کے ساتھ جا کر لڑوں اور آخر میں تم مجھے قید کروا کر واپس بھاگ جاؤ۔ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساری عمر کے لیے مجھ پہ احسان ہو کہ میں نے تجھ کو رہا کیا۔ اب شور و غوغا مچ گیا، وہی جو رات کو معاویہ سے سودے کر رہے تھے، بڑھ بڑھ کر بڑھکیں مارنے لگے۔ کہنے لگے ہم تہلکہ مچا دیں گے، یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے۔ ساتھیوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا، حسن، ایک دن ذرا لڑ کر ان کی بہادری دیکھ لو، اگر یہ واقعی لڑنے کے لیے تیار ہیں تو تمہیں صلح کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے دیکھ لیتے ہیں دوسرے دن صبح لڑائی کی تیاری ہوئی۔

ذرا بات سنو! شیعہ کی بارہ معتبر کتابیں.......... دوسرے دن لڑائی کی تیاری ہوئی۔ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کو لے کر گھوڑے پہ سوار نکلے۔ دوسری طرف سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر نکلا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے کھڑے ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کی صفوں کو درست کروانے کے لیے گھوڑے پر سوار اپنی صفوں کے آگے سے گذر رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی کہ ایک بدبخت آگے بڑھا۔ اس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گریبان سے پکڑ کر نیچے گرایا اور دوسرے نے خنجر کا وار کر دیا۔ اگر چند مخلص آگے نہ بڑھتے تو اسی دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جاتا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فوراً واپسی کا حکم دیا۔ فرمایا ان کا کہتے تھے امتحان کر لو۔ ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی، یہ بدبخت بجائے دشمنوں پر حملہ کرنے کے مجھ پہ حملہ آور ہو رہے ہیں۔ آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا۔ معاویہ میرے باپ کے بے وفا ساتھی ...... مجھے اِن پر کوئی اعتبار نہیں۔ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان صلح ہو جائے۔ میں تخت سے دستبردار ہونے اور خلافت کو چھوڑنے کے لیے تیار ہوں لیکن میری کچھ شرطیں ہیں۔

میں نے چار دن پہلے دھرم پورے کے جلسے میں کہا تھا کہ اسلامی تاریخ کے اندر سب سے پہلا بلینک چیک اگر کسی نے دیا تو وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور اگر کسی نے لیا تو حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ تھے۔ بلینک چیک کا مطلب یہ ہے کہ سادہ چیک، جس طرح کوئی آدمی کسی کے پاس جائے کہ مجھے پیسے چاہئیں، وہ دستخط کر کے دے دے کہ جتنی جی چاہے رقم بھر لو۔

میں نے مثال بھی دی تھی کہ ابھی چند دن پہلے ہم اپنی مسجد کے لیے چندے کی خاطر ایک دوست کے پاس گئے۔ اُس سے کہا مسجد بنا رہے ہیں، ستر لاکھ روپے کی جگہ ہے، ابھی پچاس لاکھ اکٹھا ہوا ہے، چندہ دے دو۔ اس نے دستخط کر کے چیک دے دیا اور کہا جتنی جی چاہے رقم بھر لو۔ اللہ کے فضل سے ایسے نیک لوگ بھی ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سادہ کاغذ پہ دستخط کر کے بھیج دیئے۔ کہا، حسن شرط پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرے دستخط موجود ہیں، جو جی چاہے لکھ لو، مجھے منظور ہے۔ صُلح ہونی چاہیے۔ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے جو شرطیں لکھ کر بھیجیں...... وہ ساری کی ساری شیعہ کتابوں کے اندر موجود ہیں!

ایک شرط یہ تھی کہ میرے اور میرے باپ کے شیعہ، ہیں بڑے بے وفا، لیکن اِس کے باوجود تم نے ان سے برا سلوک نہیں کرنا۔ یہ ہے نبی علیہ السلام کا نواسہ، بے وفاؤں سے بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفا...... فرمایا یہ جتنی بھی بے وفائی کریں، ہم بے وفائی کرنے والے نہیں ہیں۔ آپ اِن کو کچھ نہ کہیں، معاف کردیں، جو ہو چکا ہے، پہلی جنگوں کا بدلہ نہ لیا جائے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ تم حکمرانی کرو، مومنوں کے امیر بنو، خلیفہ رسول بنو لیکن تم نے اُس طریقے پر حکومت کرنی ہے جس طریقے سے صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما حکومت کرتے رہے ہیں۔ آج کہتے ہو ان سے دشمنی تھی۔ اگر اہلِ بیت کی ابوبکر و عمر سے دشمنی تھی تو ان کا طرزِ حکومت اختیار کرنے کی شرط حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے کیوں لگائی؟

بات کو مثال سے سمجھو۔ ہم ساری عمر ضیاء الحق سے لڑتے رہے، بعد میں کوئی اور آجائے اور ہم اسے کہیں اسی طرح ہم پر ڈنڈا اچلانا جس طرح ضیاء الحق چلاتا رہا ہے۔ کیا یہ بات عقل کی ہے؟ کبھی دشمن کی شرط بھی لگائی جاتی ہے؟ شرط اُس کی لگائی جاتی ہے جس سے بندہ پیار کرتا ہے اور جس کے طرزِ حکومت کو سب سے اچھا کہتا ہے۔ ہم حکومت سے کیا مطالبہ کرتے ہیں؟ کہتے ہیں ہم کو کرسی دے دو؟ کبھی یہ نہیں کہا۔ ہم نے کہا ہے حکومت کرو تو اُس طرح کرو جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کی تھی۔ یہ وہی کہتا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایمان رکھتا ہوگا۔ فرمایا وعدہ کرو کہ حکومت اُس طرح کرو گے جس طرح صدیق و فاروق و عثمان رضی اللہ عنہم نے کی ہے۔

تیسری شرط...... یہ بھی سن لو! یہ تھی کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں، کوئی مال و دولت ہم نے اکٹھی نہیں کی۔ باپ نے اکٹھی کی نہ ہم نے اکٹھی کی...... یہ ہے مومنوں کی حکومت...... فلاں جاگیر ہم کو دے دو، تاکہ ہم اس پر اپنی گذر بسر کرسکیں، ہمیں کسی کی محتاجی نہ ہو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ شرائط لکھ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھیجیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، تینوں شرطیں منظور ہیں، کوئی اعتراض نہیں، میں تیار ہوں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا، معاویہ پھر آؤ آج میرے نانا کی پیشین گوئی پوری ہوجائے، میں علی کا بیٹا، فاطمہ کا جگر گوشہ، خود خلیفہ اور نصف اسلامی مملکت کا سربراہ حسن آج تیرے ہاتھ پہ اُسی طرح بیعت کرتا ہوں جس طرح میرے باپ نے صدیق و فاروق و عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پہ بیعت کی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ جو صحابہ کرام کے خلاف بالعموم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بالخصوص ہرزہ سرائی کرتے ہیں، کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر گوشے، سرورِ کائنات کے نواسے، ناطقِ وحی کی زبانِ اقدس سے جنت کی بشارت پانے والے اور سرداری کا لقب لینے والے حسن رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ پہ بیعت کی تھی جو مسلمان اور مومن نہیں تھا؟

ذرا سوچو کہ تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے ہوئے کن کن بزرگوں کی توہین کا ارتکاب کر رہے ہو؟ اگر معاذ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایمان مشتبہ تھا تو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے کے ایمان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان کے ایمان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ تمہاری کتب رجال کشی اور جلاء العیون میں لکھا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صرف خود ہی بیعت نہ کی، بلکہ حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بھی پکڑ کر اٹھایا، ساری کائنات کو دکھایا اور فرمایا جس طرح میں نے معاویہ کی بیعت کی، اسی طرح میرا چھوٹا بھائی حسین بھی معاویہ کی بیعت کر رہا ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں شیخ مفید کی کتاب ہے جو ان دوستوں کا بہت بڑا امام اور ساتویں امام کے مقبرے میں دفن ہوا ہے۔ اس نے لکھا کہ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب لوگوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ حسین آؤ معاہدہ تو حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، تم معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بیعت کرو، اور یہی روایت حیات القلوب مُلا باقر مجلسی میں، یہی بات منتہی الامال مرزا عباس قمی میں، شیعہ کی ساری کتابوں میں یہی روایت ہے!

((لما مات الحسن تحركت الشيعه، بالعراق و كتبوا الى الحسين في خلع معاوية والبيعة له فامتنع عليهم وذكر ان بينه و بين معاوية عهداً.))

قم، ایران کی چھپی ہوئی کتاب ...... اس کے صفحہ نمبر 200 پر یہ روایت موجود ہے کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو شیعانِ علی و حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارگاہ میں خط لکھا کہ آپ کی تو معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی بیعت نہیں تھی ۔ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کی ، وہ دستبردار ہوئے تھے ۔ آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلیں ، ہم آپ کے ہمراہ لڑنے کے لیے تیار ہیں ۔ فامتنع

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور فرمایا!

((إِنَّ بَينه' وبينَ مُعَاوِيَة عَهْدا.))

او میرے شیعہ میں تم سے کہتا ہوں ، سن لو! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت صرف میرے بھائی حسن رضی اللہ عنہ نے نہیں کی بلکہ میں حسین رضی اللہ عنہ نے بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر رکھی ہے ۔ میں اپنی بیعت کو توڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔

یہ میری کسی کتاب کا حوالہ نہیں ۔ یہ تیری کتاب کا حوالہ ہے ۔

((فَامْتَنَع الحُسَيْن.))

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت توڑنے سے انکار کر دیا ، یہ کہتے ہوئے کہ جو معاہدہ حسن نے کیا تھا وہ میں نے بھی کیا تھا ۔ جو بیعت حسن نے کی تھی وہ میں نے بھی کی تھی ۔ میں اپنے عہد کو توڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔

کیوں؟

اس لیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہد توڑنے والا قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا ۔

اگر یہ لوگ معاویہ وعلی رضی اللہ عنہما کے اختلاف کو کفر اور اسلام کا اختلاف سمجھتے تو ان کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کی ضرورت نہیں تھی ۔ پھر جب شیعوں نے بلایا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے تھا ۔ آپ نے انکار کیا کہ نہیں ، ہم نے بیعت کر رکھی ہے ، ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو چیلنج کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔

اس طرح ۴۱ھ میں تنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ، ساری اسلامی دنیا کے حکمران قرار پائے ۔ ساری اسلامی دنیا پر ایک شخص کی حکومت ، جس کا نام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھا ، تنہا حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ مکے پر بھی، مدینے پر بھی، عراق پر بھی، ایران پر بھی، شام پر بھی، فلسطین پر بھی، اُردن پر بھی، مصر پر بھی، افریقہ پر بھی، یورپ پر بھی، بخارا پر بھی، سمرقند پر بھی، رُوس پر بھی، اکیلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رعایا بن کر رہتے تھے اور ان اماموں کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے جن کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا۔ ان سے وظیفہ لیتے تھے اور وہ وظیفہ لیتے تھے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کو بھیجتے تھے۔ وظیفہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا، نمازیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے، حج اس امیر کے پیچھے جو امیر حج امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا، جہاد ان کمانڈروں کی زیر قیادت جو کمانڈر امیر معاویہ نے مقرر کیے تھے، رجب ۶۰ھ تک کوئی ایک دو برس کی بات نہیں، بیس برس کی بات ہے۔ بچہ پیدا ہو کر جوان ہو جاتا ہے اور جوان بوڑھا ہو کر مر جاتا ہے۔ بیس سال میں نسل تبدیل ہو جاتی ہے۔ بیس سال کے طویل عرصے میں بے وفاؤں کے انگیخت کرنے کے باوجود حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک لفظ تک کہنا بھی گوارا نہیں کیا۔

بیس سال تک اتفاق و اتحاد کی حکمرانی تھی۔ سن ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت اسلامی نہ تھی، ان کی حکمرانی غیر شرعی تھی، ان کا عقیدہ، ان کا دین حسن و حسین کے دین سے مختلف تھا تو حسن و حسین کبھی ان کی بیعت نہ کرتے۔ اس لیے کہ حسن و حسین تمہارے نزدیک امام معصوم ہیں اور معصوم غلطی نہیں کرتا، گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے جن کی امامت مانی، تمھیں اس کی امامت پر، اس کی خلافت پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر اعتراض کرنا ہے تو پھر اپنے ائمہ معصومین پر کرو۔ ان سے پوچھو کہ تم نے بیس برس اہل بیت کے دشمن کی بیعت کیوں کیے رکھی؟ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ جن سے جنگیں کرتے رہے، تم نے ان سے مال و زر کے بدلے صلح کیوں کی؟

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدینہ سے کوفہ تک

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دارالخلافہ مدینہ منورہ سے کوفہ منتقل کرنا اور کوفے والوں کی بدترین بے وفائی

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [الانفال: ٤٦] ❶

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایک روشن راستے پر گامزن کیا اور کتاب وسنت

---

❶ اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور آپس میں تنازع نہ کیا کرو ورنہ تم پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کیا کرو، یقیناً اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی صورت میں انہیں ایک مکمل لائحہ عمل اور دستورِ حیات سے مشرف فرمایا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لوگوں کو اس بات سے آگہی بخشی کہ ایک دن آئے گا، جب وہ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کے درمیان موجود نہ ہوں گے اور نہ ہی کتابِ مقدس کی آیات ان کے لیے آسمان سے نازل ہوں گی، تب لوگ اپنی ہدایت اور رہنمائی کے لیے کس طرف رجوع کریں کہ جب نہ ان کے درمیان اللہ کے نبی ہوں اور نہ ان کے درمیان آسمان سے کلام مجید کی آیات اتر رہی ہوں۔ تب لوگ اپنی ہدایت، اپنی رہبری اور اپنی رہنمائی کے لیے کس طرف جائیں، کس سے رجوع کریں، کس سے سوال پوچھیں، کس سے استفسار کریں، کس سے رہنمائی حاصل کریں۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ درس دیا کہ میری غیر موجودگی میں جبکہ وحی کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا ہوگا، تم نے اپنے تمام مسائل کی بازیافت کے لیے، اپنی مشکلات کے حل کے لیے، مختلف معاملات میں رہنمائی کے لیے اگر رجوع کرنا ہے تو اللہ کے قرآن کی طرف کرنا ہے اور میرے فرمان کی طرف کرنا ہے۔ کلامِ مجید بھی قیام قیامت تک محفوظ صورت میں لوگوں کے درمیان موجود رہے گا اور قرآن پاک اپنی تشریحات وتفسیرات یعنی نبی محترم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی صورت میں بھی ان کے درمیان موجود رہے گا۔ اس لیے امت کو کسی قسم کی گمراہی کا اندیشہ اور خدشہ نہیں ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ان کی رہنمائی کے لئے موجود ہیں اور انہیں قیامت تک کے لیے قائم رکھنے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لے لیا ہے۔

دنیا میں رہتے ہوئے انسان کو مختلف حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور مختلف معاملات میں الجھنا پڑتا ہے۔ ناممکن بات ہے کہ ان کے درمیان مختلف حالات سے گزرتے ہوئے کسی قسم کا اختلاف اور تنازع پیدا نہ ہو۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ اگر باپ کے چار بیٹے ہیں، ایک گھر کے اندر رہتے ہیں تو ان کے درمیان بھی کسی نہ کسی مسئلے میں اختلاف ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے۔ اسی طرح ایک امت کے لوگوں کے درمیان بھی اختلاف پیدا ہونا یہ ناممکن الوقوع بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے اور نہ ہی ان کا رونما ہونا محالات میں سے ہے۔ اب اگر کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے تو امت کو کیا کرنا چاہیے؟

رب ذوالجلال نے اپنے کلام مجید کے اندر اس بات کی تلقین کی کہ امت کو قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اللہ کا قرآن بھی ان کے درمیان موجود ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ان کے اندر موجود ہے۔ ان دونوں سے رہنمائی حاصل کریں گے تو امت کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات ختم ہو جائیں گے۔

اسی طرح قرآن و سنت کے اندر رب ذوالجلال نے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جہاں تنازعات کے حل کا طریقہ بتلایا، وہاں انسان کو مختلف ادوار کے اندر پیش آنے والے واقعات کے بارے میں بھی پیشگی رہنمائی کی کہ

- ❀ حکومت کا نظم ونسق کیسا ہونا چاہیے؟
- ❀ حاکم اور محکوم کے آپس کے تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟
- ❀ حکمران کو کن اوصاف سے متصف ہونا چاہیے؟
- ❀ محکوموں اور رعایا کو اپنے حاکموں کے ساتھ کس قسم کی روش اختیار کرنی چاہیے؟
- ❀ کاروبار، معاملات، لین دین، رہن سہن، ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات، ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض کے بارے میں ایک مومن کی روش اور ایک مومن کا طریقہ کیا ہونا چاہیے؟

اللہ رب العزت نے کلام مجید میں اور سرورِ کائنات علیہ السلام نے اپنی سنت میں اسے تفصیلی طور پر بیان کر دیا اور اسی لیے اللہ رب العزت نے نبی مکرم ﷺ پر اتارے گئے دین کو دین کامل اور دین مکمل قرار دیا۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدہ: ۳] (1)

(1) آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارا مذہب پسند کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ آج کے دن تمہارا دین مکمل ہو گیا ہے اور مکمل ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کے اندر کوئی ایسی چیز تشنہ نہیں چھوڑی گئی، جس کی انسانیت کو حاجت ہو سکتی ہو۔ جس چیز کی بھی انسانیت کو خواہش ہوگی، اس کا حل اور اس کی رہنمائی بنی نوع انسان کو قرآن کریم اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے اندر مل جائے گی۔

اب ان اصولوں اور حقائق کی روشنی میں واقعاتِ کربلا پر نظر ڈالی جائے تو ہمیں بہت سے سبق حاصل ہوتے ہیں۔ کربلا کے واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے، ہم نے یہاں تک بات بیان کی تھی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے پاس گورنر مدینہ ولید بن عتبہ کا پیغام پہنچا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کی جگہ ان کا بیٹا یزید حکمران ہو چلا ہے، آپ تشریف لائیے اور یزید کی بیعت کیجیے۔ آپ ولید بن عتبہ کے پاس پہنچے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے بیعت کے لیے کہا۔ جنابِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے جیسا آدمی چھپ کر بیعت نہیں کر سکتا۔ اگر مجھ سے بیعت لینی ہے تو لوگوں کی موجودگی میں مجھ سے بیعت کا سوال کرو۔ تاکہ لوگوں کو علم ہو سکے کہ میں نے بیعت کی ہے کہ نہیں۔ اس کے لیے مجھے صبح تک مہلت دو۔ ولید نے آپ کے مہلت طلب کرنے پر آپ کو مہلت دے دی۔

شیعہ کتابوں کا حوالہ ہے کہ جناب مروان نے گورنر مدینہ ولید کو روکا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو صبح تلک کی چھوٹ مت دو۔ اس لیے کہ اب اگر یہ پلٹ گئے تو پھر واپس نہیں لوٹیں گے۔ لیکن ولید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت کی عظمت کے پیش نظر ان کے بارے میں کوئی تلخ اور نامناسب رویہ اختیار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ جناب حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل و عیال کو اکٹھا کیا اور راتوں رات مکہ کی طرف نکل گئے۔ مکہ میں آپ سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی پہنچ چکے تھے۔ ادھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے، ادھر کوفہ کے لوگوں کو مکہ مکرمہ میں آپ کی آمد اور مدینہ منورہ میں گورنر مدینہ سے بیعت کے سوال پر گریز کی خبریں پہنچ گئیں۔ چنانچہ کوفہ والے جنہوں نے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اس وجہ سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے احسان مند بھی تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلامی دارالخلافہ اور مسلمانوں کے دارالحکومت کو مدینہ سے تبدیل کر کے کوفہ میں منتقل کیا تھا، اب وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسین کو اپنی وفاؤں کا یقین دلانے لگے اور وہ اس میں بدقسمتی سے کامیاب بھی ہو گئے۔

ذرا بات نوٹ کرنا! افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے دشنام دہی کو اپنا مذہب بنا رکھا ہے اور گالیاں دینا جن کی روش بن چکی ہے، چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیا، انہوں نے وہ کیا، انہوں نے فلاں بات کی۔ ان کے لیے سوچنے کی خاطر کہتا ہوں، اعتراض کرنا مقصود نہیں ہے اور اس لیے بھی نہیں کہ جناب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہمارے نزدیک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں اور اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کے نزدیک امت اسلامیہ میں چوتھے درجے کی شخصیت ہیں کہ ساری امت مل کر صدیق و فاروق و عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد کوئی شخص ان کے ہم پلہ اور ہم سر پیش نہیں کر سکتی۔ کائنات میں جناب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جو مقام ہے، ہم مسلمان اس مقام کے ماننے والے، اس مقام کے جاننے والے اور اس مقام پر ایمان رکھنے والے ہیں، لیکن اگر بات سمجھنے کی خاطر کی جائے تو اس پر غور کرنا چاہیے۔

جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے سینوں کے اندر اور کتابوں کے اندر اس قدر زہر بھرا ہوا ہے کہ اللہ کی قسم، آدمی اسے پڑھ نہیں سکتا، سن نہیں سکتا۔ لیکن ذرا سمجھنے کی خاطر کہتا ہوں، بار بار بات کو اس لیے دہرا رہا ہوں کہ صحابہ کرام کے بارے میں ہمارا عقیدہ انتہائی احتیاط کا عقیدہ ہے، اور ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے، ہمارا مسلک یہ ہے کہ صحابہ کرام کے بارے میں بدگوئی کرنے والا جنت میں جانا تو بڑی بات ہے، جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔ لیکن اگر اعتراض کی بات ہے تو سن لو، وہ کون تھے جنھوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر سے دارالحکومت اٹھایا اور اس جگہ دارالحکومت مقرر کیا جو کہ خائنوں، بدعہدوں اور بے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفاؤں کا شہر تھا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کو مدینے سے اتنا پیار تھا کہ وہ مکہ جس میں رحمت کائنات پیدا ہوئے، جس کے اندر پرورش پائی، جس کے اندر پروان چڑھے، جس کے اندر جوان ہوئے، جس کی ایک وادی میں آپ کے سر پر تاج نبوت رکھا گیا تھا۔

وہ مکہ کہ جس مکہ کے اندر اللہ کا گھر واقع ہے۔

وہ مکہ کہ جس مکہ کے اندر چاہِ زمزم واقع ہے۔

وہ مکہ جس کے اندر مسجد حرام واقع ہے کہ ساری کائنات کے مسلمان اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

وہ مکہ کہ جس مکہ کے اندر کھڑے ہو کر خلیل اللہ اور ذبیح اللہ علیہما السلام نے محمد ﷺ کی ولادت کی دعا مانگی تھی۔

وہ مکہ جس کے اندر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام دعا مانگ رہے ہیں اور اسماعیل علیہ السلام آمین کہہ رہے ہیں۔

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ [البقرہ: ۱۲۹] ❶

اے اللہ! اس مکے میں کھڑے ہو کر میں تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ تو اس مکے میں وہ نبی پیدا کر جو ساری کائنات کا امام بننے والا ہو۔

وہ مکہ جس کی ایک پہاڑی کے اوپر چڑھ کر سرورِ کائنات ﷺ کے بابا خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا تھا!

﴿فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾ [ابراهيم: ۳۷] ❷

❶ اے ہمارے مولا! تو ان میں انھی میں سے ایک رسول پیدا کر جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور کتاب (آسمانی) اور نیک اخلاق ان کو سکھائے۔

❷ پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کیجیو اور پھلوں کی پیداوار سے ان کو روزی دیجیو کہ وہ شکر گزاری کریں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ! ساری کائنات کے دل مکہ کی طرف پھیر دے، ان کے دلوں میں مکہ کی محبت بس جائے۔

وہ مکہ اتنا مقدس شہر کہ جس کی مسجد میں ایک نماز پڑھو، تو رب اس ایک نماز کو، ایک لاکھ بنا دیتا ہے۔

آج اس مکے میں حضور ﷺ کھڑے ہیں، انصار مدینے والے نبی علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہیں، سرورِ کائنات علیہ السلام مکہ کی دیواروں کو دیکھتے ہیں، مکہ کے گھروں کو دیکھتے ہیں، مکہ میں کعبہ کو دیکھتے ہیں، حجرا سود کو دیکھتے ہیں، مکہ کی زمین کو دیکھتے ہیں، مکہ کے آسمان کو دیکھتے ہیں۔ مدینے والوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ نبی علیہ السلام نے پلٹ کر دیکھا۔ فرمایا کیا بات ہے؟ کیوں روتے ہو؟ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس لیے روتے ہیں کہ مدتوں کے بعد آپ اپنے باپ دادا کے شہر آئے ہیں، جس شہر میں رب نے آپ کو پیدا کیا ہے اور اس شہر سے رات کی تاریکی میں آپ کو نکالا گیا تھا، آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ کریم نے ہمارے شہر کو بھی عزت عطا کر دی۔ ڈر محسوس ہوتا ہے کہ آج جب مکہ آپ کے سامنے سرنگوں ہو گیا ہے، کہیں آپ مدینے کو چھوڑ کر واپس مکہ نہ آ جائیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے نگاہ اٹھائی، مکے پر بھی ڈالی اور مدینے کے اپنے ساتھیوں پر بھی ڈالی۔ فرمایا مدینے والو سن لو! اگر ساری کائنات ایک طرف چلے اور تم دوسری طرف چلو، محمد ﷺ مدینے والوں کا ساتھ دے گا۔ محمد ﷺ جیتے جی مدینے کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ ❶ اس لیے کہ مدینہ میرا شہر ہے۔ مدینہ میری بستی ہے۔ مدینے نے مجھ کو پناہ دی ہے اور اب میری تدفین بھی مدینے میں ہی ہو گی اور یہی نہیں فرمایا، اس کے آگے بھی کچھ فرمایا......

((من استطاع منكم أن يموت بالمدينة فليمت بها.)) ❷

---

❶ صحيح البخاري، كتاب مناقب الانصار، باب مناقب الانصار، حديث: ٣٧٧٨- ٤٣٣٠- صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب اعطاء المؤلفة قلوبهم، حديث: ١٠٥٩، و كتاب الجهاد: ١٧٨٠.

❷ سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل المدينة، حديث: ٣٩١٧- سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل المدينة، حديث: ٣١١٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگو، سن لو! میرا مدینہ وہ مدینہ ہے کہ اگر کوئی اس مدینے میں مر سکے تو مر جائے۔ جو مدینے میں مر گیا، قیامت کے دن محمد ﷺ رب سے اس کی سفارش کرے گا۔

فرمایا لوگو! مدینہ وہ مدینہ ہے، جب ساری کائنات میں دجال چھا جائے گا، اللہ ایک شہر کی حفاظت فرمائے گا۔ وہ شہر میرا شہر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ دجال کے مقابلے کے لیے اس کے دروازوں پر اپنے فرشتوں کو کھڑا کر دے گا۔ ❶

جب مکہ والے ہجرت کے بعد مدینے پہنچے تو مدینہ پہنچ کر بیمار ہو گئے۔ موسم مکے سے مختلف، وہاں لوگوں کو زرد بخار ہو جاتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ مکے والے ہجرت کے مارے ہوئے، سفروں کے تھکائے ہوئے، گھر بار چھوڑ کر آنے والے مدینے پہنچے اور تپ زرد میں مبتلا بھی ہو گئے تو ان کی نگاہیں مکے کی طرف اٹھنے لگیں کہ اللہ کس شہر کو چھوڑا اور کس شہر میں آ گئے ہیں۔ سرورِ کائنات علیہ السلام نے ان پر نگاہ ڈالی، فرمایا:

((من صبر على..... لاوائها وشدتها كنت له شهيدًا أو شفيعاً يوم القيامة يعنى المدينة.)) ❷

اے لوگو! مدینے کی مصیبتوں پر صبر کرو، قیامت کے دن صبر کرنے والوں کے لیے محمد ﷺ رب کی بارگاہ میں سفارش کرنے والا ہوگا۔

پھر ہاتھ اٹھائے فرمایا: اللہ میرے مدینے کو ہر قسم کی وباؤں سے پاک کر دے۔ ❸ ہاتھ گرائے تو جرائیل علیہ السلام آ گئے۔ عرض کیا: اللہ کے محبوب! عرش والے نے آپ کی دعا سن لی ہے اور کہا ہے اگر ساری کائنات میں بھی وباء پھیل جائے، اللہ کریم مدینے کو وباء سے محفوظ رکھے گا۔

---

❶ صحيح البخارى، كتاب فضائل المدينة، باب لا يدخل الدجال المدينة، حديث: ١٨٧٩.

❷ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب الترغيب فى سكنى المدينة، حديث: ١٣٧٧.

❸ صحيح البخارى، كتاب فضائل المدئنة، باب كراهية النبى ﷺ ان تعرى المدينة، حديث: ١٨٨٩ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب الترغيب فى سكنى المدينة، حديث: ١٣٧٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ مدینہ کہ جیتے جی نبی علیہ السلام نے چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ وہ کون تھا جس نے اپنی مرضی سے اس مدینے کو چھوڑا اور چھوڑا ہی نہیں بلکہ دارالحکومت کو وہاں سے اٹھایا اور عراق کی ایک بستی کوفہ میں منتقل کر دیا۔ یہ نہیں کہ کسی ٹوکنے والے نے ٹوکا نہ تھا، روکنے والے نے روکا نہ تھا۔ ٹوکنے والے آئے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: علی! اگر ایک دفعہ مسلمانوں کی سلطنت اور مسلمانوں کی حکومت مدینے سے منتقل ہو گئی تو قیامت تک واپس نہیں آئے گی۔ مدینے سے نہ جاؤ۔ لیکن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کی نصیحتوں کے باوجود اپنا دارالحکومت مدینہ سے کوفہ میں منتقل کر دیا۔ ان کے پیش نظر مصلحتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان مصلحتوں کا جاننے والا ہے اور یقیناً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان مصلحتوں میں اپنی طرف سے حق بجانب تھے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے:

زبان طعن دراز کرنے والے روسیاہو! چھوٹی چھوٹی بات لے کر صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما پر زبان طعن دراز کرتے ہو۔ اس نے یہ کیا، اس نے وہ کیا، آؤ ان کے مقابلے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام بھی دیکھو۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی مصلحت درپیش ہوئی تو مدینہ چھوڑنے پر تیار ہو گئے۔ وہاں بھی مصلحت تھی سرورِ کائنات علیہ السلام اس کائنات سے رخصت ہو گئے۔ کوہستان کے قبائل ارتداد کا اعلان کر چکے تھے۔ گردوپیش کی بستیاں زکوٰۃ دینے سے منکر ہو گئی تھیں۔ ایک قبیلہ مدینے پر چڑھائی کی تیاری کر رہا تھا، ایسے عالم میں مسلمانوں کا ایک لشکر تھا، جسے روم کی فوجوں کی سرکوبی کے لیے سرورِ کائنات علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں روانگی کے لیے تیار کیا تھا۔ مسلمانوں کی کل کائنات، فوجی اور عسکری قوت صرف اس لشکر کے اندر محدود تھی جو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سرکردگی میں روم کی طرف روانہ ہونے والا تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے الفاظ ہیں:

صبت علی مصائب لوانھا

صبت علی الایام صرالیالی

مسلمانوں پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، حضور فوت ہو گئے، قبائل کوہستان مرتد ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے، ایک قبیلے نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا اور ایک قبیلہ لشکر لے کر مدینے پر چڑھائی کے لیے آمادہ ہو گیا۔ چوتھی طرف مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا، مسلمانوں سے لڑنے کے لیے ساٹھ ہزار فوج تیار کر لی۔ ایسے عالم میں ایک چھوٹا سا لشکر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مدینہ کے دروازوں پر کھڑا ہو گیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امام المسلمین بنائے گئے۔ مسلمانوں نے آپ کی امامت پر بیعت کی۔ اسلام کی تاریخ کے اندر آپ نے سب سے پہلا حکم جو صادر کیا، فرمایا جاؤ لشکرِ اسامہ سے کہو کہ روانہ ہو جائے۔

بات دھیان سے سنو!

سنیو!

تمہیں اپنے مسلک کا کچھ علم نہیں ہے۔ فرمایا جاؤ اسامہ سے کہو کہ اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دے۔ لوگ گھبرا گئے، صدیق کیا کہہ رہے ہو؟ فرمایا کہہ رہا ہوں کہ لشکر اسامہ کو کوچ کا حکم دے دو۔ صدیق کیا کہہ رہے ہو؟ فرمایا کہتا ہوں کہ اسامہ کا لشکر رومیوں کی سرکوبی کے لیے چلا جائے۔ فاروق جیسا جری، ابو عبیدہ جیسا بہادر، خالد بن ولید جیسا دلیر، سعد بن ابی وقاص جیسا کمانڈر، عبدالرحمٰن بن عوف جیسا شجاع، طلحہ و زبیر جیسے طاقتور لوگ تھرا اٹھے۔ کہنے لگے ابوبکر! اس وقت مسلمانوں کی کل کائنات یہی اسامہ کا لشکر ہے اور چاروں طرف دشمن ہیں۔ ایک طرف مرتد ہیں، دوسری طرف منکرین ختم نبوت ہیں، تیسری طرف مانعین زکوٰۃ ہیں، چوتھی طرف کافر ہیں۔ مسلمانوں کا دارالحکومت خطرے میں ہے۔ ایسے عالم میں لشکر کو مدینے کی حفاظت کے لیے رکھنا چاہیے، اپنے سے دور نہیں کرنا چاہیے۔

بتاؤ! مصلحت تھی کہ نہیں؟ اتنی بڑی مصلحت کہ تاریخ اسلام میں قیامت تک اس سے بڑی مصلحت کوئی نہیں ہو سکتی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تڑپ اٹھے۔ کیا جواب دیا؟ فرمانے لگے، وہ جھنڈا جو سرورِ کائنات علیہ السلام نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو تھمایا اور وہ لشکر جسے نبی کائنات علیہ السلام نے کوچ کا حکم دیا، کعبہ کے رب کی قسم ہے، صدیق مٹنا گوارا کر سکتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روانہ کیے ہوئے لشکر کو واپس پلٹانا گوارا نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا کس قدر احترام ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یہ تو قبول ہے کہ میری بیٹی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دامن کو کتے گھسیٹیں لیکن یہ گوارا نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی بات ٹل جائے۔ ❶

حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر روانہ ہونے لگا، نبی کے یارِ غار، سرور کائنات علیہ السلام کی امت کے امام دوڑتے ہوئے آئے اور سترہ سالہ غلام زادے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے اونٹ کی لگام پکڑ لی اور پیدل چلنے لگے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی کے یارِ غار کو پیدل چلتے ہوئے دیکھا تو جلدی سے نیچے اترنے لگے۔ عرض کیا اللہ کے رسول کے ساتھی، میری یہ جرأت کہ نبی کا یارِ غار پیدل اور میں سوار...... فرمایا نہیں، میرا حکم ہے تم بیٹھے رہو۔ میں تو سعادت حاصل کرنے آیا ہوں کہ تیرے اونٹ کے سموں سے اڑنے والا غبار میرے چہرے پر پڑ جائے کہ تو وہ ہے جس کو اس اونٹ پر میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کیا ہے۔ قیامت کے دن میرے لیے یہ سرمایہ ہے، توشہ آخرت ہے۔ ❷

یہاں بھی مصلحت تھی لیکن صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا علیہ السلام کی بات کو مصلحتوں کا شکار ہونے دینا گوارا نہیں کیا۔ اگر یہ بات طعن کی ہے، چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر گفتگو کرتے ہو تو بتلاؤ وہ کون تھا جس نے نبی علیہ السلام کے شہر سے دارالحکومت منتقل کر کے عراق کے اندر دارالحکومت بنایا؟

اگر اسی بات پر اعتراض ہے تو سوچو۔

بہر حال کوفہ کے لوگ جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے احسان مند تھے کہ انہوں نے دارالحکومت ان کی بستی میں منتقل کیا لیکن حسین رضی اللہ عنہ بھول گئے کہ

یہ وہی کوفہ ہے جس نے ان کے باپ سے وفا نہیں کی تھی۔

جس نے کوفہ کو دارالحکومت بنایا تھا، اس سے خیانت کی۔

---

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر (۲/ ٦۰)۔ تاریخ الاسلام للذہبی ۳/ ۳۰)۔ تاریخ الطبری (۳/ ۲٤۱)۔ البدایة والنہایة لابن کثیر (۹/ ٤۲۰۔ ٤۲۱)۔

❷ حوالہ سابق: البدایة والنہایة (۹/ ٤۲٤)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ وہی کوفہ تھا جس نے حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حسن رضی اللہ عنہ سے خیانت کی تھی۔

کس طرح خیانت کی؟ واقعات بہت لمبے ہو جاتے ہیں، آدمی بات کو سمیٹنا چاہتا ہے لیکن جب تک واقعات پر مکمل نظر نہ ڈالی جائے، وہ مکمل طور پر ذہن میں نہیں آتے۔

یہ وہی کوفہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر گوشے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی، حضرت حسن رضی اللہ عنہ...... کہ جنھیں یہ دوسرا امام معصوم مانتے ہیں...... ان کے ساتھ اس کوفہ نے یہ سلوک کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ برسر اقتدار ہوئے تو کوفہ والوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ انھیں گرفتار کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا جائے۔

شیعہ کتاب الارشاد شیخ مفید کا حوالہ، اعلام الوریٰ طبرسی کا حوالہ، فصول المھمہ ابن الصائغ کا حوالہ، حیات القلوب ملا باقر مجلسی کا حوالہ...... کوفہ والوں نے سازش کی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا جائے اور گرفتار کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر کے اس کے بدلے میں انعام لیا جائے۔

یہ وہی کوفہ ہے اور کوفہ والے ہیں کہ جن سے گھبرا کر حسن نے معاویہ سے صلح کی درخواست کی اور جب صلح کی بات چلنے لگی تو کوفے کے شیعہ یہ وہی گستاخ تھے کہ جب نبی علیہ السلام کا نواسہ اپنے مصلے پر بیٹھا ہوا تھا تو یہ کوفی آئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے نیچے سے مصلیٰ کھینچ لیا اور جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے تو ایک کوفی آیا۔ اس نے پھاوڑا لے کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو پہ وار کیا کہ سارا گوشت یہاں سے کٹ گیا۔

یہ وہی کوفہ تھا، جب اس کوفے والوں کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مدینے سے مکہ میں آ جانے کی اطلاع ملی تو انہوں نے سلیمان بن صرد الخزاعی رضی اللہ عنہ کے گھر ایک بہت بڑی میٹنگ بلائی اور اس میٹنگ کے اندر فیصلہ کیا کہ حسین مدینہ سے چلے آئے، مکہ میں آ پہنچے، معاویہ کے بیٹے یزید کی بیعت نہیں کی۔ حسین کو خط لکھو کہ حسین آ جاؤ، ہم تجھ کو اپنا امام ماننے کے لیے تیار ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیعہ کی کتابیں، اپنی سنیوں کوئی کتاب نہیں، یہ سلیمان بن صرد وہ شخص ہے جو شیعان کوفہ کا سب سے بڑا سربراہ تھا۔ لوگوں کے مشورے سے خط لکھا۔ قاصد چلا، بے قراری اتنی زیادہ تھی کہ ابھی قاصد کو روانہ ہوئے دو دن نہیں ہوئے کہ ایک اور قاصد پیچھے روانہ کر دیا۔ حسین! جلدی آؤ، تم نے بھی بیعت نہیں کی اور ہم نے بھی بیعت نہیں کی۔ دوسرے قاصد کو ابھی دو دن بھی نہیں گزرے کہ تیسرا قاصد بھی روانہ کر دیا۔ ڈیڑھ سو خطوط اس کے ساتھ بھیجے اور اس آخری خط کے الفاظ یہ ہیں، حسین کھیت پک چکے، فصلیں تیار ہیں، کٹائی کی دیر ہے، تم آؤ اور پکے ہوئے پھلوں کو اپنی جھولی میں لے لو۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یکے بعد دیگرے خط پہنچے۔ پہلے دن، پھر دوسرے دن، پھر تیسرے دن...... اچھا بھلا آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ پتہ نہیں واقعات کیا ہو رہے ہیں۔ ہر روز خط پہ خط...... تیسرا قاصد پہنچا۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے دانش مندی کا ثبوت دیا، خط سننے کے بعد کہا، کوفے والے اگر واقعی مجھے اپنا امام ماننے کے لیے تیار اور یزید کی بیعت سے انکار کرنے پر آمادہ ہیں تو میں پہلے ان کے پاس اپنا سفیر بھیجتا ہوں، تاکہ معلوم کروں کہ واقعی وہ اپنے دعوے میں سچے بھی ہیں کہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا۔ عربی زبان میں باپ کا چھوٹا بھائی ہو یا بڑا ہو، اس کو چچا ہی کہا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں اگر باپ کا بھائی چھوٹا ہو تو چچا اور اگر بڑا ہو تو تایا کہا جاتا ہے۔ حضرت عقیل، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے، جو عمر میں دس سال بڑے تھے۔

میں کیا کروں کہ جب موضوع کو آگے لے جاتا ہوں تو تاریخ کے اوراق مجھے پیچھے سے تھامتے ہیں۔ یہاں رک کر ایک بات بتلانا چاہتا ہوں۔

سنیو! یاد رکھنا، اچھی طرح اپنے ذہنوں میں یہ حوالے لکھ لو۔ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے ہیں۔ یہ وہی عقیل ہیں جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا تھا۔ اپنے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ سگا بھائی ماں کی طرف سے بھی اور باپ کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھی لیکن انھوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اللہ کے ساتھ ان کا معاملہ ہے لیکن صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق بات کرتے ہوئے، اعتراض کرتے ہوئے حیاء کرنی چاہیے۔

میں نے رک کر یہ بات کیوں کی ہے؟

اس لیے کی ہے، کہتے ہو کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مخالف ہے، وہ کافر ہے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کفر تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

حضرت عقیل بن ابی طالب کا حضرت معاویہ کا ساتھ دینے کے بارے میں یہ حوالہ صرف سنی کتابوں کا نہیں، بلکہ شیعہ کتابوں کا حوالہ ہے۔ جاؤ تاریخ کی کوئی شیعہ کتاب اٹھاؤ، اس کے اندر لکھا ہوا ہے:

ترك عقيلٌ علياً ولَحِقَ مع معاوية

حضرت عقیل نے عین لڑائی کی حالت میں حضرت علی کا ساتھ چھوڑ دیا اور حضرت معاویہ کے ساتھ جا کر مل گئے۔ اگر یہ لڑائی کفر و اسلام کی لڑائی ہوتی تو عقیل رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کی ضرورت نہیں تھی۔

یہ وہی عقیل ہیں، جن کے بیٹے مسلم کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں کی طرف اپنا سفیر بنا کر بھیجا اور مسلم پر اعتماد کتنا تھا...... شیعہ کے شیخ اور ان کے سب سے بڑے محدث، ان کے سب سے بڑے فقیہ اور ان کے سب سے بڑے متکلم ''مفید'' کے الفاظ ہیں ''الارشاد'' میں، طبرسی کے الفاظ ہیں ''اعلام'' میں، ابن الصائغ کے الفاظ ہیں ''الفصول'' میں، اربلی کے الفاظ ہیں ''کشف الغمہ'' میں، ملا باقر مجلسی کے الفاظ ہیں ''حیات القلوب'' میں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خط میں لکھا کہ میں اپنی طرف سے اس شخص کو اپنا نائب بنا کر بھیج رہا ہوں کہ اس میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ میرے چچا کا بیٹا بھی ہے، میرا بھائی بھی ہے۔ میرے ساتھ محبت رکھنے والا بھی ہے اور رات کی تاریکی میں مدینے سے نکل کر مکہ میں میرے ساتھ آنے والا بھی ہے۔ کہا میں اس کو بھیج رہا ہوں۔ دوسری طرف مسلم کو حکم دیا کہ مسلم سوچ سمجھ کر اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احتیاط سے قدم اٹھانا۔ سمجھتے تھے کہ جوان آدمی ہے، طبیعت میں کوئی تیزی نہ آ جائے۔

شیعہ روایات کے مطابق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر ستاون برس تھی، بڑھاپے کا زمانہ تھا اور اس زمانے میں آدمی بڑا بردبار اور متحمل مزاج ہوتا ہے۔ اس لیے نصیحت کی۔ یہ ۶۰ھ کا واقعہ ہے، مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی، وہاں سے پلٹ کر مدینہ آئے۔ مدینے سے دو رہبر اجرت پر حاصل کیے، کیونکہ اس زمانے میں سڑکیں اور راستے تو ہوتے نہیں تھے۔ جنگل بیابان اور صحراء میں ستارہ شناسوں کی مدد سے قافلوں کی شکل میں سفر کیا جاتا تھا۔ کچھ لوگ پیشہ ور رہبر ہوتے تھے۔ ان کو اجرت پر حاصل کیا اور مدینے سے کوفہ کی طرف نکلے۔

اب ذرا جگر تھام کے سنو! باتیں بنانا بہت آسان ہے۔ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔ تمہاری تاریخ کی ساری کتابوں کا حوالہ۔ تاریخ کی نہیں، بلکہ وہ کتابیں جنہیں مذہبی انتہائی الرسۃ مولویوں نے تعصب کے ساتھ لکھا ہے۔ بڑا مولوی مفید، چھوٹا ملا الطبرسی، اس سے چھوٹا ملا اربلی، اس کا ساتھی ملا ابن الصائغ، اس سے چھوٹا ملا باقر مجلسی۔ یہ وہ متعصب لوگ ہیں، العیاذ باللہ جن کے تعصب کا عالم یہ ہے کہ جب بھی صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کا نام لیتے ہیں، پہلے لعنت کا لفظ بولتے ہیں۔ اللہ ہم کو معاف کرے اور یہ ملا باقر مجلسی اتنا بدزبان آدمی ہے کہ اس شخص نے اپنی کتاب حیات القلوب کے اندر لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ السلام کو زہر دے کر مارا تھا۔

اتنے متعصب اور زبان دراز ملا لیکن حق لکھنے پر مجبور ہیں۔ یہ بھی لکھتے ہیں وہ جو باقیوں نے بھی لکھا کہ جب مسلم بن عقیل مدینے سے روانہ ہوئے۔ دو رہبر اور تین چار ساتھی ساتھ لے کر چل نکلے۔ جنگل میں راستہ بھٹک گئے۔ دور دور تک پانی کا کوئی نام ونشان نہیں۔ پھر پھر کر تھک گئے، پانی ختم ہو گیا۔ دونوں رہبر پریشانی اور پیاس کی وجہ سے جنگل میں دم توڑ گئے۔ مسلم بن عقیل پریشان ہو گئے۔

شیخ مفید لکھتا ہے۔ مسلم بن عقیل انتہائی مضطرب، بڑی مشکل سے راستہ تلاش کیا۔ پانی کے کنارے پر پہنچے۔ وہاں پہنچ کر سفر روک دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حسین تیرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم سے مکہ سے نکلا، مدینے پہنچا۔ مدینے سے دو رہنماء اور ساتھیوں کو ساتھ لیا اور چل نکلا۔ حسین! ہم راستہ بھول گئے، دونوں رہبروں نے دم توڑ دیا ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں ہم بھی کوفیوں کے ورغلانے میں آ کر اسی طرح دم نہ توڑ دیں۔ بدشگونی ہے، مجھے اجازت دے دو، میں واپس پلٹ آؤں؟

یہ کوئی سنی نہیں لکھ رہا۔ سنی لکھتا تو تم فوراً کہتے لعنت۔ شیعہ لکھ رہا ہے اور شیعہ بھی نہیں، شیعوں کا امام لکھ رہا ہے۔ کہا مسلم بن عقیل کا خط پہنچا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ خط پڑھتے ہیں، غصے سے سرخ ہو گئے۔ قاصد کو واپس پلٹایا۔ فرمایا جاؤ، مسلم بن عقیل سے جا کر کہو، مجھے تم سے اس بزدلی کی توقع نہیں تھی۔

حملك على هذا الا الجبن.

تو نے اس معاملے کی جو تعبیر کی ہے، وہ بزدلی کی وجہ سے کی ہے۔ جاؤ اپنا سفر جاری رکھو۔ مسلم بن عقیل کو بہت شرم آئی کہ پہلے حسین کا باپ میرے باپ کو بزدلی کا طعنہ دیتا تھا۔ آج بیٹا مجھے بزدلی کا طعنہ دے رہا ہے۔

یہ حوالہ بھی سن لو کہ جب علی المرتضیٰ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہما سے ٹھنی، آپس میں اختلاف ہوا تو آپ نے کہا تھا...... ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ بات نہیں ہوئی تھی...... لیکن شیعہ روایت کے مطابق، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے کہا، کیا ہو گیا ہے، آگے کیوں نہیں بڑھتے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں آگے کیا بڑھوں!

ما بقية معي الا رجلان ذليلان ضعيفان عباس و عقيل

میں کیا لڑوں، میرے پاس تو صرف دو آدمی ہیں۔ دونوں ذلیل بھی ہیں اور بزدل بھی۔ معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ...... ایک نبی کا چچا عباس ہے، اور ایک میرا بھائی عقیل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایسی بات نہیں کہی ہوگی۔

ایک دلچسپی کی بات یاد رکھو۔ جس کو گالی دینے کی عادت ہو جائے وہ بے گانوں کو گالی دیتے ہوئے اپنوں کو بھی معاف نہیں کرتے۔ ہمارے اکابر کو گالی دیتے دیتے بنو ہاشم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرداروں کو بھی گالی دینے لگے۔ وہ عباس صرف بنو ہاشم کا سردار نہیں وہ اہلِ سنت کا بڑا ہی نہیں، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہما کا سگا چچا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا بھی ہے۔لیکن کچھ لوگوں کو گالی دینے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ گالی دیتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی کا بھی خیال نہیں کیا۔ کیا ممکن ہے کہ علی اپنے سگے چچا اور سگے بھائی کو گالی دے؟ یہ کسی سیاہ رو اور سیاہ باطن والے کا اخلاق تو ہوسکتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد کا، مسلمانوں کے خلیفہ راشد کا، حسن وحسین کے والد محترم رضی اللہ عنہم اجمعین کا اخلاق نہیں ہوسکتا۔

بہرحال مسلم بن عقیل نے سوچا، پہلے اس کا باپ میرے باپ کو بزدل کہتا تھا، آج بیٹا مجھے بزدل کہہ رہا ہے۔ چل نکلے 'کوفہ پہنچے۔ہانی کے گھر ڈیرہ جمایا۔ ابتداء میں اٹھارہ ہزار آدمیوں نے موت کی بیعت کی۔ مسلم بن عقیل نوجوان آدمی تھے، اور میں مذاق سے کہا کرتا ہوں کہ کوفہ والوں کی مثال لاہوریوں کے ساتھ بڑی مطابقت رکھتی ہے۔ شام کو ایک آدمی کے حق میں نعرے لگا رہے ہوتے ہیں اور صبح اسے مردہ باد کہہ رہے ہوتے ہیں۔ ان کا پتا ہی نہیں چلتا۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں اور ایئر مارشل اصغر خاں پشاور گئے۔ خان قیوم ہمیں ملے۔ اس وقت ائیر مارشل کا یہاں لاہور میں بڑا جلوس نکلا تھا۔ خان قیوم کہنے لگے، اصغر خان لاہوریوں کے نعروں سے کوئی فیصلہ نہ کرنا۔ اصغر خان پریشان ہوکر پوچھنے لگے کیوں؟ خان قیوم کہنے لگے جلوس بھی یہی نکالتے ہیں اور جنازہ بھی یہی اٹھاتے ہیں۔

کوفیوں کا بھی یہی حال تھا، اٹھارہ ہزار آدمیوں نے موت کی بیعت کی، اور اٹھارہ ہزار بس......؟ شیعہ مورخ جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور ان کے ساتھ مسعودی مروج الذھب میں، یعقوبی اپنی تاریخ میں، مقاتل الطالبین لاصفہانی......سب لکھتے ہیں کہ ایک لاکھ بندہ اس گھر کے گرد اکٹھا ہوگیا جس میں مسلم ابن عقیل رضی اللہ عنہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ایک لاکھ...... اس زمانے میں چودہ سو سال پہلے جب ابھی تیس کلومیٹر مار کرنے والی توپیں نہیں آئی تھیں اور نہ F16 آئے تھے، نہ مگ 29 آئے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس زمانے میں تلوار دشمنوں کے پاس بھی تھی اور تلوار اپنے پاس بھی تھی لیکن ایک لاکھ سپاہی کسی لشکر کو میسر نہیں آئے تھے۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے لاکھ آدمیوں کی فوج دیکھی تو ڈیڑھ سطر کا خط لکھا اور ساتھ خطوں کی بھری ہوئی دو بوریاں کوفے والوں کے خط۔ حسین کے نام۔ اسی لیے عربی میں مثال بن گئی "الکوفی لایوفی" کوفیوں سے وفا کی امید نہیں ہے اور ؏

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

کیا خط تھا؟ حسین ایک لاکھ تلوار تیری راہ میں بچھی ہوئی، لوگ اپنی گردنیں کٹانے کے لیے تیار۔ أقــدم۔ والسلام...... خط بعد میں پہنچے، تم پہلے روانہ ہو جاؤ۔ جوان آدمی تھے، خط لکھا، ادھر کوفے کے اندر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما گورنر تھے جو شریف اور بھلے مانس آدمی تھے۔ لوگوں نے کہا کہ شہر میں آگ لگی ہوئی ہے، گڑ بڑ ہے۔ کہنے لگے جب تک مجھے کچھ نہیں کہتے میں بھی انھیں کچھ نہیں کہوں گا۔ شہر سے سی آئی ڈی کے رپورٹروں نے شام کے اندر یزید کو خبر بھیجی کہ یہ گورنر تو صوفی صاحب ہیں، ان کو واپس بلالو۔ یہ اپنے گھر آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو پتہ ہی کچھ نہیں۔ کسی طاقتور بندے کو بھیجو، یہاں بڑی گڑ بڑ ہے۔ مسلم بن عقیل آئے ہوئے ہیں، اٹھارہ ہزار بیعت کر چکے اور ایک لاکھ تلواریں حسین کے استقبال کی منتظر ہیں۔ یزید کو پتہ چلا تو اس نے بصرہ کے گورنر عبیداللہ بن زیاد کو خط لکھا کہ جاؤ میں نے کوفہ کا گورنر بھی تمھیں مقرر کر دیا ہے۔

شیعہ مورخوں نے لکھا ہے کہ عبیداللہ بن زیاد صرف اٹھارہ آدمی ساتھ لے کر آیا۔ جناب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما ہانی کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ابن زیاد کوفے میں پہنچا، نقاب باندھا ہوا تھا۔

صبح اس نے منادی کرادی۔ یہاں ایک دلچسپ بات ہے۔ شیعہ مورخ لکھتے ہیں کہ جب وہ ڈھاٹا باندھے ہوئے کوفے شہر میں داخل ہوا تو لوگوں نے سمجھا کہ حسین آ گیا ہے۔ سارے لوگ گلیوں سے باہر نکل آئے اور یزید کے گورنر سے کہتے ہیں، السلام علیک یا بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ۔ اے رسول کے بیٹے تجھ پہ سلام ہو۔ ابن زیاد کہنے لگا، تمہیں صبح ملوں گا۔ صبح اس نے منادی کروائی کہ سب مسجد میں اکٹھے ہو جاؤ۔ بعد میں پتہ چلا جس کو یَابْنَ رَسُوْلِ اللہ کہہ رہے تھے وہ تو ابن زیاد تھا۔ لوگ کوفے کی مسجد میں اکٹھے ہوئے۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ ساتھ کنکریاں لے کر گئے کہ یہ خطبہ دے گا تو ہم پتھر ماریں گے۔ اس نے خطبہ دیتے ہوئے پہلے نقاب اوڑھا ہوا تھا۔ خطبہ دینے سے پہلے الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ کہنے سے پہلے کہا!

دیکھو میں وہ ہوں جس نے نقاب اوڑھا ہوا ہے اور تم مچلے ہوئے ہو۔ جب میں اپنے چہرے سے نقاب ہٹاؤں گا تو یاد رکھنا تمہارے دل بیٹھ جائیں گے۔ یہ کہہ کر نقاب اتارا تو کوفے والوں کے ہاتھوں سے کنکریاں زمین پر گر پڑیں۔ خطبہ دیا، اس نے کہا جو اپنے بچوں کے لیے اپنا سر سلامت رکھنا چاہتا ہے، اپنی بیوی کو بیوہ نہیں بنانا چاہتا، اپنے بچوں کو یتیم نہیں کرنا چاہتا، وہ سیدھا ہو جائے۔ وگرنہ یاد رکھو...... ایک لاکھ آدمی مارنے آیا ہوا، کسی کو ٹوکنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ابن زیاد نے یہ کہا اور اٹھارہ سپاہیوں کے ساتھ واپس چل نکلا۔ مسلم بن عقیل کو پتہ چلا تو غصے میں آئے، ساتھیوں کو حکم دیا، چلو گورنر ہاؤس پر حملہ کرو۔ ایک لاکھ آدمی ساتھ چلے، راستے میں کسی نے کہہ دیا کہ ابن زیاد گورنر ہاؤس سے باہر اپنے سپاہیوں کو لے کر نکل آیا ہے۔ حضرت مسلم نے پیچھے پلٹ کر دیکھا، تو آدھے غائب ہو چکے تھے۔ اگلی سڑک کراس کی تو آدھے اور غائب ہو گئے۔ اس سے اگلی سڑک پر پہنچے تو صرف اٹھارہ ہزار وہی آدمی رہ گئے جنہوں نے موت کی بیعت کی ہوئی تھی۔ سامنے عبیداللہ بن زیاد کو کھڑا دیکھا تو صرف اٹھارہ آدمی ساتھ رہ گئے۔ کوئی بھی باقی نہ رہا، حضرت مسلم نے جب یہ دیکھا، پلٹ کر بھاگے۔ جب بھاگنے لگے تو اٹھارہ میں سے ایک نے بھی ساتھ نہیں دیا۔

شیعہ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت مسلم کوفے میں اجنبی تھے۔ شہر میں راستے بھی معلوم نہیں تھے۔ گلیاں معلوم نہیں تھیں۔ رات کی تاریکی میں بھاگتے پھر رہے ہیں۔ جس دروازے پہ دستک دیتے ہیں، لوگ چہرہ دیکھتے ہیں اور دروازہ بند کر لیتے ہیں۔ ایک گھر پہنچے۔ اس گھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں چند دن پہلے دعوت ہوئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے موت کی قسمیں کھائی گئیں۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے دروازے پر دستک دی، دروازہ کھولا گیا۔ حضرت مسلم کو دیکھ کر دروازہ بند کرنے لگے۔ حضرت مسلم نے کہا تم نے تو حسین کے لیے قسم کھائی تھی؟ کہا قسم اس وقت کھائی تھی جب عبیداللہ بن زیاد نہیں آیا تھا۔ وہ آ گیا ہے، اب قسم باقی نہیں رہی۔

کہا پانی پلا دو میں پیاسا ہوں۔ کوفے کے شیعہ کہنے لگے، صدقے جاؤں پانی تو ضرور پلا دوں، لیکن اگر گورنر کو پتہ چل گیا کہ پانی میرے گھر پیا ہے تو صبح میری خیر نہیں۔ پانی پلانا بھی گوارا نہیں کیا۔ چھپتے چھپاتے رات کے پچھلے پہر تھک کر گرنے لگے۔ ایک بڑھیا نے دیکھا، ترس آ گیا، اہل بیت کا بندہ، حسین کا بھائی، عقیل کا بیٹا، کہنے لگی اندر آ جاؤ۔ مسلم بن عقیل نے جواب دیا، ماں آج کوفہ کی سرزمین میں تیرے سوا حسین کے قاصد کو کوئی پناہ دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہے۔ اندر لے گئی، پانی پلایا، مائی کا بیٹا جاگ گیا۔ پوچھا کون ہے؟ بڑھیا کہتی ہے کوئی نہیں۔ بیٹے کے بار بار پوچھنے پر مائی نے دروازہ کھولا، دیکھا سامنے حضرت مسلم بیٹھے ہیں۔ اس نے جلدی سے حضرت مسلم کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ کہنے لگا ہمارے بخت جاگ اٹھے، پھر کسی بہانے گھر سے باہر نکلا اور ابن زیاد کو جا کر کہنے لگا، میں تمہارا شکار گھر میں پھنسا آیا ہوں۔ اس طرح حضرت مسلم کو شہید کر دیا گیا۔

ادھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے رخصت ہوئے۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا کہ آپ کو خبر ملی حضرت مسلم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ مسلم کی شہادت کی خبر سننے کے بعد آپ نے واپس پلٹنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت مسلم کے بھائیوں کے اصرار پر قافلہ آگے ہی چلا۔ (1) ابھی کربلا

---

(1) نواسہ رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر سنی تو واپسی کا ارادہ کر لیا۔ کیونکہ انھیں صاف نظر آ رہا تھا کہ جس طرح کوفہ والوں نے ان کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بے وفائی کی، پھر ان کے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور اب مسلم بن عقیل کے ساتھ دھوکہ کیا، اس طرح یہ مجھ سے بھی کریں گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوفہ جانے سے اعراض کرنا تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہے۔ کربلا کا سانحہ فاجعہ وقوع پذیر ہونا تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔ اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی نواسۂ رسول کربلا تک پہنچ گئے اور وہاں ظالموں نے بے دردی سے اولادِ رسول اللہ خانوادۂ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ پراپیگنڈے کے زور پر کچھ لوگ یہ ثابت کرتے ہیں کہ اس وقت اسلام کو ⇐⇐

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نہیں پہنچے۔ دس تاریخ کو کربلا پہنچے۔ ابن زیاد اپنا لشکر لے کر آ گیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سب کوفہ کے لوگ ہیں۔ فرمایا تم نے تو مجھے خط لکھ کر بلایا ہے، اب مجھ سے لڑنے کے لیے آ گئے ہو؟ سب نے منہ پھیر لیا۔ کسی نے نظریں نہ ملائیں۔ اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کو تین شرطیں پیش کیں!

۱: میں واپس مکہ مکرمہ چلا جاتا ہوں۔

۲: میں اسلامی ملک کی سرحد پہ جا کر کافروں سے جہاد کرتا ہوا شہید ہو جاتا ہوں۔

۳: مجھے یزید کے پاس جانے دو، میں خود ہی اس سے بات کر لیتا ہوں۔

آپ کی تینوں شرائط مسترد کر دی گئیں اور جنگ کا بازار گرم کر دیا گیا۔ اس طرح کوفیوں کی بے وفائی کے نتیجے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی الم ناک اور مظلومانہ شہادت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں حقائق کو سمجھنے اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

⇐ اپنی بقا کا مسئلہ درپیش تھا۔ اسلام کی کشتی ڈوبنے کو تھی۔ اگر یہ بات حقیقت ہوتی تو یہ ممکن ہی نہ تھا کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر سن کر کوفہ جانے سے پس و پیش کرتے۔ اس لیے کہ آپ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تھے۔ آپ کی رگوں میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ایسے بہادر اور عظیم المرتبت انسان کا لہو گردش کر رہا تھا۔ آپ غیرت مند باپ کے غیرت مند بیٹے تھے۔ آپ نے سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی گود میں پرورش پائی تھی۔ اگر دین اسلام کو کوئی خطرہ ہوتا تو اپنے نانا کے لائے ہوئے دین کی خاطر قربانی پیش کرنے والوں میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما سرفہرست ہوتے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ابن زیاد کو جنگ سے بچنے کے لیے تین شرائط پیش کرنا بھی واضح کرتا ہے کہ دین اسلام کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ''اسلام کے دشمنوں'' کی قیادت میں خود کو جہاد کے لیے پیش کرتے۔ اللہ رب العزت ہمیں تعصبات سے بالاتر کر دے، جنت الفردوس میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما کے خدام کی صفوں میں جگہ دے دے۔ ہم خطا کاروں کے لیے تو یہ بھی بڑے ہی کرم کی بات ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمائے اُمت

[محافظین شریعت محمدیہ]

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًاo وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًاo وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًاo بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًاo﴾ [النساء: ١٥٥ تا ١٥٨] [1]

---

[1] پھران کے اپنے عہد کو توڑ دینے ہی کی وجہ سے (ہم نے ان پر لعنت کی) اوران کے اللہ کی آیات کا کفر کرنے اور ان کے انبیاء کو کسی حق کے بغیر قتل کرنے اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دل غلاف میں محفوظ ہیں، بلکہ اللہ نے ان پر ان کے کفر کی وجہ سے مہر کر دی تو وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم۔ اور ان کے کفر کی وجہ سے اور مریم پر ان کے بہت بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے۔ اور ان کے یہ کہنے کی وجہ سے کہ بلاشبہ ہم نے ہی مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا، جو اللہ کا رسول تھا، حالانکہ نہ انھوں نے اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی پر چڑھایا اور لیکن ان کے لیے ⇐

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام قسم کی تعریفات وحدہٗ لاشریک، خالق کائنات مالکِ ارض وسماء کے لئے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نام اسم گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا، اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

ہم نے اس خطبے کے آغاز میں چھٹے پارے سے سورۃ نساء کی یہ چند آیات تلاوت کی ہیں۔ ابتدائے خطبہ میں ان آیات کے تلاوت کرنے کا مقصود یہ ہے کہ ہم نے پچھلے پانچ خطباتِ جمعہ میں مسئلہ ختم نبوت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اور اس سلسلے میں کچھ اختصار اور تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ یہ بات بیان کرنے کی کوشش کی تھی کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام ومنصب اور آپ کی شان ومرتبہ کیا ہے، اور کتاب وسنت کی روشنی میں اس بات کو واضح اور اجاگر کیا تھا کہ اللہ رب العزت نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت ورسالت کا خاتمہ فرمادیا۔ آپ کو خاتم النّبیین اور سید المرسلین ٹھہرایا کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی اس کائنات میں نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ آپ آخری نبی ہیں، آپ کی امت آخری امت ہے اور آپ پر اتاری گئی کتاب بندوں کی طرف رب کا آخری پیغام ہے۔ آپ جو دین لے کر اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے، وہ دین کامل، مکمل، اکمل، جامع اور مانع ہے۔ اس دین میں کسی قسم کا خلل، کسی قسم کا نقص اور کس قسم کا قصور نہیں ہے کہ کوئی آپ کے بعد آئے اور اس دین کو مکمل بنائے۔

محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے اس لئے تسلسل کے ساتھ انبیاء تشریف لاتے رہے کہ ایک نبی کی وفات کے بعد لوگ ان کی تعلیمات کو مسخ کر دیتے رہے اور وہ کتابیں اور وہ صحیفے

⇦⇦ اس (مسیح) کا شبیہ بنا دیا گیا اور بے شک وہ لوگ جنھوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے، یقیناً اس کے متعلق بڑے شک میں ہیں، انھیں اس کے متعلق گمان کی پیروی کے سوا کچھ علم نہیں اور انھوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو ان انبیاء ورسل اللہ پر نازل ہوئے تھے، وہ کتابیں دنیا سے مفقود اور مٹ جاتی رہیں۔ اس لئے رب کائنات ان کتابوں کی تعلیمات کو ازسرنو زندہ کرنے کے لئے اور وہ تعلیمات جو ان انبیاء کرام اور رسل اللہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اپنی امتوں کو عطا کی تھیں، ان کی تجدید اور احیاء کے لئے دیگر انبیاء ورسل کو اس کائنات میں مبعوث فرماتا رہا تاکہ وہ اس کام کی ازسرنو تکمیل کریں جس کام کے لئے پہلے انبیاء ورسل اللہ اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے تھے لیکن رب ذوالجلال نے حضرت محمد ﷺ کے سر اقدس پر جب تاج نبوت ورسالت رکھا اور آپ کو خاتم النّبیین ٹھہرایا تو جہاں رب ذوالجلال نے آپ پر نازل ہونے والی کتاب کو آخری قرار دیا وہاں قیامت تک کے لئے اس کی حفاظت کا بندوبست بھی فرما دیا تاکہ نہ اس کتاب میں تبدیلی واقع ہو اور نہ کسی پیغمبر اور رسول کے آنے کی ضرورت باقی رہے۔

اسی طرح رب ذوالجلال نے امام کائنات فخرِ موجودات، رحمۃ للعالمین حضرت محمد کریم ﷺ کی تعلیمات کی حفاظت کے لیے ہر زمانے کے اندر آپ کی اُمت میں ایسے علماء پیدا فرما دیئے جو آپ کی سنتِ مطہرہ، آپ کی تعلیمات مبارکہ اور آپ کے ارشاداتِ گرامی کو ہمیشہ ہمیشہ صحیح انداز سے خالص صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء، كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء فيكثرون.)) [1]

بنی اسرائیل کے لوگوں کی قیادت اور سیادت کے لیے اللہ تعالیٰ تسلسل کے ساتھ نبیوں کو مبعوث کرتے رہے۔ جب ایک نبی رخصت ہو جاتے تو اُن کی جگہ لینے کے لیے اللہ تعالیٰ دوسرے نبی کو مبعوث کر دیتے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا تا نکہ اللہ رب العزت نے یتیم مکہ محمد ﷺ ابنِ عبداللہ، آمنہ کے لال کو اپنی مخلوق میں سے نوع انسانی کے لیے، ان کی قیادت کے لیے، اُن

---

[1] صحيح البخاري، كتاب احاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل: حديث: ٤٥٥۔ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب الامر بالوفاء ببيعة الخلفاء، حديث: ١٨٤٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی امامت کے لیے اور اُن کی سیادت کے لیے منتخب فرمالیا۔ اب میرے بعد کیا ہوگا؟ جس طرح پہلے انبیاء بنی اسرائیل کی قیادت فرماتے رہے اور اُن کے جانے کے بعد دوسرے انبیاء اُن کی جگہ لیتے رہے، کیا میرے بعد بھی یہی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لا نبی بعدی.)) ''میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' اللہ کے رسول! پھر آپ کے بعد امت کی قیادت کے لیے کیا انتظام ہوگا؟ فرمایا:

میری اُمت کی قیادت و امامت کا کام اللہ تعالیٰ میری اُمت کے علماء کو سونپ دیں گے۔ وہ وہی کام کریں گے جو بنی اسرائیل کے انبیاء و رسل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے علماء کو کارِ نبوت کا وارث بنایا ہے اور وہ اُسی طرح اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کرتے رہیں گے جس طرح بنی اسرائیل میں انبیاء و رُسل اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کرتے رہے۔ چنانچہ آج تلک چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود ہر دور میں، ہر زمانے میں، ہر ملک کے اندر اللہ کے فضل سے ایسے علماء موجود رہے جنہوں نے کتاب و سنت کی تعلیمات کو اپنا خون دے کر زندہ رکھا۔ اپنی جان سے ہار جانا گوارا کرلیا، اپنی روح کا رشتہ اپنے جسم سے منقطع کروانا گوارا کرلیا لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت، آپ کی تعلیمات اور آپ کے ارشادات پر آنچ آنا گوارا نہیں کیا۔ دنیا کی تاریخ کے ہر دور میں، ہر زمانے میں، ہر ملک میں اور ہر خطۂ زمین میں وقتاً فوقتاً ایسے علماء پیدا ہوتے رہے جو اپنی رگوں کے خون سے اسلام کے پودے کی آبیاری کرتے رہے۔

عرب کے اندر دین مٹانے، دین کے بدلنے اور شریعت کی تبدیلی کا فتنہ پیدا ہوا تو اللہ رب العزت نے سرور کائنات ﷺ کے شہر میں امام مالک کو پیدا کردیا جنہوں نے کوڑے کھائے، اپنے چہرے پر سیاہی ملوائی، داڑھی کا منڈوایا جانا گوارا کیا، گدھے پر بٹھا کر جلوس نکلوانا گوارا کیا، وہ پشت جو نبی پاک ﷺ کی مسند سے ٹیک لگاتی تھی اور وہ پشت جو سرورِ کائنات ﷺ کی مسند پر بیٹھتی تھی، اُس پشت کو جلادوں کے دُروں سے داغ دار اور خون آلودہ بنانا گوارا کرلیا لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کو نہ مٹنے دیا۔ آپ کی تعلیمات کو روشن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھا۔ آپ کے ارشادات کی حفاظت کی۔ آپ کے فرامین کو سربلند رکھا۔ کہا مالک (رحمہ اللہ) مٹ سکتا ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کو مالک کے جیتے جی نہیں مٹایا جا سکتا۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے

عراق کے اندر احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو پیدا فرمایا۔

دمشق کے اندر ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کو پیدا فرمایا۔

اُندلس کے اندر امام ابنِ حزم رحمہ اللہ کو پیدا فرمایا۔

کوفہ کے اندر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو پیدا فرمایا۔

مکہ کے اندر امام شافعی رحمہ اللہ کو پیدا فرمایا۔

ہر دور اور ہر خطے میں ایسے لوگ دنیا میں جنم لیتے رہے جنہوں نے حق کی خاطر اپنی گردنوں کو کٹوانا گوارا کیا لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر آنچ آنے دینا گوارا نہیں کیا۔

میں ایک کتاب پڑھ رہا تھا کہ ترکی کے اندر ایک عالم جلیل پیدا ہوئے۔ بادشاہ اُن کی دعوت کے لیے اُن کو اپنے پاس بلاتا ہے۔ وہ اُن کے قصر میں تشریف لاتے ہیں۔ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ بادشاہ انتہائی متعصب اور جامد قسم کا مقلد تھا۔ اپنے امام کے علاوہ کسی کی بات کو سننا یا ماننا گوارا نہ کرتا تھا۔ یہ عالم تشریف لائے۔ نماز کا وقت ہوا۔ دریا کے کنارے بادشاہ کا محل تھا۔ وہاں یہ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ بادشاہ نے دیکھا کہ جب اُنہوں نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھ سینے پر رکھے۔ جب رکوع میں جانے لگے تو رفع الیدین کی۔ ترکی کا بادشاہ اس بات کو دیکھ کر غصے سے آگ بگولہ ہو گیا۔ رکوع سے سر اُٹھایا تو پھر رفع الیدین کی۔ سجدہ کیا، دو رکعتوں سے اُٹھے تو پھر رفع الیدین کی۔ بادشاہ نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا اور کہنے لگا یہ کون ہے جو ہماری سلطنت میں ہماری فقہ کے خلاف نماز پڑھتا ہے۔ بادشاہ کا ایک درباری، ایک مشیر کہنے لگا، بادشاہ تو لوگوں کے جسموں کا حکمران ہے، یہ لوگوں کے دلوں کا حکمران ہے، اس کے ساتھ تعرض نہ کرنا۔ بادشاہ نے کہا میں کسی ایسے شخص کو گوارا نہیں کرتا جو ہماری فقہ کے خلاف نماز پڑھتا ہو۔ بادشاہ آگے بڑھا، وزیر نے کہا بادشاہ اگر تو اسے قتل کرے گا تو لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اندر فتنہ و فساد پیدا ہو جائے گا۔ لوگ برہم ہو جائیں گے، ناراض ہو جائیں گے، لوگوں میں پریشانی پھیل جائے گی۔ پھر بادشاہ پیچھے ہٹ گیا۔ دوسری دفعہ پھر انہوں نے رفع الیدین کی۔ بادشاہ پھر غصے میں آیا، پھر درباریوں نے روکا، چاروں رکعتوں میں چار مرتبہ بادشاہ نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا، شور وغل ہو رہا ہے۔ لوگ آپس میں گفتگو کر رہے ہیں لیکن وہ اللہ کا بندہ پورے انہماک سے نماز ادا کر رہا ہے۔

امام ذہبی نے اپنی کتاب کے اندر یہ واقعہ لکھا ہے کہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پلٹ کر دیکھا۔ وزیر نے کہا، امام آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے قتل کے لئے بادشاہ سلامت چار مرتبہ تلوار بے نیام کر کے کھڑے ہوئے۔ بادشاہ سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ امام فرماتے ہیں: کس جرم کی پاداش میں؟ کہنے لگا تم نے رفع الیدین کی جو بادشاہ کے مذہب کے خلاف ہے۔ اس لئے بادشاہ نے تمہارے لئے تلوار نیام سے نکالی تا کہ تمہاری گردن اڑا دی جائے، ہم نے روکا۔ امام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا: تم نے کیوں روکا۔ کاش مجھے یہ مقام بلند ملتا کہ میری گردن کٹ جاتی اور محمد ﷺ کی سنت کا نام اونچا ہو جاتا۔ تم نے کیوں روکا ہے۔ لوگوں کو پتہ چلتا کہ ہم وہ لوگ ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے لئے آپ کے ارشادات کے لئے اپنی گردنوں کو کٹا سکتے ہیں لیکن محمد ﷺ کی سنت پہ آنچ نہیں آنے دے سکتے۔ نبی ﷺ کی سنت پر عمل کی پاداش میں اگر ہماری جان چلی جائے تو اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے۔

ترکستان میں یہ ہوا۔ بخارا اور روس کے اندر اللہ رب العزت نے امام بخاری رحمہ اللہ کو پیدا کیا۔ بادشاہِ وقت نے سرورِ کائنات ﷺ کی تعلیمات کے مقابلے میں اپنی تعلیمات کو جاری کرنا چاہا۔ امام بخاری رحمہ اللہ سینہ تان کر اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ وہ بخاری جن کی عزت و توقیر کا یہ عالم تھا کہ سولہ ہزار شاگرد بیک وقت بیٹھ کر امام بخاری سے سبق پڑھا کرتے تھے۔ آج بڑے سے بڑے خطبے میں، سوائے عید اور جمعۃ الوداع میں کسی بڑی سے بڑی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے سولہ ہزار افراد نہیں آتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آدمی کا یہ عالم تھا کہ جس وقت اس امام کی عمر صرف بارہ سال تھی، ایک بہت بڑا امام حدیث کا درس دینے کے لئے بخارا میں حاضر ہوا۔ سارے ملک کے علماء اس کا چرچا سن کر اس کی مجلس میں آئے۔ امام کو منبر پہ بٹھایا گیا۔ تین ہزار عالم اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ بارہ سال کے امام بخاری، بچہ بھی درس سننے کے لئے آیا اور اسے مسجد میں جگہ نہیں ملی۔ جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں، وہاں جگہ ملی۔ آگے بڑھنے لگے تو ایک عالم نے ہاتھ سے پیچھے ہٹا دیا۔ بچے بھاگ جاؤ، یہ وعظ کی مجلس نہیں، محمد ﷺ کی حدیث کی مجلس ہے۔ تم کیا سمجھو گے۔ جاؤ گھر جا کر کھیلو۔ امام نے کہا میری ماں نے مجھے نبی کی حدیث کے لئے وقف کیا ہے۔ میں اس آدمی سے حدیث کا درس سننے کے لئے آیا ہوں۔

امام نے حدیث سنانی شروع کی۔ حدیث سناتا ہے۔ امام ایک حدیث پڑھتا ہے، دوسری حدیث پڑھتا ہے، تیسری حدیث پڑھتا ہے، جب حدیثیں پڑھ لیں تو علماء سے سوالات پوچھے، علماء نے اعتراضات کئے۔ امام نے جواب دیئے۔ آخر میں وہ بارہ سال کا بچہ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا میرے بھی چند اعتراضات ہیں۔ لوگ پریشان ہو گئے کہ اتنا بڑا امام جس کا درس سننے کے لئے پورے ملک سے علماء آئے ہیں۔ یہ بارہ سال کا بچہ اٹھ کر کیا سوال پوچھے گا۔ لوگوں نے ڈانٹا۔ لیکن امام کی نظر اس کے چہرۂ نورانی پر پڑی۔ کہا اس کو سوال کرنے دو۔ بخاری بچپن میں بھی محمد ﷺ کی سنت کا محافظ تھا۔ بخاری نے اعتراض کیا۔ کہا آپ نے جو حدیث پڑھی تھی وہ غلط ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا تھا۔ امام نے کہا: بچے کو آگے آنے دو۔ بخاری اعتراض کرتا گیا۔ امام اس کا جواب دیتا گیا۔ جب آخری اعتراض پر پہنچا۔ امام منبر سے نیچے اتر آیا اور اس بارہ سال کے بچے کو اوپر بٹھایا اور کہا جس مجلس میں یہ بچہ موجود ہو، دنیا کا کوئی شخص اس کے ہوتے ہوئے محمد ﷺ کے منبر پر نہیں بیٹھ سکتا۔

وہ امام بخاری جن کی عزت و توقیر اور لوگوں کی محبت و پیار کا عالم یہ ہے کہ جب امام صاحب اپنے مدرسے میں حدیث پڑھانے کے لئے بیٹھتے تھے تو سولہ ہزار طالب علم حدیث سننے کے لئے آتے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ کے فرمان سے ٹکراؤ ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات ایسے ہے۔ بخاری نے کہا: بادشاہ دنیا میں سکہ تیرا چلتا ہے لیکن دین میں سکہ محمد ﷺ کا چلتا ہے، یہ بات نہیں ہو سکتی۔

میں بتلانا یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں، ہر زمانے میں، ہر خطۂ ملک اور ہر علاقے میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا جو اللہ کے دین اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی حفاظت کریں۔ امام بخاری سینہ ٹھونک کر کھڑے ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا، ہٹ جاؤ، میں بادشاہ ہوں۔ امام بخاری نے کہا، بادشاہ تو ہے لیکن محمد ﷺ کی کھیتی کا رکھوالا میں ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے نبی ﷺ کے دین میں خلل نہیں ڈالا جا سکتا۔ بادشاہ نے کہا سن لو! ایک ملک میں دو فرمانروا نہیں رہ سکتے۔ میرا ملک چھوڑ دو۔ امام بخاری نے اُس بخارا کو چھوڑنا گوارا کر لیا جس میں سولہ سولہ ہزار آدمی ان سے درس حدیث پڑھتے تھے، لیکن محمد ﷺ کی تعلیمات میں تبدیلی کرنا، ان میں تغیر کرنا برداشت نہ کیا۔ اپنا وطن چھوڑ دیا اور کئی سال تک جلا وطن رہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ سولہ سال تک جلا وطن رہے۔ اپنے وطن میں سولہ سال تک آنے کی اجازت نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ نے حوصلہ دیا، کہا جلا وطنی منظور ہے لیکن محمد ﷺ کی سنت سے دست کشی منظور نہیں ہے۔ جو جی چاہے کر لو۔

سولہ سال کے بعد بادشاہ کو ندامت ہوئی اور اس نے اجازت دی کہ واپس آ جاؤ، پلٹ آؤ۔ اور اس دن جب بخاری کی آمد کی خبر پہنچی کہ نبی پاک ﷺ کی سنت کا یہ محافظ آ رہا ہے تو بخارا میں شہر کے اندر ایک شور مچ گیا کہ آج بخاری آ رہا ہے۔ روایات میں آیا ہے، مؤرخین نے لکھا ہے کہ سارا ملک بخارا اپنے گھروں کو چھوڑ کر باہر نکل آیا۔ بادشاہ اور صرف اس کی ملکہ شہر میں رہ گئے۔ بادشاہ اور اس کی ملکہ چھت پر چڑھے۔ بازار میں نگاہ ڈالی، بازار بند پڑے ہیں، گلیوں میں نظر دوڑائی تو کسی بچے کی آواز بھی نہیں آتی۔ لوگوں کے گھروں کی طرف دیکھا کسی عورت کی آواز بھی نہیں آتی۔ بخارا کی طرف آنے والے راستوں کو دیکھا کہ لوگوں نے اپنے گھروں کے قالین اس راستے میں بچھائے ہوئے ہیں، جس راستے سے بخاری آ رہا ہے۔ عورتوں نے اپنی چادریں اور اپنے سر کے دوپٹے بچھائے ہوئے ہیں۔ ملکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بادشاہ سے پوچھا: بادشاہ آج کیا دن ہے، شہر میں کوئی انسان نظر نہیں آتا؟ اس نے کہا: ملکہ جو محمد ﷺ کی سنت کی حفاظت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دلوں کا بادشاہ بنا دیتا ہے۔ آج سارا ملک بخاری کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے۔ لوگوں نے اپنی چادریں کیوں بچھائی ہوئی ہیں، عورتوں نے اپنے دوپٹے کیوں بچھائے ہیں؟ اس لئے بچھائے ہیں کہ ان چادروں پر اس کا پاؤں آ جائے جو محمد ﷺ کی سنت کی حفاظت کے لئے لڑتا رہا ہے۔ یہ امام بخاری سے لوگوں کی محبت کا عالم تھا۔

اللہ رب العزت نے ہر زمانے اور ہر دور میں مصلحین پیدا فرمائے کہ جنھوں نے دین کی حفاظت فرمائی۔ اس ہندوستان کے اندر اپنے دین کی حفاظت کے لئے مجدد الف ثانی کو پیدا فرمایا۔ وہ احمد سرہندی کہ جس کے زمانے میں بادشاہوں کا دستور و قانون یہ تھا کہ کوئی شخص بادشاہ کے دربار میں اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ بادشاہ کے دربار میں آ کر بادشاہ کو سجدہ نہ کرے۔ بادشاہ کو سجدہ کرے، پھر اٹھ کر سلام کرے، پھر شاہی دربار میں داخل ہوسکتا ہے وگرنہ داخل نہیں ہوسکتا۔ دین کا مذاق...... شریعت کی دھجیاں بکھیری گئیں۔ اللہ کے رسول کے فرامین کی توہین کی گئی۔ نبی پاک ﷺ نے کہا تھا رب کے سوا مومن کی گردن کسی کے سامنے جھک سکتی ہے نہ کہیں ماتھا ٹیک سکتا ہے۔ اللہ کے حکم کی مخالفت، سرور کائنات ﷺ کے احکام سے بغاوت......

بادشاہ اپنے نشے میں مست کہ ایک بستی سرہند سے آواز اٹھی، لوگو سن لو! بادشاہ بھی مشرک ہے اور بادشاہ کو سجدہ کرنے والے بھی کافر ہیں۔ مسلمان وہ ہے کہ جس کی گردن رب کے سوا کسی کے سامنے خم نہیں ہوتی۔ رب کے سوا کسی کی بارگاہ میں سجدہ کرنے والا بھی کافر ہے اور کروانے والا بھی کافر ہے۔ بادشاہ حیران و ششدر رہ گیا اور بادشاہ صحیح معنوں میں بادشاہ تھا۔ ہماری طرح کے حکمران نہیں کہ ملک کٹواتے گئے اور اپنی حکمرانی کی مدت بڑھاتے گئے۔ وہ بادشاہ کہ بنگال سے لے کر راس کماری تک، سندھ سے لے کر افغانستان تک، نیپال سکم، بھوٹان سے لے کر سری لنکا تک سارے ملکوں کا ایک بادشاہ۔ جہانگیر، ہندوستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان ہی نہیں، سکم، بھوٹان، نیپال، سری لنکا، افغانستان کا بھی کچھ حصہ...... سارا ایک ملک اور اس کا ایک بادشاہ تھا۔ اتنا بڑا بادشاہ اور اتنا بڑا ملک کہ دنیا میں کوئی ملک اتنا بڑا نہیں۔

بادشاہ کو خبر پہنچی، اس نے کہا: یہ مُلّا کہاں سے آ گیا، اس کو پکڑ کر لاؤ، اس کو بھی سجدہ کرواؤ۔ لوگوں کو پتہ چلے کہ فتویٰ دینے کا معنی کیا ہے۔ احمد سرہندی کو پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں حاضر کیا گیا اور تلواریں ننگی کر لی گئیں کہ اگر گردن نہ جھکے تو کاٹ دی جائے۔ احمد سرہندی تشریف لاتے ہیں، چمکتی ہوئی تلواروں، مچلتے ہوئے ہاتھوں اور خون کے لئے بے تاب دھاروں کو دیکھتے ہیں، سر نیاز خم کرنا گوارا نہیں کرتے، گردن اٹھا کر کہتے ہیں کہ بادشاہ سن لو، محمد ﷺ کے حکم پہ گردن کٹ سکتی ہیں جھک نہیں سکتی۔ کاٹنا تمہارا کام، جھکانا میری طاقت میں ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس گردن کو جھکنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ کاٹ سکتے ہو تو کاٹ لو۔

بادشاہ کے غرور کو ٹھیس لگی۔ اس نے کہا گردن کاٹ لوں گا تو کیا ہوگا، مزہ تو تب ہے کہ جھکایا جائے۔ اسے جھکا کر رکھنا ہے۔ گوالیار کے قلعہ میں قید کیا گیا، لمبا عرصہ قید رہے۔ آخر وزیروں نے ایک تدبیر نکالی۔ بادشاہ اگر جھکانا ہی مقصود ہے تو آؤ طریقہ ہم بتلاتے ہیں۔ بادشاہ ایک چھوٹا سا دروازہ لگواؤ اور سامنے خود بیٹھو اور احمد سرہندی کو اس میں سے گزارو، جب وہ دروازہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے نیچے ہو کر گزرے گا تو اس کی گردن جھک جائے گی۔ درباری احمد سرہندی کو گھسیٹتے ہوئے بادشاہ کے دربار میں لائے۔ دربار کے آگے پہنچے تو سامنے ایک چھوٹا دروازہ دیکھا۔

شیخ احمد نے لمحے بھر کے لئے دروازہ دیکھا تو ساری سازش سامنے آ گئی۔ پوری ہڈیوں کو اکٹھا کیا اور جھکے ہوئے سر کو اٹھایا۔ آپ نے پہلے اپنی گردن داخل نہیں کی بلکہ الٹا ہو کر پہلے اپنے قدم داخل کئے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مجبوری میں بھی سر جھک گیا۔ دربار میں آئے اور کہا، جہانگیر سن لو! تیری تلوار احمد سرہندی کی گردن کاٹ سکتی ہے، ابھی جھکانے کی قوت پیدا نہیں ہوئی ہے۔ جو جی چاہے کرلو، یہ گردن اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں جھک سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں اپنے نبی کے دین کی حفاظت کے لئے سید اسماعیل شہید رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو پیدا فرمایا، جنھوں نے بالاکوٹ کے سبزہ زاروں اور سنگ زاروں کو اپنے خون سے گل رنگ کیا لیکن محمد اکرم ﷺ کے دین میں ملاوٹ نہیں آنے دی۔ لوگوں نے کفر کے فتوے لگائے، ہر بات کہی۔ آپ نے ہر چیز گوارا کی۔ کہا جو جی چاہے کرلو لیکن میرے جیتے جی نبی ﷺ کے دین میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کے لئے ہر دور میں ایسے علماء پیدا کئے جنہوں نے وہی فریضہ سرانجام دیا جو بنی اسرائیل میں اللہ کے نبی اور اللہ کے رسول انجام دیتے رہے۔

((کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون.))

میری امت کی قیادت کے لئے اللہ علماء کو پیدا کرتا رہے گا۔ وہ علماء بہت زیادہ ہوں گے۔ وہ ہر دور میں، ہر زمانے میں اور ہر علاقے میں میرے دین کی حفاظت کریں گے۔

اللہ رب العزت نے اس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ کیا اور آپ کے بعد نبوت کے اجراء کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا کہ کوئی نبی نہیں آئے گا جو محمد ﷺ کے دین کی تکمیل کرے گا۔

جب عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی:

اب سوال یہ پیدا ہوتا کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے یا نہیں آئیں گے؟ مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ اس مسئلے کا بہت زیادہ تعلق ہے، اس لئے کہ ایک دجال، کذاب کے پیروکار، نبی علیہ السلام کی امت کو گمراہ کرنے کے لئے یہ حوالہ دیتے ہیں کہ اگر کوئی نبی نہیں آنا تو عیسیٰ علیہ السلام نے کیوں آنا ہے؟ پھر عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا کیا مطلب ہے؟

مسئلے کو سمجھ لو۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نئے نبی نہیں ہوں گے۔ نبی پاک حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو پہلے گزر چکا ہے اس کی نفی نہیں اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اس کائنات میں آئیں گے تو وہ نبی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے نہیں آئیں گے، محمد ﷺ کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے۔ کیوں آئیں گے؟ کیا نبی علیہ السلام کی تعلیمات مٹ چکی ہوں گی؟ ان کو زندہ کرنے کے لئے آئیں گے؟ کیا قرآن کریم میں تبدیلی ہوگئی ہے؟ اس لئے آئیں گے؟ کیا شریعت کے اندر کوئی خلل آ گیا ہے؟ اس لئے آئیں گے؟ کہا نہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام اس لئے آئیں گے کہ وہ عیسائی جنہوں نے آپ کے دین میں تبدیلی کی اور نبی آخر الزماں ﷺ کو ماننے سے انکار کیا، عیسیٰ علیہ السلام ان عیسائیوں کو محمد ﷺ کا امتی بنائیں گے، نبی علیہ السلام کے دین اور شریعت کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوگی جس کو مکمل کرنے کے لئے آئیں گے بلکہ اپنی امت کو حضرت محمد ﷺ کی امت میں داخل کروانے کے لئے آئیں گے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ [النساء: ۱۵۹]

عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا مقصد ان لوگوں کو ایمان میں شامل کرنا ہوگا جن لوگوں نے حضرت محمد ﷺ کی امت کو نہ جانا، جنہوں نے سرورِ کریم ﷺ کی شریعت کو نہیں مانا اور آنے والا وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جن عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے صلیب پر چڑھانا چاہا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ:

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ [النساء: ۱۵۷]

”نہ قتل کر سکے، نہ سولی چڑھا سکے۔“

﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾[النساء: ۱۵۸]

”بلکہ اللہ نے انھیں زندہ آسمانوں پہ اٹھالیا۔“

حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ عیسیٰ نئی نبوت لے کر نہیں آئیں گے، یہ مجھ سے پہلے کے نبی ہیں اور جب آئیں گے تو اپنی نبوت نہیں چلائیں گے بلکہ محمد ﷺ کی امامت کو چلائیں گے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غلام احمد قادیانی نے کہا ہے کہ میں بھی تو وہی عیسیٰ ہوں جو پہلے آیا تھا۔ میں نے پہلے کہا تھا کہ اس دین کی حفاظت کے لئے صرف اس کتاب کو تبدیلی اور تحریف سے محفوظ نہیں رکھا بلکہ اس دین کی تعلیمات کو بھی محفوظ رکھا۔ رب کریم نے اپنے علم سے اس بات کو جانتے ہوئے کہ کئی دجال اور کذاب آئیں گے جو عیسیٰ ہونے کا روپ دھاریں گے۔ پہلے دن سے ان کی جڑ کاٹ دی۔ ارشاد فرمایا کہ یہ وہی عیسیٰ آئے گا، جس کو یہودیوں نے سولی چڑھانا چاہا تھا لیکن نہیں چڑھا سکے تھے۔ نبی پاک ﷺ نے نام لے کر فرمایا:

((يَنْزِلُ فِيكُمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ.)) [1]

لوگو! سن لو وہ عیسیٰ جو آخری زمانے میں آئیں گے، وہ زمین سے نہیں آئیں گے، آسمان سے آئیں گے۔ اور کون سے عیسیٰ ہوں گے؟ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام۔ وہ وہی عیسیٰ ہوں گے جو مریم کے گھر پیدا ہوئے۔

وہ اپنے ہاتھ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔

((ينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق.))

وہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوں گے۔

((واضعا كفيه على اجنحة ملكين.))

جب آئیں گے تو دمشق کے مشرقی کنارے پر واقع مسجد کے سفید مینارے پر اتریں گے۔

نبی پاک حضرت محمد ﷺ نے آنے والے دجالوں کی جڑ کاٹ دی!

((يَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً.)) [2]

آپ چالیس سال دنیا میں حکومت کریں گے۔ کعبۃ اللہ میں آئیں گے، میری امت کا امام کعبے میں نماز پڑھا رہا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر کہے گا، عیسیٰ! آپ نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نبی ﷺ کے آنے کے بعد کسی کی نبوت باقی نہیں رہی۔ میں عیسیٰ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال وصفته، حديث: ٢٩٣٧۔ سنن ابی داؤد (٤٣٢١)۔ سنن ابن ماجه (٤٠٧٥).

[2] سنن ابی داؤد، كتاب الفتن، باب خروج الدجال، حديث: ٤٣٢٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اگر نماز پڑھوں گا تو محمد ﷺ کے امتی کے پیچھے پڑھوں گا۔ ❶ فرمایا: پھر مدینے میں آئیں گے اور میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ قیامت کے دن میں، عیسیٰ علیہ السلام، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان اٹھائے جائیں گے۔ ❷ یہ ہیں وہ عیسیٰ علیہ السلام جو قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔

غلام احمد قادیانی کہتا ہے میں وہی عیسیٰ ہوں۔ اس سے پوچھو کہ وہ عیسیٰ تو مریم کا بیٹا ہے اور تو چراغ بی بی کا بیٹا ہے۔ چراغ بی بی کا بیٹا مریم کا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟

اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ.)) ❸

وہ عیسیٰ جو آخری زمانے میں آئے گا، وہ مریم کا بیٹا ہوگا اور اس نے چراغ بی بی کا بیٹا بن کر عیسیٰ بننا شروع کردیا ہے۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ.)) ❹

وہ آسمان سے نازل ہوں گے اور یہ قادیان سے اُگا ہے۔

پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((ينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق.)) ❺

وہ دمشق کے مشرقی کنارے پر ایک مسجد کے سفید مینارے پر اتریں گے اور اس نے ساری زندگی دمشق کا چہرہ نہیں دیکھا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

((واضعا كفيه على اجنحة ملكين.)) ❻

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، حديث: ١٥٦.

❷ العلل المتناهية لابن الجوزى (٢/٤٣٢) وسنده ضعيف.

❸ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، حديث: ١٥٦.

❹ السنن الواردة فى الفتن للدانى (٥/١١٠٦).

❺ صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال وصفته، حديث: ٢٩٣٧.

❻ صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال وصفته، حديث: ٢٩٣٧.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”جب آپ آئیں گے تو جبرائیل و میکائیل کے کندھوں پر ہاتھ رکھا ہوا ہوگا۔“

جو فرشتے اس کو لے کر آئیں گے وہ جبرائیل و میکائیل ہوں گے اور مرزا کہتا ہے کہ جو فرشتہ مجھ پہ وحی لے کر آتا ہے اس کا نام ”ٹیچی ٹیچی“ ہے۔ یہ ٹیچی ٹیچی والا نبی کہاں سے آ گیا؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کی خوشبو سے ساری دنیا مہک جائے گی۔ جہاں جہاں ان کی خوشبو پہنچے گی، وہاں وہاں کفر مٹ جائے گا، خنزیر کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ❶ اور یہ اتنا بدبودار تھا کہ اس کا اپنا بیٹا بشیر لکھتا ہے کہ ایک دفعہ میرے والد نے پندرہ دن تک کپڑے نہیں بدلے تھے۔ گرمی کا موسم تھا، غسل بھی نہیں کیا، گھر میں آئے۔ حضرت صاحب کے جسم سے اتنی بدبو آتی تھی کہ میری ماں نے تنگ آ کر اپنی ناک پہ دوپٹہ رکھ لیا۔

کہاں وہ عیسیٰ کہ فرشتوں کے کندھوں پر سوار آئیں اور ان کی خوشبو سے زمانہ مہک جائے اور کہاں یہ بدبودار، کذاب، دجال کہ اپنی بیوی اس کی بدبو برداشت نہ کر سکی۔

فرمایا: پھر وہ کعبہ میں آئیں گے اور میری امت کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ ❷ اس شخص کو جیتے جی کعبہ میں جانے کی توفیق ہی نہیں ملی ہے۔ فرمایا:

((يَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً.)) ❸

عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال حکومت کریں گے اور یہ چالیس سال تک انگریزوں کے بوٹ چاٹتا رہا ہے۔ فرمایا:

((وَ يَقْتُلُ الدَّجَّالُ.)) ❹

وہ دجال کو قتل کریں گے اور یہ خود کانا دجال تھا۔

---

❶ صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب قتل الخنزير، حديث: ٢٢٢٢، بذكر قتل الخنزير فقط.

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، حديث: ١٥٦.

❸ سنن ابي داؤد، كتاب الفتن، باب خروج الدجال، حديث: ٤٣٢٤.

❹ سنن الترمذي، كتاب الفتن، باب ما جاء في قتل عيسى ابن مريم الدجال، حديث: ٢٢٤٤.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

((يَضَعُ الْجِزْيَةَ.)) ❶

وہ ٹیکسوں کو معاف کریں گے، کوئی کافر ٹیکس نہیں دے گا جس پر ٹیکس ہوں گے اور اس کے زمانے میں جتنا کفر پھیلا ہے اتنا کسی زمانے میں کفر نہیں پھیلا۔ فرمایا:

((وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ.)) ❷

ان کے زمانے اللہ تعالیٰ خنزیر کا خاتمہ کر دیں گے اور یہ خود خنزیر کھانے والے، چرانے والا انگریز کا نوکر تھا۔ فرمایا:

((ثُمَّ يَمُوتُ.)) ❸

پھر ان کی موت مدینے میں آئے گی اور اس کی موت لاہور کے ایک ٹٹی خانے میں ہوئی ہے۔ فرمایا:

((يُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ.)) ❹

وہ میرے ساتھ "روضة من رياض الجنة" میں دفن ہوگا اور یہ قادیان کی نجس زمین میں دفن ہوا۔

فرمایا: قیامت کے دن محمد ﷺ اور وہ اکٹھے اٹھائے جائیں گے اور اس کی ہڈیاں بھی گل چکی ہیں۔ کیسے لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے ختم نبوت کی چادر پہ ہاتھ ڈالنے کے لئے مسئلہ گھڑا گیا کہ مسیح موعود آ گیا ہے۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ اس قدر منحوس شکل وصورت والا آدمی نبی کیسے ہوسکتا ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام انتہائی خوبصورت، روشن چہرے

---

❶ صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب قتل الخنزير، حديث: ٢٢٢٢ـ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، حديث: ١٥٥.

❷ صحيح البخاري (٢٢٢٢) و صحيح مسلم (١٥٥).

❸ مسند ابى داود الطيالسى (٢٦٩٨)

❹ العلل المتناهية لابن الجوزى (٢/٤٣٢) بسند ضعيف.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے، چمکتی ہوئی آنکھوں والے، دمکتی ہوئی پیشانی والے ہوں گے [1] اور اس قادیانی کی آنکھیں جس طرح بیوہ کے گھر بجھا ہوا دیا ہوتا ہے۔ کبھی اس کی آنکھ نہیں کھلی۔ ساری عمر افیون کھاتا رہا اور لوگوں کو انگریزوں کے ایماء پر انگریز کا ذلہ خوار بناتا رہا۔

اب ایک بات سمجھنے کی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی ایک نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نئے نبی نہیں ہیں بلکہ وہ نبی ہیں جن کو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے جو کنواری مریم کے گھر پیدا ہوئے۔ جن کا کوئی باپ نہیں تھا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے جو زمین سے نہیں ہوں گے، آسمان سے نازل ہوں گے اور وہ دنیا میں آکر اپنی امت نہیں بنائیں گے بلکہ لوگوں کو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل فرمائیں گے اور ان کے زمانے میں بھی سکہ چلے گا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا چلے گا۔

اس سے یہ معاملہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم کیا کہ اب آپ کے بعد کوئی نیا نبی آکر اپنا سکہ چلانے والا نہیں ہے۔ صرف وہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے جو آپ سے پہلے آچکے۔ اللہ تعالیٰ انہیں معجزے کے طور پر اس کائنات میں بھیجیں گے تا کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں کو نبی علیہ السلام کی امت میں داخل کر سکیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

[1] صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الجعد، حدیث: ۵۹۰۲۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب ذکر المسیح ابن مریم، حدیث: ۱۶۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتکاف کے مسائل

رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ بھی تمام ہونے کو ہے۔ آج سترہ رمضان ہے۔ آج سے تین دن بعد تیسرا عشرہ جس کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جہنم سے آزادی کا عشرہ قرار دیا ہے، شروع ہونے والا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے ان تین عشروں کو اس طرح سے گزارا جس طرح کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے گزارنے کا حکم دیا ہے۔ خوشی اور سعادت کی بات ہے ان لوگوں کے لیے کہ جنہوں نے دن کے روزے رکھے، راتوں کا قیام کر کے اپنے رب کی رحمتوں سے اپنی جھولیوں کو بھرا۔ اور رب کی مغفرت اور بخشش کے مستحق بنے۔ اس تیسرے عشرے کو نبی کائنات ﷺ نے جہاں جہنم سے آزادی کا عشرہ قرار دیا ہے، وہاں اسے رب کی راہ میں خلوتوں کا عشرہ بھی قرار دیا ہے۔

نبی کائنات ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ رمضان کے آخری عشرے میں ہمیشہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ جب تک آپ اس کائنات میں تشریف فرما رہے، رمضان کے آخری عشرے میں مسجد کے کسی ایک گوشے میں خیمہ لگا کر یا پردے باندھ کر رب کے لیے خلوتوں میں بیٹھ جاتے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ محبوب کو منانے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ تنہائیوں میں، خلوتوں میں اس کے ساتھ باتیں کی جائیں۔ اس کے سامنے التجائیں پیش کی جائیں۔ اس کے سامنے عرض داشتیں اور گزارشیں رکھی جائیں اور کائنات میں مومنوں کے لیے ان کے رب سے بڑا محبوب اور کون ہوسکتا ہے؟

یہ دس دن تنہائی میں بیٹھ کر اپنے ربّ کو منانے کے دن ہیں۔ یہ ایسی سعادت ہے جو ربّ کائنات صرف ان لوگوں کو عطا کرتا ہے جن کو ربّ واقعی اپنا محبّ بنانا چاہتا ہے۔ جن سے رب کا تعلق ہوتا ہے۔ جن سے رب پیار کرتا ہے اور جن سے پیار کرنا چاہتا ہے۔ جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کسی کا تعلق نہ ہو، اس کو اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت نہیں دی جاتی۔

اگر آپ کسی ایسے کے پاس جائیں کہ جس سے آپ کا تعلق خاطر نہیں ہے، دروازے پہ دستک دیں گے، باہر سے ہی جواب ملے گا کہ چلے جاؤ۔ ملنے کا وقت نہیں۔ اور جس سے تعلق ہو، وہ جس وقت بھی آئے اس کے لیے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ آؤ اور بارگاہ میں حاضری سے مشرف یاب ہو جاؤ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اعتکاف کی سعادت رب ان لوگوں کو عطا کرتا ہے کہ جن سے رب کا پیار ہوتا ہے اور جن کو رب اپنی بارگاہ میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور کرنا چاہتا ہے۔ دوسروں کو بارگاہ میں حاضری کی اجازت ہی نہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جن دوستوں، بھائیوں، بہنوں اور ماؤں کو رب کی بارگاہ میں دس دن کی خلوتوں اور تنہائیوں کا موقع میسر آتا ہے، انہیں خوش ہونا چاہیے کہ ان پر رب کی نظر کرم ہے اور رب انہیں اپنی بارگاہ میں سرفراز کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے زیادہ سے زیادہ لوگ اس سعادت سے اپنی جھولیوں کو بھرلیں کہ سارا سال دنیا کے لیے گزرتا ہے، یہ دس دن رب کے لیے گزر جائیں۔

میرے آقا کا ارشاد ہے کہ جو بندہ رب کے لیے رب کے گھر میں اعتکاف کرتا ہے، فرمایا جس دن وہ اعتکاف مکمل کر کے نکلتا ہے، اس طرح ہو جاتا ہے جس طرح ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے۔ پاک، طاہر...... اور نبی کائنات نے فرمایا جب چاند نکلتا ہے، تب مومن اپنی خلوت گاہ سے باہر آتا ہے، پھر رب کو وہ اتنا پیارا لگتا ہے کہ اس وقت اعتکاف گاہ کو چھوڑتے ہوئے اپنے رب سے جو مانگتا ہے، رب اس کی دعا کو پورا کرتا ہے۔

اعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ بیس رمضان کی شب کو یعنی ۲۱ ویں رات کو جو کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی پہلی طاق رات ہوتی ہے، نماز عشاء کے بعد، تراویح کے بعد اپنے معتکف میں داخل ہو جائے، اس کٹیا میں جو مسجد کے اندر پردے تان کے بنائی گئی ہو، اس میں خلوت میں بیٹھ جائے یا صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اس میں داخل ہو جائے۔

نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا اعتکاف کی حالت میں مومن کا بیٹھنا بھی ثواب اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر مومن سویا ہوا ہے تو اللہ اس کے سونے کا بھی اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔ اس لیے کہ یہ اس کی عبادت تھی۔ معتکف کے لیے بغیر ضرورت کے مسجد سے باہر نکلنا ممنوع ہے۔ ضرورت کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ اگر مسجد میں قضائے حاجت کا اہتمام نہیں ہے تو قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ اس طرح اگر اس کے گھر سے کھانا لانے والا کوئی نہیں ہے تو کھانا لانے کے لیے اپنے گھر کے دروازے تک جاسکتا ہے۔ البتہ راستے میں کسی سے بات نہیں کرسکتا۔ کھانا لے اور جلدی سے واپس پلٹ جائے۔ راستے میں کسی سے حال احوال بھی نہیں پوچھ سکتا۔ کسی مریض کی عیادت نہیں کرسکتا۔ مسجد سے باہر کسی جنازے میں شمولیت بھی نہیں کرسکتا۔ باقی اپنا وقت اللہ کے ذکر میں گزارے، اللہ کی عبادت اور بندگی میں گزارے۔

اگر گھریلو معاملات کے سلجھانے کے لیے کسی گفتگو اور بات کی ضرورت ہو تو کرسکتا ہے۔ اس طرح اور کوئی معاملات ہوں تو ان کے بارے میں ہدایات دے سکتا ہے۔ لیکن مسجد میں بیٹھ کر بے کار اور لغو باتوں سے معتکف کو اجتناب کرنا چاہیے۔ جہاں تک معتکف کے غسل کا تعلق ہے، گرمی کی صورت میں اگر چاہے دن میں دس مرتبہ بھی غسل کرسکتا ہے۔ نہانے میں کوئی قباحت نہیں۔ بعض جاہلوں نے اپنی طرف سے مسئلے تراش لیے ہیں کہ معتکف کنگھی نہیں کرسکتا، تیل نہیں لگاسکتا، سرمہ نہیں ڈال سکتا، غسل نہیں کرسکتا۔ یہ سب جعلی مسئلے ہیں جن کا محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسجد میں خلوت نشین ہو کے اللہ کی عبادت کے لیے بیٹھے۔ باقی جو ضروریات ہیں، ان کی ادائیگی میں انہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ لیکن لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

یہ اعتکاف کے چیدہ چیدہ مسائل ہیں۔

عید کی رات چاند نظر آنے پر وہ دعا مانگ کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو۔ سنت یہ ہے کہ دعا مانگی جائے اور دعا کے بعد اعتکاف گاہ کو چھوڑا جائے۔ کیونکہ معتکف کی دعا اللہ فوراً قبول فرمالیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ العرب والعجم حضرت حافظ محمد گوندلوی کی وفات:

دوستو!

اس طرح یہ آخری عشرہ آنے والا ہے۔ اب تک سستی اور غفلت کے نتیجے میں جن لوگوں کو رات کے قیام کی توفیق نہیں ہوئی، وہ ان بقیہ ایام کو غنیمت جانیں۔ یہ دن روز روز نہیں آئیں گے۔ کون جانے اگلے برس انسان نے زندہ بھی رہنا ہے کہ نہیں رہنا۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾

اور موت ہر شخص پہ آنی ہے۔ کون ہے جس کو موت سے رستگاری ہے؟ اللہ کے ولی، اللہ کے نیک اور مقرب بندوں کو بھی موت سے چھٹکارا نہیں ہے۔ ابھی پرسوں کی بات ہے کہ ہمارے بزرگ، شیخ اور برصغیر ہند و پاک کے تمام اہل حدیث کے استاد اور امام حضرت شیخ الاسلام مولانا حافظ محمد گوندلوی کا انتقال ہوا ہے۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ میں نے اس موقع پر کہا تھا کہ اگر لوگ نیکیوں کی بنیاد پر زندہ رہتے تو ایسے لوگوں کو نہیں مرنا چاہیے تھا کہ جن کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان کی ساری زندگی کتاب وسنت کے پڑھنے اور پڑھانے میں صرف ہوئی ہے یا رب کے ذکر واذکار میں صرف ہوئی ہے۔

میں نے حضرت حافظ صاحب کو بیس سال خلوتوں میں دیکھا ہے۔ گھروں میں تنہائیوں میں، میں نے انہیں حدیث پڑھتے ہوئے دیکھا یا رب کا ذکر کرتے ہوئے دیکھا۔ جب اس طرح کے نیک لوگ نہیں رہے تو باقی کون ہے کہ جو رہے اور سیدہ فاطمۃ الزہراء کی بات تو کتنی اعلیٰ تھی کہ جب محمد رسول اللہ ﷺ نہیں رہے تو اور کس نے رہنا ہے۔ قرآن نے کہا:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ [الانبیاء: ۳۴ تا ۳۵]

جو بھی بشر آیا ہے، مرنے کے لیے آیا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ان سارے مرنے والوں کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور اللہ حضرت حافظ صاحب کے درجات اعلیٰ علیین میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعین فرمائے۔ اللہ جتنے لوگ زندہ ہیں، انہیں اپنی رضا، بندگی اور خوشنودی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما۔

لیلۃ القدر:

لوگو!

میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ چند گنتی کے دن باقی رہ گئے ہیں۔ ان دنوں کو غنیمت جانو اور اللہ کی بارگاہ میں اپنے آپ کو بندگی کے لیے تیار کرو۔ بالخصوص طاق راتوں میں۔ نبی کائنات ﷺ کا ان راتوں میں طریقہ یہ تھا کہ خود بھی جاگتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی سونے نہ دیتے تھے۔ اس کے لیے اہتمام کرو کیونکہ ان طاق راتوں میں ایک ایسی رات آتی ہے کہ جس کے لیے ربّ نے قرآن میں کہا ہے:

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾

ایک ایسی رات بھی ہے کہ جس کی عبادت ہزار مہینے کی راتوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ ۸۳ سال کی عبادت سے اس ایک رات کی عبادت ...... برابر نہیں ...... بہتر ہے۔ اس لیے اس کا بھی اہتمام کرو۔ ان مواقع کو غنیمت جانو اس مسجد میں ہر چار رکعت تراویح کے بعد پڑھے گئے قرآن کی تشریح اور توضیح نبی اکرم ﷺ کے فرامین کی روشنی میں کی جاتی ہے۔ اس لیے قرآن فہمی اس موقعے کو درست غنیمت جانتے ہوئے ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ اس موقعے کو کھونے نہ دیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں رمضان کے شب و روز سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مرکز اہل حدیث کے لیے دعا:

اللہ تعالیٰ ایسے مخیّر دوستوں کے مال جان میں برکت فرمائے کہ جن کو میں نے توجہ دلائی اور انہوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر مرکز اہل حدیث کے لیے چندہ دینے کا اعلان کیا۔ لیکن صورت یہ ہے کہ ابھی تک کوئی موزوں جگہ کہ جہاں سارے دوست آسانی سے پہنچ سکیں اور لوگوں کے لیے سہولت ہو، نہیں مل سکی۔ چنانچہ آج میں یہی فیصلہ کر پایا کہ ہماری کوششیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناقص اور ناتواں ہیں اور یہ کام تبھی سرانجام پاسکتا ہے کہ جب عرش والے کی مرضی ہو۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن کا آخری ہتھیار دعا ہے۔ ہم سارے دوست جگہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئے ہیں۔ جگہ ملتی ہے لیکن کوئی کسی لحاظ سے غیر موزوں ہے اور کوئی کسی لحاظ سے۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ جمعے کا بابرکت دن ہے اور نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمعے کا دن بھی قبولیت دعا کا دن ہوتا ہے اور پھر خطبہ ...... خطبے کے متعلق نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خطبے کے دوران ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ مومن کے منہ سے جو بات نکلتی ہے اللہ اسے پورا کر دیتا ہے۔ پھر رمضان کا مقدس اور بابرکت مہینہ ہے۔ سارے دوست خلوص دل کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ ہمیں مسجد کے لیے کوئی بڑی، وسیع اور فراخ جگہ عطا فرمادے۔ تاکہ نبی کی سنت کو عام کیا جاسکے۔ اللہ اپنے فضل وکرم سے ہمیں مسجد کے لیے کوئی بڑی اور موزوں جگہ عطا فرمادے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان، اکل حلال اور سود

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝﴾ (آل عمران: ۱٦٤)

تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض وسماء کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستی اقدس ومقدس پر جن کا نام نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ وہ ذات مقدسہ، مبارکہ، مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمتِ کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور رہنمائی کا بندوبست فرمایا۔

محمد رسول اللہ ﷺ اس کائنات میں امامِ ہدایت اور امامِ رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ آپ نے اس کائنات میں جلوہ گر ہونے کے بعد اہل کائنات کو اللہ کی وحدانیت کا درس دیا اور اپنی رسالت ماننے کی دعوت دی۔ وہ لوگ جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے قائل ہوئے، انہوں نے اللہ کی توحید کو تسلیم کیا، سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امامت کے معتقد اور معترف ہوئے، وہ لوگ مسلمان کہلائے۔ مسلمان ہو جانے کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے احکامات کے مطابق انہوں نے یہ بات اچھی طرح اپنے دل و دماغ میں بٹھالی کہ صرف کلمہ طیبہ کا اقرار اور اعتراف، اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت جنت میں جانے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اسلام میں داخلے کے لیے یہ بات بہت کافی ہے کہ آدمی اس بات کا اقرار اور اعتراف کرے کہ رب کائنات کے سوا خالق و مالک، موت و حیات پر قدرت رکھنے والا، زندگی و موت بخشنے والا، نفع ونقصان پہنچانے والا اور عبادت کے لائق کوئی دوسرا نہیں ہے۔ آدمی اس بات پر یقین رکھ لے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے سچے پیغمبر، اللہ کے سچے نبی اور اللہ کے سچے رسول ہیں۔

یہ عقیدہ اس بات کے لیے کافی ہے کہ انسان کو حلقہ کفر سے نکال کر حلقہ اسلام میں داخل کر لے، صرف اِس کے اقرار اور اعتراف سے آدمی مسلمانوں کی برادری کا ایک رُکن بن جاتا ہے، لیکن کیا صرف کلمہ شہادت، اللہ کی توحید کا اقرار اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اعتراف انسان کو اللہ کے عذاب سے بچانے، اللہ کی جنت میں داخلہ دلوانے، رب کی رضا کے حصول کا موقع فراہم کرنے اور اللہ کی بارگاہ میں مقرب ہونے کے لیے بھی کافی ہے، یہ بات کافی نہیں ہے؟ بلکہ انسان مسلمان ہو جانے اور مسلمان کہلا لینے کے باوجود اس وقت تک جنت کا وراث نہیں بن سکتا جب تلک کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل اور آپ کی تقریرات سے وجود پکڑنے والی سنت کی پیروی نہیں کرتا، بلکہ اگر کوئی شخص سارے دین اسلام کی تعلیمات کو مانتا ہے، قرآنِ کریم کے ایک ایک حکم کو تسلیم کرتا ہے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ساری تعلیمات پر ایمان لاتا ہے لیکن اس کے باوجود قرآن کے صرف کسی ایک حکم کو یا محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فرض کیے ہوئے کسی ایک فریضے کا انکار کر دیتا ہے تو اس کا سارا ایمان اور اسلام اسے جنت میں نہیں لے جا سکتا، جنت میں جانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان پورے کے پورے اسلام کو تسلیم کر لے، اور مکمل اسلام صرف اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے اعلان تک محدود نہیں ہے، بلکہ پورے اسلام کا معنی یہ ہے کہ انسان اس بات کا اقرار اور اعتراف کرے کہ میں نے اللہ کے حکم کے سوا کسی دوسرے کا حکم نہیں ماننا اور اسلام پر عمل پیرا ہوتے ہوئے انسان یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طریقے پر عبادات ادا کرنے کا حکم دیا ہے، میں نے اسی طریقے پر عبادات کی ادائیگی کرنا ہے۔

اگر ایک انسان اللہ کے حکم پر عبادت میں مشغول اور مصروف ہوتا ہے، اللہ کی بندگی کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، حج کرتا ہے لیکن ان ساری عبادات کی ادائیگی میں سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرتا ہے یا ایسا طرزِ عمل اختیار کرتا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان نہیں کیا، ایسے آدمی کی بھی کوئی عبادت اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہے۔

عبادات پر کاربند ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ انسان عبادت اس طریقے پر کرے جس طریقے پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔

نماز اس طریقے پر پڑھے جس پر نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھی ہے۔

روزہ اُس طرح رکھے جس طرح سرورِ گرامی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔

حج اس طرح کرے جس طرح امامِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حج کیا اور حج کا طریقہ سکھلایا ہے۔

زکوٰۃ اتنی ہی ادا کرے جتنی محمد رسول اللہ ﷺ نے بتلائی ہے۔

یہ بات بڑی ضروری ہے کہ انسان ساری عبادتیں کرنے کے باوجود اس وقت تک رب کی رضا حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ عبادت اس طریقے پر نہ کی جائے جس طریقے پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے عبادت کی ہے۔

اگر ایک شخص عبادت ہی نہیں کرتا اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کا اسلام جہنم میں جانے سے بچا لے گا اور اسے جنت میں لے جائے گا تو اس سے بڑی غلط فہمی کا شکار کون شخص ہے، اور اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت بھی کرتا ہے لیکن وہ طریقہ اختیار نہیں کرتا جو امام کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار کیا ہے، تب بھی انسان اللہ کی بارگاہ میں سُرخرو نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی عبادت ہی نہیں کرتا، پھر وہ رب کی بارگاہ میں قُرب کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ اس لیے ہمیں یہ بات اپنے ذہنوں میں اچھی طرح راسخ کر لینی چاہیے کہ کسی شخص کی کوئی عبادت قابل قبول نہیں ہے جب تک کہ وہ اس عبادت کو اس طریقے پر ادا نہ کرے جس طریقے پر محمد رسول اللہ ﷺ نے اسے ادا کیا یا اسے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

ایمان اور اسلام صرف زبان سے اقرار، اعتراف، اعلان اور اظہار کر لینے کا نام نہیں ہے، بلکہ اپنے عمل سے اس اعلان کی تائید کرنے کا نام ایمان اور اسلام ہے۔ اسی لیے ایمان کی جو تعریف علماء اہل سنت نے کی ہے، وہ یہ ہے کہ ایمان صرف زبانی اقرار کا نام نہیں ہے، بلکہ ایمان اسے کہتے ہیں کہ آدمی زبان سے اقرار کرے، اسے دل سے تسلیم کرے، اپنے عمل سے اس کی تائید کرے۔ اگر زبان سے اقرار نہیں کرتا تو کافر ہے۔ اگر زبان سے اقرار کر کے دل سے تصدیق نہیں کرتا تو منافق ہے۔ اگر زبان سے اقرار کرتا ہے، دل سے تصدیق کرتا ہے لیکن اپنے عمل سے اس کی تائید نہیں کرتا تو فاسق ہے، بے عمل ہے۔ مومن کہلانے کا حق دار صرف وہ شخص ہے جس کے دل اور زبان میں کوئی فاصلہ نہ ہو، زبان اور عمل میں کوئی اختلاف نہ ہو، اسے مومن کہا جاتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرمان سے اس بات کی تصدیق کی ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا، اے مسلمانو! جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے اپنے گھروں سے نکلو اور دوسرے شہروں پر حملہ کے لیے جاؤ، کسی شہر میں ایسے وقت پہنچو، جب کہ رات ہو چکی ہو تو فوری طور پر حملہ نہ کرو، بلکہ صبح تک انتظار کرو۔ عرض کیا اللہ کے رسول! صبح تک انتظار کیوں کریں؟ اس لیے کہ تمہیں پتہ چل جائے کہ یہ شہر اور بستی مسلمانوں کی ہے یا کافروں کی۔ عرض کیا اللہ کے رسول، ہمیں اس بات کا علم کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا، صبح تک انتظار کرو۔ اگر نمازِ فجر کے لیے بستی میں اذان دی جائے تو سمجھو کہ مسلمانوں کی بستی ہے۔ اگر اس بستی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اذان نہ ہو تو سمجھ لو کہ یہ کافروں کی بستی ہے۔

اللہ کے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے ثبوت کے لیے اذان کو لازمی قرار دیا ہے کہ اذان ایک عمل ہے۔ جس عمل سے مسلمان یہ ثابت کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ پھر اس سے بھی آگے آپ نے یہ بات ارشاد کی ہے، حدیث پاک میں آیا ہے، نبی محترم ﷺ مدینہ طیبہ میں اپنی مسجد پاک میں بیٹھ کر عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے، اپنے صحابہ کرام کی طرف رُخ کیا اور اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا، میرے صحابہ! میرا جی چاہتا ہے کہ کل عشاء کی نماز کے وقت میں کسی اور شخص کو اپنے مصلیٰ پر کھڑا کروں، وہ شخص نماز پڑھائے اور میں مدینے کے گلی کوچوں میں گردش کروں اور دیکھوں کہ جو شخص اذان سننے کے بعد نمازِ عشاء کھڑی ہونے پر بھی مسجد میں آ کر نماز میں شریک نہیں ہوا، میں اُس کے گھر کو آگ لگا دوں، اور بتلا دوں کہ یہ گھر مسلمانوں کا گھر نہیں ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا معنیٰ یہ ہے کہ مومن وہ ہے جو صرف زبان سے لا اِلٰہ الا اللہ کہہ کر، مُحمد رّسُولُ اللہ پکار کر اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلاتا، بلکہ مومن وہ ہے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرنے کے بعد، دل سے تصدیق کر کے، اپنے عمل سے اس کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ جس کے قول اور فعل، جس کے اقرار اور عمل میں تضاد ہو، وہ سب کچھ ہو سکتا ہے، محمد ﷺ کی اُمت میں سے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہمیں یہ بات اپنے ذہنوں میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہیے کہ ایمان اور اسلام کسے کہتے ہیں۔

ایمان اور اسلام صرف "لاَ اِلٰہ اِلاّ اللہ مُحمد رُسول اللہ" پڑھ لینے کا نام نہیں ہے۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ صرف کلمہ پڑھنے سے آدمی کے نام کا اندراج مسلمانوں کے رجسٹر میں تو ہو جاتا ہے، لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے محمد ﷺ کی امت جیسا سلوک نہیں کریں گے۔ سلوک اس سے کیا جائے گا، جس شخص نے پورے پورے اسلام کو اختیار کیا، اپنے دل اور زبان میں کوئی فرق روا نہیں رکھا، اور اپنے عمل سے اپنے اسلام کا ثبوت فراہم کیا۔ ایمان بھی اور عمل صالح بھی۔ یہ ہے اسلام۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ اسلام صرف عبادات کا مذہب نہیں ہے، بعض لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اللہ کی توحید کا اقرار کر لیا جائے، سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول مان لیا جائے، پانچ وقت کی نماز ادا کر لی جائے، پھر سال کے بعد زکوٰۃ دے دی جائے، اگر توفیق ہو تو حج کر لیا جائے، سال کے بعد ایک مہینے کے روزے رکھ لیے جائیں، باقی انسان جو جی چاہے کرے، اس پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ ان کے خیال میں اسلام صرف انہی پانچ چیزوں کا نام ہے۔

اسے یہ بات اچھی طرح ذہن میں بٹھا لینی چاہیے کہ اسلام واقعی ان چیزوں کا نام ہے، اس نے چار چیزوں کو مانا ہے، پانچویں کو نہیں مانا۔ نماز اس نے مانی ہے...... روزہ اس نے مانا ہے...... حج اس نے تسلیم کیا ہے...... زکوٰۃ کا اس نے اقرار کیا ہے، لیکن پہلی چیز کو اُس نے تسلیم نہیں کیا، انسان پوچھے کہ پہلی چیز کو کیسے تسلیم نہیں کیا؟ وہ نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج کرتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، اس نے پہلی چیز کو قبول کر کے ہی تو یہ سب کچھ کیا ہے۔ نہیں، باوجود اس بات کے کہ وہ یہ سارے کام کرتا ہے، اس نے پہلی چیز کو اس لیے تسلیم نہیں کیا کہ اگر وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا تو اس کا عقیدہ یہ ہوتا کہ جو بات محمد ﷺ کی زبانِ اقدس سے نکلی ہے، اس کو زمین پر گرایا نہیں جا سکتا۔

دنیا کے ہر شخص کی بات سے اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بات کو ہر صورت تسلیم کیا جائے گا۔ اس نے اپنے عمل سے اس بات کی نفی کی ہے، زبان سے کہتا ہے، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، میرے پیغمبر ہیں۔ زبان سے کہتا ہے، اللہ میرا رب ہے، لیکن اپنے عمل سے نہیں مانتا۔ اگر مانتا ہوتا

پھر اکل و شرب میں بھی محمد ﷺ کو اپنا راہنما مانتا۔

پھر تجارت میں بھی محمد ﷺ کو اپنا راہنما مانتا۔

پھر عدل و انصاف میں بھی محمد ﷺ کو اپنا قائد تسلیم کرتا۔

پھر سیاست میں بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا رہبر سمجھتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر معاش میں بھی نبی کائنات علیہ الصلاۃ والسلام سے راہنمائی لیتا۔

اگر عبادات میں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی پیروی کے بغیر انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سُرخرو نہیں ہوسکتا تو زندگی کے باقی معاملات میں بھی فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کو ماننے بغیر انسان سرخرو نہیں ہوسکتا۔ آدمی نماز پڑھے، روزہ رکھے، حج کرے، زکوٰۃ دے، لیکن حرام کھانے سے اجتناب نہ کرے، سود بھی کھاتا رہے، رشوت بھی کھاتا رہے اور مالِ حرام بھی ہڑپ کرتا رہے، امام کائنات علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ حرام چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ کاہن کا نذرانہ، پیر کا نذرانہ اور ناموس کے فروخت کرنے سے حاصل ہونے والی کمائی، یہ سب کچھ کرتا ہے اور کہتا ہے، میں مسلمان ہوں، کیونکہ میں نے پانچوں فرائض کو تسلیم کیا ہوا ہے، توحید کو بھی مانا...... رسالت کو بھی مانا...... نماز بھی پڑھی...... زکوٰۃ بھی دی...... حج بھی کیا...... روزے بھی رکھے...... اس لیے اب مجھے کھلی چھٹی ہے، میں چاہوں تو حلال کھاؤں، چاہوں تو حرام کھاؤں، کوئی تمیز نہیں۔ ایسا شخص مسلمان نہیں ہے، بلکہ یہ بات کہنی چاہیے کہ ایسے شخص کی عبادت بھی قبول نہیں ہے۔

کیوں قبول نہیں ہے؟ اگر تھوڑی سی توجہ ہو تو مسئلہ سمجھ آجائے۔ موٹا مسئلہ ہے، کہا جاتا ہے، نماز کی ادائیگی کے لیے کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔ یہ مشہور مسئلہ ہے کہ نماز اُس وقت قبول ہوتی ہے جب آدمی کے کپڑے پاک ہوں۔ پلید کپڑوں میں نماز ادا نہیں ہوتی، یہ ایسا مسئلہ ہے جس کو بچہ بھی جانتا ہے۔

اسی طرح حج کے لیے ضروری ہے کہ آدمی پاک صاف چادریں پہنے ہوئے ہو۔ اگر پلید چادروں کا احرام باندھے ہوئے ہے تو حج ادا نہیں ہوگا، اگر پیشاب میں بھیگے ہوئے کپڑے پہن کر آجائے تو نماز ادا نہیں ہوگی۔ پلید کپڑا پہن کر اگر نماز ادا نہیں ہوتی تو یہ بتلاؤ کہ یہ کپڑے جس چیز پر پہنے جاتے ہیں اگر وہ پلید ہو تو نماز ہو جائے گی؟ نماز کپڑے تو نہیں پڑھتے، انسان کا جسم اور رُوح پڑھتی ہے۔ اگر جسم کو لگنے والے کپڑے پلید ہیں تو نماز ادا نہیں ہوتی، اگر جسم پلید ہے تو نماز کیسے ادا ہو جائے گی؟ کیا کبھی ہم نے یہ بات سوچی ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولوی کے مسئلوں کا سارا دارومدار خارجی چیزوں پر ہے، ظاہر پر ہے، باطن کی طرف کوئی نگاہ نہیں اٹھاتا۔ اگر جسم کو لگنے والے کپڑے پلید ہیں تو حج ادا نہیں ہوتا۔ اگر یہ سارا جسم حرام کا مال کھا کر گیا ہے، اس حرام کو کھا پی کر پلنے والا جسم اگر اللہ کے گھر کا طواف کرتا ہے تو اس کا طواف اللہ کی بارگاہ میں کیسے قبول ہو جائے گا؟

یہ بھی سیدھا سادہ مسئلہ ہے کہ اگر جسم کے کسی حصے پر غلاظت لگی ہوئی ہو تو عبادت قبول نہیں ہوتی۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ اگر جسم پر تھوڑی سی غلاظت یا نجاست کے چند قطرے لگ جائیں تو اللہ کی بارگاہ میں اس کی عبادت قبول نہ ہو، اور پورا جسم باطنی نجاست میں لتھڑا ہوا ہو، پھر کہیں کہ عبادت قبول ہو جائے، کیسے قبول ہو؟

﴿ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ [البقرہ: ۲۰۸]

اسلام قبول کرنا ہے تو پورا کرو، تمہیں آدھے اسلام کا کوئی فائدہ نہیں ہے، ظاہری اسلام اور صرف کپڑوں کے پاک کرنے والا اسلام نہیں۔ جسم پلید، سارا جسم نجس۔

امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص شراب کا ایک قطرہ پی لیتا ہے تو چالیس دن تک اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا ہے، کیونکہ اس کا جسم پلید ہو گیا ہے۔ جسم پلید ہے، تو عبادت کس طرح قبول ہو، اور پھر جسم سے بھی زیادہ اگر انسان کی رُوح ہی ناپاک ہے ؎

تیرا دل تو ہے صنم آشناء
تجھے کیا ملے گا نماز میں

اس کو نماز سے کیا فائدہ؟ یہ ظاہری طور پر نماز پڑھ رہا ہے۔ یہی بات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے روزہ دار کے لیے فرمائی ہے، فرمایا:

((من لم یدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجةٌ ان يدع طعامه وشرابه.))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگو، سمجھتے ہو کہ انسان روزہ رکھ کر گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے، جنت میں چلا جاتا ہے۔ فرمایا: ہاں روزہ رکھ کر پاک ہوجاتا ہے، جنت میں چلا جاتا ہے، لیکن وہ شخص جس کا روزہ قبول ہوا ہے ہر روزہ دار روزہ رکھ کر جنت میں نہیں جاتا بلکہ وہ روزہ دار جنت میں جاتا ہے، جس کے روزے کو رب نے شرفِ قبولیت سے نوازا ہے۔ قبول کس کا ہوتا ہے؟ جس کا جسم پاک ہے، جس کی رُوح پاک ہے۔ نماز کس کی قبول ہوئی ہے؟ جس کے کپڑے پاک، جس کا جسم اور رُوح پاک ہے، امام کائنات علیہ السلام کی اپنی کہی ہوئی بات!

((من لم يدع قول الزور والعمل به.....))

جو روزہ رکھ کر جھوٹ بولتا ہے، اس کا جسم ناپاک ہوجاتا ہے۔ غلط بیانی سے انسان کا جسم پلید ہوجاتا ہے، بُری بات کہنے سے اِنسان کی روح ناپاک ہوجاتی ہے۔ اگر بُری بات پر عمل بھی کرلیتا ہے تو پلیدی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ امامِ کائنات علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جو یہ کام بھی کرتا ہے، روزہ بھی رکھتا ہے، اللہ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پروانہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صرف اس بات کا نام نہیں کہ آدمی زبان سے لا اِلٰہ اِلا اللہ کہہ دے ع

زبان سے کہہ بھی دیا لا اِلٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

فرائض کی ادئیگی کرلیتا ہے۔ کہتا ہے میں بڑا مسلمان ہوں، کلمہ پڑھ کر فرائض کی ادائیگی کے بعد اس بات کو اپنے دل اور دماغ میں بٹھائے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا میرا قائد، امام، رہبر اور کوئی دوسرا موجود نہیں ہے وہ تنہا میرے ہادی، مقتداء، رہنما اور رہبر ہیں۔ امام اور قائد کون ہوتا ہے کہ وہ جو بات کہے، وہ مان لی جائے اور جس بات سے وہ روکے، رک جائیں!

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾

[الحشر: ۷]

اِس کا اسلام ہے اور اس کیلئے لازمی بات یہ ہے کہ انسان اپنی روزی کو پاک بنائے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان لقمہ حلال اپنے بچوں کو کھلائے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے، جو جسم حرام سے پرورش پائے، اُس سے حلال کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ انسان یہ عزم کر لے کہ میں نے تجھے لقمہ حرام نہیں کھانے دینا، میں نے تجھے حرام کے قریب نہیں پھٹکنے دینا، یعنی اس جسم کی پرورش حرام سے نہیں ہونے دینی، میں نے اس جسم کو پالنا ہے تو حلال سے پالنا ہے۔ انسان اپنی اور اپنی اولاد کی پرورش حلال سے کرے گا تو ان شاء اللہ پھر اُن سے حرام کی توقع نہیں ہوگی۔ اگر جسم خالص حرام سے پلا ہوا ہو تو ایسے جسم کو کتنا بھی مجبور کرو، اس سے حلال کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔

یہ بڑی موٹی بات ہے، اس لیے سمجھ لو کہ عبادتوں کے لیے اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کی خاطر سب سے پہلے اکلِ حلال کا اہتمام کرنا ضروری ہے، جسم اور روح کو پاک بنانا ضروری ہے، جسم حلال کھانے اور حرام سے اجتناب کرنے سے پاک ہوتے ہیں، جسم کو لقمہ حرام سے روکے...... جسم کے ہر ہر عضو کی نگہداشت کرے...... نگاہوں کو آوارگی سے روکے...... زبان کو جھوٹ اور غیبت سے رُوکے ...... دماغ کو برے خیالات سے روکے ...... دل کو برے جذبات سے روکے...... پیروں کو ناجائز خواہشات کی طرف چلنے سے روکے...... ہاتھ کو حرام کے پکڑنے سے روکے...... پھر انسان اللہ کی بندگی کرے، ابھی نماز ادا نہیں کرتا کہ ربِ کائنات اُس کی نماز کو قبول کر کے اُس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں، پھر چھوٹی موٹی غلطیاں ہو جاتی ہیں، تو معافی بھی مل جاتی ہے۔ اگر اپنے آپ کو حرام سے بچا رکھا ہے تو کیا ہوتا ہے......؟

ایک آدمی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نمازِ ظہر ادا کرتا ہے، حضور سلام پھیرتے ہیں، اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ کہتا ہے، يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَذنَبْتُهُ اللہ کے رسول میں نے بہت بڑا گناہ کر لیا ہے، پتہ نہیں میرا کیا ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، کبیرہ گناہ کا ارتکاب تو نہیں کیا؟ اس نے عرض کیا، نہیں اللہ کے رسول، اس سے کم گناہ ہوگیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، وضو کر کے نماز پڑھی ہے؟ اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول، وضو بھی اُسی طرح کیا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس طرح آپ نے فرمایا ہے۔ نماز بھی اُسی طرح پڑھی ہے، جس طرح آپ نے پڑھائی ہے۔ آپ کے پیچھے نماز ادا کی ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ [هود: ١١٤]

جاؤ فجر اور ظہر کی نماز کے درمیان جو تم سے بھول کر غلطی ہوگئی ہے، اللہ کریم نے صرف نماز کی ادائیگی سے اُس گناہ کو معاف کر دیا ہے، کیونکہ جسم حلال سے پلا ہے، اس نے اپنے آپ کو بچا کر رکھا ہے۔ پھر بھی بتقاضائے بشریت اگر کوئی لغزش ہوگئی ہے تو اللہ نے معاف کر دیا ہے۔

سرورِ گرامی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، مومن جب وضو کرتا ہے تو وضو کے پانی کے قطرے زمین پر اکیلے نہیں گرتے، گناہوں کو ساتھ لے کر گرتے ہیں۔ سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں، اور جو باقی رہ جاتے ہیں، ابھی سلام نہیں پھیرتا کہ اللہ تعالیٰ باقی گناہ بھی معاف کر دیتے ہیں۔

شرط یہ ہے کہ جسم حرام سے نہ پلا ہوا ہو۔ حرام سے جسم پاک ہو۔ حلال کے بغیر تو وضو بھی نہیں۔ اگر انسان پر غسل واجب ہو، اور وہ وضو کر کے سمجھے کہ میری نماز ہو جائے گی تو نماز ادا نہیں ہوگی، کیونکہ پلیدی بڑی ہے اور وضو کی پاکیزگی چھوٹی ہے۔ اگر غسل واجب ہے تو صرف وضو سے انسان نماز کے قابل نہیں ہو سکتا۔ غسل کرنا پڑے گا۔ غسل کرنے سے انسان کا جسم پاک ہو سکتا ہے۔ جسم کو پاک بناؤ اس کے لیے لازمی ہے کہ اکل حلال کا اہتمام کرو، حلال روزی کھاؤ، اپنے بچوں کو حلال کھلاؤ، ان تمام معاشی وسائل سے اجتناب کرو جنھیں رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا یا محمد ﷺ کے اللہ نے قرآن میں حرام قرار دیا ہے۔

بڑے بڑے حرام کیا ہیں؟ بڑے سے بڑا حرام آج ہمارے پاکستان میں حلال ہو گیا ہے۔ اَب کوئی چیز ہمارے ہاں حرام نہیں ہے۔ قرآنِ کریم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے بڑا حرام اگر کوئی ہے تو وہ سود ہے۔

قرآنِ کریم کی تعلیمات سے میری بات کو سمجھو، خنزیر بھی حرام ہے...... شراب بھی حرام ہے...... جوا بھی حرام ہے...... مردار بھی حرام ہے...... خون بھی حرام ہے...... ان کے حرام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے میں کوئی شبہ نہیں، ان ساری چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر کیا ہے، لیکن کسی حرام کے لیے وہ بات نہیں کہی، جو سود کے لیے کہی ہے۔

فرمایا، گلا گھونٹ کر مرنے والا جانور حرام...... مردار حرام...... خنزیر حرام...... شراب حرام ...... فَاجْتَنِبُوْا، مومنو! یہ حرام ہیں، ان کے قریب نہ جاؤ، ناپاک ہو جاؤ گے۔ سود کا ذِکر آیا، تو رب تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ حرام ہے، اِس کے قریب نہ جاؤ، فرمایا:

﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾

[البقرہ: ۲۷۸]

ایمان اور سود دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

آج مسئلہ سمجھ کر جانا۔

فرمایا مومن سود نہیں کھاتا۔

پھر فرمایا، شراب، سور، حتیٰ کہ غیر اللہ کی نذر، ﴿مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ اللہ تعالیٰ نے گیارہ چیزوں کا نام ذکر کیا۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ﴾ [المائدہ: ۳]

سب حرام ہیں، کوئی نہ کھائے، قریب نہ جائے۔ پھر فرمایا کہ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اگر کوئی مجبور ہو جائے، غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ موت نظر آ رہی ہے، زندگی بچانا ہے، کچھ بھی کھانے کیلئے نہیں ہے، اس کو یہ گیارہ حرام چیزیں کھانا بھی جائز ہیں...... صرف مجبوری کی وجہ سے۔ مجبوراً زندگی بچانے کے لیے تھوڑا سا، ضرورت ہو تو ان کو مجبوری کی وجہ سے کھا لے۔ سؤر کی بھی اجازت دے دی اور غیر اللہ کے نام پر چڑھاوے کی بھی اجازت دے دی۔

اللہ تیری قدرت پہ قربان جاؤں۔ سُود کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں مجبوری کی وجہ سے بھی جائز قرار نہیں دیا، یہ اتنا بڑا حرام ہے۔ ضیاء الحق نے اسلام کے نام پر اس کو حلال کر رکھا ہے۔ وہ حرام جسے رب نے اضطراب اور اضطرار کی حالت میں بھی جائز قرار نہیں دیا، وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں نہ صرف یہ کہ جائز ہی نہیں، بلکہ کوئی شخص فیکٹری نہیں لگا سکتا، باہر سے مشینری امپورٹ نہیں کر سکتا، جب تک کہ سود پر قرضہ نہ لے، گورنمنٹ کا حصہ نہ رکھے۔ یہ ضیاء الحق کا اسلام ہے یہ پاکستان کا اسلام ہے۔

سنو! یہ تو ضمناً بات آ گئی۔ میں کہنے لگا تھا کہ پورے قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے اندر کسی چیز کو اتنا بڑا حرام قرار نہیں دیا گیا، جس قدر حرام اللہ تعالیٰ نے سود کو قرار دیا ہے۔

ایک مسئلہ میں نے سمجھایا کہ مجبوراً باقی حرام چیزیں جان بچانے کے لیے، اگر ضروری ہو، آدمی مر رہا ہو...... عام حالت میں نہیں...... انھیں استعمال کر سکتا ہے، لیکن سود تو جان بچانے کے لیے بھی استعمال کرنا جائز نہیں۔

دوسری بات سنو! اللہ تعالیٰ نے باقی ساری چیزوں کے بارے میں فرمایا کہ اِن کے قریب نہ جاؤ، ان کو چھوڑ دو، لیکن سُود کا مسئلہ آیا تو فرمایا، ﴿فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾، سود کھانے والا، سود کھلانے والا اللہ تعالیٰ کے خلاف جنگ کرتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرتا ہے۔ اسے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ اور کسی حرام کھانے والے کے بارے میں اس سختی کے ساتھ اعلان نہیں کیا، جس قدر سود کے متعلق کیا ہے۔

فرمایا، اگر تم سود لینے دینے سے باز نہیں آتے تو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ ہے، جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ پھر اللہ رب العزت نے اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے والوں کا انجام اور ان کی سزا کیا بتلائی ہے؟ وہ بھی اس قرآن کے چھٹے پارے سورۂ مائدہ میں موجود ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا!

﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى ٱلْآخِرَةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ [المائدہ: ۳۳]

اللہ اور رسول کے خلاف جنگ کرنے والوں کی سزا یہ ہے کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے، ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور ان کو اسلامی سلطنت سے نکال کر باہر پھینک دیا جائے۔

مومنو! آج ہمارے معاشرے کے اندر سُود اس طرح رچ بس گیا ہے کہ ہماری معیشت کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ مومن اور مسلمان وہ ہے جو مر جانا گوارا کر لیتا ہے لیکن اپنی اولاد کو حرام کھلانا اور خود کھانا گوارا نہیں کرتا۔ وہ سود کے قریب نہیں پھٹکتا، لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ خوشحال لوگ سود لیتے دیتے ہیں، مرنے والا کوئی نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کو بھی اس بات کا علم تھا کہ غریب آدمی مر رہا ہو تو اس کے لیے مردار حلال ہے کیونکہ غریب مجبور ہوتا ہے۔ لیکن سود کو مجبوراً بھی اس لیے حلال نہیں کیا کہ کوئی غریب سُود لینے پر کبھی مجبور ہوتا ہی نہیں۔ سود لیتا ہی وہ ہے، سود دیتا ہی وہ ہے جو خوشحال ہوتا ہے۔ جس کے اندر مال جمع کرنے کی ہوس ہوتی ہے۔ لالچ نے جس کی آنکھوں کو اندھا کیا ہوا ہوتا ہے۔ ہوس نے جس کی آنکھوں پہ پٹی باندھی ہوئی ہوتی ہے۔ دنیا کی حرص نے جس کو باؤلا بنایا ہوا ہوتا ہے، سُود کے لین دین کا کام وہی کرتا ہے، کہ اگر

ایک کارخانہ ہے تو دل کے اندر ہوس ہے کہ دو ہو جائیں۔
ایک فیکٹری ہے تو دل کے اندر خواہش ہے کہ دو ہو جائیں۔
زمین کا ایک ٹکڑا ہے تو چاہتا ہے کہ دو ہو جائیں۔

فرمایا اے میرے حبیب ﷺ، بنی آدم سے کہہ دو کہ تمہاری ہوس کی آنکھ کو صرف قبر کی مٹی ہی پر کر سکتی ہے، اور کوئی پُر نہیں کر سکتا۔ حرام سے ہوس کی آگ کبھی نہیں بجھتی۔

دوستو! اس لیے اس بات کا خیال رکھو، اسلام اس بندے کا نہیں ہے جو بڑا نمازی، حاجی، روزہ رکھنے والا اور زکوٰۃ دینے والا ہے، بلکہ اسلام اس بندے کا ہے جو حرام کھانے، حرام کھلانے اور اپنے بچوں کی حرام سے پرورش کرنے سے اجتناب کرتا ہے اور سب سے بڑا حرام سُود ہے، اس کے بعد سب سے بڑا حرام لوگوں کا حق مارنا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مومن وہی ہے، نماز اسی کی ہے، برکتوں والا رمضان کا مہینہ آ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روزے اُسی کے قبول ہوں گے، جس نے پہلے اپنے جسم کو پاک بنایا، جس کا جسم ناپاک ہے......اور حرام کے لقمے کھانے والے کا جسم کبھی پاک نہیں ہو سکتا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک کنویں میں کتا گر جاتا ہے۔ مولوی سے جا کر مسئلہ پوچھتے ہیں، مولوی صاحب کنویں میں کتا گر گیا، اب پاک کیسے کریں؟ مولوی فقہ کی کتاب نکال کر کہتا ہے، ڈھائی سو پانی کے ڈول نکالو، کنواں پاک ہو جائے گا۔ بھلا مانس جاتا ہے، کتا بیچ میں ہی پڑا ہوا ہے، بو کے نکالتا رہتا ہے، ڈھائی سو نہیں۔ ڈھائی ہزار بھی نکال لو، کنواں پاک نہیں ہوگا، پہلے کتا نکالنا ہوگا۔

سنو! سو وضو نہیں، ہزار وضو کر لو، سو غسل نہیں، ہزار غسل کر لو، جب تک پہلے جسم پاک نہیں، جسم کے اندرونی روح پاک نہیں، ہزار غسل سے بھی انسان کا جسم پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ اکلِ حلال سے پاک ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

خطابت آپ کی ذات کا نمایاں ترین پہلو تھا۔ آپ لوگوں کے دلوں پہ ہاتھ رکھتے اور سرد راتوں میں بھی گرمی کی لہر دوڑ جاتی، دسمبر کی ٹھٹھرتی راتوں میں لوگوں کو میں نے رات کے پچھلے پہر تک آپ کی تقریر کے انتظار میں رات آنکھوں میں کاٹتے دیکھا۔ بہت سے مشتعل ہجوم محض آپ کے چند الفاظ کے جادو سے برف کی مانند جامد اور ٹھنڈے ہوتے دیکھے۔

جب آپ مدینہ یونیورسٹی میں طالب علم تھے تو آپ کی خطابت کا شہرہ ساتھیوں میں تھا۔ یونیورسٹی کا ماحول عربی تھا اور آپ کو ویسے بھی عربی زبان وادب سے گہری دلچسپی تھی۔ آپ یونیورسٹی میں اس لیے بھی ممتاز حیثیت کے حامل تھے کہ عجمی ہونے کے باوجود عرب طالب علموں سے زیادہ عربی پر عبور حاصل تھا۔ چنانچہ وہیں پر آپ نے عربی میں خطابت کا آغاز کیا اور اس میں اتنا ملکہ حاصل کیا کہ آپ عربی کے بھی بے نظیر خطیب ٹھہرے۔ اس کی شہادت عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی نے دی ہے جس کا تذکرہ علامہ شہید نے اپنی تحریر میں یوں کیا ہے:

''دوسری مرتبہ جب کہ مسجد نبوی کے باب السعود میں نماز مغرب کے بعد حسب معمول عربی میں تقریر کے لیے کھڑا ہوا، آیات جہاد تلاوت کیں۔ فلسطین، کشمیر، قبرص اور اریٹیریا کے پس منظر میں اپنے ماضی کو آواز دی، بھیڑ بڑھتی اور آنکھیں بھیگتی چلی گئیں، سامنے شہنشاہ دو عالم ﷺ اپنے دو سالاروں سمیت استراحت فرما، پڑوس میں ہی بائیں طرف بقیع میں سلطنت روم ویونان کے روندنے والے اور ایران وتوران کے مسلنے والے محوخواب، پیش منظر میں بنو قریظہ وبنو نضیر کی اولاد کی دھمکیاں؟

سسکیاں، آہوں اور کراہوں میں بدل گئیں،

ایک ماتم برپا ہو گیا، پورا حرم امڈ آیا۔ اذان عشاء نے سلسلہ تقریر منقطع کرنے پر مجبور کر دیا۔ نماز کھڑی ہو گئی لیکن میرے یمین ویسار سسکیاں گونجتی رہیں۔ ادھر سلام پھرا، ادھر لوگ پل پڑے، عربوں کے ہاں اظہار محبت کے لیے ماتھے کو چومتے اور ناک پر بوسے دیتے ہیں۔ آدھ گھنٹے تک نشانہ ستم بنا رہا۔ کچھ بھیڑ چھٹی تو ایک انتہائی خوبصورت اور وجیہہ عرب چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی رکھے دو جوانوں کے سہارے آگے بڑھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے ایک حصہ جسم پر فالج کا اثر ہے۔ اس نے آتے ہی میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، پوچھا:

کہاں سے؟

میں نے جواب دیا...... پاکستان سے۔

پاکستان سے؟ انہوں نے حیرت واستعجاب سے دہرایا۔

جی ہاں۔ میں نے جواب دیا۔

مجھے اپنے سینے سے بھینچتے ہوئے بولے۔

''پاکستانی ایسے ہی باکمال ہوتے ہیں۔ جوان! لوگ مجھے کہتے ہیں کہ میں عالم عرب کا سب سے بڑا خطیب ہوں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم مجھ سے بھی بڑے خطیب ہو۔''

ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور ⊙ پاکستان
Tel: 42-37230585, 0321-4460487
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com